ظلمتوں میں ایمان کی شمع روشن کرنے والی عبقری ذات ملک العارفین داعی اسلام

حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ و دیگر مشائخ کا ایک مدلل تذکرہ

بنام

تذکرۂ مشائخ مدارسیہ

بنام تاریخی

مصحف الانوار لمدایح الاخیار

۱۴۴۳ھ

جلد اوّل

مصنف

مفتی محمد ہاشم علی یوصبا

ورلڈ ویو پبلشرز



سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

ظلمتوں میں ایمان کی شمع روشن کرنے والی عبقری ذات

ملک العارفین داعیِ اسلام

حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ و دیگر مشایخ کا ایک مدلل تذکرہ

بنام

تذکرۂ مشایخ مداریہ

بنام تاریخی

مصحف الانوار لمدایح الاخیار

۱۴۴۳ھ

مصنف

مفتی محمد ہاشم علی مصباحی

ناشر

المدار اکیڈمی، مکن پور شریف

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	تذکرۂ مشائخ مداریہ (جلد اول)
مؤلف	مفتی محمد ہاشم مصباحی بدیعی
پروف ریڈنگ	حضرت مفتی سید منور علی جعفری
پروف ریڈنگ	حضرت مفتی الحاج ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری مداری
فارمیٹنگ	مصباحی گرافک
اشاعت اول	نومبر ۲۰۲۲ء/ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ
تعداد صفحات	۵۲۰
تعداد اشاعت	۱۰۰۰
قیمت	۳۵۰ روپے
ناشر	المدار اکیڈمی، مکن پور شریف
مطبع	فاروقیہ بکڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی

ملنے کا پتہ

- المدار اکیڈمی، حویلی سجادگی، مکن پور شریف [9838360930]
- مدرسہ عربیہ مدار العلوم، گوبندہ پور بریلی [9639512991]
- مدرسہ الطاف العلوم گلشن مدار، بیرم نگر، بریلی [8057456646]
- خانقاہ مداریہ نثاریہ، موضع لالو والا، مرادآباد [7466964304]
- ورلڈ ویو پبلشر، لاہور
- مکتبہ حافظ ملت، مبارک پور، اعظم گڑھ

مشمولات

مشمولات ۳

انتساب ۱۲

ابتدائیہ ..... (مؤلف) ۱۳

دعائیہ کلمات ..... (حضرت سید مجیب الباقی جعفری) ۲۴

تقدیم ..... (حضرت مفتی اسرافیل مداری) ۲۶

بدیع الدین مظہر اسم ظاہر و باطن ..... (حضرت سید منور جعفر) ۵۴

تقریظ ..... (حضرت سید شمیم الدین منعمی) ۸۳

دعائیہ کلمات ..... (سید حسام الدین رفاعی) ۸۷

مدار الھند ..... (عارف نوشاہی) ۸۸

تقریظ جلیل ..... (حضرت مفتی محمد رضا مصباحی) ۹۳

تقریظ جلیل ..... (پروفیسر مسعود انور) ۱۰۰

تاثر گرامی ..... (مولانا خوشنود اختر) ۱۱۰

پیش لفظ ..... (غلام یحییٰ انجم مصباحی) ۱۱۸

تقریظ ..... (پروفیسر خورشید عطا) ۱۲۵

"تذکرہ مشائخِ مداریہ" تاریخ و تحقیق کا ایک روشن استعارہ (مولانا طفیل احمد مصباحی) ۱۴۱

طائرانہ نظر ..... (قیصر رضا حنفی) ۱۴۴
میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے ..... (پروفیسر اکرام الدین) ۱۴۸
قطب المدار، شمس الافلاک، قطب الارشاد . (مفتی محمد ہاشم سندھی) ۱۵۲
اظہار خیال ..... (وکیل انور صاحب) ۱۵۷
کلمات تشکر ..... (مؤلف) ۱۵۸
قطعۂ تاریخ تالیف ..... (سید مصباح المراد جعفری مداری) ۱۶۲
قطعۂ دعائیہ برائے تصنیف ..... (سید شہرت ادیب جعفری مداری) ... ۱۶۲
قطعۂ تاریخ اشاعت ..... (صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی) ۱۶۳
منقبت قطب المدار برائے تالیف ..... (فریدی صدیقی مصباحی) ۱۶۴
باب اول ۱۶۵
ملک شام کا شہر حلب ۱۶۶
ولادت باسعادت: ۱۶۸
امت محمدیہ میں طویل العمر لوگ: ۱۷۰
حضرت قطب المدار اور عمر دراز: ۱۷۴
سنہ ولادت پر تحقیقی تبصرہ: ۱۷۷
چند مرجوح اقوال کا تحقیقی جائزہ: ۱۸۷
باب دوم ۱۹۲
نام، نسب اور القاب ۱۹۳
نسب نامہ پدری: ۱۹۳

نسب نامہ مادری: ۱۹۴
شجرۂ نسب کا تحقیقی جائزہ: ۱۹۴
کتب جمہور میں ثبوت سیادت و شرافت: ۲۰۰
(۱) خلفائے قطب المدار کا موقف: ۲۰۰
(۲) متّصل علاقوں کے مستند شیوخ کا موقف: ۲۰۴
(۳) امرا و سلاطین کا نظریہ: ۲۰۸
(۴) کتب عامہ میں ثبوت سیادت: ۲۱۵
اسما کا تقدم و تاخر قادح نسب نہیں: ۲۲۲
کتب انساب اور نسب قطب المدار: ۲۲۳
بعض مرجوح اقوال اور ان کا تحقیقی جائزہ: ۲۳۱
سرکار غوث اعظم کے نسب میں طعن: ۲۳۳
امام کبیر شیخ احمد رفاعی کے نسب میں طعن: ۲۳۶
ثبوت نسب کے دیگر ذرائع اور سیادت قطب المدار: ۲۴۸
باب سوم ۲۵۶
بقیہ حالات زندہ شاہ مدار و تاریخ سلسلۂ مداریہ ۲۵۷
آبائی وطن: ۲۵۷
تعلیم و تربیت: ۲۵۹
علوم مذکورہ (کیمیا و سیمیا و ریمیا و ہیمیا) اور صوفیائے کرام: ۲۶۱
بیعت و خلافت: ۲۶۳

سلسلۂ مداریہ اور اس کے خصائص: ۲۶۹
شجرات طریقت اور قلت وسائط: ۲۷۰
شجرۂ مداریہ بصریہ: ۲۷۰
شجرۂ مداریہ شامیہ: ۲۷۱
شجرۂ مداریہ طیفوریہ: ۲۷۱
شجرۂ مداریہ طیفوریہ جعفریہ: ۲۷۲
سلسلۂ مداریہ کے دیگر اسما: ۲۷۲
طیفوریہ اور صدیقیہ: ۲۷۲
طبقاتیہ: ۲۷۳
طبقاتیہ کی وجہ تسمیہ: ۲۷۵
مقامات کبریٰ سے سرفرازی: ۲۷۶
مقام اویسیت: ۲۷۶
مقام قطب المدار: ۲۷۸
مقام صمدیت: ۲۷۸
مقام محبوبیت: ۲۸۰
ہندوستان میں آمد: ۲۸۵
آپ کے تبلیغی کارنامے: ۲۸۶
خلفائے قطب المدار: ۲۸۷
باب چہارم ۲۹۲

عرب وعجم کی خانقاہیں اور سلسلۂ مداریہ..... ۲۹۳
چند عظیم خانقاہوں میں فیضان سلسلۂ مداریہ:..... ۲۹۳
خانقاہ فریدیہ پاکپٹن شریف:..... ۲۹۳
خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف:..... ۲۹۵
نقل سند خلافت مع سلاسل خمسہ..... ۲۹۶
خانقاہ قادریہ محمدیہ امجھر شریف بہار:..... ۲۹۷
خانقاہ شیخ بڈھن سندیلہ:..... ۲۹۸
خانقاہ مکان شریف پنجاب:..... ۲۹۹
خانقاہ غوثیہ قلندریہ جون پور:..... ۳۰۲
نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ موسویہ فیصل آباد:..... ۳۰۳
نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ بیر پور گجرات:..... ۳۰۵
خانقاہ غوثیہ شطاریہ گوالیار شریف:..... ۳۰۶
"شجرۂ خلافت پیران طیفوری المعروف مداری..... ۳۰۶
خانقاہ مجددیہ سرہند شریف پنجاب:..... ۳۰۷
نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ مجددیہ:..... ۳۰۸
خانقاہ شاہ ولی اللہ دہلی:..... ۳۱۳
نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ کوڑہ جہاں آباد:..... ۳۱۷
خانقاہ رشیدیہ جون پور:..... ۳۱۸
نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ رشیدیہ:..... ۳۲۱

نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ قلندریہ لاہرپور:..... ۳۲۲
خانقاہ محمدیہ کالپی شریف:..... ۳۲۵
خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف:..... ۳۲۶
''نقل سند خلافت واجازت حضور قدس سرہ..... ۳۲۷
نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ مارہرہ:..... ۳۲۹
خانقاہ مکلی ٹھٹھہ سندھ:..... ۳۳۰
خانقاہ مجیدیہ بدایوں شریف:..... ۳۳۲
خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف:..... ۳۳۲
خانقاہ منعمیہ قمریہ پٹنہ:..... ۳۳۳
خانقاہ اجملیہ الہ آباد (دائرۂ شاہ اجمل الہ آباد):..... ۳۳۵
خانقاہ رزاقیہ بانسہ شریف:..... ۳۴۲
عرب میں سلسلۂ مداریہ:..... ۳۴۳
خانقاہ سنوسیہ لیبیا:..... ۳۴۵
شیخ صفی الدین احمد قشاشی شافعی [ولادت:۹۹۱ھ/وفات:۱۰۷۱ھ]:..... ۳۴۷
شیخ محمد باسط مکی:..... ۳۴۹
شیخ تاج الدین زکریا مکی (وفات:۱۰۵۱ھ):..... ۳۵۱
شیخ احمد بن علی شنّاوی [ولادت:۹۷۵ھ/وفات:۱۰۲۷ھ] :..... ۳۵۲
خانقاہ فہریہ فاس مغرب:..... ۳۵۳
شیخ سید مرتضی زبیدی مصری:..... ۳۵۴

شیخ ابراہیم بن حسن کورانی شافعی [ولادت:۱۰۲۵ھ/وفات:۱۱۰۱ھ] :..... ۳۵۸
حافظ اسماعیل آفندی مدنی:..... ۳۵۹
شیخ حسن عجیمی قدس سرہ:..... ۳۶۰
خانقاہ عیاشیہ مغرب:..... ۳۶۲
شیخ عبدالرحمن بن عبداللہ بلفقیہ:..... ۳۶۳
باب پنجم..... ۳۶۵
ہم عصر صوفیاے کرام..... ۳۶۶
معاصرین قطب المدار:..... ۳۶۶
حضرت سالار مسعود غازی اور حضرت قطب المدار:..... ۳۶۸
شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت قطب المدار:..... ۳۷۷
حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اور حضرت سیدنا قطب المدار:..... ۳۸۶
حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور حضرت قطب المدار:..... ۳۹۰
تجلیِ نور کی ایک روایت کا تحقیقی جائزہ:..... ۳۹۳
حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور حضرت قطب المدار: خط وکتابت: ۳۹۷
حضرت شیخ عماد الدین بلگرامی اور حضرت قطب المدار:..... ۴۰۳
حضرت شیخ عبداللہ شطار اور حضرت قطب المدار:..... ۴۰۶
حضرت صدر جہاں سید اجمل بہرائچی اور حضرت قطب المدار:..... ۴۰۷
حضرت نوشتہ توحید حسین معز بلخی اور حضرت قطب المدار:..... ۴۱۳
حضرت شاہ مینا لکھنوی اور حضرت قطب المدار:..... ۴۱۹

حضرت شاہ مینا لکھنوی کو مصلی دینے کی وجہ:.....۴۲۱
حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت قطب المدار حلبی قدس سرہما:... ۴۲۲
مکتوب اشرفی اور حضرت قطب المدار:.....۴۲۵
حضرت غوث العالم اور خرقۂ محبت:..... ۴۳۲
عبارت ''بہم دیگرے استفادہ کرد'' کا واضح مفہوم:..... ۴۳۴
باب ششم.....۴۳۹
متفرقات.....۴۴۰
حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار ارباب علم ودانش کی نظر میں:.....۴۴۰
وصال شریف:.....۴۴۷
بارگاہ قطب المدار میں سلاطین کی حاضریاں:.....۴۴۹
سلطان ابراہیم شرقی اور دربار قطب المدار:.....۴۴۹
سلطان ہمایوں اور دربار قطب المدار:.....۴۵۲
بادشاہ جلال الدین اکبر اور دربار قطب المدار:..... ۴۵۴
بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر اور دربار قطب المدار:..... ۴۵۵
شاہ جہان بادشاہ اور دربار قطب المدار:..... ۴۵۷
جواں بخت بہادر[۱۷۴۹ـ۱۷۸۸] اور دربار قطب المدار:..... ۴۵۸
نواب بہادر خان اور دربار قطب المدار:.....۴۵۹
شہزادہ فرخ سیر[۱۶۸۵-۱۷۱۹] اور دربار قطب المدار:..... ۴۶۰
محمد شاہ بادشاہ غازی اور دربار قطب المدار:.....۴۶۱

گروہ دیوانگان "ملنگ" اور ان کی حقیقت: ۴۶۲
ملنگ اور تجرید و تفرید: ۴۶۶
چلے (ریاضت و مجاہدات) اور حضرت قطب المدار: ۴۶۸
تمت بالخیر ۴۷۵
چند عکسی مخطوطات مع تصاویر ۴۷۶
فہرست مصادر و مراجع ۴۸۸
فہرست کتابیات ۵۰۲
ضمیمہ ۵۱۰

انتساب

میں اپنی اس بے مایہ کاوش کو ان جلیل القدر ہستیوں سے معنون کرتا ہوں:

- سیدنا امام زین العابدین بن امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
- سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی المعروف بہ طیفور شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- صاحب "دیوان مداری" سید عبدالجلیل موجود جعفری ارغونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- صاحب "تذکرۃ المتّقین" سید امیر حسن جعفری فنصوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت سید ظفر حبیب جعفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت سید نثار عالم جعفری مکن پوری ثم مرادآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حافظ ملت حضرت عبدالعزیز محدث مرادآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت چمیلی شاہ رضی اللہ عنہ
- حضرت لطیف شاہ رضی اللہ عنہ

اللہ عزّ شانہ ان بزرگوں کے طفیل کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابتدائیہ

آج سے قریب دو سال قبل جب احقر فضائل علم پر ایک مبسوط اربعین لکھ کر فارغ ہوا تو دل میں خیال گزرا کہ اب کسی تصوف منش شخصیت پر عربی زبان میں قلم کو جنبش دینا چاہیے، اصول تصنیف میں یہ شرط مستزاد تھی کہ صاحب تذکرہ شخصیت نادر الوجود اور پوشیدہ حال ہو، لمحات زندگی گزرتے رہے، ارادہ اوقات کے مانند سرد رہا، یکایک ایک دن والد گرامی حضرت محمد راسم علی زید عمرہ شیخ الاصفیا سید الاقطاب شیخ سید بدیع الدین احمد حلبی المعروف بہ قطب المدار قدس سرہ کا ذکر فرمانے لگے اور مجھ سے ان کی ذات پر کچھ لکھنے کی خواہش ظاہر کی، مجھے یہ تجزیہ کرنے میں دیر نہ لگی کہ میرے تلاش کردہ موضوع کا یہی صحیح انتخاب ہے، بلکہ ایسا محسوس ہوا کہ یہ عنوان بارگاہ صمدی سے عطا کردہ ہے، لیکن جہاں یہ موضوع میرے لیے باعث رغبت تھا، وہیں اس پر تلاش کر کے تحریر کرنا جوے شیر لانے کے مانند تھا، اور جو کچھ لکھا گیا وہ تشنگی فرو نہیں تھا۔

مختصر یہ کہ بعد تسمیہ مصادر و مراجع کی تحقیق اور دریافت میں منہمک ہو گیا، نتیجۃً ایک کتاب بنام "الذکرا المختصر فی القطب المزدھر" نصف سے زائد لکھ ڈالی، اسی دوران صاحب صدر سجادہ کے فرزند گرامی حضرت مولانا سید ظفر مجیب جعفری مداری ولیِ

عہد خانقاہ عالیہ مداریہ سے میرا رابطہ ہوا، روابط مضبوط ہوئے، احقر نے انھیں مواد فراہمی کے متعلق آگاہ کیا، اللہ تعالیٰ موصوف کو سلامت رکھے کہ انھوں نے ہر موڑ پر مجھے تعاون فراہم کیا اور حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔

تلاش و جستجو مزید جاری تھی اور کتاب فل اسکیپ سائز کے ۷۰/ صفحات کو محیط ہو چکی تھی کہ احقر نے ایک عربی کتاب کی دریافت کے بابت اشرفیہ اسلامک فاونڈیشن کے بانی محترم بشارت صدیقی اشرفی کو مہمیز کیا، موصوف جب کسی نوخیز عالم کے تعلق میں آتے ہیں، تو اس سے تصنیفی خدمات ضرور حاصل کرتے ہیں، میرے ساتھ بھی یہی ہوا کہ بشارت صاحب قبلہ نے معارف مخدوم اشرف جلد دوم کے لیے ایک بسیط مقالہ بعنوان "مخدوم اشرف اور قطب المدار: تعلقات و روابط" لکھنے پر آمادہ کیا، اگر چہ خانگی مصروفیات کچھ لکھنے سے مانع تھیں، تاہم انکار نہ بجالا سکا اور مقالے کی تیاری میں مصروف ہو گیا، اس دوران اور بھی مقالات میرے حیطۂ تحریر سے صفحۂ قرطاس پر طبع ہوئے، مقالہ منزل پر پہنچ کر تام ہوا اور بشارت صاحب کو بھیج دیا، موصوف مقالے کو دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے اور کلمات تشجیع سے بھی نوازا، اللہ تعالیٰ موصوف اشرفی صاحب کو سلامت رکھے۔ بس یہی مقالہ پیش نظر تصنیف کا باعث ہوا، مقالے کو دیکھ کر احباب بالخصوص حضرت مولانا سید ظفر مجیب جعفری مداری ولی عہد خانقاہ عالیہ مداریہ نے اسے کتابی شکل دینے پر زور دیا، اور اشاعت کی ذمہ داری بھی قبول فرمائی، اس طرح سابق کتاب کا کام ملتوی کر کے پیش نظر کتاب کی ترتیب و تحقیق کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اس راہ میں بہت سے پریشان کن مراحل کو عبور کرنا پڑا، مگر قلم مضمحل نہ ہوا، تھوڑی مدت بعد کتاب اپنی ایک حد کو پہنچی اور برائے تقاریظ روانہ کر دی، اس دوران

ڈاکٹر عارف نوشاہی اور پروفیسر غلام یحییٰ انجم مصباحی کی قیمتی تقاریظ بھی موصول ہوئیں، مگر اس سے قبل دیگر تقاریظ یا تأثرات دریافت ہوتے، کتاب میں چند اضافات در آ کرنے کا ارادہ بنا، جن کا دار و مدار مزید تلاش و جستجو پر تھا، بحمدہ تعالیٰ بعض مخلص احباب کی اسباب رسانی اور خاص توجہات کی بدولت ضروری حوالہ جات تک پہنچنے میں دیر نہ لگی اور یہ مرحلہ بھی بآسانی طے ہوا، کتاب تکمیل سے آراستہ ہو کر کمپوزنگ کے لیے روانہ کر دی گئی اور اب برائے تقاریظ بھیج دی گئی ہے۔ ؎

شکر کہ جمّازہ بہ منزل رسید
زورق امید بہ ساحل رسید

قدیم شخصیات پر تذکرہ نگاری کتنا دشوار امر ہے، یہ ایک خامہ نگار اور مصنف پر اچھی طرح ظاہر ہے، اور جب شخصیت نادر الوجود ہو تو محنت مزید درکار ہوتی ہے، احقر نے حوالوں کی تلاش کے لیے لائبریریوں کی طرف علمی اسفار کیے، بعضے سفر مایوس کن رہے اور پہنچنے پر معلوم ہوا کہ لائبریری تین ایام کے لیے مقفل ہے، مگر سر پر تحقیق کا جنوں حاوی تھا، جس نے عزائم بلند رکھے اور لائبریریوں کی طرف کئی بار آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا، دوران تالیف جن لائبریریوں میں جا کر استفادہ کیا، ان کے اسما درج ذیل ہیں:

(۱) رضا لائبریری رام پور
(۲) توفیق احمد چشتی لائبریری امروہہ
(۳) صولت پبلک لائبریری رام پور
(۴) برٹش کانسل دہلی
(۵) شبلی لائبریری ندوۃ العلما لکھنؤ
(۶) امیر الدولہ پبلک لائبریری لکھنؤ
(۷) مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ
(۸) مزمل لائبریری علی گڑھ
(۹) راجہ محمود آباد لائبریری سیتا پور
(۱۰) المجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور

(۱۱)راجہ پرتاب لائبریری جے پور (۱۲)کتب خانہ انوریہ کاکوری شریف لکھنؤ

(۱۳)امام احمد رضا لائبریری جامعہ اشرفیہ مبارک پور

چند لائبریریاں وہ ہیں، جن سے بالواسطہ استفادہ وقوع پذیر ہوا اور بعض احباب کی عنایات اس میں شامل رہیں، ان کے اسما درج ذیل ہیں:

(۱)خدا بخش لائبریری پٹنہ (۲)آصفیہ لائبریری حیدر آباد

(۳)پیر محمد شاہ لائبریری احمد آباد (۴)اردو ادب بورڈ حیدر آباد

(۵)پیر ڈمیریہ لائبریری گلبرگہ شریف (۶)دار الکتب الظاھریہ دمشق

(۷)المکتبۃ التیمویہ دمشق (۸)جمعۃ الواجد لائبریری دبئ

(۹)المکتبۃ الکتانیۃ رباط (۱۰)آیت اللہ العظمی قم ایران

(۱۱)کتابخانہ مجلس شورای ملی ایران

لائبریری سے استفادے کی دو جہتیں ہیں، مخطوطے سے خاص اقتباسات کاپی پہ نقل کر لینا یا مکمل مخطوطہ یا مخصوص صفحات کی زیراکس حاصل کرنا، احقر لائبریریوں کے اصول و قواعد کے مطابق دونوں راہوں سے دوچار ہوا، جمعۃ الواجد دبئ کی بین الاقوامی لائبریری ہے، یہاں گراں قیمت دے کر پانچ مخطوطات کی سافٹ فائلز حاصل کیں، اس موقع پر ڈاکٹر زمان الرحمن ارغونی حفظہ اللہ نے بھرپور امداد فراہم کی اور ان مخطوطات کی خطیر رقم اپنے ذمہ لے کر آگے کی راہیں ہموار کر دیں۔

دوران تالیف خانقاہ مکن پور شریف سے مسلسل رابطہ برقرار رکھا، اور خاندانی قدیم کتابوں کی دستیابی کے متعلق استفسار کرتا رہا، بعض نے حسب استطاعت امداد فراہم کی، جب کہ بعض نے وسائل مہیا ہونے کے باجود بے اعتنائی برتی، پیہم اصرار کے بعد بھی وہ مطلوب حوالہ جات احقر کو نہ دے سکے، گویا کہ اس مقام پر مجھے ایسا

محسوس ہوا، جیساکہ محقق امیر حسن فضوری مکن پوری نے اپنی روداد میں لکھا:

"راقم آثم را بحین ترتیب رسالۂ ہذا بجز نزد خود امدادے نرسیدہ و نیز دیدہ شد کہ اکثر کتب خاندانے کرمہا خوردہ و بتلف آمدہ مگر جز صندوق ہوائے ہم نداده و اظہار و اعلان آں نہ نمودہ و آنچہ کہ باقیست بدر ہموں قید مقید است حافظ حقیقی حافظ باد"

ترجمہ: راقم آثم کو اس رسالے کی ترتیب کے وقت کوئی امداد نہ پہنچی، حالاں کہ یہ بھی دیکھا گیا کہ خاندان کی اکثر کتب کرم خوردہ اور تلف ہونے کے قریب ہیں، مگر صندوق میں رکھنے کے علاوہ ان پر کوئی خاص توجہ نہیں، اور نہ ہی ان کتابوں کا اظہار و اعلان کرتے یعنی ان کتابوں کو منظر عام پر نہیں لاتے کہ ان کی تشہیر و اشاعت ہو اور وہ نسل نو کے لیے سرمایۂ افتخار بنے (بدیعی)، اور اب جو کچھ باقی ہے وہ اسی میں بند ہے، حافظ حقیقی باری تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ (۱)

مزید لکھتے ہیں:

"در مکن پور بخانۂ صاحبزادگان فرامین شاہی دوازدہ مواضع مع چٹھیاٹ صدر بورڈ وغیرہ وغیرہ موجود است، مگر بخیال تلف شدن یا بمصلحتے دیگر از وجود آں از کسے تذکرہ ہم بمیاں نمی آرند، اکثر نزد اعزہ دیدہ بودم مگر بوقت طلب جز حیلہ و حوالہ بدست نیامدہ"

ترجمہ: مکن پور میں صاحب زادوں کے پاس بارہ جگہوں کے فرامین شاہی اور صدر بورڈ وغیرہ کی چٹھیاں موجود ہیں، مگر تلف ہونے کے خیال سے یا کسی دوسری مصلحت کے پیش نظر کسی سے ان کا تذکرہ نہیں کرتے، میں

(۱) ... تذکرۃ المتقین، ج:۲، ص:۱۶۵، فصل سیزدہم در ذکر شاہان و امرا...، مطبع عزیزی کان پور سنہ اشاعت: ۱۳۲۳ھ

نے اکثر اعزہ و احباب کے پاس ان کو دیکھا تھا، مگر جب ان سے طلب کیا گیا تو سوائے حیلے اور بہانے کے ہاتھ میں کچھ نہ آیا۔ (۱)

البتہ اس بارے میں کوئی دو رائے نہیں کہ مکن پور شریف کا قلمی اثاثہ دیگر خانقاہوں کے مانند حوادث زمانہ کے شکار ہو گیا، مکن پور شریف جغرافیائی حیثیت سے بادشاہوں کے مابین ایک عظیم مقام رکھتا تھا، یہی وجہ ہے کہ تاریخی کتابوں میں مکن پور شریف کا ذکر بوجہ شہرت ضرور مذکور ہے، چناں چہ مرتضی حسین عثمانی بلگرامی حدیقۃ الاقالیم میں لکھتے ہیں:

"مکن پور تابع پرگنہ بلہور سرکار قنوج مزار پر انوار بدیع الدین شاہ مدار آنجاست کہ ہر سال در عشرۂ دوم جمادی الاول خلقے کثیر از دکن و بنگالہ و دیگر امصار ہند با علمہاے رنگارنگ آنجا جمع آیند و بعد از اختتام عرس باوطان خویش روند و آں جماع را ہندلے شاہ مدار نامند"

ترجمہ: مکن پور قنوج کے پرگنہ بلہور کے پاس ہے، جہاں بدیع الدین شاہ مدار کا مزار پر انوار ہے کہ ہر سال جمادی الاول کے دوسرے عشرہ میں دکن، بنگال اور ہندوستان کے دوسرے شہروں سے خلق کثیر رنگین علموں کے ساتھ اس جگہ جمع ہوتی ہے، اور عرس ختم پذیر ہونے کے بعد اپنے اپنے وطنوں کے جانب چلے جاتے ہیں، اور اس اجتماع کو وہ ہندلی شاہ مدار سے موسوم کرتے ہیں۔ (۲)

مؤرخ سبحان رائے بٹالوی خلاصۃ التواریخ میں لکھتے ہیں:

"و در مکن پور تابع پرگنہ بلہور سرکار قنوج خوابگاہ شیخ بدیع الدین المشہور

---

(۱) ... مصدر سابق، ص:۱۶۵، مطبع عزیزی کان پور

(۲) .. حدیقۃ الاقالیم، ص:۱۷۲، اقلیم سوم، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۲۹۶ھ

بشاہ مدار و شہباز است کہ از اولیاے بزرگ ہند بود و خلائق کثیر از خاص و عام بآنجناب اعتقاد دارند و در سالی یکمرتبہ طوائف امام از ممالک دور دست با علمہاے زریں آمدہ ازدحام می کنند و نذرات می گذرانند و چند روز ہجوم مردم"

ترجمہ: سرکار قنوج کے پرگنہ بلہور کے پاس مکن پور میں بدیع الدین کا مقبرہ ہے، یہ بزرگ شاہ مدار اور شاہباز سے مشہور ہیں، ہندوستان کے بڑے بزرگوں میں سے ہوئے ہیں، سب ہی خاص و عام ان کے معتقد ہیں، سال میں ایک بار بے شمار لوگ سنہری جھنڈیاں لے کر یہاں میلہ لگاتے ہیں، نذریں گزارتے ہیں، کئی دن تک لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔ (۱)

مکن پور شریف میں آج سے ڈیڑھ سو سال قبل ایک عظیم لائبریری تھی، جس کی حفاظت اور نگہداشت خانقاہی اصول میں شامل تھی، چناں چہ سید امیر حسن مکن پوری تذکرۃ المتّقین میں مہتمم درگاہ شریف کی شرائط کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"در محافظت و ترقیٔ کتبخانہ سعیٔ بلیغ ملحوظ دارند و کسی را اجازت نباشد کہ بیرون کتبخانہ کتابے ببرد"

ترجمہ: لائبریری کے عروج اور حفاظت میں بڑی کوشش ملحوظ رکھیں اور کسی کو لائبریری سے باہر کوئی کتاب لے جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ (۲)

مگر غدر کی سورش اکثر خانقاہوں کے قلمی ذخیرے کے زوال کا سبب بنی، اور بشمول خانقاہ مداریہ بہت سی خانقاہیں اس تباہی کا شکار ہوئیں، چناں چہ نور الحسن اویسی خواجۂ بلگرام کی تقدیم میں لکھتے ہیں:

---

(۱) ... خلاصۃ التواریخ، ص: ۴۰-۴۱، مطبع جی اینڈ سنس دہلی ۱۹۱۸ء

(۲) .. تذکرۃ المتّقین، ج: ۲، ص: ۳۱۵، مطبع قیومی کان پور ۱۳۱۵ھ

”شہنشاہ اکبر کے دور میں بلگرام عروج پر تھا، جو انگریزوں کی حکومت تک قائم رہا، مگر افسوس کہ مسلمانوں کی مرکزی حکومت کے زوال سے مسلمانوں کا ہر میدان متأثر ہوا، اس زبوں حالی کے اثرات سے سر زمین بلگرام بھی محفوظ نہ رہ سکی، بلگرام کے بزرگوں کا بیشتر علمی خزانہ منتشر ہو گیا، جن میں کچھ ضائع اور کچھ لکھنؤ حیدرآباد میں فروخت ہو گیا اور ایک معتد بہ حصہ انگریزوں نے یورپ منتقل کر دیا“(۱)

صباخان عظیم آبادی ریاض الانساب میں لکھتے ہیں:

”ہندوستان میں بھی غدر ۱۸۵۷ء کے قبل تک کوئی ممتاز گھر ایسا نہ تھا جہاں ان کے بزرگوں کے لکھے ہوئے یا خود انھی کے تیار یا نا تیار مکمل یا نا مکمل روزنامچے نہ ہوں، مگر افسوس ہے کہ غدر ۵۷ء کے بعد سے دولت کے ساتھ ساتھ ان کے علوم و فنون و بیدار مغزی سب پر نمایاں زوال آ گیا“(۲)

بقول حضرت سید منور علی جعفری مکن پوری دامت معالیہم ماضی میں سادات مکن پور شریف کے مکانات خستہ تعمیر تھے، مٹی کے مکانات کی کثرت تھی، جن میں زیادہ تر صاحب تصانیف سادات سکونت پذیر تھے، انھوں نے کما حقہ کتابوں کی حفاظت کی، کوئی دور ایسا گزرا، جس میں اہمیت کتب سے نا آشنا حضرات ہوئے، اور موسم برسات میں شدید بارش سے حفاظت نہ کر سکے، اس طرح کچھ کتابیں کچے مکانات میں بارش کے پانی سے نا قابل استفادہ ہو گئیں اور کچھ مکانات کی تنگی کے باعث کنووں میں ڈال دی گئیں، اکثر کتابیں غدر کے دوران صفحۂ ہستی سے گمنام ہو گئیں۔

---

(۱) ... تقدیم خواجۂ بلگرام، ص: ۱۲، ناشر مخدوم ملت لائبریری پرتاب گڑھ

(۲) .. ریاض الانساب، ص: ۴، مطبع مگدھ پریس پٹنہ ۱۹۵۵ء

پیش نظر کتاب میں حشو وزوائد سے احتراز برتا گیا ہے، اور حتی المقدور اپنی بات مدلل پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس کی ترتیب چھ ابواب پر منقسم ہے، ابواب کا تعارف درج ذیل نہج پر ہے:

باب اول میں حلب اور اس کی مختصر تاریخ کا ذکر ہے، چوں کہ یہ حضرت احمد حلبی قدس سرہ کا وطن مادری اور مقدمۃ الجیش ہے، اسی لیے کتاب کا آغاز پیش خیمہ یعنی حلب سے ہوا، اس باب میں آں حضرت کی ولادت اور طویل العمری پر تحقیقی روشنی بھی ڈالی گئی ہے۔

باب دوم آں حضرت کے نام، نسب اور القاب پر مشتمل ہے، اس میں آپ کا صحیح شجرۂ نسب تحریر کر کے آپ کے نسب نامہ پدری پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے، اور کتب انساب کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب سوم میں دیگر حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور آں حضرت کی اسناد طیفوریہ وشامیہ وغیرہ تحریر کی گئی ہیں، نیز سلسلۂ مداریہ کو تاریخی آئینہ دیا گیا ہے، علاوہ ازیں مقامات ولایت پر بھی تحریر کیا گیا ہے، آں حضرت کی ذات پاک کے متعلق ایک جھوٹی شبیہ یہ قائم کی گئی ہے کہ آپ خرقہ یافتہ ضرور تھے، لیکن کسی کو خلافت سے نہیں نوازا، اس باب میں عنوان "خلفاے قطب المدار" پڑھ کر بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ بات حقایق سے دور صریح غلطی پر مبنی ہے۔

باب چہارم میں بر صغیر پاک و ہند کی ان مشہور ترین خانقاہوں کو جگہ دی گئی ہے، جن میں فیضان مداریت مختلف حضرات سے پہنچا، اور یوں وہ خانقاہیں سلسلۂ مداریہ کی منت نواز ہوئیں، اس میں عرب کے مشایخ اور ان خانقاہوں کو بھی شامل کیا گیا ہے، جنھیں سلسلۂ مداریہ بالواسطہ یا بلاواسطہ پہنچا۔

باب پنجم فقط ہم عصر اور ہم لقا صوفیاے کرام پر مشتمل ہے، بعض وہ صوفیاے کرام مذکور ہیں، جنھیں حضرت قطب المدار سے شرف لقا اور فیض ظاہری دونوں حاصل ہے، اس باب میں حتی الامکان تاریخ کا بھی اہتمام کیا گیا نیز چند تحقیقی عکوس بھی ڈالے گئے ہیں۔

باب ششم متفرقات سے موسوم ہے، جس میں بہت سی زریں باتیں مرقوم ہیں، اور کئی زاویوں پر گفتگو کی گئی ہے، سلاطین کی بارگاہ قطب المدار میں حاضریاں زیادہ مفصل اور دل آویز عنوان ہے۔

اس کتاب کی طوالت کے پیش نظر کچھ موضوعات کے اندراج سے قصدا اغماض برتا، مثلا خلفاے قطب المدار کے حالات، سادات مکن پور کے حالات، تاریخ مکن پور، مداری خانقاہوں کے تذکرے، تصانیف زندہ شاہ مدار وغیرہ، وجہ ترک تین باتیں رہیں کہ بعضے مضامین کچھ کتابوں میں مذکور ہیں، اگر چہ مزید تحقیق طلب، اسی لیے خوف تکرار سے بچتے ہوئے جدت پیدا کرنے کی کوشش کی، دوم تاکہ اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لیے باب تحقیق وا رہے، اور وہ اس جانب التفات کر کے مدلل خامہ سرائی کر سکیں، سوم بنیادی وجہ یہ ہے کہ راقم الحروف بشرط زیست جلد دوم و سوم بھی لکھنے کا خواہش مند ہے، باقی جلدوں میں ہر ناگزیر گوشہ تحقیقی انداز میں شامل کیا جائے گا۔ والتوفیق من اللہ تعالیٰ۔

واضح رہے کہ میری تحقیق حرف آخر نہیں، اور نہ میں اس کا مدعی، بس بتوفیق الٰہی یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، اور جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگا، ہنوز اس موضوع پر تحقیق کی گنجائش باقی ہے، اور مزید تلاش و جستجو اور لائبریریوں میں علمی اسفار طے کرنے کی ضرورت ہے، اس کی خاص ذمہ داری ہر سہ خواجگان کی اولاد پر زیادہ عائد ہوتی ہے،

لہذا اس کتاب میں جو کچھ صحیح ہے وہ بارگاہ ایزدی کی طرف سے ہے، جو غلط نظر آئے، وہ اس بندۂ ہیچمداں کی جانب تصور کریں، بس بارگاہ رب ذوالجلال میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور نسل نو کے لیے شمس محکم سے تعبیر کردے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

خاکپائے صوفیائے کرام
بندۂ عاصی محمد ہاشم علی بدیعی مصباحی عفی عنہ
۲/ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق ۲/ اگست ۲۰۲۲ء
بروز دوشنبہ
نزیل حال دریا گنج نئی دہلی

دعائیہ کلمات

صدرالمشائخ حضرت علامہ و مولانا صوفی سید مجیب الباقی جعفری مداری مدظلہ العالی

صدر سجادہ نشین خانقاہ مداریہ مکن پور شریف کان پور (یوپی)

عزیزی مولانا مفتی محمد ہاشم بدیعی مصباحی زید فضلہ کی کتاب تذکرۂ مشائخ مداریہ المسمّیٰ بالاسم التاریخی "مصحف الانوار لمدایح الاخیار" (۱۴۴۳ھ) باصرہ نواز ہوئی، جس میں عزیزی موصوف نے مداریات کی زریں اساسیات اور نادر تحقیقات حسین ترتیب اور عمدہ اسلوب کے ساتھ محبت کی لڑی میں پرو دی ہیں اور تاریخ و سیر کے دامن سے ایک حسین انتخاب علما و مشائخ کے ہاتھوں میں پیش کرکے نگاہوں کی ٹھنڈک اور دعاوں کے مستحق بن گئے ہیں۔ موصوف کے ذوق لطیف اور تحقیق انیق پر ہر کوئی مسرت و شادمانی محسوس کرے گا۔

دعا گو ہوں ہر قدم پر توفیق ربانی عزیزی موصوف کی دستگیری فرماتی رہے اور کتاب کی دوسری جلد بھی اسی طرح داد تحقیق حاصل کرے۔

در حقیقت مولانا کا خلوص اور ان کی سادہ لوحی نے کتاب کی جامعیت کو حسین جامہ پہنا دیا ہے۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

مجھے امید ہے کہ اس کی اشاعت سے مشائخ عظام اور علمائے کرام بھی خوب خوب محظوظ ہوں گے،اور حضور سیدی مدار پاک کے محبین کا دائرہ وسیع ہوگا اور لوگوں کے اوپر کتاب اپنی چھاپ چھوڑے گی۔یہ فقیر عاجز بارگاہ رب لم یزل ولایزال سے پرامید ہے کہ مصنف کی کاوش قبولیت کا شرف حاصل کرے گی اور اصحاب تحقیق کے میزوں پر کتاب اپنے جلوے بکھیرے گی، افادہ عام اور استفادہ تام ہوگا، چھ ابواب پر مشتمل یہ کتاب قارئین کے افکار و نظریات کو مزید استحکام عطا کرے گی،اور فرد الافراد شمس الافلاک شہنشاہ اولیائے کبار سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ صاحبان فضل پر عیاں وبیاں ہوجائے گی۔

اللہ رب العزت مولانا مفتی محمد ہاشم سلمہ کو صحت وعافیت کے ساتھ علمی برکات سے مالامال فرمائے اور عمل خیر کی توفیق بخشے آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سید مجیب الباقی مداری

8-9-2022

سید مجیب الباقی جعفری مداری

تقدیم

فاضل معقولات و منقولات حضرت علامہ و مولانا مفتی ابوالحماد اسرافیل حیدری مداری دامت معالیہم

خادم دار الافتا دار النور، مکن پور شریف، کان پور (یوپی)

شاہے کہ کمال اسم اعظم با اوست
نقش آدم نگینۂ خاتم با اوست
در ہند ظہور کرد بر نام مدار
حقا کہ بنائے کار عالم با اوست

حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۴۲ھ - ۸۳۸ھ کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ ہادیِ راہ شریعت، امام ارباب طریقت، پیشوائے حقیقت و معرفت، صاحب تلوین و تمکین، اہل صحو و یقین، صوفیِ صافی مطلق، رازدار اوامر حقیقت و معرفت، امین تجلیات الوہیت، نور یقین و معرفت، امیر کشور فقر و عزلت، شاہ اقلیم عرفاں، امیر عالم امر، شاہ معمورۂ خلق، انیس محفل انبیا، جلیس جلوہ گاہ ذات کبریا، مستغرقِ ذات ذو الجلال، ناطق بلسانِ احوال غریباں، عروۂ سلسلۂ طبقۂ حیدریاں، منبع عوارف و معارف، مصدر کرامات و خوارق، بلند و بالا، اعلیٰ و اسنیٰ، مصفیٰ و مزکیٰ، متصرف مقام صمدیت، مجدد قول قم باذن اللہ، نظر حق بینانِ عین جمال اللہ، مترنم ترانۂ شوق، متصرف مقامات مافوق، مظہر شان تفرید، آفتابِ آسمان تجرید، معدن عشق و وفا، بحر صدق و صفا، فخر عالم نوری، مفتخر جہان بشری، دلیل ولایت کمال،

برہان محویت و اتصال، شاہباز ولایت جلی، دُرِّ یگانۂ صدف ولایت علی، نزہت آرائے چمن توحید، تراوت پیرائے گلشن تجرید، خلیل آتش عشق خدا، جلیل امت محمد مصطفیٰ، صاحب کمال اسم اعظم، مثل و مثال نقش آدم، آئینۂ تجلیات ربانی، مصحف انوار سبحانی، غیرت خورشید تاباں، جلوہ سامان بدر آسماں، نیّر برج قطبیت، ماہتاب چرخ ولایت، قاسم نعمات الٰہی، مقسم فیوض ذات لامتناہی، اجمل اہل جمال، اکمل اصحاب کمال، شمع کاشانۂ احمدیت، بدر منیر آستانۂ محمدیت، مصباح المقربین، سراج السالکین، ملک العارفین، امام المتّقین، قدوۂ اہل یقین، مفسر آیات ولایت سبحانی، مترجم مقالات عاشقان رحمانی، مخدوم خادمان حضرت صمدانی، محدث کلمات دیوان گان بارگاہ نورانی، مطلوب طالبان اسرار یزدانی، فخر الآفاق، شمس الافلاک، شیخ الاولیاء، سرحلقۂ اصفیا، سرگروہ اتقیا، صدر الشریعۃ، بدر الطریقۃ، قطب الحقیقۃ، شمس المعرفۃ، سر الاسرار، نور الانوار، قمر الاقمار، مظہر جمال کبریائی، معدن انوار الٰہی، مصدر فیضان احمدی، منبع تجلیات محمدی، اویس امام مہدی و علی، اویسیِ حجرۂ عنایت نبی، واقف حالات عرشیان، سامع مقالات نوریاں، صاحب نعمات دو جہانی، محرم قصر سلطانی، شہباز باغ انس، بلند پرواز ریاض قدس، جامع اسرار عالم صفات، لمعۂ لامعِ انوار عالم ذات، غواص بحر الحقائق والمعانی، سیّاح عالم حقیقی، خضرِ مقامات معنوی، مجمع بحرین حقیقی و مجازی، موسیٰ طور تمثال، عیسیٰ دمِ کمال، یوسفِ مصر حسنِ لایزال، زکریائے صاحب مقال، ایوب شکیب خصال، قطب ربانی، محبوب صمدانی، خاصۂ بارگاہ رحمانی، قطب الاوتاد، قطب الابدال، قطب النجباء، قطب النقباء، قطب الاولیاء، قطب ہر قطب، قطب امامین، قطب الثقلین، قطب الکونین، قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب اکبر، قطب الاقطاب، قطب الارشاد، قطب المدار، فرد الافراد، محبوب حقیقی سید السادات ہیں۔

آپ مرتبۂ قطب المدار سے ہی زیادہ مشہور ہوئے اتنا زیادہ کہ عہدہ ہی اسم با مسمی کی طرح ہو گیا۔ قطب المدار کا تعارف اللہ پاک کی طرف سے کرایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو بندہ مرتبۂ قطب المدار پر مسند نشین ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے حُلّۂ برکات و کرامات عطا کیا جاتا ہے اور اس کے سر پر تاج کرامت رکھ کر اسے تخت دل نشیں پر بٹھایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی خلافت و نیابت سے اسے سرفراز فرما کر اس دور میں اسے عالمین کا مُطاع و مراد قرار دے دیتا ہے۔

چناں چہ شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں:

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو مرتبۂ قطبیت کُبریٰ میں متولّی فرماتا ہے تو عالم مثال میں اس کے لیے ایک تخت بچھا کر اس پر اس کو بٹھاتا ہے اور اس مکان کی صورت بحیثیت اس کے مرتبہ کے بناتا ہے مثلاً اس کو اپنے عرش پر مستوی ہونے کی صورت بناتا ہے، اپنی ہر چیز کے ساتھ احاطۂ علمی کے ذریعے اور اللہ سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ مثل نہیں دے سکتا ہے۔ تو جب وہ تخت بچھا لیا جاتا ہے تو اس کے بعد اس کو ان تمام اسما کا خلعت دیا جاتا ہے جن کا طالب تمام عالم ہے اور اسما اس عالم کے طالب ہوتے ہیں۔ پھر اس سے حُلّے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ سب اس قطب کو پہنا کر اور تاج کرامت دے کر اس کو تخت پر بٹھاتے ہیں۔ اس وقت اس کی حالت خلیفہ کی ہوتی ہے۔ پھر اللہ جل شانہ تمام عالم کو حکم دیتا ہے اس سے بیعت کرنے کا، اس شرط پر کہ سب لوگ اس کی اطاعت کریں۔ اور سختی اور راحت ہر حال میں کریں۔ پس سارا عالم ادنیٰ و اعلیٰ سب اس کی بیعت میں داخل ہو جاتے ہیں سوائے عالوَن کے، عالون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے جلال میں در آئے ہوئے ہیں۔ اور وہ

لوگ بالذات حق کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ امر ظاہری شرعی کی وجہ سے۔ اور قوم مَلَأِ اَعْلیٰ بھی اس قطب کے پاس سب سے پہلے آتے ہیں اپنے مراتب کے موافق، یعنی کوئی پہلے کوئی پیچھے، اور وہ سب اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں بنا کسی سختی و راحت کی قید کے۔ اور وہ لوگ ان دونوں صفتوں کو اپنے میں جانتے ہی نہیں۔ اس لیے کہ کسی شے کی شناخت کما حقہ بغیر اس کی ضد کے نہیں ہوتی۔ اور ملأ اعلیٰ ایسے ذوق میں ہوتے ہیں جس میں امر مکروہ کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ تو جو روحیں قطب کے پاس بیعت کے لیے آتی ہیں، وہ اس سے علم الٰہی سے متعلق کوئی مسئلہ ضرور پوچھتی ہیں اور وہ جواب میں کہتا ہے: اے شخص! کیا تو فلاں فلاں امر کا قائل ہے؟ جب وہ اس کا اقرار کرتا ہے تو قطب اس سے کہتا ہے: اس مسئلے میں دو جہتیں ہیں اور وہ دونوں متعلق ہیں علم الٰہی سے، جن میں ایک دوسرے سے اعلیٰ ہیں جو اس شخص کو معلوم ہوتی ہے۔ تو ہر بیعت کرنے والا اس قطب سے مستفید ہوتا ہے، اور وہ علم حاصل کرتا ہے جو اس کو معلوم نہیں ہوتا ہے"۔

حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں:

"میں نے کل سوالاتِ قطبیت ایک علاحدہ رسالے میں لکھے ہیں۔ اور مجھ سے پہلے کسی نے ان کو نہیں لکھا ہے اور وہ مسائل معین نہیں ہوتے ہیں کہ بار بار اس قطب سے وہی پوچھے جائیں بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ خود بخود سائل کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ یعنی پہلے سے وہ سوال اس کے ذہن میں نہیں ہوتا ہے بلکہ پوچھنے کے وقت فوراً ذہن میں آجاتا ہے"

شیخ مزید فرماتے ہیں:

”پہلے اس قطب سے عقل سوال کرتی ہے۔ پھر نفس پھر وہ ملائکہ جو مقدم ہیں ان ملائکہ سے جو آسمان و زمین کے بنانے والے ہیں یا ان پر مُوَکَّل، پھر وہ روحیں جو ان ھیاکل کی مُدَبّرہ ہیں جنھوں نے بعد انتقال اپنے جسموں سے مفارقت کی ہے، پھر اَجِنّہ پھر مُوَلَّدات پھر باقی وہ جو اللہ کی تسبیح کرتے ہیں“(۱)

عبارت فتوحات سے واضح ہے کہ پوری خلقت زمانے کے قطب المدار کے ہاتھ پر بیعت کرتی ہے اور اس وقت قطب المدار کی شان عظمت کا اظہار اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے حسین طور پر کیا جاتا کہ اسے حلۂ نورانی زیب تن کرایا جاتا ہے اور سر پر تاجِ کرامت رکھ کر اسے تخت نشین کیا جاتا ہے اور پھر اس کی خلافت و نیابت کی بیعت تمام عالم سے لی جاتی ہے اور تمام عالم میں اس کا تعارف کرادیا جاتا ہے۔

قطب المدار پر خلق کے احوال روشن ہوتے ہیں

چوں کہ قطب المدار پر خلق کے احوال گردش کرتے رہتے ہیں اس لیے قطب المدار مخلوق کے احوال کو جانتا ہے، خلق کی حالت اس پر آشکارا رہتی ہے۔

چناں چہ شیخ عبد الرزاق کاشانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول رسالہ ابن عابدین الشامی میں حضرت امام ابن عابدین الشامی اس طرح نقل فرماتے ہیں:

”القطب فی اصطلاح القوم اکملُ الانسانِ مُتَمَکِّنٌ فِی مَقَامِ الفردیۃِ تَدُوْرُ عَلَیہِ اَحْوَالُ الْخَلْقِ“

قطب یعنی قطب المدار اس کامل ترین انسان کو کہتے ہیں جو مقام فردیت میں متمکن ہو اس پر مخلوق کے احوال دَورہ کرتے ہیں۔(۲)

اسی رسالہ میں مزید فرماتے ہیں:

---

(۱).. فتوحات مکیہ، ۳۳۶/وان باب، بحوالہ الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم

(۲) . رسالہ ابن عابدین الشامی، ص: ۲۶۵

"اَلْخَلِیْفَۃُ الْبَاطِنُ وَھُوَ سَیِّدُ اَھْلِ زَمَانِہٖ، سُمِّیَ قُطْبًا لِجَمْعِ جَمِیْعِ الْمَقَامَاتِ وَالاَحْوَالِ وَدَوْرَانِھَا عَلَیْہِ"

کہ قطب المدار باطن میں خلیفۂ رسول اللہ فی الارض ہوتا ہے اور وہی اپنے زمانے کا سردار ہوتا ہے۔ اس کا نام قطب مدار اس لیے رکھا جاتا ہے کہ وہ تمام مقامات و احوال کا جامع ہوتا ہے اور تمام مقامات و مراتب اسی کے گرد اگرد گھومتے ہیں۔ (۱)

مرتبۂ قطب المدار

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"قطبیت کبریٰ قطب الاقطاب کا مرتبہ ہے کہ جو مرتبہ باطن نبوت آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وَرَثَہ کے لیے مخصوص ہے، اس لیے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صاحبِ نبوتِ عامہ و رسالتِ شاملہ ہیں سارے عالم کے لیے اور اکملیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ تو خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا جو باطنِ خاتم النبوت پر ہو"۔ (۲)

مرتبۂ قطب المدار منتہائے درجہ ولایت ہے

قطب المدار کا درجہ و مقام نہایت ہی بلند و بالا ہوتا ہے۔ صاحب الدر المنظم فرماتے ہیں:

"قطب الاقطاب وہ ہے جس کے مرتبہ سے اعلیٰ سوائے نبوت عامہ کے

(۱) .. رسالہ ابن عابدین الشامی، ص: ۲۶۴

(۲) . فتوحات، فصل: 31، ب: 198، بحوالہ: الدر المنظم، ص: 150

اور کوئی مرتبہ نہ ہو اسی وجہ سے قطب الاقطاب صدیقوں کا سردار ہوتا ہے"۔ (۱)

حضرت باسط علی قلندر قدس سرّہ الاطہر فرماتے ہیں:

"مقام قطب الارشاد بہت رفیع المنزلت ہے جس کے آگے اولیا کا مقام نہیں"۔ (۲)

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ فتوحات مکیہ میں ہے:

اَمَّا القطبُ وَهُوَ واحِدٌ الَّذِیْ مَوضَع نَظَرِ اللهِ تَعالیٰ مِنَ الْعَالَمِ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ وَجَمِیْعِ اَوَانٍ وَهُوَ عَلیٰ قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَالْقُطْبُ الْکُبْرَیٰ هِیَ مرتبة قُطب الاقطابِ وَهُوَ بِاطِنُ نَبُوَّتِهٖ صَلّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا یَکُوْنُ اِلَّا لِوَرَثَتِهٖ لِاِخْتِصَاصِهٖ عَلَیْهِ السَّلَام بِالْاَکْمَلِیَّةِ فَلَا یَکُوْنُ خَاتَمُ الْوَلَایَةِ وَقُطْبُ الْاَقْطَابِ اِلَّا عَلیٰ بَاطِنِ خَاتَمِ النَّبُوَّةِ.

ترجمہ: قطب سے مراد ایک ذات ہے کہ تمام عالم میں جس پر اللہ کی نظر ہوتی ہے ہر وقت اور ہر گھڑی اور وہ قلب اسرافیل علیہ السلام پر ہوتا ہے۔ قطب کبریٰ کا مرتبہ قطب الاقطاب کا ہے اور وہ باطنِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے اور یہ اکملیت اور خصوصیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ مرتبۂ کمال نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وارثوں کے لیے ہے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اکملیت سے مختص ہیں۔

---

(۱).. الدر المنظم، ص: ۵۰

(۲) . الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم، ص: ۶۰

قطب الاقطاب باطن نبوت پر ہوتا ہے۔ (۱)

اختیارات وتصرفات قطب المدار

چوں کہ قطب المدار جامع کمالاتِ ولایتِ محمدیہ عَلیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر اتم اور سیدِ اہل زمانہ اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہوتا ہے وہی باطن خاتم النبوۃ پر ہوتا ہے، اسی لیے بغیر کسی دوسرے کے واسطہ کے فیضان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم اس کے زمانے میں اسی کے ذریعے ہوتی ہے، اسی کو نعماتِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر متصرف و مختار بنا دیا جاتا ہے اور مدار انعامات الٰہیہ ہونے کے شرف سے اسی کو مشرف کر دیا جاتا ہے۔ زمام عزل ونصب اسی کے ہاتھوں میں تھما دیا جاتا ہے۔

حضور سیدنا نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ حضرت میر جعفر مکی علیہما الرحمہ اپنی کتاب بحر المعانی میں رقم فرماتے ہیں:

”اے محبوب گوش دار کہ مراتبِ اقطاب و قطب المدار چیست؟ مراتب اقطاب آنست کہ ایشاں اگر بخواہند ولی را از ولایت معزول کنند و بجائے او دیگر را نصب کنند و مرتبۂ قطب المدار یعنی قطب عالم آنست کہ او اگر بخواہد اقطاب را از مقام قطبیت معزول کند و اگر اللہ تعالیٰ فرشتہ را کار فرمودہ باشد بگفتِ قطب مدار ازاں کار فرشتہ را معزول کند، وبگفتِ قطب مدار حضرت جَلَّتْ قُدْرَتُہٗ لوح محفوظ را نیز محو گردانند وزندہ کردنِ مَوتیٰ وانتقالاتِ عرش و کرسی ایں جمیع تصرفات مر قطب مدار باشد... قطب عالم یعنی قطب مدار متصرف بر جمیع اقالیم وبر جمیع اقطاب باشد واز عرش تا ثریٰ متصرف بود (۲)

(۱) .. لطائف اشرفی، مطبوعہ مخدوم اشرف اکیڈمی، ص: ۱۳۲

(۲) .. بحر المعانی، ص: ۹۲، میر جعفر مکی

اے محبوب! غور سے سنو: کہ اقطاب اور قطب مدار کے مراتب کیا ہیں؟ اقطاب کا مرتبہ یہ ہے کہ یہ لوگ اگر چاہیں تو ولی کو ولایت سے معزول کر دیں اور اس کی جگہ دوسرے کو مقرر فرمادیں اور قطب مدار یعنی قطب عالم کا مقام یہ ہے کہ اگر وہ چاہے تو قطبوں کو مقام قطبیت سے معزول کر دے اور اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کسی کام کا حکم فرما چکا ہو اور قطب مدار کی مرضی ہو کہ یہ کام نہیں ہونا چاہیے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس محبوب کی رضا کی خاطر فرشتوں کو اس کام سے روک دے۔ قطب مدار کے کہنے پر اللہ تعالیٰ لوحِ محفوظ کے نوشتہ کو بھی تبدیل فرمادے۔ مردوں کو زندہ کرنا عرش و کرسی کے لکھے ہوئے کو بدلنا یہ سب قطب مدار کے خصوصی تصرفات ہیں، قطب مدار یعنی قطب عالم تمام اقلیموں اور سارے اقطاب پر متصرف ہوتا ہے۔

قطب مدار عرش سے فرش تک ہر چیز پر متصرف ہوتا ہے

حضرت میر جعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”مقامِ جبروت یعنی مقام جبر و کسر خلائق مقامِ قطب مدار است، یعنی قطب مدار کہ او متصرف است از عرش تا ثریٰ و جبر و کسر در شش جہت کند و قطب عالم یعنی قطب مدار را فیض از عرش مجید کہ تعلق بعزلیت و نصبیت دارد۔“(۱)

ترجمہ: مقام جبروت یعنی مخلوق کے جبر و کسر کا مقام قطب مدار سے متعلق ہے یعنی قطب مدار جو متصرف ہوتا ہے عرش سے تحت الثریٰ تک چھ جہتوں، فوق و تحت، شمال و جنوب اور شرق و غرب میں جبر و کسر کرتا ہے۔

(۱)... بحر المعانی، ص:۹۳، میر جعفر مکی

قطب عالم یعنی قطب مدار کو عرش مجید سے فیض پہنچتا ہے جو عزل و نصب سے تعلق رکھتا ہے۔

نظام کائنات وقت کے قطب المدار کے ہاتھ میں ہوتا ہے

مولانا غلام علی نقش بندی مجددی در المعارف میں رقم فرماتے ہیں:

"حق تعالیٰ اِجرائے کارخانۂ ہستی و توابع ہستی قطب مدار را عطا می فرماید و ہدایت و رہ نمایی گمراہاں بدست قطب ارشاد می سپارد وبعد ازاں فرمودند کہ حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند وشانے عظیم دارند"۔ (۱)

ترجمہ: حق تعالیٰ کارخانۂ ہستی و توابع ہستی کے اجرا کی ذمہ داری قطب مدار کے سپرد فرما دیتا ہے۔ اور گمراہوں کی ہدایت و رہ نمائی کا کام قطب ارشاد سرانجام دیتا ہے اس کے بعد فرمایا کہ حضرت بدیع الدین شیخ مدار قطب المدار تھے اور ایک عظیم شان کے مالک تھے۔

عالم کا وجود قطب المدار کی برکت سے قائم رہتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت خضر علیہ السلام نے دوران مکاشفہ ارشاد فرمایا:

"جَعَلَنَا اللّٰہُ تَعَالیٰ مُعِیْنًا لِقُطْبِ الْمَدَارِ مِنْ اولیاءِ اللّٰہِ تعالیٰ الَّذِیْ جَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ مَدَارًا لِلْعَالَمِ وَجَعَلَ بَقَاءَ الْعَالَمِ بِبَرَکَۃِ وُجُوْدِہٖ وَاِفَاضَتِہٖ. (۲)

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور حضرت الیاس علیہما السلام کو قطب المدار کا

---

(۱)... در المعارف، مطبوعہ استانبول، ترکی، ص:۲۴۳

(۲) . الحديقة الندية فی شرح الطر يقة النقشبندية، مطبوعه اخلاص وفقی استانبول

مُعین بنایا۔ وہ قطب المدار جو اللہ تعالیٰ کا ایسا ولی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عالم کے لیے مدار قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے عالم کی بقا اس کے وجود کی برکت اور اس کے افاضہ پر مقرر فرمادی ہے۔

حضرت سیدنا میر جعفر مکی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

"قطب عالم در ہر زمانہ و عصر یکے باشد وَ وجودِ جمیع موجودات از اہل دنیا و آخرت یعنی سفلی و علوی بوجود قطبِ عالم قائم باشد و قطب عالم را فیض از حق تعالیٰ بے واسطہ باشد و قطب عالم را مدار نیز گویند۔ یعنی مدار موجوداتِ سفلی و علوی از برکت وجود اوست"۔ (۱)

قطب عالم ہر زمانہ و ہر عصر میں ایک ہی ہوگا، اور تمام موجودات کا وجود اہل دنیا و اہل آخرت میں سے یعنی عالم علوی و عالم سفلی میں سے قطب عالم کے وجود کے سبب قائم ہوتا ہے۔ اور قطب عالم کو حق تعالیٰ سے بے واسطہ فیض پہونچتا ہے۔ قطب عالم کو قطب مدار بھی کہتے ہیں یعنی موجودات عالم سفلی و علوی اس قطب مدار کے وجود کی برکت کے سبب ہے۔

ایمان وہدایت کا نور قطب المدار کے وسیلے سے ملتا ہے

امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں رقم فرماتے ہیں:

"قطب ارشاد جو کمالاتِ فردیہ کا بھی جامع ہوتا ہے بہت عزیز الوجود اور نایاب ہے، بہت سے قرنوں اور بے شمار زمانوں کے بعد اس قسم کا جوہر وجود میں آتا ہے۔ عالم تاریک اس کے نور ظہور سے نورانی ہوتا ہے اور اس کی ہدایت وارشاد کا نور محیط عرش سے لے کر مرکز فرش تک تمام جہان کو شامل

(۱)... بحر المعانی، ص:۸۳

ہوتا ہے۔ اور اس کے وسیلے کے بغیر کوئی شخص اس دولت کو نہیں پا سکتا۔ مثلا اس کی ہدایت کا نور دریاے محیط کی طرح تمام جہان کو گھیرا ہوا ہے اور وہ دریا گویا منجمد ہے اور ہر گز حرکت نہیں کرتا اور وہ شخص جو اس بزرگ کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے یا یہ کہ وہ بزرگ طالب کے حال کی طرف متوجہ ہے تو توجہ کے وقت گویا طالب کے دل میں ایک روزن کھل جاتا ہے اور اس راہ سے توجہ و اخلاص کے مطابق اس دریا سے سیراب ہوتا ہے۔ ایسے ہی وہ شخص جو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے اور اس عزیز کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہے، انکار سے نہیں بلکہ اس کو پہچانتا نہیں ہے تو اس کو بھی یہ افادہ حاصل ہو جاتا ہے لیکن پہلی صورت میں دوسری صورت کی بنسبت افادہ بہتر اور بڑھ کر ہے۔ لیکن وہ شخص جو اس بزرگ (قطب الارشاد) "قطب المدار" کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے آزردہ ہے تو اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم ہے، یہی افکار و آزار اس کے فیض میں مانع ہو جاتے ہیں، بغیر اس امر کے کہ وہ بزرگ اس کے عدم افادہ کی طرف متوجہ ہو، یا اس کے ضرر کا قصد کرے، کیوں کہ ہدایت کی حقیقت اس سے مفقود ہے وہ صرف مرشد کی صورت ہے اور صورت بے معنی کچھ فائدہ نہیں دیتی اور وہ لوگ جو اس عزیز (قطب المدار) کے ساتھ محبت و اخلاص رکھتے ہیں اگرچہ توجہ مذکورہ اور ذکر الٰہی سے خالی ہوں لیکن فقط محبت ہی کے باعث رشد و ہدایت کا نور ان کو پہنچ جاتا ہے۔"[1]

---

(۱) ... مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب: ۲۶۰

فتوحات مکیہ، رسالہ ابن عابدین الشامی، الدر المنظم، لطائف اشرفی، بحر المعانی، در المعارف اور مکتوبات امام ربانی کی عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ قطب المدار کے زیر تصرف عالم امر، عالم خلق، عالم علوی، عالم سفلی، ہفت آسمان، ہفت اقالیم زمین، مقام عزل و نصب، مقام جبر و کسر، ہستی و توابع ہستی، عرش و فرش اور شش جہات و جمیع موجودات ہوتے ہیں، ولایت و قطبیت کی سلطنت کا وہی بادشاہ وقت ہوتا ہے۔ رشد و ہدایت کی مملکت کا وہی تاجدار عصر ہوتا ہے وہی ترقی کر کے فرد الافراد اور محبوب حقیقی بنتا ہے۔ اسی لیے بزرگان طریقت کے سلسلے اور مشائخ حقیقت کے شجرے بھی اس قطب المدار کی نسبت سے معمور و منور ہوتے ہیں ہر نسبت میں اس کی نسبت اور ہر محبت میں اس کی محبت کی جلوہ فرمائی ہوتی ہے، انسان سمجھے یا نہ سمجھے اسی کے ہدایت کے نور سے وہ ہادی و ہدایت یافتہ بنتا ہے اسی کے جوہر نور سے وقت، زمانہ، زندگی کی خوشی اور ہر چہل پہل باقی رہتی ہے، اس کا وجودِ مسعود سب کے وجود کا سبب بنتا ہے۔ مصنف، اسی کے مرہونِ منت، مفسر اس کے زیر احسان، محدث اسی کا ممنون، مفکر کے فکر کو اسی سے سلامتی، مقرر کی زبان میں اسی سے حلاوت اور حیات کی بقا اسی کے وجود کی برکت، بارش اس کی برکت سے رزق اس کے وسیلے سے نعمتیں اس کے صدقے سے ہی ملتی ہیں اپنے زمانہ میں ہر فیض کا مصدر اور ہر بھلائی کا وہی منبع ہوتا ہے۔

حضرت سید احمد بدیع الدین حلبی مکنپوری ولایت و قطبیت کے مقام کبریٰ پر فائز ہوئے منصب قطب المدار پر سرفراز ہوکر فرد الافراد و محبوب حقیقی و محبوب نازنین قرار پائے۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی متوفی ۲۶۱ھ سے ظاہری بیعت و خلافت سے شرف یاب ہوکر ملک العارفین اور محبوب صمدانی کے منصبِ

جلیل سے ارجمند ہوئے، ستر(۷۰)مرتبہ آپ نے شب قدر کی زیارت فرمائی۔

جناب لعل بیگ بدخشی کی کتاب ثمرات القدس من شجرات الانس مصنفہ ۱۰۰۹ھ میں مرقوم ہے:

"سید بدیع الدین قطب الادوار لقب بشاہ مدار قدس سرہ...ہفتاد مرتبہ شبِ قدر رادریافتہ بود"(۱)

کہ سید بدیع الدین قطب الادوار لقب بشاہ مدار نے ستر مرتبہ شب قدر کی زیارت فرمائی تھی۔

یہ تو شب قدر کی بات ہے اصحاب سیر فرماتے ہیں کہ بطور اویس رضی اللہ عنہ آپ نے کئی بار رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت فرمائی اور منصب اویسیہ سے سرفراز ہوگئے۔

ملفوظات حضرت شیخ سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی ۷۰۷ھ - ۸۲۸ھ مطابق ۱۳۰۸ء - ۱۴۰۸ء میں تذکرۂ اولیاء مصنفہ حضرت فرید الدین عطار ۱۱۴۵ء-۱۲۲۱ء نیشاپوری کے حوالہ سے مرقوم ہے:

"قومے از اولیاء اللہ عزّوجلّ باشند کہ ایں شان را مشائخ طریقت و کبرائے حقیقت اویسیاں نامَند کہ ایشاں رادر ظاہر بہ پیرے احتیاج نہ بود۔ زیرا کہ ایشاں راحضرتِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم در حجرۂ عنایت خود پرورش می دہند بے واسطہ غیرے چنانکہ اویسؓ دادہ۔ ایں عظیم مقامے بود و روشِ عالی تر۔ کہ ایں جا رسانند؟ وایں دولت بکہ رو نماید؟ بموجب آیت کریمہ: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ "(۲)

(۱)... ثمرات القدس من شجرات الانس مخطوطہ رضا لائبریری رام پور شمارہ کتاب نمبر ۲۳۰۴

(۲).. لطائف اشرفی فارسی، مطبوعہ نصرت المطابع دہلی، ص:۲۵۴

کہ اللہ عزّوجلّ کے ولیوں میں سے ایک جماعت کو اویسی کہتے ہیں یہ قائلین مشائخ طریقت اور کبرائے حقیقت ہیں۔ اویسیوں کو بظاہر کسی پیر کی حاجت نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے حجرۂ عنایت میں بذات خود ان کی پرورش فرماتے ہیں اس امر میں کسی کا واسطہ نہیں جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تربیت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔ یہ اویسیت ایک عظیم مقام اور بہت بلند روش ہے۔ بھلا کسے اس مقام تک رسائی ہوتی ہے، اس دولت سے کون مشرف ہوتا ہے؟ یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

”حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار ایشاں نیز اویسی بودہ اند و بسے مشرب عالی داشتند، بعضے علوم نوادر از ہیمیاء و سیمیاء و کیمیاء و ریمیاء از ایشاں معائنہ شد کہ نادر ازیں طائفہ کسے را باشد“(۱)

یعنی شیخ بدیع الدین ملقب بشاہ مدار قدس سرہ بھی اویسی ہوئے ہیں اور بہت سے عالی مشرب رکھتے ہیں۔ بعض علوم نوادرہ ہیمیا و سیمیا و کیمیا و ریمیا ان سے مشاہدہ ہوئے، اس جماعت اولیا میں سے کسی کے پاس یہ علوم ہوں گے۔

قطب المدار کو براہ راست رسول کریم علیہ السلام نے تعلیم و تربیت دی

مراۃ مداری میں ہے کہ:

بعد از صفاي باطن او را حضورِ تمام بروحانیت حضرت رسالت پناہ میسر گشت۔ آنحضرت از کمالِ مہربانی و کرم بخشی دستِ قطب المدار بدست حق

(۱) ... لطائف اشرفی، ص: ۳۵۴، مطبوعہ نصرۃ المطابع دہلی

پرستِ خود گرفتہ تلقین اسلام حقیقی فرمود۔ (۱)

باطن کی صفائی کے بعد حضرت مدار قدس سرہ کو حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پاک کی حضوری میسر ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمالِ کرم بخشی اور مہربانی سے دستِ قطب المدار کو اپنے دست حق پرست میں لے کر اسلام حقیقی کی تلقین فرمائی۔

اویس زمانہ کو علم ہیمیا و سیمیا و ریمیا و کیمیا کی خبر ہوتی ہے

صاحب بحر زخار علامہ وجیہ الدین اشرف فرنگی محلی تحفۃ الابرار سے فضائل اویسیہ کے باب میں نقل فرماتے ہیں کہ:

"اویسیاں را اکثر نوادر علوم خبر می باشد مثل ھیمیاء و سیمیاء و ریمیاء و کیمیاء" (۲)

کہ جو حضرات منصب اویسیت سے سرفراز ہوتے ہیں اکثر انھیں نوادر علوم جیسے ھیمیا و سیمیا و ریمیا و کیمیا کی خبر ہوتی ہے۔

ھیمیا و سیمیا و ریمیا و کیمیا کی تعریف

ھیمیا: کیفیت علم ھیمیاء عبارت از توسعۂ وقت و قیل انتقال روح یعنی اکثر روح می خواہد بجہت اتمام کمالات بدنی دیگر اقویٰ ازیں بدن اختیار کند ایں قسم را بتناسخ نمی گویند و جائز می دارند چنانچہ خضر علیہ السلام در ہر صد سال برائے خود بدنے دیگر اختیار می کند۔

سیمیا: عبارت از دانستن تفعلات بدن و اظہار از عجائب و نمودار

---

(۱) ... مراۃ المداری مترجم، ص:۱۱۰، مطبوعہ المجمع المداری چھہراوں سدھارتھ نگر

(۲) .. بحر زخار، جلد سوم، تیسرا حصہ، ص:۱۰۰۷، عکس قلمی مخطوطہ مختار اشرف لائبریری کچھوچھہ شریف

غرائب او آنست کہ روح اکثر نخواہد از بدن جدا شدہ سیر فرماید۔ و بدن حوالۂ معتمدے کند تا دوزنِ مراجعت تلف نشود۔

واشارہ ریمیا: عبارت از حیران در ہوا در شتہ امد۔

علم کیمیا: عبارت از ساختنِ اکاسیر از ایں جا است ؎

کیمیاء و سیمیاء و ریمیاء ایں نمی داند کس جز اولیاء (۱)

ترجمہ: علم ہیمیا: دراصل علم ھیمیا میں عالم علوی آسمانی قوتوں کو عالم سفلی کے عناصر سے مربوط کرنے کے ہنر سے بحث کرتے ہیں۔ اس علم پر قدرت پانے والے کے لیے وقت میں وسعت اور امتداد پیدا کرنے کی صلاحیت حاصل ہوتی ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ انتقال روح یہ قدرت پا جانے کا نام ہے یعنی کمالات بدنیہ کے اتمام کے لیے روح چاہتی ہے کہ اس بدن سے زیادہ اقویٰ بدن کو پسند کر لے جس کی وجہ سے عالمِ کثیف سے عالم لطیف کا سیر ممکن ہو سکے جیسا کہ شب معراج میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہوا یا عالم نورانی سے عالم انسانی کا سیر سہل ہو سکے جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آنا۔ اس قسم کو تناسخ نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت خضر علیہ السلام ہر سو سال میں اپنے لیے نیا بدن اختیار کر لیتے ہیں۔ (طریقہ نقشبندیہ میں تفسیر مظہری وغیرہ سے حضرت خضر علیہ السلام کا قول منقول ہے: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ لِاَرْوَاحِنَا قُوَّۃً نَتَجَسَّدُ بِھَا. یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ ہم جس شکل کو چاہتے ہیں اپنے لیے اختیار کر لیتے ہیں)

---

(۱)... بحر زخار عکسی مخطوطہ، ص:۱۰۰۷

علم سیمیا: بدن کے مناسب طریقۂ عمل اور فعلی اثر کے جاننے کو سیمیا سے تعبیر کرتے ہیں یعنی وہ علم جس میں بدن کی صلاحیتوں کے کمالِ عروج سے بحث کرتے ہیں، اس سے بدن انسان کے اعلیٰ کارکردگی کے جوہر ابھر کر سامنے آنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے عجائب کا ظہور اور غرائب کا نمود ہونے لگتا ہے اگرچہ روح کے لیے کوئی حجاب نہیں ہے لیکن جس بدن میں ساٹھ ستر سال رہی اور جس میں حشر کے بعد ابد تک رہے گی اس بدن سے روح کا تعلق زیادہ ہونا چاہیے۔ فرق اس طرح کہ روح اکثر یہ نہیں چاہتی کہ اپنے بدن سے جدا ہوکر سیر کرے اور بدن اپنے آپ کو کسی معتمد کے حوالے رکھنا چاہتا ہے تاکہ روح کی مراجعت کا راستہ کسی طرح تلف نہ ہوسکے۔

علم ریمیا: مادی قوتوں کو مسخر کرکے اس سے عجیب و غریب آثار پیدا کرنا جیسے ہواوں پر قدم جما دینا یا سمندر کی لہروں پہ مصلے بچھا دینا، یا آگ سے با سلامتی گزر جانا وغیرہ۔

علم کیمیا: معدنی اجرام و فلزات کو ایک دوسرے کے ساتھ خلط کرکے یا نگاہ کی قوت جاذبہ سے کسی شے کی ماہیت کو تبدیل کر دینے اور اکسیر بنانے کے فن کو علم کیمیا کہتے ہیں۔ اسی موقع سے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کیمیا و سیمیا و ریمیا یہ علوم اولیا کے سوا دوسرے نہیں جانتے۔

مدار پاک سے اویسیت کے بارے میں سوال اور اس کا جواب

حضور سیدنا بدیع الدین حلبی اپنی اویسیت کا ذکر اپنی زبان سے خود فرماتے ہیں۔

حضور مدار پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے سوال کیا کہ سنا جاتا ہے کہ آپ کو بے واسطہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی صحبت کی سعادت حاصل ہوئی ہے یہ بات نہایت عجیب لگتی ہے اور دوسرا یہ کہ العلماء وَرَثۃ الانبیاء یہی علم ہے جسے ہم نے پڑھا ہے یا وہ کوئی دوسرا علم ہے؟ اس کے جواب میں حضور مدار پاک سید بدیع الدین احمد قدس سرہ کا ایک مکتوب ہے جو کئی کتابوں میں کئی طرح سے مرقوم ہے۔ رضا لائبریری رام پور میں ایک مکتوب، مکتوب شاہ مدار جس کا سلوک فارسی ۴۶۲ر قلمی مخطوطہ ہے بحر زخار، تحفۃ الابرار اور تذکرۃ المتّقین میں بھی مکتوب مرقوم ہے۔ یہاں مراۃ مداری مولفہ شیخ عبد الرحمٰن چشتی کے حوالے سے مکتوب نذر قارئین کر رہا ہوں لیکن رضا لائبریری رام پور کے نسخے کا ابتدائیہ پہلے ملاحظہ کریں:

مکتوب قطب الاقطاب شیخ بدیع الحق والشرع والدین شاہ مدار قدس سرہ بجانب قاضی شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی، بداں کہ کتاب شریف بہ نبیرہ سید المرسلین سید طاہر ادام اللہ سیادتہ ونظام الدین بر دُرویش رسانیدہ۔

مراۃ مداری میں ابتدائیہ اس طرح ہے:

ھو الموجود: برادرم قاضی شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی بداں کہ مکتوب آں برادر بہ نبیرہ سید المرسلین سید طاہر ادام اللہ سیادتہ و نظافتہ بریں درویش از خویش رسانید در کتاب آں برادر چنیں باریدہ شد کہ از بیشتر مردماں تسامع می شود کہ مخصوص ملاقات حضرت سید المرسلین بے واسطہ بحسب ظاہر شمارا بودہ است ایں معنیٔ سعادت روئے بنماید و ہیچ یکے ایں در بستہ نمی کشاید کہ چگونہ بود۔ دیگر آنکہ العلماء ورثۃ الانبیاء ہمیں علوم است کہ ما تحصیل کردۂ ایم یا آنکہ علم دیگر است؟ ایں دو لطیفہ بجواب حل گردانیدہ مرقوم فرمایند۔

مکتوب: برادر! عوام را ادائے دانستنِ اسرار خواصِ حضرتِ الوہیت بس

مشکل است۔

بداں کہ گوشہ نشینان خانقاہ عدم مردانند وَ بَر مرکبِ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ روحِی شہسوارند کہ بندہ گاں را در اسرار شاہاں آں جا راہ نیست از بس کہ در مقامِ قرب اند و از سایۂ حدوث خویش دور اند جبرائیل علیہ السلام را برکات برداری نمی گیرند و میکائیل را بعاشیہ برداری نمی پزیرند، بیک تگ از ہر دو عالم بیروں شدہ اند و بصحرائے الوہیت بعالم لا مکاں کہ نا محدود و نا متناہی است جولانگری می نمایند وَلَیْسَ عِنْدَ اللّٰہِ صَبَاحًا وَ مَساءً مقام دارند بعلم یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاء وَیُثْبِتُ محو در محو اند بے نام و نشاں، از جملہ خلائق دور اند، حق تعالیٰ از غیرتے کہ دریں قوم است از ہر دماں محفوظ و مستور می دارد مگر آں کہ او را می خواہد لَہ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ مر او را است ایں درویس درِ بستہ بر وے می کشاید و مامور بامر اللّٰہ تعالیٰ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ۔ پیش می آید و خویشتن را بسکوتِ بشریت بدو می نماید کہ بداں امر است حکایتِ دشتِ ارزن آں برادر شنیدہ باشد کہ اسدُ اللّٰہِ الغالب علی ابن ابی طالب کرّم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ، دو صد سال و کثیرے پیش از ولادت خود بامر حق تعالیٰ بدن مثالی گرفتہ سلمان فارسی را از پیش شیر خلاص ساختہ بود پس ارواحِ مقربانِ درگاہ الوہیت را پیش از وجود عنصری و در وجودِ عنصری و بعد از گذاشتنِ وجود عنصری تصرف یکساں می باشد۔ گاہے لباسِ عنصری می پوشند و گاہے وجودِ مثالی، چنانچہ بعضے ازاں طائفہ در مقامِ مناجات مہتر موسیٰ صلاۃ اللّٰہ علیہ حاضو بودند و چوں نود ہزار تکلم در مقامِ قاب قوسین او ادنیٰ حق تعالیٰ در شب معراج مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرمود می شنیدند و با درویشاں صحابہ رضی اللّٰہ عنہم مصافحہ

داشتہ اندو در حیات و ممات بایشاں حاضر بودند و ہستند، کل را دریافتہ اند تا بجز چہ رسد چوں ایں معنی را برادر را محقق و معلوم گشتہ۔ (۱)

ترجمہ: مکتوب زندہ شاہ مدار: - برادرم قاضی شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی کو معلوم ہو آپ کا خط بذریعہ نبیرہ سید مرسلین سید طاہر ادام اللہ سیادتہ و نظافتہ پہونچا اس مکتوب میں اس طرح لکھا گیا ہے کہ اکثر حضرات سے سنا جاتا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بغیر کسی واسطہ کے ظاہری طور پر آپ کو مخصوص ملاقات میسر ہے کوئی شخص اس راز سربستہ کو نہیں کھولتا ہے کہ ملاقات کیسے ہوئی؟ دوسرا یہ کہ العلماء ورثۃ الانبیاء سے یہی علوم مراد ہیں جنہیں ہم نے حاصل کیا ہے یا کوئی دوسرا علم مراد ہے؟ ان دونوں لطیفوں کا حل فرمائیں۔

حضور مدار پاک جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: اے برادر! بارگاہ الوہیت کے خواص حضرات کے اسرار کا علم عام لوگوں کے لیے بہت مشکل ہے۔ غور سے سمجھو کہ وہ حضرات خانقاہ عدم کے گوشہ نشین اور نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ کے میدان کے شہسوار ہیں۔ غلاموں کو بادشاہوں کے اسرار تک رسائی کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ ایسے مقامِ قرب الٰہی میں ہیں کہ وہ اپنے حدوث کے سایے سے بھی دور ہیں۔ وہ جناب جبرائیل علیہ السلام کو بھی اپنی رکاب داری میں نہیں لیتے اور نہ جناب میکائیل کو اپنی غاشیہ برداری میں قبول کرتے ہیں۔ وہ ایک قدم میں دونوں عالم کو عبور کر لیتے ہیں اور صحرائے الوہیت سے عالم لا مکانی میں جولا محدود و نامتناہی ہے آتے جاتے

---

(۱)... مرأۃ المداری مترجم، المجمع المداری چھہراوں سدھارتھ نگر

رہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اپنا شب و روز گزارتے ہیں حال یہ ہے کہ بارگاہ رب العزت میں صبح و شام کی قید نہیں ہے۔ اور یَمْحُو اللّٰہُ ما یَشَاء وَیُثْبِتُ کے علم میں مستغرق ہو کر محو در محو ہو کر بے نام و شان ہو جاتے ہیں۔ وہ جملہ خلائق سے دور ہیں۔ حق تعالیٰ کو اس قوم سے ایسی غیرت ہے کہ اپنی غیرت داری میں لوگوں سے انہیں محفوظ و مستور رکھتا ہے۔ لَہ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ کا مژدہ انھیں کے لیے زیب ہے۔ یہ فقیر اس بند دروازے کو اس کے لیے کھولتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ یہ بات سامنے رکھتے ہیں اور خود کو جامۂ بشریت میں اس لیے دکھاتے ہیں حکایت دشت ارزن اسی امر سے متعلق ہے۔ اے برادر! آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی پیدائش سے کم و بیش دو سو سال پہلے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بدنِ مثالی اختیار فرما کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیر کے حملہ سے رہائی دلائی تھی۔ پس مقربان درگاہ الوہیت کی ارواح طیبہ کو وجود عنصری سے پہلے اور وجود عنصری میں اور وجود عنصری چھوڑنے کے بعد بھی یکساں تصرف رہتا ہے۔ کبھی لباسِ عنصری پہن لیتے ہیں اور کبھی وجود مثالی اختیار فرما لیتے ہیں۔

چناں چہ اسی طائفہ مخصوصہ میں سے بعض حضرات جناب موسیٰ صلاۃ اللہ علیہ کے مقام مناجات میں حاضر تھے اور جب نوے (۹۰) ہزار کلام مقام قاب و قوسین او ادنیٰ میں حضرت حق تعالیٰ شب معراج حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرما رہا تھا تو حضرات طائفہ مخصوصہ بھی سن

رہے تھے اور اصحاب صفہ کے درویشوں سے مصافحہ کرتے تھے۔ اور حیات و ممات میں ان کے ساتھ حاضر رہتے تھے اور اب بھی ہیں وہ کُل کو حاصل کر چکے ہیں ان کے لیے جزکی کیا حقیقت ہے۔

جب یہ ایک بات آپ کو معلوم ہو گئی تو العلماء ورثۃ الانبیاء کے بارے میں بھی اب سماعت کیجئے... الیٰ آخر المکتوب۔

مکتوب شریف کے اس حصے سے حضور مدار پاک اپنی نسبت اویسیت کو خود آشکار فرمارہے ہیں اور اویسیت کا مفہوم و امکان صحبت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وضاحت خود ہی فرمارہے ہیں۔

حضرت قاضی محمود کنتوری بارہ بنکوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ یہ سوال کیا کہ حضور اپنا یہ سلسلہ نسبت مجھے عنایت فرمائیں۔ حضور کریم ابن کریم سید بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ نے ان سے ارشاد فرمایا:

"اُکْتُبْ اِسْمَکَ ثُمَّ اِسْمِیْ ثُمَّ اِثْمَ مُحَمَّدٍ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم"

یعنی اپنا نام لکھو پھر میرا اور پھر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ میں ہے کہ حضرت محمد جمال الدین عرف جمال اولیاء کوڑا جہان آبادی نے بلا واسطہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار سے نسبت اویسیہ حاصل فرمائی۔

کاشف الاستار میں شاہ حمزہ مارہروی نے اپنے لیے ایسا ہی لکھا ہے۔ (۱)

مرات مداری میں حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی نقل فرماتے ہیں کہ:

"اہل بصیرت بریں متفق اند کہ قطب المدار اویسی بود و از روحانیت حضرت علی کرّم اللہ وجہہ تربیت و تکمیل یافتہ"۔ (۲)

اہل بصیرت اس پر متفق ہیں کہ قطب المدار اویسی تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روحانیت سے تربیت و تکمیل پائی تھی۔

مدار پاک سے پہلے ہندوستان میں اویسیت کی اشاعت نہیں تھی

اسی میں مزید یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضور مدار پاک کی آمد سے پہلے ہندوستان میں خانوادۂ اویسیان کی نشر و اشاعت نہیں تھی۔

الغرض پیش از تشریف آوردنِ شاہ مدار در ہندوستان خانوادۂ اویسیہ انتشار نیافتہ بود۔ بعضے مشائخ ہند ازیں مقدمہ واقف نشدہ بودند چوں حضرت شاہ مدار آمد ایں مشربِ عالی قدر شائع گشت۔ (۳)

حضرت مدار پاک کی تشریف آوری سے پہلے ہندوستان میں خانوادۂ اویسیہ کا نشر و انتشار نہیں ہوا تھا۔ ہندوستان کے بعض مشائخ تو اس سلسلہ اویسیہ سے واقف ہی نہیں تھے۔ جب حضور مدار پاک قدس سرہ تشریف لائے تو یہ مشرب عالی قدر شائع ہوا۔

مدینہ منورہ سے ہندوستان کا سفر

حضور مدار پاک کی قطبیت و مداریت اور اویسیت و صحبت کی قدرے تفصیل

(۱)... تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص:۳۱۰، عبدالمجتبیٰ رضوی

(۲).. مرات مداری، مطبوعہ المجمع المداری، ص:۱۲۳

(۳).. ایضا، ص:۱۲۱

جاننے کے بعد ہندوستان میں آپ کی آمد اور آپ کی دعوت و تبلیغ کے اثرات کو سمجھنا سمجھانا بھی علماے عصر اور فضلاے دہر کی ذمہ داری ہے۔

۲۴۲ھ میں پیدا ہونا ۲۸۲ھ میں حجرۂ عنایات رسول مقبول علیہ السلام میں تعلیم علم لدنی، تعلیم علم نبوت و معرفت ولایت رسالت سے سرفراز ہوکر بے شمار کرامات و نوازشات و شرف اویسیت سے مشرف ہوکر مولیٰ علی باب العلم علیہ السلام سے تربیت و تکمیل و نسبت صغریٰ و نسبت کبریٰ و بارہ ہزار کتب آسمانی کے علاوہ کی تحصیل کے بعد مزید حضرت امام مہدی موعود سے تربیت پانا اشارہ کرتا ہے کہ داعی اسلام حضور مدار پاک کو تمام تر تبلیغی صلاحیتوں سے مسلح و مبرہن و مزین فرماکر ہندوستان بھیجا گیا۔ ۲۸۲ ہجری میں ہندوستان میں اسلام اور تعلیم کا کیا حال رہا ہوگا اور یہاں کی تہذیب و ثقافت پر جہالت و توہم کا کتنا رنگ چڑھا ہوا ہوگا اہل شعور اور اہل سیر بخوبی جانتے ہوں گے۔ جو پیغمبر جس قوم کے زمانے میں ہوتے تھے اس قوم کی قابلیت اور استعداد کے مطابق مبعوث کیے جاتے تھے اسی طرح داعیان اسلام کو جن علاقوں کی دعوت کی ذمہ داری دی جاتی ہے وہاں کی قوموں کی استعداد و صلاحیت کے مطابق ہی ان ہادیوں اور داعیوں کا انتخاب ہوتا ہے۔ برصغیر کے لیے داعیِ اسلام کا انتخاب بارگاہ رسول سے ہوگیا ہے۔

بحر زخار اور مرات مداری میں ہے کہ جب حضرت مہدی موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قطب المدار قدس سرہ کی تربیت فرماکر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت روحانیتِ پاک میں پیش کیا تو حضور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خوش ہوکر اپنی خلعتِ خاصِ معنوی سے مدار پاک کو سرفراز فرمایا اور مدینۂ نبوی میں بھیج دیا۔

آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ نہایت توجہ و مہربانی نمود و فرمود کہ حالاً حضرت

حق سبحانہ و تعالیٰ ترا باسرار مخفیِ خود شناسا گردانید۔ باید کہ بجہت ادائے شکرِ نعمت الٰہی باز سعادتِ زیارتِ مکہ معظمہ بجا آرو از آں جا بجانبِ ملک ہندوستان برو...وگم گشتگانِ بادیۂ ضلالت رابطریق صراط مستقیم ہدایت نما۔ (۱)

آنحضرت صلاۃ اللہ علیہ نے نہایت توجہ و مہربانی کا اظہار فرمایا اور حکم دیا کہ اب جب کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو اپنے اسرار مخفیہ کا راز دار بنا لیا ہے تو آپ نعمت الٰہی کا شکر ادا کرنے کے لیے پھر مکہ معظمہ جاؤ اور سعادت زیارت بجالاؤ اور مکہ معظمہ سے ملکِ ہندوستان چلے جاؤ اور صحرائے ضلالت میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرو۔

سرزمین ہند

سرزمین ہند جس کی پیشانی پر سب سے پہلے آدمیت کا نمود ہوا جس کے سینے پر حضرت آدم کا پہلا نقش چھپا۔ جس کے رَہ گزاروں اور لالہ زاروں میں بزبان آدم اول صدائے تکبیر گونجی۔ جس کا ذرہ ذرہ آدمیت کے نور کے پرتو سے آئینۂ تجلیات ربانی اور عکس نور سبحانی بنا۔ جس کے گلستانوں سے پھوٹنے والی ایمان و وفا کی خوشبو بارگاہ رسول علیہ السلام میں محسوس کی گئی۔

زبان اقبال بول اٹھی ؎

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے　　میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

ایمان و وفا کی اس خوشبو سے اہل ہند کے دل و دماغ اور فکر و شعور کو معطر کرنے کے لیے ہادیِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے داعیِ اسلام قطب المدار کو ہندوستان بھیج دیا ہے، مدار پاک سید بدیع الدین احمد قدس سرہ نے ہندوستان میں جو سب سے پہلے

(۱)... مرات مداری، مطبوعہ المجمع المداری، چھہراوں، سدھارتھ نگر، ص:۱۱۹-۱۲۰

دعوت و تبلیغ کا کام اپنی شایان شان کیا قدیم ہندوستان کے گوشے گوشے اور خطے خطے میں دعوت اسلام پہنچائی اس کی شہادت مدار پاک کے نقوش قدم آج بھی دیتے ہیں۔

مدار گنج، مدار پور، مدار کھیڑا، مدار ٹولہ، مدار پہاڑ، مدار وادی، مدار گاوں، مدار ٹیکری، مدار اسٹیشن، مدار گیٹ، مدار تکیہ، مدار چلہ، مدار کا چاند، مدار کا مہینہ، مدار نالا، مدار ندی، مدار پل، مدار کا مالیدہ، مدار کا مرغا، مدار کا بکرا، مدار کا پٹہ اور مدار بخش، غلام مدار اور ہندوستان پاکستان، افغانستان، برما، بنگلہ دیش، شری لنکا وغیرہ میں چودہ سو بیالیس چلہ گاہ قطب المدار یہ وہ سب منسوبات مدار پاک ہیں جو آپ کی دعوت و تبلیغ کی تکمیل کی شاہد ہیں۔ علما، صلحا، صوفیا، مشائخ، اہل سلسلہ، فقرائے ہفت گروہ، شاہان اسلام، اہل جمع اللہ، پیر زادگان، سجادہ نشینان، سب ہی کے پاس قطب المدار کی نسبت کا تاج ہے۔ رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس شان سے اور جس کام سے حضور قطب المدار کو ہندوستان بھیجا ہندوستان کے ہر وضیع و شریف مین اسی شان سے آپ نے اپنے کام کو انجام دیا۔ آپ نے اپنے مابعد آنے والوں کے لیے بہترین پلیٹ فارم تیار کیا۔ آپ کے پلاٹ پہ خواجہ بزرگ حضرت معین الدین نے دین کی اعانت فرمائی، حضرت نظام الدین اولیا نے نظام اسلام قائم کیا، حضرت اشرف جہانگیر نے شرافت خلق کا درس دیا، حضرت یحییٰ منیری نے اسلام کو حیات بخشی، حضرت دانا بریلوی نے لوگوں کو دانائی عطا فرمائی، حضرت مینا لکھنوی نے لوگوں کو عشق رسالت کا جام و مینا پیش فرمایا، حضرت گیسو دراز نے بندہ نوازی کی، مخدوم مہائمی نے اہل خدمات تیار کیے، شیخ علاؤ الدین نے اعلاے کلمۃ الحق فرمایا، غوث گوالیار نے ملہوفین کی داد رسی کی، شاہ عالم نے لوگوں کو آداب شاہی سکھائے، اولیا نے ولاے مولیٰ کا اظہار کیا، فقرا نے فقر حیدری کا راز کھولا، قلندروں نے عشق و مستی کے جام

لٹائے۔ ہندوستان سے اسلام کا سورج طلوع ہوا صاحب برکات نے ہندوستان کو برکتوں سے مالامال کردیا، مجدد دین نے احیاے سنت کا کام کیا۔

صدائیں گونجتی ہیں ہند میں اللہ اکبر کی ◉ جو سچ پوچھو تو یہ صدقہ مدار العالمیں کا ہے

عزیز القدر حضرت علامہ ہاشم بدیعی المصباحی مرادآبادی نے حضور مدار پاک کی سیرت و سوانح اور دعوت و خدمات کا حسین مرقع معتبر قدیم و جدید مآخذ و مصادر سے سجاکر نادر الوجود مراجع سے اپنی کاوشات کو مبرہن فرماکر بہت ہی سادہ و سلیس زبان میں حسین ترتیب اور خوبصورت پیرائے میں پیش کیا ہے۔

حضور مدار پاک جتنے حسین و جمیل تھے ان کی سوانح کی کتاب کا نام "مصحف الانوار" بھی اتنا ہی خوبصورت معلوم ہورہا ہے۔ ع

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

مصنف موصوف نے اپنی کتاب دو جلدوں میں تقسیم کی ہے پہلی جلد میں چھ ابواب اور ایک خاتمہ ہے اور کتاب کے آخر میں فہرست مصادر و مراجع و فہرست کتابیات درج ہے جس کی وجہ سے کتاب کا وقار و اعتبار روشن ہے۔

ہر باب کے مندرجات و عناوین قاری کو دعوت مطالعہ دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصنف موصوف کی کاوش کو قبولیت کا شرف بخشے اور علما و محققین کو حضور قطب المدار کی خدمات جلیلہ پر تالیف و تصنیف کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

خاکپائے مدار العالمین
ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری المداری
دار النور مکنپور شریف

محمد اسرافیل حیدری
20-09-2022

بدیع الدین مظہر اسم ظاہر و باطن

تقریظ جلیل

عمدۃ المحققین حضرت علامہ و مولانا مفتی سید منور علی جعفری مداری زید عمرہ

حامل صمدیت، واصل مقام محبوبیت، جامع کمالات غوثیت و قطبیت و فردیت، شہنشاہ ولایت، معجزۂ رہبر دین، ملک العارفین، حضور سرکار سرکاراں سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پانچ سو چھیانوے سالہ طویل ترین حیات مبارکہ کے حالات و کمالات، خوارق عادات، عبادات و ریاضات اور دعوت و تبلیغ اسلام و ترویج دین کی سرگرمیاں وغیرہ کو احاطۂ تحریر میں لاپانا بہت ہی مشکل کام ہے۔

قاسمِ نعمات، مختارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی بشارت کے مطابق بدیع الدین ہیں اس لیے ان کی ذات کو عزیز الوجود اور نادر و انوکھا ہونا ہی چاہئے تھا تو بحمد اللہ تعالیٰ باعجاز زبان حق ترجمان عجائب احوال و غرائب اطوار کا پیکر جلیل ہوئے بھی، جسے شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی یوں تحریر فرماتے ہیں:

"غرائب احوال و عجائب اطوار از وے نقل میکنند گویند کہ وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود"

شیخ بدیع الدین مدار کے عجیب و غریب حالات و اطوار لوگ روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ وہ سالکین کے مقامات میں سے مقام صمدیت پر فائز تھے۔

اور ملا ابوالفضل جیسا غیر مقلد شخص بھی ان کی عجیب الحالی کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

"شاہ مدار: لقب بدیع الدین کہ و مہ ہندی بوم بدو گردد والا پائیگی بر گزارد..... و شگرف داستانہا ازو بر میگذارند"(۱)

یعنی شاہ مدار کا لقب بدیع الدین ہے ہندوستان کا ہر خورد و بزرگ ان کا معتقد ہے اور بہت تعظیم کرتا ہے ..... ان کے بارے میں عجیب و غریب داستانیں لوگ بیان کرتے ہیں۔

اولیاے کرام عجیب الاحوال ہوتے ہی ہیں مگر بدیع الدین وہ اسم با مسمی ہیں جو صف اولیا میں غرائب اطوار و عجائب احوال کا پیکر جلیل بن کر عزیز الوجود، نادر روزگار اور بدیع العجائب ہیں۔ اسی عجیب الاحوالی اور بے مثالی نے انھیں ایک معمہ بنا دیا ہے اور محققین کے لئے ان کی سوانح ایک عقدۂ لاینحل بن کر رہ گئی ہے۔ اہل تحقیق اپنے محدود پیرائے میں عام اولیاے کرام کی طرح جب ان پر تحقیق کرتے ہیں تو کہیں نہ کہیں الجھ جاتے ہیں اور بسا اوقات ورطۂ غلط میں پڑ جاتے ہیں۔ ان کی سیرت و سوانح کا مطالعہ باریکی سے کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسم ظاہر اور اسم باطن دونوں کے پرتو قدس سے مزین ہیں۔ جب کبھی اسم ظاہر کا پرتو ان پر غالب ہوتا ہے تو وہ کمال درجہ کی شہرت و مقبولیت کے حامل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ملا ابوالفضل کا قول آپ نے پڑھا کہ:

"ہندوستان کا ہر چھوٹا بڑا ان کا معتقد ہے اور بہت تعظیم کرتا ہے"

---

(۱)... آئین اکبری ج ۳ ص ۲۸۴

شیخ محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"طریق او جذب خلائق بودہ عوام بسیار بر ایشاں گرد آیند و شہرتے عظیم شد"(۱)

یعنی شیخ بدیع الدین مدار کا طریقہ جذب خلائق تھا کثیر عوام ان کے گرد آتی اور بڑی شہرت ہوگئی۔

حضرت واجد علی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار کمالاتش در مملکت ہندوستان شہرت تمام دارد و تصرفات آنجناب در حیات و ممات برابر است"(۲)

یعنی شیخ بدیع الدین مدار کے کمالات ملک ہندوستان میں بہت مشہور ہیں اور آنجناب کا تصرف حیات و ممات میں برابر ہے۔

غرض صفت ظاہر کا پرتو جب کبھی غالب ہوا تو حضور مدار العالمین کی معرفت ہوئی اور مشہور عالم ہوئے اور ان کی شہرت و مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ غیر منقسم ہندوستان میں سینکڑوں شہروں، قصبوں اور گاووں کے نام آپ کے نام سے موسوم ہیں۔ مثلاً مدار گنج، مدار نگر، مدار پور، مدار باڑی، پیرو مدارا وغیرہ چودہ سو بیالیس مقامات پر آپ کی چلہ گاہیں ہیں جنہیں مدار چلہ، چلہ زندہ شاہ مدار، مدار استھان وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے، مدار ٹیکریاں، مدار یہ پہاڑ، مدار ہل، مدار باؤلی، مدار گیٹ وغیرہ، ماہ جمادی الاولی جس میں آپ کا وصال ہوا اس مہینہ کو مدار کا مہینہ اور مدار کا چاند کہا جاتا ہے۔ غرض یہ تمام چیزیں آپ کی شہرت و مقبولیت عامہ کی

---

(۱)... اخبار الاخیار

(۲).. مطلع العلوم و مجمع الفنون ص ۱۴۴-۱۲۴

روشن دلیلیں ہیں۔

آپ سے منسوب متعدّد کہاوتیں اور ضرب الامثال بھی ہیں مثلاً:

(۱)حق اللہ محمد مدار

جب حضرات فقرائے مداریہ (زادھم اللہ شرفاً) آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اس وقت بولتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اطیعوااللہ و اطیعواالرسول واولی الامر منکم کے مطابق اللہ، رسول اور پیرو مرشد مدار کی اطاعت کرو! اس کے جواب میں سامعین بولتے ہیں: "دم پیر زندہ شاہ مدار"

(۲)دم پیر زندہ شاہ مدار

یعنی ہم ہر دم اطاعت مرشد ہی میں ہیں (جو دراصل اللہ ورسول ہی کی اطاعت ہے)۔

(۳)مرے کو ماریں شاہ مدار

اس مقولہ کی وجہ یہ ہے کہ حضور مدار پاک منزل فنا پر فائز سالک کو واصل مقام فناءالفنا کر دیا کرتے ہیں۔ عام زبان میں اس وقت بولتے ہیں کہ جب کسی مصیبت زدہ پر کوئی اور مصیبت آجائے۔

(۴)جب کمر میں زور ہوتا ہے تب مدار صاحب بھی بیٹا دیتے ہیں۔

مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسی آدمی کی مدد کی جاسکتی ہے جو خود بھی کسی لائق ہو۔ اس کہاوت کا پس منظر یہ ہے کہ حضور مدار العالمین کے فیضان کرم سے ان کی حیات ظاہری میں بھی اور بعد وصال بھی آج تک بے شمار لاولد صاحب اولاد ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ پس لوگ جیسا دیکھتے ہیں ویسا بولتے ہیں۔

(۵)کھائیں مدار کا گائیں سالار کا

اس وقت بولتے ہیں جب آدمی فائدہ تو کسی اور سے اٹھائے اور نام کسی اور کا لے۔

(۶)گنگا جیسا نیر نہیں مدار جیسا پیر نہیں

مدار پاک کے عقیدت مند ہنود جب کوئی قسم کھاتے ہیں تب بولتے ہیں۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ گنگا اور مدار کا واسطہ جھوٹ نہ بولا جائے!

اس کہاوت کا پس منظر یہ ہے کہ سرکار مدار پاک جب غیر آباد اور بے نام جنگل مکن پور شریف آئے تو قرب و جوار میں آپ کا چرچا ہو گیا اور حاجت مند آپ کے در فیض وعطا پر جوق در جوق آنے لگے۔انھیں ایام میں بسنت پنچمی کے گنگا نہان کے موقع پر کچھ ہندو آپ کی خدمت میں آئے۔

آپ نے دریافت فرمایا : کہاں کا ارادہ ہے ؟

بولے !گنگا اشنان کا : آپ نے فرمایا: اچھا! تو گنگا کو میری انگوٹھی دے دینا۔

وہ لوگ انگوٹھی لے کر گنگا کنارے پہنچے مسخرے انداز میں کہا: لو گنگا میّا: انگوٹھی مدار بابا نے بھیجی ہے۔

اور انگوٹھی گنگا کی طرف اچھال دی۔ دیکھتے کیا ہیں کہ گنگا میں سے ایک ہاتھ نکلا اور انگوٹھی خود بخود اس کی انگلی میں پہنچ گئی۔ یہ دیکھ کر وہ حیرت میں پڑ گئے، بے اختیار بولے۔ ”اگر گنگا جیسا نیر نہیں تو مدار جیسا پیر نہیں “تب سے یہ محاورہ عام ہے۔

(۷)گنگا مدار کا کیا ساتھ؟

اس وقت بولتے ہیں جب دو لوگوں کو الگ الگ کام کرنا ہو یا الگ الگ راستہ پر جانا ہو۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ ”گنگا جیسا نیر نہیں مدار جیسا پیر نہیں“ سن کر کوئی حق آشنا عاشق مدار برداشت نہیں کر سکا اور بے ساختہ بول اٹھا ”گنگا مدار کا کیا ساتھ؟“

مطلب یہ ہے کہ اگر چہ گنگا کا کام سیراب کرنا ہے اور مدار کا کام بھی سیراب کرنا ہے مگر گنگا ظاہری جسمانی پیاس بجھاتی ہے، جبکہ مدار باطنی روحانی تشنگی کو بجھاتے ہیں، اگر چہ گنگا رواں دواں ہے چل پھر کر پیاس بجھاتی ہے اور مدار بھی سیر و سیاحت میں رواں دواں رہتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ گنگا اپنی مقررہ منزل کے لئے اپنی محدود وسعتوں میں رہتے ہوئے اپنے مخصوص راستہ ہی میں بہتی ہے اور اس کا دائرہ فیض اس کے مخصوص علاقوں ہی تک محدود ہے۔ جبکہ میرا مدار گنگا کی طرح کسی ایک راستہ کا پابند نہیں ہے اور اس کی اپنی کوئی منزل مقرر نہیں ہے اس کا دائرۂ فیض و کرم کسی مخصوص علاقہ ہی تک کے لئے نہیں ہے - وہ گنگا کی طرح نہیں ہے کہ پیاسے اس کے کنارے پر پہنچ کر ہی سیراب ہوں گے - بلکہ وہ فیض و کرم کا ابر باراں ہے جو کبھی مشرق پر برستا ہے تو کبھی مغرب میں، کبھی شمال میں تو کبھی جنوب میں، کبھی پہاڑوں پر تو کبھی ریگزاروں پر، کبھی جنگلوں پر تو کبھی آبادیوں پر بلکہ خود گنگا جمنا اس کے باران فیض سے مستفیض ہوتی ہیں۔ غرض تب سے یہ کہاوت بھی چلی آرہی ہے کہ ”گنگا مدار کا کیا ساتھ؟“

(۸) پیسہ نہ کوڑی مدارن کو دوڑی

یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی شخص ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں پیسوں ہی کا خرچہ ہو اور اس کے پاس پیسے نہ ہوں۔

اس کہاوت کا پس منظر یہ ہے کہ حضور سید بدیع الدیع احمد قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ جن کی محبوبیت و مقبولیت غیر منقسم ہندوستان کے ہر علاقہ اور ہر طبقہ میں تھی

اور ہے اسی محبوبیت و مقبولیت، عقیدت و محبت اور تعظیم و احترام کی وجہ سے غیر منقسم ہندوستان میں بے شمار مقامات پر سرکار مدار العالمین کے نام پاک سے منسوب میلے لگتے ہیں مثلاً: مارہرہ شریف کی مداری گدی پر، جس کے بارے میں سید العلماء ابوالحسنین حضرت مولانا مفتی سید آل مصطفیٰ مارہروی برکاتی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"مارہرہ مطہرہ میں بفضلہ تعالی مداری گدی صدیوں سے قائم ہے اور فقیر کے بزرگان کرام ہمیشہ سے اس کی خدمت کرتے چلے آئے ہیں۔ میرے جد کریم حضور شیدائے ملت و الدین سیدنا آل احمد اچھے میاں قدس سرہ العزیز نے اپنے عہد مبارک میں سرکار مدار العالمین کے نام نامی سے منسوب میلہ قائم کرایا، جو ۹/ جمادی الاولی کو برابر ہوتا ہے"(۱)

غرض اس طرح بے شمار مقامات پر مدار کے میلے لگتے ہیں

اور قدیم زمانے میں ہندوستان کے چاروں طرف سے ان میلوں میں اکٹھا ہو کر لوگوں کے بڑے بڑے قافلے بن جاتے تھے اور وہ سب عرس مدار العالمین مکن پور شریف میں پہنچتے تھے۔ مغلیہ دور حکومت میں ان کی تعداد پانچ چھ لاکھ ہوتی تھی۔ جیسا کہ شہزادہ داراشکوہ قادری تحریر فرماتے ہیں:

"ہر سال در ماہ جمادی الاول کہ عرس ایشان است قریب بہ پنج شش لک آدم مرد و زن صغیر و کبیر از اطراف و جوانب ہندوستان در اں روز بزیارت روضۂ شریفہ ایشاں با علمہائے بسیار جمع میشوند و ہمہ نذر و نیاز می آرند و کرامات و خوارق عجیبہ غریبہ الحال نیز نقل میکنند"(۲)

---

(۱) ... مکتوب قلمی سید العلماء.... جمادی الاولی ۱۳۸۱ مطابق ۹ دسمبر ۱۹۶۱

(۲) .. سفینتہ الاولیاء ص ۳۲۱

یعنی ہر سال جمادی الاول کے مہینے میں کہ جب ان (سید بدیع الدین مدار) کا عرس ہوتا ہے قریب پانچ چھ لاکھ لوگ مرد و زن چھوٹے بڑے اطراف و جوانب ہندوستان سے اس روز ان کے روضۂ شریفہ کی زیارت کے لئے بہت سے علموں کے ساتھ اکٹھا ہوتے ہیں اور سب نذر و نیاز پیش کرتے ہیں اور عجیب و غریب خوارق و کرامات اب بھی روایت کرتے ہیں۔

غرض میلوں ٹھیلوں میں وہ بھی خاص طور سے اتنے عظیم میلہ میں بات بات پر قدم قدم پر پیسے ہی کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض عشاق مدار دیوانہ وار بلا اسباب و ضروریات ظاہری کے ہی دوڑے چلے آتے ہیں جن کے لئے کہا جاتا ہے "پیسہ نہ کوڑی مدارن کو دوڑی"

(۹) میلہ مدار کے دن

درگاہ قطب المدار مکن پور شریف میں دو عظیم اجتماعات ہوتے ہیں: ایک بسنت پنچمی کے موقع پر جس کو میلہ کہا جاتا ہے اور ایک ماہ جمادی الاولی میں جس کو عرس اور مدار کا مہینہ اور مدار کا دن کہا جاتا ہے۔ غرض میلہ ہو یا عرس دونوں ہی موقعوں پر اس میلہ یا عرس کی وجہ سے مکن پور شریف اور اطراف کی بستیوں میں مہمانوں کا کثرت سے آنا جانا ہوتا ہے تو ان کے انتظامات وغیرہ بھی کرنے ہی پڑتے ہیں یا جن لوگوں کو پردیس جانا ہوتا ہے وہ ان ایام میں پردیس نہ جاکے گھر پر ہی رہتے ہیں یا پردیسی گھر واپس آجاتے ہیں غرض ایسے مواقع اور مہمانوں وغیرہ سے متعلق ضروریات کے پیش نظر جب کوئی بات کہتے ہیں تب بولتے ہیں۔ مثلاً میلے مدار کے دن ہیں گھر کے سب انتظام ٹھیک ٹھاک کر لیے جائیں۔ میلے مدار کے دن ہیں اب کیا پردیس جاؤ گے وغیرہ

(۱۰)"بعد جمعہ جو کیجو کار ساتھ میں ہوویں شاہ مدار"

بعض حضرات سے یوں بھی سنا ہے "بعد جمعہ جو کیجو کار اس کے ضامن شاہ مدار" مطلب یہ ہے کہ نماز جمعہ کے بعد جو کام کیا جاتا ہے اس میں کامیابی ملتی ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں تو یہ بات واضح ہے ہی کہ نماز جمعہ سے فارغ ہوکر جو کام کیا جائے اس میں کامیابی ملتی ہے ساتھ میں لوگوں کے عینی مشاہدات اور عملی تجربات بھی شاہد ہیں کہ بعد جمعہ کیے جانے والے کاموں میں کامیابی ملتی ہے اور حضور قطب المدار جن کی عمر مبارک دعوت وتبلیغ اسلام اور مخلوق خدا کی خدمت، فیض رسانی اور حاجت روائی میں گزری ہے اور آج بھی آپ روحانی طور پر فریادرسی اور مشکل کشائی فرمارہے ہیں جسے لوگ بخوبی محسوس کرتے ہیں اور منتیں وغیرہ گزار کر اعتراف اور تحدیث نعت کرتے بھی ہیں غرض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے مددگار اور پشت پناہ، کرم فرما مدار پاک ہیں جن کی کرم فرمائی سے ہمارے کام بن جاتے ہیں وہ اپنی ہر کامیابی کو ان کا فیض مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کے کرم سے کامیابی ضرور ملتی ہے اور بعد جمعہ کے کاموں میں بھی کامیابی ملتی ہی ہے اس لئے بولتے ہیں کہ بعد جمعہ جو کیجو کار ساتھ میں ہوویں شاہ مدار یعنی کامیابی ضرور ملے گی۔

(۱۱)کوٹ پیس منہاج مریں کرامات ملیں جہندہ کو

فیروز اللغات میں یوں ہے: "پیس پاس منہاج مرے کرامات محمد جھنڈے کو" مطلب یہ ہے کہ محنت کوئی کرے اور پھل کسی اور کو ملے۔

اس کہاوت کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت شیخ منہاج الدین بدایونی حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار کے مرید وخلیفہ تھے پیر ومرشد کی خدمت واطاعت میں بہت زیادہ رہتے تھے لوگ سمجھتے تھے کہ یہاں کی جانشینی انھی کو ملے گی مگر قبل از وصال

جب مدار پاک نے اپنے خلفا کو علاقے تقسیم فرمائے تو اتفاق سے شیخ منہاج موقع پر موجود نہ تھے اس لیے ولایت بدایوں پر شیخ محمد جہندہ کو مقرر فرما دیا، جب سے یہ کہاوت چلی آرہی ہے "کوٹ پیس منہاج مریں کرامات ملیں جہندہ کو"

(۱۲) تھوڑی آس مدار کی، بہت آس گلگلوں کی

مطلب یہ ہے کہ پیروں کی قبروں پر چاہے کام ہونے کی امید کم ہو مٹھائی ملنے کی امید پر کئی آدمی جاتے ہیں۔ (فیروز اللغات)

(۱۳) عید کا چاند، مدار کا پھندنا

اس وقت بولتے ہیں جب کسی آدمی سے ملنے کا اشتیاق ہو لیکن لمبے انتظار کے بعد اس سے ملاقات ہو تو اس طرح بولتے ہیں "آپ تو عید کا چاند مدار کا پھندنا ہو گئے"

پھندنا ایک قسم کا دھاگے کا پھول جیسا ہوتا ہے جو قدیم زمانہ میں عرس یا میلے کے دنوں میں لوگ مدار پاک کی درگاہ سے لے جاتے تھے اور اپنے چاہنے والوں میں بھی تقسیم کرتے تھے لوگوں کی عقیدت کے مطابق مدار پاک کی نسبت کی برکت سے یہ پھندنا ہاتھوں میں باندھنے والا جادو سحر اور بلاوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اس لیے لوگ اس کی خواہش بھی کرتے تھے اور سال بھر کا طویل انتظار بھی۔ پھندنا خوبصورت بھی ہوتا ہے اس لیے لوگ خوبصورت انسان کے لیے بطور تشبیہ یوں بھی بولتے ہیں "چودھویں کا چاند، مدار کا پھندنا"

(۱۴) اینٹ کی پانت دم مدار

اس وقت بولتے ہیں جب کام مشکل ہو لیکن آدمی اسے انجام دینے کی ٹھان لے۔

(۱۵) آرے چلے پھر بھی مدار ہی مدار

عاشق ہر ظلم گوارا کرتا ہے مگر معشوق کا ذکر نہیں چھوڑتا۔

غرض اس طرح کی اور بھی کہاوتیں اور محاورے ہیں جو عوام و خواص میں بولے جاتے ہیں اور عوام و خواص میں مدار پاک کی شہرت و مقبولیت کی دلیل ہیں۔

ان سب چیزوں کے ذکر سے بتانا یہ مقصود ہے کہ حضور سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار پر توصفت ظاہر کے غلبہ کی وجہ سے معروف و مشہور عالم ہیں مگر عجیب بات یہ بھی ہے کہ جو ذات جتنی مشہور و معروف ہے وہی ذات صفت باطن سے متّصف ہونے کی وجہ سے اتنی ہی غیر معروف اور مستور الحال بھی ہے۔

قادر مطلق جس کو جیسا بھی بنانا یا رکھنا چاہتا ہے اس کے لیے ویسے ہی اسباب و علل بھی پیدا کر دیتا ہے صفت باطن کے پر تو قدس سے مشرف کرنا تھا تو بندہ کو خفا و استتار کی شان بھی ضرور بخشنی تھی تو اس کے لیے مادی خواہ روحانی اسباب بھی ویسے ہی بننے تھے۔

چناں چہ حضور مدار العالمین کی مستور الحالی کے اسباب کچھ روحانی ہیں تو کچھ مادی اور جو مادی بھی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی آپ کی روحانیت کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے ہیں۔ آپ کی روحانیت کو سمجھنے کے لیے پہلے حدیث شریف کا مطالعہ کر لیں پھر ارشادات اولیاے کرام بھی پیش کروں گا ان شآء اللہ تعالیٰ۔

”عن ابی امامه عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال ان اغبط الناس عندی مومن خفیف الحاذ ذو حظ من صلوٰة غامض فی الناس لا یو به به کان رزقه کفافا و صبر علیه عجلت منیته و قل تراثه و قلت بواکیه“ (۱)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

---

(۱) ... ابن ماجہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ قابل رشک مومن خفیف الحاذ ہے نماز میں اس کے لئے حصہ ہے "لوگوں میں پوشیدہ ہے اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جاسکتا" اس کا رزق بقدر زندگی ہے اور وہ اس پر صابر ہے۔ اس کی خواہش جلد فنا ہو جائے گی اور اس کی میراث کم ہے اور اس کے رونے والے بیوی بچے نہیں ہیں۔

احمد ترمذی اور ابن ماجہ سے مشکوٰۃ میں بایں الفاظ منقول ہے:

"عن ابی امامه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال اغبط اولیائی عندی لمومن خفیف الحاذ ذو حظ من صلوٰة احسن عبادة ربه و اطاعه فی السر و کان غامضا فی الناس لایشار الیه بالا صابع و کان رزقه کفافا فصبر علی ذلك ثم نقد بیده فقال عجلت منیته قلت بو اکیه و قل تراثه"(۱)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک میرے ولیوں میں سب سے زیادہ قابل رشک ضرور ایک مومن خفیف الحاذ ہے۔ نماز کا ایک بڑا حصہ دار ہے۔ اپنے رب کی عبادت و اطاعت بہترین طریقہ سے تنہائی اور گوشہ نشینی میں کرنے والا ہے۔ لوگوں میں وہ ایسا مستور و پوشیدہ رہے گا کہ انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا سے اس کا رزق قوت لایموت یعنی بہت کم ہوگا اور وہ اپنے نفس کو اسی پر روک کر صبر کرے گا۔ پھر آپ نے اپنی انگلی دوسری انگلی سے ملا کر ارشاد فرمایا اس کی خواہشات نفسانیہ مرجائیں گی۔ اس پر کوئی رونے

---

(۱) ... ابن ماجہ

والا یعنی اس کی بیوی بچے نہیں ہوں گے اور اس کی کچھ میراث نہیں ہوگی۔

ان دونوں روایتوں میں "خفیف الحاذ" کی مستور الحالی کو یوں بیان کیا گیا "لوگوں میں پوشیدہ ہے اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہیں کیا جاسکتا"

آئیے معلوم کرتے ہیں کہ خفیف الحاذ کون ہے؟

سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف المحجوب میں حدیث نقل فرماتے ہیں:

"خیر الناس فی آخر الزمان خفیف الحاذ"

(آخر زمانہ میں سب سے بہتر خفیف الحاذ ہے)

صحابۂ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! خفیف الحاذ کیا ہے؟ فرمایا "الذی لا اھل لہ و لا ولد لہ" (وہ شخص جس کے نہ بیوی ہو اور نہ بچے)

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ عوارف المعارف میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو سو برس کے بعد تمھارے درمیان سب سے بہتر خفیف الحاذ ہے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خفیف الحاذ کیا چیز ہے؟ فرمایا وہ شخص ہے جس کے نہ بیوی ہو اور نہ اولاد"

حدیث کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ خفیف الحاذ مدار پاک ہیں، ان کا رشک اولیا ہونا، طویل ترین حیات میں کثرت عبادت، اور عبادت میں احسان، غامض فی الناس ہونے کی شان، لا یؤبہ بہ کی ادا، اخفا و استتار کی حالت، کثرت عبادات، مقام صمدیت پر فائز ہونے کی وجہ سے کفاف رزق پر صابر رہنا، اور اس دنیا

سے آرزؤں اور خواہشات کا مفقود ہو جانا، بیوی بچوں کا نہ ہونا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نو لقمے شیر برنج کھانے اور حلۂ بہشتی سے ملبوس ہونے کے بعد کھانے پینے سے اور تبدیلیِ لباس سے مستغنی ہو جانا، وصال بعد دنیا کی میراث نہ چھوڑنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے دو سو سال بعد یعنی ۲۴۲ھ میں پیدا ہونا یہ ساری علامتیں دلالت کر رہی ہیں کہ ان احادیث مبارکہ سے حضور احمد بدیع الزمان بدیع الدین کی ذات والا صفات ہی مراد ہے، اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سراپا بشارت ہیں اور معجزۃ من معجزات سید المرسلین ہیں، تو پھر ظاہر سی بات ہے کہ ان کی ۵۹۶ سالہ حیات کے تمام احوال و کوائف کو معلوم کر پانا اور ان کا ادراک کر پانا آسان نہیں ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مدار پاک کی روحانیت اور ان کی مستور الحالی کو حدیث سے سمجھنے کے بعد محققین صوفیاے کرام کے اقوال و ارشادات کی روشنی میں سمجھتے ہیں تو اس سے بھی ہم پر یہی واضح ہوتا ہے کہ روحانیت میں آپ اس عظیم منصب پر فائز کیے گئے ہیں جو کتمان و استتار کا مقام ہے اس مقام پر جلوہ گر اولیاے کرام خود بھی ایک دوسرے کی معرفت نہیں کر پاتے، حضرت خضر علیہ السلام بھی اسی گروہ سے ہیں اور "اولیآئی تحت قبائی لا یعرفھم غیری" کے صحیح مصداق یہی حضرات ہیں ان کی حقیقت اور چگونگی کو اللہ و رسول ہی جانتے ہیں۔ چناں چہ صاحب بغیۃ المفید تحریر فرماتے ہیں:

"مقام الکتمیۃ الذی اخفی اللہ تعالیٰ کنہ حقیقتہ عن جمیع الخلق، ولم یطلع علیہ الا سید الوجود (صلی اللہ علیہ و

آله و سلم) و صاحبه المختص به بحكم اختيار الملك الحق، و هو المقام الاخص الارفع الذى ليس فوقه من مقامات العارفين و الصديقين مقام الا ماثبت للصحابة الكرام الذين ليس فوقهم فى الفضيلة والسبق الا الانبيآء عليهم الصلوة و السلام"[1]

یعنی پوشیدگی کا مقام وہ مقام ہے جس کی کنہ حقیقت (حقیقت کی گہرائی) کو اللہ تعالیٰ جمیع مخلوقات سے مخفی فرما دیتا ہے۔ اس مقام پر صرف سید الوجود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ہوتی ہے اور صاحب مقام کو جو اس مقام کے ساتھ مختص ہے اور یہ کتمیت اللہ تعالیٰ کے حکم و اختیار سے ہوتی ہے اس میں بندہ کی مرضی کو دخل نہیں ہوتا ہے۔ اور عارفین و صدیقین کے مقامات میں سے یہ (پوشیدگی کا) مقام نہایت ہی خاص و ارفع ہے جس کے اوپر کوئی مقام نہیں ہے سوائے (شرف صحابیت کے) جو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے ثابت ہے جن کے اوپر فضیلت و سبقت میں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے علاوہ کوئی نہیں ہے)

جب ہم حضور مدار پاک کے احوال و کمالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں آپ کی ذات اقدس صفت ظاہر و باطن دونوں کی مظہر نظر آتی ہے اور یہ آپ کی علو شان اور عظمت روحانیت کی روشن دلیل ہے۔ اور علو شان فہم و ادراک کے لیے حجاب ہے جب ہم محققین صوفیا و عرفا کے ارشادات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت وا ہوتی ہے کہ مدار پاک جب قطبیت کبری یا بلفظ دگر غوثیت عظمی پر فائز ہوتے ہیں تو معروف و

---

(۱)... بغیۃ المستفید لشرح منیۃ المرید ص ۲۴۱

مشہور ہوتے ہیں اور جب اس مقام سے ترقی فرما کر فردانیت کے مقام میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو وہ مقام مجوبی و مستوری کا مقام ہے اس مقام میں ”اولیآئی تحت قبائی لا یعرفھم غیری“ کے مصداق مستور و مجوب ہوتے ہیں۔ اور ایسا آپ کی حیات اقدس میں متعدّد بار ہونا حیرت انگیز ہے۔ اس قفل کو کھولنے کے لیے عارفین کے اقوال ہی کنجی ہیں لھذا اس معمہ کو سمجھنے کے لئے اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے ہم پہلے سید محمد ابن میر جعفر مکی قدس سرہ کی تحریر کا مطالعہ کرتے ہیں اور اسی راہ سے آگے بڑھتے ہیں۔

سید محمد ابن میر جعفر مکی قدس سرہ قطبیت، فردیت اور محبوبیت کے مقامات پر قطب، فرد اور قطب حقیقی یعنی محبوب کے استقرار کی مدتیں بحر المعانی میں تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

”قطب المدار اپنے منصب پر کم از کم انیس سال پانچ ماہ اور دو دن رہتا ہے اور زیادہ سے زیادہ تینتیس سال چار ماہ، اگر اس میعاد میں سالک کا اجل آجانا ہے تو وہ رحلت کر جاتا ہے اور اگر عمر دراز ہوتی ہے تو وہ اس مقام سے ترقی کر کے مقام فردانیت میں چلا جاتا ہے (یہ مقام قرب کا مقام ہے اور سالک اس مقام میں مستور الحال ہوتا ہے۔ مقام فردانیت کی میعاد پچپن سال ہوتی ہے نہ زیادہ نہ کم۔ اگر اس مدت میں سالک کا اجل آجاتا ہے تو وہ دنیا سے رحلت کر جاتا ہے اور اگر عمر دراز ہوتی ہے تو سلوک میں ترقی کر کے مقام محبوبیت پر فائز ہوتا ہے یہ مقام معشوقی ہے اور قطب حقیقی و قطب وحدت اس کا نام ہوتا ہے۔ اس سے اوپر کوئی مقام نہیں ہوتا اس منصب پر واصل کی میعاد تیئس سال اور دس دن ہوتی ہے۔“[1]

(۱) مرآۃ الاسرار شیخ عبدالرحمن چشتی اردو ترجمہ مولانا کپتان واحد بخش سیال چشتی، مکتبہ جام نور دہلی ص ۱۰۵، ۱۰۴

تذکرہ نگاروں کی تصریحات کے مطابق حضور مدار پاک ۲۸۲ھ میں بعمر چالیس سال مرتبۂ قطب المدار پر فائز ہوئے۔ ہم اس مقام میں استقرار کی مدت زیادہ سے زیادہ تینتیس سال چار ماہ کو چالیس سے جوڑتے ہیں تو عمر شریف تہتر سال چار ماہ کی ہوجاتی ہے اور آپ کو اجل آیا نہیں تو سلوک میں ترقی کر کے فردیت میں پہنچے۔ اس کی میعاد پچپن سال کو ہم تہتر سے جوڑتے ہیں تو ۱۲۸/ سال چار ماہ کی عمر ہوتی ہے۔ اس عمر میں بھی آپ کو اجل آیا نہیں تو سلوک میں ترقی کر کے مقام محبوبیت پر پہنچے اس کی میعاد ۲۳/ سال دس دن ہے ۱۲۸/ میں جب ہم ۲۳/ جوڑ دیتے ہیں تو بنتے ہیں ۱۵۱/ سال مگر اس عمر میں بھی آپ کو اجل آیا نہیں اور یہ مقام سلوک کا نہیں بلکہ وصل کا ہے ولایت خاصۂ محمدیہ میں اس سے اوپر کوئی مقام نہیں۔

مدار پاک کی عمر ۵۹۶/ برس سے ہم ۱۵۱/ کم کرتے ہیں تو بچتے ہیں ۴۴۵/ سال۔ صاحب بحر المعانی حضرت سید محمد ابن میر جعفر مکی قدس سرہ نے تو یہ تحریر نہیں فرمایا کہ واصل مقام محبوبیت یعنی فردیت کاملہ میں ۲۳/ سال گزار لینے کے بعد کس مقام میں چلا جاتا ہے۔

مگر سرکار غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے کلام سے یہ بند دروازہ بھی کھل جاتا ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں:

”فان اراد الحق بالعبد خیرا جعله دلیلهم و طبیبهم و مؤدبهم و مدربهم و ترجمانهم و سائحهم و منحقهم و سراجهم و شمسهم، فان اراد منه ذلك كان، والا حجبه عنده و غیبه عن غیره، آحاد افراد من هذا الجنس یردهم الی الخلق مع الحفظ الكلی والسلامة الكلیة یوفقهم لمصالح الخلق و

ھدایتھم"(۱)

یعنی جب حق تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو لوگوں کا رہبر، ان کا طبیب، ان کا ادب سکھانے والا، ان کو مہذب بنانے والا، ان کا ترجمان، ان کو تیرانے والا، ان کا میل کچیل کھرچنے والا، ان کا چراغ، اور ان کا آفتاب بنا دیتا ہے۔ پس اگر بندہ سے یہ (ارشاد و تربیت کا) کام لینا چاہتا ہے تو ایسا ہوتا ہے ورنہ اس کو اپنے پاس چھپا لیتا اور اپنے اغیار سے غائب کر لیتا ہے (کہ کسی کو اس کا پتہ ہی نہیں چلتا) اس نوع کے افراد میں سے کسی کسی کو پوری حفاظت اور کامل سلامتی کے ساتھ مخلوق کی طرف لوٹا دیتا ہے اور ان کو توفیق بخشتا ہے لوگوں کی مصلحتوں اور ان کو ہدایت کرنے کی۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ واصلین محبوبیت میں سے کسی فرد کو پوری حفاظت اور کامل سلامتی کے ساتھ یعنی ان کی فردیت و محبوبیت کو برقرار رکھتے ہوئے منصب قطبیت و ارشاد کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ تو ایسا قطب ہی وہ قطب ہوتا ہے جو کمالات فردیہ کا بھی جامع ہوتا ہے اور یہ بہت نادر ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی اس کی شان بیان فرماتے ہیں:

"قطب الارشاد جو کمالات فردیہ کا بھی جامع ہوتا ہے بہت عزیز الوجود اور نایاب ہے اور بہت سے قرنوں اور بے شمار زمانوں کے بعد اس قسم کا گوہر ظہور میں آتا ہے اور عالم تاریک اس کے نور ظہور سے نورانی ہوتا ہے اور اس کی ہدایت و ارشاد کا نور محیط عرش سے لیکر مرکز فرش تک تمام جہان کو شامل

(۱)... فیوض یزدانی ترجمہ الفتح الربانی مجلس ۵ ص ۴۹، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دھلی

ہوتا ہے اور اس کے وسیلہ کے بغیر کوئی شخص اس دولت کو نہیں پا سکتا مثلاً اس کی ہدایت کے نور نے دریائے محیط کی طرح تمام جہان کو گھیرا ہوا ہے اور وہ دریا گویا منجمد ہے اور ہرگز حرکت نہیں کرتا اور وہ شخص جو اس بزرگ کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے یا یہ کہ وہ بزرگ طالب کے حال کی طرف متوجہ ہے تو توجہ کے وقت گویا طالب کے دل میں ایک روزن کھل جاتا ہے اور اس راہ سے توجہ و اخلاص کے موافق اس دریا سے سیراب ہوتا ہے ایسے ہی وہ شخص جو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے اور اس عزیز کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہے، انکار سے نہیں بلکہ اس کو پہچانتا نہیں ہے اس کو بھی یہ افادہ حاصل ہو جاتا ہے، لیکن پہلی صورت میں دوسری صورت کی نسبت افادہ بہتر اور بڑھ کر ہے، لیکن وہ شخص جو اس بزرگ کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے آزردہ ہے اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم ہے، یہی انکار و آزار اس کے فیض کا مانع ہوتا ہے بغیر اس امر کے کہ وہ بزرگ اس کے عدم افادہ کی طرف متوجہ ہو یا اس کے ضرر کا قصد کرے، کیونکہ ہدایت کی حقیقت اس سے مفقود ہے وہ صرف مرشد کی صورت ہے اور صورت بے معنی کچھ فائدہ نہیں دیتی اور وہ لوگ جو اس عزیز کے ساتھ محبت و اخلاص رکھتے ہیں اگرچہ توجہ مذکورہ اور ذکر الٰہی سے خالی ہوں لیکن فقط محبت ہی کے باعث رشد و ہدایت کا نور ان کو پہنچ جاتا ہے۔"(۱)

علامہ ابن حجر ہیتمی الشافعی تحریر فرماتے ہیں

"القطب هو الغوث الفرد الجامع جعله الله تعالیٰ دائرا فی

---

(۱)... مکتوبات امام ربانی، ص:۶۲۲، جلد چہارم، دفتر اول/اردو ترجمہ محمد سعید احمد نقشبندی، اعتقاد پبلشنگ دہلی

الآفاق الاربعة من اركان الدنيا كدوران الفلك فى افق السمآء و قد ستر الله احواله عن الخاصة و العامةغيرة من الحق غير انه يرى عالما كجاهل ابله كفطن تاركا آخذا قريباً بعيدا سهلا عسرا آمنا حذرا. و مكانتة من الاوليآء كالنقطة من الدائرة اللتى هى مركزها. به يقع صلاح العالم"(۱)

یعنی قطب المدار جو غوث و فرد ہے اور مقامات کا جامع ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے چاروں گوشوں میں گشت کراتا ہے جیسے آسمان کے افق میں فلک اور ستارے گردش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی غیرت داری میں اس کے احوال کو خواص و عام سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ وہ عالم ہونے کے باوجود ناخواندہ لگتا ہے ذہین ہوتے ہوئے بھی کم فہم معلوم پڑتا ہے دنیا سے بے نیاز ہوکر بھی دنیا کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے خدائے تعالیٰ سے قریب تر ہوتے ہوئے بھی کچھ دور سا لگتا ہے درد مند ہوتے ہوئے بھی تنگ دل جان پڑتا ہے، بے خوف ہونے کے باوجود سہما سہما سا محسوس ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ میں اس کا مقام ایسا ہے جیسے دائرہ کے مرکز نقطہ کا اسی پر عالم کی درستگی کا دار و مدار ہے۔

مدار پاک کی سوانح کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے کہ اس بزرگ جامع قطبیت و غوثیت و فردیت کے اوصاف و کمالات کا مظہر آپ ہیں۔ میرے اس دعوے کی تائید شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ انھوں نے مدار پاک کے اوصاف میں تحریر فرمایا:

"بعضے اوضاع ایشاں بر خلاف ظاہر شریعت بود"(۲)

---

(۱) ... الفتاوی الحدیثیة ص ۳۲۲

(۲) .. اخبار الاخیار

شیخ بدیع الدین مدار کے بعض طریقے شریعت ظاہر کے خلاف تھے۔

مخفی نہ رہے کہ اگر چہ آپ کے بعض طریقے شریعت ظاہر کے خلاف معلوم ہوں، مگر منجانب اللہ محفوظ ہونے کی وجہ سے ایک بھی دقیقۂ شرعی ترک نہیں کرتے، چناں چہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سلسلے میں رقم طراز ہیں:

"شریعت کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت، اس کی صورت وہ ہے، جس کے بیان کے علمائے ظاہر کفیل و ضامن ہیں اور اس کی حقیقت وہ ہے جس کے بیان کے ساتھ بلند گروہ صوفیہ ممتاز ہے، اس مقام میں عارف اپنے آپ کو دائرہ شریعت سے باہر پاتا ہے، لیکن چوں کہ محفوظ ہوتا ہے، اس لیے دقایق شریعت سے ایک دقیقہ بھی نہیں چھوڑتا۔ وہ جماعت جو اس دولت عظمیٰ سے مشرف ہوتی ہے، اس کی تعداد بہت ہی کم ہوتی ہے اور صوفیہ کی ایک کثیر جماعت اس مقام عالی کے سایہ تک ہی پہنچتی ہے۔ (۱)

بات بالکل واضح ہوگئی کہ حضور مدار العالمین وہ قطب ہیں جو کمالات فردیہ کے بھی جامع ہیں یہی وجہ ہے کہ جب کبھی آپ قطبیت کی طرف نزول فرماتے ہیں تو کمالات قطبیت و غوثیت کا آپ سے ظہور ہوتا ہے اور آپ کی معرفت و شہرت ہوتی ہے اور جب مقام فردیت کی طرف عروج فرماتے ہیں تو "اولیآئی تحت قبائی لا یعرفھم غیری" کا مصداق بن کر علما و عارفین کے بھی درک و معرفت سے باہر ہوجاتے ہیں_ یہی بنا ہے کہ بعض اولیاے کرام آپ کی عظمت و رفعت سے ناآشنا رہتے ہوئے آپ سے مناظرہ و مباحثہ اور مخالفت پر آمادہ ہوجاتے تھے۔

اب آخر میں خود حضور مدار العالمین کی تحریر نقل کرنے کا شرف حاصل کر رہا

---

(۱) ... مکتوبات امام ربانی، دفتر اول/مکتوب ۱۷۲

ہوں تاکہ بات بخوبی واضح ہوجائے کہ حضور بدیع الدین مدار پاک کی شان ہی اتنی عظیم ہے کہ خدائے پاک نے انھیں اپنے قرب کی چادر میں ڈھانک کر مستور و محجوب کر لیا ہے اور جب وہی چاہتا ہے تو کسی کو اپنے اس محبوب کے درک و عرفان کی دولت عطا فرماتا ہے۔ تو لیجیے ملاحظہ فرمائیں۔ مدار پاک فرماتے ہیں:

اے برادر! عوام را..... دانستن اسرار خواص الوہیت از بس مشکل است۔ بداں کہ گوشہ نشینان خانقاہ عدم مردانند و بر مرکب وَ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ شہسوار اند کہ بندگاں را در اسرار شاہاں آں جا راہ نیست از بس کہ در مقام قرب اند و از سایۂ حدوث خویش دور اند جبرائیل علیہ السلام را بر کاب داری نمی گیرند و میکائیل را بغاشیہ برداری نمی پذیرند بیک تگ از ہر دو عالم بیروں شدہ اند و بصحرائے الوہیت بعالم لا مکاں کہ نا محدود و نامتناہی است جولانگری می نمایند و "لیس عند اللہ صباحا ولا مساء" مقام دارند بعلم "یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ" محو در محو اند، بے نام و بے نشاں، از جملہ خلائق دور اند۔ حق تعالیٰ از غیرتے کہ دریں قوم است از مردماں محفوظ و مستور می دارد مگر آنکہ اورا می خواہد "لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" مر اورا است ایں درویش دربستہ بروے می کشاید و مامور بامر اللہ تعالیٰ واللہ غالب علی امرہ پیش می آید و خویشتن را بکسوت بشریت بدو می نماید کہ بداں امر است۔ (۱)

یعنی اے برادر! بارگاہ الوہیت کے خواص حضرات کے اسرار کا علم عام لوگوں کے لئے بہت مشکل ہے۔ جان لو کہ وہ حضرات خانقاہ عدم کے گوشہ

---

(۱) ... مکتوب شریف حضور مدار العالمین بنام ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی

نشین اور ''نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ'' کے میدان کے شہ سوار ہیں غلاموں کو بادشاہوں کے اسرار تک رسائی کی کوئی راہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ ایسے مقام قرب الٰہی میں ہیں کہ وہ اپنے حدوث کے سایہ سے بھی دور ہیں۔ وہ جناب جبرئیل علیہ السلام کو بھی اپنی رکاب داری میں نہیں لیتے اور نہ جناب میکائیل کو اپنی غاشیہ برداری میں قبول کرتے ہیں وہ ایک قدم میں دونوں عالم کو عبور کر لیتے ہیں اور صحرائے الوہیت سے عالم لا مکانی میں جو لا محدود نا متناہی ہے آتے جاتے رہتے ہیں، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اپنے شب و روز گزارتے ہیں حال یہ ہے کہ بارگاہ رب العزت میں صبح و شام کی قید نہیں ہے۔ اور "یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ" کے علم میں مستغرق ہو کر محو در محو ہو کر بے نام و نشان ہو جاتے ہیں۔ وہ جملہ خلائق سے دور ہیں حق تعالیٰ کی اس قوم سے ایسی غیرت ہے کہ اپنی غیرت داری میں لوگوں سے انھیں محفوظ و مستور رکھتا ہے۔ "لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کا مژدہ انہیں کو زیب ہے۔ یہ فقیر اس بند دروازے کو اس کے لیے کھولتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے یہ بات سامنے رہتی ہے اور خود کو جامۂ بشریت میں اس لیے دکھاتا ہے کہ اسی کا حکم ہے۔

مدار پاک کے سلاسل طریقت میں سے ایک سلسلہ قلندریہ بھی ہے جو سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی عرف طیفور شامی سے عین الدین شامی، یمین الدین شامی، عبدالعزیز مکی عرف عبداللہ علمبردار کے توسط سے سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہم سے ملتا ہے۔ دوسرے سلاسل و مشارب طریقت کی طرح اس سلسلہ اور مشرب کا اثر بھی آپ کی ذات و صفات اور آپ سے منسلک

حضرات پر پڑنا ہی چاہیے تھا اور بے شک پڑا؛ مدار پاک اور سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں پر تحقیق کرتے وقت محققین کے لیے لازم ہے کہ ان کی نسبتوں اور مشربوں کو بھی مد نظر رکھیں۔

سلسلۂ قلندریہ کیا ہے ؟ اور اس کا مشرب کیا ہے ؟ اسے جاننے کے لیے آئیے ایک طائرانہ نظر مشرب قلندریہ پر بھی ڈال لیتے ہیں تاکہ سمجھ میں آئے کہ مدار پاک پر یا سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کے حالات پر تحقیق مشکل کیوں ؟

سلسلۂ قلندریہ کیا ہے ؟

وجود و شہود کی گہرائیوں میں غرق، اخفا و کتمان کا شائق، مخلوق سے علاحدگی میں گرم، سلسلۂ قلندریہ ہے۔ اس سلسلہ کے سرگروہ مکہ معظمہ کے ایک گمنام و مستور الحال بزرگ حضرت عبدالعزیز مکی عبداللہ علمبردار تھے۔ اہل طریقت کے مطابق ان کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور اپنی خدمت و اطاعت سے قلندر کے معزز لقب سے سرفراز ہوئے۔ بعض اہل طریقت کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی کو علم برادری کا بھی منصب عطا ہوا تھا آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ تیس سال سکر و بے ہوشی میں گزر گئے، شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی خلفاے راشدین کا زمانہ آیا لیکن بادۂ وحدت کے مست کو ہوش نہ آیا وہ اپنے حال میں مست و سرشار رہا اور دنیا و مافیھا سے بے خبر اور بے نیاز ہی رہا۔ جنگ صفین کا زمانہ آیا اور مولائے کائنات حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر ادھر سے گزرا، فوج پر ظفر کی آواز کانوں سے ٹکرائی، مستی و سرشاری سے چونکے اور جناب امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر دوبارہ بیعت سے سرفراز ہوئے،

صدہاسال کی عمرپائی لیکن جذب وسرمستی اور دائمی سرشاری اور سرمستی خمیر سے نہ گئی۔ آخر کار غیبی اشارے سے سیر وسیاحت کرتے ہوئے ملک ہند آئے اور پاک پٹن مقام پر ایک سردابہ میں داخل ہوکر ہمیشہ کے لیے یاد حق میں غرق ہوگئے۔

چونکہ حضرت شیخ عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربار رسالت سے قلندر کا بلند پایہ خطاب ملا تھا۔ اسی کی کار فرمائی تھی کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں کہیں ان کا نام نہیں ملتا۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طویل فہرست میں کہیں پتہ نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ علماے ظاہر کو ان کے وجود ہی سے انکار ہے۔ آپ کے ایک شاگرد رشید اور مرید خاص حضرت خضر رومی کھپراہاروی تھے جن کی ساری عمر تجرد، گمنانی اور گوشہ نشینی اور ریاضت شاقہ میں گزری۔ انھوں نے بھی اپنے پیر و مرشد کی طرح سینکڑوں سال کی عمرپائی۔ اس سلسلہ کے بزرگوں کی عمریں طویل ہوتی ہیں۔ ان کی خود فراموشی اور نسبت جبی کا یہ عالم تھا کہ ایک مراقبہ میں چھ چھ ماہ گزر جاتے۔ گمنامی کے اس حد تک شائق کہ ولادت و وفات تو درکنار کسی کو آپ کے مزار مبارک تک کا علم نہ ہوسکا۔

آپ کے خلیفہ حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر نے ملک عرب کی سیاحت کرکے مالوہ اور وسطی ہند میں قلندریت کا ڈنکا بجایا۔ اس وقت کے بادشاہوں کا جلال آپ کی نظر کرم کا رہین منت ہے۔ لیکن خول قلندری اپنی جگہ اسی آن بان اور شان سے جلوہ گر تھا کہ مزار مبارک کا صحیح نشان بھی نہیں ملتا۔ مؤرخین اور تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ مانڈو کے قریب نعلچہ کے تالاب کے کنارے آپ کی تربت تھی۔ غیاث الدین خلجی نے اس پر گنبد تعمیر کرایا۔ سلطان محمود شاہ نے اس کے چاروں سمت محلات اور باغات نصب کرائے نسبت قلندری کا ظہور ہوا، محلات ویران

ہوئے، باغات خشک ہوگئے۔ اسی درمیان میں خطۂ اودھ کے ایک عقیدت مند سیاح نے بہ ہزار تلاش و کوشش ایک تربت کا سراغ لگایا، جس کی بابت یہ گمان ہوا کہ سید نجم الدین غوث الدہر قلندر کا آستانہ مبارک ہے اس بیچارے مسافر نے ریاست دھار کے ایک اعلیٰ افسر کے ذریعے مزار کے کنارے پتھر نصب کرانا چاہا تو وہ افسر معزول ہوا اور لوح مزار گم ہوگئی۔

کیا خوب فرمایا ہے ایک عارف کامل نے ؎

قلندر بے زمان و بے مکان است
قلندر را نشان بے نشان است

شمالی ہند کے قلندری فقرا کا سرسری جائزہ

شمالی ہند کے مغربی حصہ میں حضرت شاہ بوعلی قلندر پانی پتی نے اور وسط میں قطب الدین بینا دل قلندر سرانداز غوثی جونپوری نے قلندری جاہ و جلال کا جلوہ اور تماشا دکھایا یہ تاریخی حقیقت ہے کے شاہان شرقی جونپور ان کے ادنیٰ اشاروں پر سر تسلیم خم کرتے تھے۔ مگر خمول و گمنامی مرشدین عظام کا مسلک اور مشرب جو تھا اس کا اثر کہاں چلا جاتا؟ حضرت بوعلی قلندر کا نام کس کو معلوم نہیں۔ لیکن یہ مسئلہ آج تک حل نہ ہوسکا کہ آپ کا مدفن پانی پت ہے یا کرنال؟ اور یہی حال بالکل حضرت قطب الدین بینائے دل قلندر جونپوری کا ہے کہ چھ سو سال سے یہ مسئلہ نہ حل ہوسکا کہ آپ کا مزار جیل کے اندر ہے یا باہر؟

الغرض، پوشیدگی و خود فراموشی اس سلسلہ کے مشرب میں ہے۔ اور حضور مدار العالمین، کو بایزید بسطامی کے توسط سے عین الدین شامی، یمین الدین شامی اور عبد العزیز مکی عبداللہ علمبردار کی نسبت بھی حاصل ہے تو اس نسبت کی وجہ سے بھی

آپ اور آپ کے سلسلہ کے خلفا کا مشرب بھی خمول وگمنامی اور مستور الحالی ہے، جس کی وجہ سے مکمل حالات معلوم و مشہور نہیں ہوپاتے۔

یہی سب باتیں ہیں جن کی وجہ سے مدار پاک کے سنہ ولادت اور نسب شریف سے لے کر دوسرے معاملات میں بھی کثیر اختلافات ہیں اور یہ اختلافات در اصل ایک غلاف ہیں۔ جو ان کی شخصیت و حقیقت کو چھپائے ہوئے ہیں۔ اس کو بھی امر اتفاقی کہیے یا پھر امر ربی ہی سمجھیے کہ آپ کا نسبی تعلق بھی اس خاندان سے ہے جو حکومت عباسیہ کے ظلم وستم اور خوارج کے فتنوں کی وجہ سے مستور و مکتوم رہا، آپ کے نسب شریف میں ایک جد بزرگوار ہیں "سید محمد (مکتوم) ابن سید اسماعیل اعرج ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم" کتمان و روپوشی کی وجہ سے ان کا لقب ہی "مکتوم" ہو گیا، ان کی نسل سے سید قدوۃ الدین علی (مدار پاک کے والد محترم) خوارج کے فتنوں کی وجہ سے مدینۂ طیبہ سے ترک سکونت کر کے مضافات حلب میں اقامت پذیر ہوئے - غرض اسباب جو کچھ بنیں مگر حق یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندگان اخص الخواص کو اپنی غیرت داری میں لوگوں سے چھپاتا ہے۔

مدار پاک تیسری صدی ہجری میں ملک شام کے حلب میں پیدا ہوئے اور قدیم عربی مصادر آپ کے تذکرہ سے خالی ہیں، اس کے باطنی اسباب کے علاوہ ظاہری اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شخصیات کے تذکرے عموماً بعد وصال لکھے جاتے ہیں اور آپ کی ولادت ۲۴۲ھ میں ہوئی جب کہ وصال شریف ۸۳۸ھ میں بعمر ۵۹۶/ سال ہوا۔

دوسرا سبب آپ کے دعوتی و تبلیغی اسفار بھی ہیں ۱۷/ سال کی عمر شریف درس و تدریس میں گزری۔ پھر ۲۵۹ھ میں بقصد حج و زیارت راہیِ حرمین شریفین ہوئے۔

وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم باطنی پر دنیا میں دعوت و تبلیغ کے لیے سیر و سیاحت اختیار کی، یہ سفر ایک ایسا سفر تھا جس میں نہ تو کوئی منزل متعیّن تھی اور نہ ہی کوئی راستہ مقرر، کم و بیش ۲۳/ برس حجاز، عراق، ایران وغیرہ کی سیر و سیاحت فرمائی وہ بھی اس طرح کہ کسی مقام پر مہینہ دو مہینہ سے زیادہ قیام پذیر نہ ہوتے اس سے قبل ہی کہ کہیں کے لوگ اچھی طرح آشنا ہو پاتے وہاں سے کوچ کر جاتے اور دوسری جگہ اقامت کرتے۔

۲۸۲ھ میں وارد ہندوستان ہوئے اور یہاں کے جاہلوں، کافروں میں چل پھر کر دعوت و تبلیغ و ترویج اسلام کی خدمت انجام دیتے رہے، آبادیوں سے دور جنگلوں اور پہاڑوں میں قیام پذیر ہوکر یاد حق میں مشغول رہتے۔ بھارت کی سر زمین پر ۱۴۴۲/ مقامات پر آپ کی چلہ گاہیں، انگنت گدیاں اور بے شمار تکیے آج بھی آپ کی دعوت و تبلیغ اسلام اور ترویج دین متین کی کہانیاں اہل فہم و بصیرت کو سناتے ہوئے نظر آتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں کہ مدار پاک اہل اسلام و اہل علم کے درمیان رہ کر عبادت و ریاضت اور رشد و ہدایت وغیرہ کا فریضہ انجام نہیں دے رہے تھے جو اہل علم و قلم ان کے حالات و کمالات لکھتے بلکہ جاہلوں، گنواروں، کافروں میں دعوت و تبلیغ اور ترویج دین کا مشن چلا رہے تھے۔ ان لوگوں کے بیچ یہ کام کر رہے تھے جو لوگ آپ کے لیے اجنبی تھے اور آپ ان کے لیے اجنبی؛ جو لوگ خود اپنے راجے مہاراجے اور رشیوں، منیوں کی تاریخ محفوظ نہ کر سکے وہ بھلا مدار پاک کے حالات کیا لکھتے!

حضرت علامہ مولانا مفتی ہاشم علی بدیعی مصباحی ایک نکتہ داں، محقق، مفکر، مدبر، سنجیدہ طبیعت، متحرک اور فعال شخصیت کا نام ہے جس نے اتنی کم عمر میں تحقیق و تاریخ

کے گہرے سمندر میں غواصی کرکے نہ صرف دامن طلب میں گوہر مراد بھر لئے ہیں بلکہ کمال یہ ہے کہ انھوں نے سمندر کو ہی کوزے میں بھر دیا؛ یہی وجہ ہے کہ ”تذکرۂ مشائخ مداریہ“ عام تصنیفات کی طرح نہیں ہے بلکہ اپنی نوعیت کی ایک تحقیقی طرز تحریر کا مرقع ہے، جسے پڑھ کر آپ اس جواں دل مصنف کے جنون عشق کا بخوبی اندازہ لگاسکتے ہیں کہ یہ بے مثل لعل نہ تو شاہوں کے خزانوں میں ہے نہ فقیر کی گدڑی میں؛ بلکہ قطب المدار کی نگاہ التفات کا انتخاب ہے، جس نے انھیں اپنی قصیدہ نویسی و مدحت سرائی کے لیے منتخب کرلیا۔

اللہ پاک کی بارگاہ میں دعاگو ہوں کہ علامہ موصوف کو ہمیشہ اپنے فضل وکرم کی چادر کے سایہ میں رکھے، صحت وتندرستی کے ساتھ عمر خضری عطا فرمائے، نیز علم میں، عمل میں، شہرت میں، فضل میں، شرف میں، اور کرم میں برکتیں عطافرماکر مقبول انام بنائے اور کتاب تذکرۂ مشائخ مداریہ کو شہرت وقبولیت عام عطا فرماکر اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔ آمین

سید منور علی حسینی جعفری مداری
ہفدہم ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ
مطابق ۱۳؍نومبر ۲۰۲۲ء

سید منور علی حسینی جعفری مداری

تقریظ

پروفیسر سید شمیم الدین احمد منعمی مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ منعمیہ متین گھاٹ، پٹنہ (بہار)

مشائخ صوفیہ کے معروف سلاسل اور طرق میں جن اہم سلاسل کا منبع بننے کا شرف ہندوستان کو حاصل ہوا ان میں فردوسیہ، مداریہ، ناہدیہ، شطاریہ اور ابوالعلائیہ اہم ہیں۔ اس بحث سے قطع نظر کہ کون سلسلہ ہے اور کون مشرب یا پھر کون اصل نہیں بلکہ فرع ہے، یہاں سلسلہ مداریہ ہمارا موضوع گفتگو ہے۔

حضرت سید نابد یع الدین مدار قدس سرہ (م ۸۴۰ھ) بلاشبہ مقبول ترین مشائخ کرام میں نمایاں اور ممتاز ہیں۔ اس برصغیر میں آپ کی خدمات اور مقبولیت کے اس قدر آثار ہنوز موجود ہیں کہ یقین سے گذر کر محل حیرت و استعجاب کا سبب ہیں۔ آپ کثیر السن اور کثیر الاسفار ہونے کے ساتھ کثیر الاقبال ہیں۔ حاصل مطالعہ یہ ہے کہ آپ کی تبلیغی اور دعوتی خدمات بے مثال ہیں۔ عوام تو عوام خواص اور اخص الخواص بھی آپ کے دامن اعتقاد سے وابستہ و منسلک نظر آتے ہیں۔

آپ کا طریقہ قلیل الواسطہ اور کثیر النافعہ ہے۔ بلا تشبیہ و تمثیل نان اسٹاپ فلائٹ یا بہت کم اسٹیشن پر رکنے والی غیر معمولی تیز رفتار اکسپریس ٹرین کی مانند آپ کے فیضان کی جانب زمانہ متوجہ ہوا۔ آپ کے خلفائے کاملین بھی اپنے زمانے میں غیر معمولی کشش اور قبولیت کی مثال بنے۔ شاید ہی کوئی خانوادۂ طریقت ہو گا جس میں مداریہ طریقہ کی اجازت نہ پہنچ گئی ہو۔ ہاں، یہ صحیح ہے کہ آپ کے سلسلے کی خانقاہوں کی قلت

ہے اور اس کے مقابلے جماعت فقرا کی کثرت ہے۔ لیکن نویں صدی ہجری میں ہندوستان علما و مشائخ کے درمیان سلسلہ مداریہ کی بے پناہ کشش کا گواہ بن رہا تھا۔

سرخیل سلسلہ طیفوریہ یا مداریہ یا طبقاتیہ اور ان کے خلفا سے متعلق معلومات و اطلاعات کی قلت تعداد اور قلت استناد کی ایک بڑی وجہ ان حضرات کے اسفار کی کثرت اور غلبۂ جذب و سکر بھی ہے۔ جن چیزوں کی کمی ہے وہ قرار کی طلبگار ہیں اور یہاں تو اس قدر بے قراری ہے کہ امواج البحار کی مانند ایک لہر کو سمجھتے سمجھتے دوسری پیش نگاہ ہے۔ اور ان دو موجوں پر حیرت ہو رہی تھی کہ تیسری نے یوں جھکجھور دیا کہ حیرت بھی چکنا چور ہو گئی۔ اب سوائے سمندر کی حقیقت میں مثل تنکہ گم ہو جانے کے کچھ نہ بچا۔

اولیائی تحت قبائی اور ولی را ولی می شناسد کی حقیقتیں بھی بعض دفعہ راہ تحقیق میں ناقابل تسخیر الجھنیں پیدا کر دیتی ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ اولیا کا ایک وصف اختفاء حال بھی ہوتا ہے۔ یعنی نہ رب تعالی چاہتا ہے کہ کوئی جانے اور نہ اس کے ولی چاہتے ہیں کہ کسی غیر محرم کو کچھ جاننے دیں۔ ان سب کے باوجود عزیز مکرم جناب محمد ہاشم بد یعی مصباحی نے بڑی محنت ، دقت نظر اور تادم تحریر تحقیقات سے اس تذکرے کو مرتب کیا ہے۔ انھوں نے عربی، فارسی اور قدیم و جدید ماخذات سے رجوع کرنے کی کامیاب سعی کی ہے ، لیکن تحقیق کی اصل روح یہ ہے کہ ہر نتیجہ تادم تحریر و تقریر کی حیثیت رکھتا ہے اور محقق کے سامنے کبھی بھی کوئی ایسی حقیقت روشن ہو سکتی ہے کہ جس کے نتیجے میں وہ خود اپنے ہی اخذ کردہ نتیجے سے اعلان رجوع کر سکتا ہے۔ اصول سے استثنا کی مثال بھی ہر زمانے میں ممکن رہی ہے۔ اس لیے معمول سے کسی غیر معمولی کی نفی نہیں کی جا سکتی ہے۔ اور یہ بات طے ہے کہ حضرت سیدنا بدیع الدین

مدار قدس سرہ بے انتہا غیر معمولی شخصیت کے حامل ومالک ہیں۔ ان کی شخصیت، ان کا شجرہ، ان کا فیض اور ان کا انداز وسبک تعلیم وتربیت سب کچھ نرالا اور منفرد ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود تمام معروف ومقبول شخصیات کا حضرت مدار اور ان کے سلسلہ مداریہ سے اکتساب فیض اس کی ثقاہت وحصانت پر بہر خوبی دال ہے۔

حضرت سیدنا مدار پاک کے خلفاء میں اپنے وقت کی جلیل القدر ہستیاں ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ ان کی شخصیات پر بھی اتباع شیخ میں حجاب در حجاب ہے۔ سلسلہ مداریہ کے مشائخ کرام کا دوسرے سلاسل کے مشائخ کرام سے ایک اختصاص یہ بھی ہے کہ ان کی خدمات کا ایک بڑا حصہ غیر مسلم زعماء وخواص کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اسی لیے ان کی چلہ گاہیں، تکیے اور دائرے بلند چوٹیوں پر، ویرانوں میں اور نامانوس علاقوں میں واقع تھیں۔ سلسلہ مداریہ کے درویش غیر مسلم سنتوں، جوگیوں اور بیراگیوں پر خوب خوب اثرانداز ہوئے۔ ہمیں چاہیے کہ اس کے دور رس نتائج کو سمجھنے اور جاننے کی کوشش کریں۔ سلسلہ مدار پاک کے فقر میں عزیمت وفتوت کی جلوہ سامانی بھی بہر خوبی نمایاں تھیں اور ان کی تبلیغی مساعی کا انتہائی روشن پہلو تھی۔ سلسلہ مداریہ کی علمی خدمات پر بھی گونہ پردہ حائل ہے۔ مداریہ طریقے کی علمی نگارشات کو بھی خاص محنت کے ساتھ دریافت کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

ایک سرسری نظر میں خانقاہ پیر دمڑیا بھاگلپور کے کتب خانے میں ایک رسالہ گفتار کے نام سے حضرت مدار پاک سے منسوب ملتا ہے۔ ایک اور قلمی نسخہ رسالہ سوال وجواب کا بھی موجود ہے۔ ان دونوں رسائل کی نقول خانقاہ منعمیہ میں بھی محفوظ ہیں۔ بنگلہ دیش میں انتخاب از رسالہ حضرت شاہ مدار کے نام سے $1\frac{1}{2}$ ورق کا ایک رسالہ راج شاہی یونیورسٹی کے ذخیرے میں محفوظ ہے۔

بہار سلسلہ مداریہ کا ایک اہم مرکز رہا ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت مخدوم حسین بن معز نوشتہ توحید بلخی کو حضرت مدار پاک سے شرف تلمذ رہا، صحبت اور اجازت حاصل تھی تو بہار میں سلسلہ فردوسیہ اور سلسلہ مداریہ کی نسبتیں نویں صدی ہجری میں فیض دوام بخش رہی تھیں۔ حضرت سیدنا مدار پاک کے ایک اہم خلیفہ حضرت سیدنا جمال الدین جمن جتی کا وجود مسعود بہار شریف اور پٹنہ کے مابین ہلسہ میں ایک اہم مرکز کی بنا ڈال گیا۔ پٹنہ شہر میں شیخ مٹھا مداری اور شیخ محمود مداری کی خانقاہیں مقبول و مرجع ہیں۔

خانقاہ منعمیہ متین گھاٹ پٹنہ سیٹی میں طریقہ مداریہ کی اجازتیں متعدّد واسطوں سے پہنچی ہیں۔ جن میں حضرت سیدنا مدار پاک کے تین اہم خلفاء کا واسطہ اہم ہے۔

(۱) حضرت سید جمال الدین جمن جتی ہلسوی قدس سرہ

(۲) حضرت شیخ حسام الدین جونپوری قدس سرہ

(۳) حضرت شیخ اجمل بہرائچی قدس سرہ

حضرت سیدنا ابوسعید جعفر محمد قدس سرہ (۱۱۱۱ھ) نے اپنی تالیفات میں دیگر طرق کے ساتھ ساتھ سلسلہ مداریہ کے اوراد و اشغال بھی بیان فرمائے ہیں، جن کا قلمی نسخہ خانقاہ منعمیہ میں محفوظ ہے۔

شمیم الدین احمد منعمی

سید شاہ شمیم الدین احمد منعمی

خانقاہ منعمیہ قمریہ، متین گھاٹ، پٹنہ سیٹی-۸

۲/ اکتوبر ۲۰۲۲ء

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا سید حسام الدین رفاعی مصباحی

سجادہ نشین خانقاہ رفاعیہ بڑودہ گجرات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امام بعد: محب گرامی حضرت مفتی محمد ہاشم علی مصباحی زید مجدہ کی کتاب "تذکرۂ مشائخ مداریہ" چار ابواب پر مشتمل ہے موصوف نے اس کتاب میں داعی اسلام محسن اعظم حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ و دیگر مشائخ مداریہ کا مدلل تذکرہ فرمایا، میں نے اس کتاب کو جستہ جستہ مطالعہ کیا ماشاء اللہ بہت شاندار اور نہایت معلوماتی پایا۔

یہ کتاب ان شاء اللہ عوام و خواص بالخصوص علما اور مشائخ کے لئے ایک شاندار تحفہ ثابت ہوگی۔

میں مولانا موصوف کو بہت دنوں سے جنتا ہوں موصوف کی تحریروں کو پڑھتے رہتا ہوں موصوف پڑھنے لکھنے کا اچھا ذوق اور علمی کاموں سے دلچسپی رکھنے والے ہیں۔ موصوف عمدہ اخلاق اور بہترین کردار و عمل کے حامل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انھیں علمی صلاحیتوں سے بھی نوازا ہے۔

میں اس مبارک خدمت پر مولانا موصوف کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کاوش کو شرف قبول بخشے اور عوام و خواص کے لئے مفید بنائے اور مزید دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد حسام الدین رفاعی

خادم خانقاہ رفاعیہ، بڑودہ گجرات

۵/ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ/ ۲/ اکتوبر ۲۰۲۲ء

مدار الھند

ماہر لسانیات ڈاکٹر عارف نوشاہی
ادارۂ معارف نوشاہیہ اسلام آباد

راقم الحروف پنجاب کی دیہاتی ثقافت میں پلا بڑھا ہے۔ بچپن میں پنجاب کے ماحول میں دو چیزیں دیکھیں جن کے حوالے سے دو لفظ کانوں میں پڑے اور محفوظ رہ گئے۔ ایک ''قلندر'' اور دوسرا ''مداری''۔ پنجابی ثقافت میں قلندر، وہ لوگ تھے اپنے ساتھ بندر ریچھ رکھتے تھے اور گاووں دیہاتوں میں جاکر ان کا تماشا دکھاتے تھے۔ اور مداری وہ لوگ تھے جو قریوں اور بستیوں میں جاکر چوپال جماتے اور محیر العقول کرتب دکھاتے۔ دونوں کی وجہ تسمیہ نہ اُس وقت معلوم تھی نہ اب معلوم ہے۔ ان دو الفاظ کا ہماری معاشرتی فرہنگ اور عرفانی لغت سے بیک وقت کیسے تعلق ہے؟ یہ اس وقت خارج از موضوع ہے۔

۱۹۷۸-۱۹۷۹ء میں جب راقم السطور قومی عجائب گھر پاکستان کراچی کے فارسی مخطوطات کی فہرست نویسی کر رہا تھا تو کام کے دوران ایک مخطوطہ سامنے آ گیا جس کا نام مرآت مداری تھا۔ کتاب الٹ پلٹ کر دیکھی تو معلوم ہوا یہ عبدالرحمان بن عبدالرسول چشتی کی تصنیف ہے۔ وہ ۲۵/ ذیقعدہ ۱۰۶۴ھ (۱۶۵۴ء) کو مکن پور جاتے ہیں، وہاں شاہ مدار کی قبر کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور شیخ امان اللہ سندیلوی کی فرمایش پر اور انھی کی نگرانی میں یہ کتاب لکھتے ہیں۔ کتاب صاحبِ قبر شیخ بدیع الدین احمد ملقب بہ شاہ مدار و قطب المدار کے حالات و مناقب پر تھی۔ راقم الحروف کی حضرت شاہ مدار کے نام نامی کے ساتھ یہ پہلی آشنائی تھی۔ بعد میں ایک طویل عمر

مخطوطات کی فہرست نگاری میں گذری۔ اس دوران اس موضوع پر دیگر مخطوطات بھی نظر سے گذرے۔ ۱۰ر فروری ۱۹۹۴ء کو لاہور میں مرحوم خلیل الرحمان داودی (وفات:۲۰۰۵ء) کے ہاں ایک فارسی مخطوطہ دیکھا۔ جس کا نام سراج العاشقین، مصنف محمد سعید بن شیخ قطب الدین چشتی حنفی ہندی، تاریخ تصنیف ۱۰۷۸ھ (۱۶۶۷ء) ہے۔ اس میں دیگر بزرگان دین کے ساتھ شاہ مدار مکن پوری کے حالات بھی ہیں۔ میرا گمان ہے کہ یہ اس کتاب کا واحد نسخہ ہے اور داودی صاحب کی وفات کے بعد کچھ معلوم نہیں کہاں ہوگا؟ سردار پور جھنڈیر، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی میں میاں مسعود احمد جھنڈیر صاحب کے کتب خانے میں ایک فارسی مخطوطہ رسالہ وجودیہ دیکھا۔ کاتب نے مصنف کا نام شاہ بدیع الدین زندہ شاہ مدار لکھا ہے، اس رسالے کی کتابت اشرف علی نامی نے ذیقعدہ ۱۲۶۱ھ (۱۸۴۵ء) میں کی ہے اور یہ ۲۳۰ر ورق پر مشتمل ہے۔ کتب خانہ مخدومہ امیر جان، گاؤں نڑالی، تحصیل گوجر خان، ضلع راول پنڈی میں شجرات تصوف پر مشتمل ایک فارسی مخطوطہ دیکھا۔ مصنف کا نام درج نہیں ہے۔ اس میں ''کرسی نامۂ شاہ مدار'' بھی ہے۔ یہ نسخہ ۱۳۲۱ھ کا مکتوبہ ہے۔ کاتب کا نام عبداللہ شاہ ولد ملا محمد صالح امام و خطیب مسجد حضرت میاں مانک شاہ، ضلع رعنا واڑی کشمیر ہے۔ شجروں کے حوالے سے کچھ اور فارسی مخطوطے بھی ہیں جو اگرچہ راقم السطور نے خود نہیں دیکھے لیکن ان کا حوالہ موثق ہے۔ احمد منزوی نے انھیں فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان کی جلد یازدہم میں درج کیا ہے۔ شجرہ نامۂ پیران مداریہ تصنیف سید شاہ اشرف علی ہے جس میں مصنف نے اپنا شجرۂ طریقت حضرت مجدّد الف ثانی کے واسطے سے شاہ مدار کو ملایا ہے۔ یہ تین صفحے کا شجرہ، پیر مہر علی شاہ چشتی کے مزار واقع گولڑہ شریف، اسلام آباد سے ملحق کتب خانے میں ہے۔ شجرہ نامۂ

پیران شاہ مدار نامی ایک اور مخطوطے کا مصنف نامعلوم ہے۔ مصنف نے اسے مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی کے کسی رسالے کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ ۶/ صفحے کا یہ مخطوطہ آزر کلیکشن، پنجاب یونیورسٹی لاہور (شمارہ (H-88) میں ہے۔ فقیر خانہ میوزیم لاہور میں ایک وفات نامہ پیراں (فارسی منظوم) ہے۔ اس میں دیگر بزرگان دین کے ساتھ شاہ مدار کی تاریخ وفات بھی نظم کی گئی ہے۔ یہ ۸/ ورق کا رسالہ ہے اور مصنف نامعلوم۔ ایک اور اہم فارسی مخطوطہ مدارالاسرار فی خوارق بدیع الدین شاہ مدار ہے جس کی سردست مزید تفصیل سامنے نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ نسخہ اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور میں ہے۔ ایک اور دل چسپ فارسی کتاب، جو تحقیقی سے زیادہ تفننی ہے، فالنامۂ بزرگان ہے۔ اس کا مخطوطہ ذخیرۂ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، (شمارہ ۵۶۱۳/۲۲۸۷/۴) میں ہے۔ مصنف مجہول الھویت ہے۔ مصنف نے ۲۴ بزرگان دین کا نام لے کر یہ بات لکھی ہے کہ انھوں نے فالیں نکالی تھیں اور ان کی فال گیری میں جو جو کچھ آیا وہ اس رسالے میں درج ہے۔ بزرگوں کی اس فہرست میں شاہ مدار کا نام بھی شامل ہے۔ یہ مخطوطہ تقریباً ۱۲۴۷ھ (۱۸۳۱ء) کا مکتوبہ ہے۔ نیشنل آرکائیوز آف پاکستان اسلام آباد میں ایک ناقص الطرفین فارسی مخطوطہ (نمبر: چند دانشی ۲) دیکھا۔ اس کا نام غالباً جامع العلوم ہے اور یہ محمد شاہ بادشاہ کے عہد سلطنت (۱۱۳۱۔۱۱۶۱ھ) کی تصنیف ہے۔ اس میں ایک جگہ مصنف نے لکھا ہے کہ ۷/ ربیع الاول جو شاہ مدار کا یوم وصال ہے، اس روز پورے ہندوستان میں فقیر لوگ سب تکیوں میں چراغاں کرتے ہیں۔

ان سب کتابوں کو دیکھ کر جو خاص بات جو حضرت شاہ مدار کے بارے میں علم میں آئی وہ ان کی دراز عمری ہے۔ ان کی ولادت و وفات کی تاریخیں، تذکروں نگاروں

نے مختلف لکھی ہیں اور اگر جناب ہاشم علی مصباحی صاحب کی زیر نظر کتاب کو ہی سامنے رکھیں توانھوں نے حضرت کی تاریخ ولادت ۲۴۲ھ اور تاریخ وفات ۸۳۸ھ بیان کی ہے یعنی انھوں نے قریب قریب چھ سوسال عمرپائی۔ قدیم انبیاکی لمبی عمروں کو چھوڑ کر، بعثت اسلام کے بعد اسلامی تاریخ انسانی میں بعض شخصیات کی طول عمری کی شاذ مثالیں ملتی ہیں۔ حیرت انگیز طور پر دوسری مثال بھی ہندوستان ہی سے وابستہ ہے یعنی بابا رتن ہندی۔ خیر، یہ خدائی کام ہیں جس کو جتنی لمبی عمر دے، لیکن طبعی طور پر عوام الناس کے اذہان میں ایسے لوگ اپنی طوالتِ عمر کے باعث یاد رہ جاتے ہیں اور ان کا اصل کارنامۂ حیات پس پردہ چلا جاتا ہے۔

زیر نظر کتاب کے مصنف جناب ہاشم علی مصباحی اور راقم السطور اتصالات اور ارتباطات کی مجازی فضا کے باسی ہیں۔ ویسے عالم ظاہر میں وہ ہند میں اور میں پاکستان میں رہنے کے باجود غیر مرئی تاروں کے ذریعے مربوط رہتے ہیں۔ ان کا تخصص اور موضوع تحقیق حضرت شاہ مدار کے سوانح ہے اور وہ اس موضوع پر غیر منکشف مآخذ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ وہ جب بھی اس سلسلے میں راقم سے استفسار کرتے ہیں تو میں جواب دینے کی بجاے الٹا ان سے کچھ سیکھتا ہوں۔ وہ ہمیشہ ایسی کتب کی تلاش میں رہتے ہیں جو میرے لیے بھی نئی ہیں۔

مجھے مصباحی صاحب موصوف کی کتاب تذکرۂ مشایخ مداریہ جلد اول دیکھنے کو ملی ہے۔ انھوں نے اس کی تحریر میں بہت محنت کی ہے اور اسے انواع و اقسام حوالوں سے مستند اور مزین کیا ہے۔ زیادہ تر حوالے برّ صغیر کے متاخر مصنفوں کے ہیں۔ ایک ایسی شخصیت جس کی جڑیں ملک شام میں ہیں اور ان کا زمانۂ حیات بقول مضمون نگار کے تیسری صدی ہجری سے شروع ہوجاتا ہے، کوشش ہونی چاہیے کہ دیکھا جائے

ان کے آبائی وطن (شام) اور ابتدائی سالوں میں ان کے بارے میں کیا لکھا گیا ہے ؟اگرچہ مضمون نگار کی مرجح تاریخ ولادت کے مطابق حضرت شاہ مدار چالیس سال کی عمر میں ۲۸۲ھ میں ہندوستان آگئے تھے اور اس بات کا احتمال کم ہے کہ شام میں ان کے بارے میں کچھ لکھا گیا ہو۔ پھر بھی ضرورت اس امر کی ہے توقیت اور زمانی ترتیب کے مطابق ہم تاریخی مآخذ میں حضرت شاہ مدار کے حالات کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کب سے ان کا ذکر کتابوں میں آنا شروع ہوا۔ اس سے بالواسطہ یہ نتیجہ بھی مترتب ہوگا کہ ان کا واقعی زمانہ حیات کیا ہے ؟اس سلسلے میں کراماتی تذکرے زیادہ معتبر نہیں ہیں۔ بزرگان دین کے گرد کرامات، خوارق عادات اور طول عمری کے ہالے، ہمیں ان کے اصل کارناموں سے دور رکھتے ہیں۔ میری جناب ہاشم علی مصباحی سے درخواست ہے کہ وہ حضرت شاہ مدار پر پہلے تمام مآخذ جمع کریں اور ان کی تنقیح کریں اور پھر خود شاہ مدار پر ایسا مستند تذکرہ لکھیں جو سب مآخذ سے بے نیاز کردے۔ والتوفیق من اللہ۔

عارف نوشاہی

عارف نوشاہی

ادارۂ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد

۱۸ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰ فروری ۲۰۲۲

تقریظ جلیل

حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد رضا مصباحی نقش بندی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی)

مُبَسْمِلاً وَمُحَمِّدًا وَمُصَلِّیًا وَمُسَلِّمًا

زیر نظر کتاب ”مصحف الأنوار لمدائح الأخیار“ (۱۴۴۲ھ) مسمی بہ اسم تاریخی معنون بہ تذکرہ مشائخ مداریہ، جلد اول، ایک سرسری مطالعہ کے ساتھ نظر سے گزری، باب اول و دوم کا تعمق نظر سے مطالعہ کر سکا۔ اس کتاب کے مؤلف حضرت مولانا محمد ہاشم بدیعی مصباحی، مرادآبادی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے قابل اعزاز فرزند اور نوجوان فاضل و محقق ہیں۔ اس کتاب کی جمع و تالیف میں بڑی عرق ریزی اور غیر معمولی تفحص و تتبع سے کام لیا ہے۔ ۱۹۵/ اردو، عربی، فارسی، ہندی اور انگریزی کے مصادر و مراجع سے اس کتاب کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہے جب کہ بہت سے قلمی مخطوطات اور نادر و نایاب مطبوعات کے حوالوں سے پہلی بار حضور قطب الاقطاب، فرد الافراد، سید السادات، آفتاب حلب سید احمد بدیع الدین قطب المدار مرید و خلیفہ حضور سلطان العارفین سیدنا ابو یزید بِسطامی رضی اللہ عنہما کی شخصیت کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کتاب غریق احدیت، واصل مقام صمدیت، داعیِ اسلام حضرت قطب المدار سید احمد بدیع الدین حلبی شامی کی ہمہ جہت مقناطیسی شخصیت، ان کے مقام و مرتبے، مجاہدات شاقہ، غیر مسلموں میں دعوت اسلام، مخصوص طریقہ حبس دم کے ذریعے بڑے بڑے مرتاض سادھو سنتوں، پنڈتوں اور راھبانہ زندگی اختیار کر لینے والوں کی روحانی تسخیر اور دنیا کے تین بر اعظموں، ایشیا، افریقہ اور یورپ

میں آپ کی دعوتی سرگرمیوں کا تفصیلی تعارف کراتی ہے۔ حضور مدار پاک کی زندگی پر اب تک جتنی کتابیں تحریر کی گئی ہیں ان میں اس کتاب کو اگر سب سے محقق اور مدلّل کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ مؤلف نے باب اول و دوم میں حضور مدار پاک کی نسبت سیادت، شجرۂ نسب اور طول عمر کے تعلق سے لگائے گئے الزامات یا شبہات کا دلائل کی روشنی میں رد بلیغ کیا ہے۔ ابو نصر بخاری (م ۳۵۷ھ) کی کتاب مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالب، عزالدین اسماعیل مروزی متوفی (م ۶۱۷ھ) کی کتاب "الفخری فی انساب الطالبین" اور مشہور ماہر انساب شیخ تقی الدین بن علی مقریزی (م ۸۴۵ھ) کی کتاب "اتعاظ الخفا باخبار الائمۃ الفاطمیین الخلفا" سے جو انکشافات ہوئے ہیں ان سے اس موضوع پر جدید تحقیق کا ایک دروازہ کھلا ہے۔ راقم سطور کا شروع ہی سے یہ خیال تھا کہ عرب و شام کے مصنفین نے ضرور آپ اور آپ کے خاندان پر لکھا ہوگا اگر تتبع و تلاش جاری رکھی جائے تو اس موضوع پر وافر مواد مہیا ہو سکتا ہے۔ مگر محققین و مصنفین کی پست ہمتی، قلتِ مطالعہ، اور اس وادیِ پرخار میں قدم نہ رکھنے کا مزاج، قدیم مصادر و مراجع کی عدم دستیابی، اولین مآخذ کو چھوڑ کر ثانوی یا اس سے نیچے درجے کے مراجع پر اکتفا کر لینے کا ذہن اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ رہا۔ مؤلف کتاب کثرت اسفار، اور اصل مآخذ تک رسائی حاصل کر لینے کے سبب بڑی حد تک حضرت قطب المدار کی شخصیت پر پڑی گرد کو اٹھانے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔

یہاں اہل علم ناقدین کا ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جو حضرت قطب المدار سے قلبی عقیدت رکھنے کے باوجود ان کے حوالے سے بعض باتوں سے اتفاق نہیں کرتا اور ان کا اتفاق نہ کرنا یہ کسی تعصب کی بنا پر نہیں بلکہ تنقیدی اصول کی بنیاد پر ہے۔ مثلاً آپ کسی شخصیت کا وجود تیسری صدی ہجری سے مانتے آئیں مگر ان کا ذکر نہ تیسری صدی

ہجری کے تذکرہ میں ملے، نہ چوتھی، نہ پانچویں، نہ چھٹی اور نہ ساتویں صدی ہجری تک کے تذکرہ وسیر کی کتابوں میں ملے بلکہ آٹھویں یا نویں صدی ہجری میں ملے یا اس کے بعد۔ ابتدائی پانچ صدیوں کی کتب ان کے ذکر سے خالی نظر آئیں تو ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ان کا وجود تیسری صدی ہجری میں کیسے تسلیم کیا جائے۔ یہی وہ سوال ہے جس نے شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے لے کر شیخ عبد الرحمٰن، صاحب مرآۃ الاسرار تک سب کو حیران و پریشان کیے رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ محقق دہلوی نے بھی ولادت کے حوالے سے کوئی گفتگو کی ہی نہیں ہے۔

زیر نظر کتاب میں بھی کوئی ایسا قدیم ماخذ اس فقیر کی نگاہ سے نہ گزرا جس میں بصراحت تام آپ کا تذکرہ پایا جائے اور اس کا تعلق تیسری صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک سے ہو بلکہ سارے ہی مصادر بعد کے ہیں۔ یہ فقیر قادری اپنی ناقص فہم کے اعتبار سے اس سوال کے جواب کی تلاش کی طرف مختصر اشارہ کرتا ہے۔ ابتدائی چار پانچ صدیوں میں آپ کے احوال غایت خفا میں نظر آتے ہیں، تلاش بسیار کے باوجود کہیں دیکھنے کو نہیں ملتے۔ اس کے چند اسباب ہیں:

پہلی وجہ: جس زمانے میں حضور قطب المدار ہندوستان میں تبلیغ اسلام کے لیے تشریف لائے، یہ پورا خطہ کفر و شرک کا مرکز بنا ہوا تھا، نور اسلام تلاشنے سے نظر نہیں آتا تھا، شمالی اور وسطی ہندوستان میں محمود غزنوی اور سیدنا سالار مسعود غازی کے پیہم حملوں اور فتوحات کے بعد کہیں کہیں کلمہ خوانوں کا وجود نظر آنے لگا۔ تاریخ کون لکھتا؟ وہ دور تو اتنا تاریک ترین دور ہے کہ کلمہ پڑھنے والے نظر نہیں آتے، تاریخ لکھنے والے کہاں سے دستیاب ہوں گے؟ لہذا ابتدائی چند صدیوں کی تاریخ بحر ظلمات میں گم نظر آتی ہے۔

دوسری وجہ: حضور قطب المدار کی شخصیت اور ان کے احوال کا دقت نظر سے مطالعہ کرنے والوں پر عیاں ہوگا کہ آپ کا معاملہ ہند کے دیگر اولیا و صوفیہ کی طرح نہیں تھا بلکہ آپ کی روش عام صوفیہ کی روش سے بہت زیادہ مختلف نظر آتی ہے، آپ نے مجاہدات و ریاضات کے لیے ہمیشہ پہاڑی اور صحرائی علاقوں کا انتخاب کیا، غاروں میں ٹھہر جاتے اور مہینوں مہینوں نہیں سالہا سال ایک ہی غار یا پہاڑ پر مصروف عبادت و ذکر ہوتے۔ حبس دم کا عمل اس قدر قوی تھا کہ ایک ہیئت پر چھ چھ ماہ کے لیے سانس روک کر حالتِ استغراق میں چلے جاتے اور دنیا و مافیہا سے نکل جاتے۔ کیوں کہ آپ پر صفتِ صمدیت کا اتنا غلبہ تھا کہ بھوک، نیند، پیاس اور حوائج بشری کے تمام تقاضے اٹھا لیے گئے تھے آپ کا پیکر بشری اتنا منور ہو چکا تھا کہ ملکوتی اور ربانی صفات کا پیکر بن چکے تھے۔ آپ کے طول عمر کا ایک راز جو اس فقیر پر منکشف ہوا وہ یہ ہے کہ بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے طبعی عمر گزاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی سانسیں مقرر کر دی تھیں اتنی ہی پوری کیں یہ الگ بات ہے کہ کوئی بندہ حبس دم کے ذریعہ اپنی سانس کو چھ چھ ماہ روک لے اور بارہا ایسا ہو؛ تو اس کی سانس کے ساتھ ماہ و سال تو بڑھتے رہیں گے مگر سانس تو کم ہی رہے گی۔ پس حبس دم کے ذریعہ ان کی عمر ۵۹۵/ سال کو پہنچ گئی۔ اگر اس میں سے حبس دم کو ہٹا دیا جائے تو یہ آپ کی طبعی عمر بن جاتی ہے۔

آپ پر جذبی اور استغراقی کیفیت غالب رہا کرتی تھی ایسے لوگ جو مخلوق سے دور، اس کیفیت میں ہوں انھیں لوگ یوں بھی دیوانہ اور مجذوب سمجھ کر گزر جاتے ہیں چہ جائیکہ التفات کریں۔ اہل علم کے آپ کی طرف متوجہ نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی رہی کہ آپ خود ان کی طرف التفات نہیں کرتے تھے۔

تیسری وجہ: آپ ایک کثیر السیاحت بزرگ واقع ہوئے ہیں، ریاضت و مجاہدہ اور

دعوت و تبلیغ کی راہ میں جتنے اسفار آپ نے کیے ہیں شاید ہی کسی بزرگ نے کیے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں کم و بیش آپ کی چلہ گاہوں کی تعداد ۱۴۰۰/ بتائی جاتی ہے۔ جو بزرگ جم کر کسی ایک مقام پر اقامت اختیار نہ فرمائیں بلکہ ایک ماہ یہاں تو دوسرے ماہ کسی اور ملک میں، ایک سال یہاں تو دوسرے سال کسی اور مقام پر رہیں، ایسے لوگوں کی تاریخ کون لکھتا ہے؟

صاحب تحفۃ النظار فی غرائب الامصار، ابن بطوطہ نے اپنے سفر چین کے احوال میں ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہے:

"ولما كنت بصين كلاں، سمعت أن بها شيخا كبيرا قد أناف على مأتى سنة وأنه لا يأكل ولا يشرب ولا يحدث ولا يباشر النساء مع قدرته التامة وأنه ساكن فى غار بخارجها، يتعبد فيه"(۱)

اور جب میں چین کلاں میں تھا اس وقت سنا کہ یہاں ایک معمر بزرگ ہیں جن کی عمر دو سو سال سے زیادہ ہو چکی ہے نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں نہ حدث لاحق ہوتا ہے اور نہ عورتوں سے مباشرت فرماتے ہیں بھرپور قدرت کے باوجود اور وہ شہر سے باہر ایک غار میں رہ کر عبادت کرتے ہیں۔

درج بالا اقتباس اگر کسی ولی پر صادق آتا ہے تو وہ حضرت قطب المدار ہیں اس شان کی حامل شخصیت ابن بطوطہ کے عہد میں اور کوئی نہیں تھی۔ لہذا قرائن سے آپ ہی کی ذات مراد لینا انسب معلوم ہوتا ہے۔

ابن بطوطہ کا یہاں دو سو سال سے تحدید کرنا یہ فقط ظن و تخمین کی بنا پر تھا نہ کہ

---

(۱)... رحلة ابن بطوطه، ص:۶۴۷، دار احياء التراث، بيروت

حقیقت کی بنیاد پر۔ پانچ سو سال تک کا زمانہ آپ نے غایت استتار اور اخفاے احوال کے ساتھ گزارا، جب طویل مجاہدات اور دعوت و تبلیغ کا یہ دور مکمل ہو گیا تب آٹھویں صدی ہجری میں آپ بطون سے ظہور میں آئے اور خلقِ خدا کے سامنے طلعت بشری کو پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت سے علما، صوفیہ، ارباب سیر نے آپ کی ذات کو مرکز توجہ بنایا۔ ہماری ان توجیہات سے کسی محقق کو اگر اختلافِ راے ہو تو یہی سوال ہم سلطان محمود غزنوی، اور سید سالار مسعود غازی کے بارے میں کریں گے کہ یہ دونوں شخصیات تاریخی اعتبار سے مسلم ہیں پھر ان کا تذکرہ کسی بھی ہندوستانی تذکرہ نگار کی کتاب میں پانچویں سے چھٹی صدی ہجری کے درمیان کیوں نہیں پایا جاتا؟ خود سیدنا خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ سیر الاولیا اور فوائد الفواد سے پہلے کسی تذکرہ کی کتاب میں کیوں نہیں ملتا؟ سلطان الہند کا تذکرہ ان کے وصال سے تقریبًا ۱۲۵/ سال بعد ہو رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ تو اس کی وجہ فقط یہ ہے کہ ان بزرگوں کی نظریں انسانوں کی تربیت، تبلیغ اسلام پر مرکوز تھیں، تذکرہ و سوانح نگاری کی طرف چنداں التفات نہیں کرتے تھے، زیادہ سے زیادہ اپنے شیوخ کے ملفوظات نقل کر لیتے تھے۔

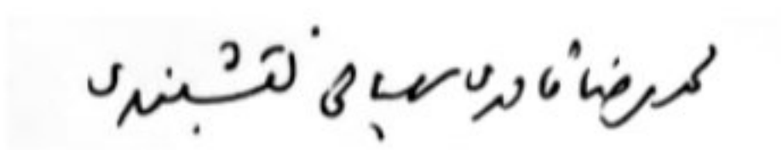
دور سلطنت کے بعد تاریخ نگاری کا سلسلہ شروع ہوا۔ اولین تاریخ نگاری جس میں سر فہرست قاضی ابو عمر منہاج الدین بن سراج الدین جوزجانی (متولد ۵۸۹ھ) کی طبقات ناصری ہے جو سلاطین و ملوک تک ہی محدود رہی۔ لہذا ہر چیز کو اس کے تاریخی پس منظر میں سمجھنے کی ضرورت ہے جبھی بات واضح ہو سکے گی۔

آخری وجہ حضور قطب المدار کی شانِ استغنا، توجہ الی اللہ اور خلق سے کنارہ کشی اس سے بدرجہا بلند ہے کہ آپ اپنی سیرت و سوانح لکھنے یا کسی کو لکھوانے کی طرف توجہ

فرمائیں۔

یہ چند اشارات ہیں جن پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ نہ ماننے والوں کے لیے کثیر دلائل بھی ناکافی ہیں۔ ابھی بھی مداریات پر بہت کچھ لکھنے کی گنجائش باقی ہے۔

آخر میں مؤلف گرامی عزیز القدر مولانا محمد ہاشم المداری المصباحی کو اس عظیم تالیف پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں مدار پاک کے فیضان سے اس کام کی طرف متوجہ کیا۔ یقینا یہ کتاب ”مداریات“ کے باب میں ایک گراں قدر اضافہ قرار دیا جائے گا۔ حضرت مدار پاک کی شخصیت پر ایک تفصیلی مضمون فقیر کی کتاب ”نیپال میں اسلام کی تاریخ“ میں شامل ہے، جس میں نیپال کے حوالے سے مدار پاک کی دعوتی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ الگ الگ ملکوں کے حساب سے بھی ٹھوس شواہد اکٹھے کیے جائیں اور ان پر کام کیا جائے۔ یہ تحریر بارگاہ حضور قطب المدار میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے فقیر کی دوسری تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اس کتاب مستطاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔



محمد رضا قادری مصباحی نقشبندی

خادم تدریس: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ، یوپی

سربراہ اعلیٰ علما کونسل، نیپال

۱۵/ ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ/ ۱۱/ نومبر ۲۰۲۲ء

شب جمعہ سوا ایک بجے شب

تقریظ جلیل

پروفیسر مسعود انور علوی کاکوروی
سابق صدر شعبۂ عربی مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم الأمین وعلی آله واصحابه وسائر اتباعه واولیاء امته اجمعین الذین هم هداة طریق الحق والمعرفة والیقین.

"تذکرۂ مشائخ مداریہ" اپنے فاضل مولف و مصنف سلمہ واحسنہ اللہ تعالیٰ فی الدارین کے علمی و تحقیقی ذوق بلکہ شغف اور صاحب سلسلہ عالیہ سے عقیدت و احترام کا آئینہ دار ہے۔ حضرت قطب الاقطاب سید شاہ بدیع الدین مدار قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاطہر اور ان کے احوال و آثار، خلفا و مریدین، اعقاب اور اس سلسلہ کے دیگر مشائخ کرام کے بارے میں بلاشبہ ایک مستند اور اہم دستاویز اور اس قبیل کی پہلی جامع سعیِ مشکور و مقبول ہے۔

برصغیر ہندو پاک اور اس کے بیرون کی بکثرت خانقاہوں، درگاہوں اور سلاسل طریقت میں سلسلہ عالیہ مداریہ کے اجرا و اشاعت کے سلسلہ میں روایتوں کے نقل کے بعد ان کی درایت سے بھی بحث کی گئی ہے اور پھر تحقیقی انداز میں محاکمہ ہے۔ مولف نے جن مآخذ اور منابع سے استفادہ کیا ہے اور جن فضلا کے بیانات درج کیے ہیں ان میں سے بیشتر اپنی اپنی جگہ مسلم الثبوت، ذمہ دار اور نیک نیت ہیں۔ ان کے

بعض تسامحات اور تحریروں میں بعد کے انجام سے بعض بے خبر لوگوں کی تحریف و الحاق کے عمل سے ان کی مخلصانہ مساعی پر انگشت نمائی نہیں کی جا سکتی ہے۔ قدیم تذکروں میں بعض غیر مستند روایات اور سماعی اقوال کے اندراج سے یقیناً ان کی سند مشکوک ہوجاتی ہے۔ اکثر معاصر اور مابعد کے تذکرہ نگاروں سے اس قسم کے تسامحات ہوئے ہیں، مگر غیر جانب دار مورخ و محقق کو دَعْ مَاکَدِرْ خُذْمَاصَفَا پر عمل پیرا ہو کر راستہ کا تعین کرنا چاہیے اور بس۔

شیخ عبد الباسط (۱۲۲۳ھ) بن شیخ رستم علی (۱۱۷۸ھ) بن شیخ علی اصغر قنوجی (۱۱۴۰ھ) اپنے اپنے عہد کی نابغہ روزگار شخصیات تھیں ان کے کتب خانے نوادر و نفائس سے معمور تھے۔ ان کی مولفات ان کے فضل و کمال اور علمی تبحر کی گواہ ہیں۔

حضرت سید احمد مشہور بہ سید شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت (۲۴۲ھ) کے سلسلہ میں مختلف اقوال کے اندراج کے بعد مولف نے قول راجح پر اکتفا کیا ہے۔

حضور اکرم ارواحنا فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی اس عالم میں ظاہری تشریف آوری سے قبل بھی بکثرت ایسے صاحبان گزرے ہیں جن کی عمریں صدہا سال کی ہوئی ہیں۔ کلام مجید سے حضرت نوح علیہ السلام کا اس خاکدان ہستی میں ساڑھے نوسو سال رہنا ثابت ہے۔

مشہور عارف و محقق اور کثیر التصانیف بزرگ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی طائی اندلسی قدس سرہ (۶۳۸ھ) نے اپنی مشہور زمانہ معرکہ آرا تصنیف الفتوحات المکیۃ میں عیسائیوں، ان کے قطبوں اور ان کے اصولوں کی معرفت کے بیان میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت سعد ابن ابی وقاص

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عراق پر فوج کشی کے موقعہ پر حضرت نضلہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک ساتھی حضرت برثملا جن کی عمر اس وقت تقریبًا سات سو سال تھی ملاقات اور گفتگو کا ذکر کیا ہے کہ میں اس وقت تک رہوں گا جب وہ آسمان سے نازل ہو کر خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑیں گے اور اس مذہب سے بریت کا اعلان فرمائیں گے، جو آج کل نصرانیوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ پہلے وہ یہ سب نہ کرتے تھے۔ انھوں (عیسیٰ علیہ السلام) نے میرے لیے عمر کی درازی کی دعا فرمائی تھی۔ شیخ اکبر نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں حدیث مبارکہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بعض وصی اور حواری عراق کے نواح میں مستور ہیں۔ حضرت برثملا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیامت کے سلسلہ میں فرمودہ بہت سی پیشین گوئیاں بھی بیان کیں۔

عموماً حضرات اتنی طویل العمری پر تعجب و حیرت میں پڑ جاتے ہیں حالاں کہ ایسی کوئی بات ہی نہیں۔ اکثر غیر مسلموں (جوگیوں) نے سیکڑوں سال کی عمریں پائیں۔ بنظر غائر تاریخ عالم کا مطالعہ کیجئے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلم سے قبل اور خود آپ کی امت میں عمر رسیدہ لوگ بہت مل جائیں گے۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ارشاد سراسر رشاد "اکثر امتی بین ستین و سبعین" یعنی میری امت کے بیشتر افراد کی عمریں ساٹھ ستر سال کے درمیان سے اکثریت مراد ہے نہ کلیت کی نفی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَقَلِیْلٌ مِنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ۔ [1] میرے بندوں میں شکر کرنے والے تھوڑے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کا شکر اللہ تعالیٰ سے کرتے

(۱) ... سورۃ السبا، آیت: ۱۳

ہیں ان کی تعداد کم ہے۔

عام قارئین کی معلومات کی خاطر یہ خاکسار کچھ اسما درج کر رہا ہے جن سے اس کی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ اسماء الرجال کی کتابیں اس امر کی شاہد و گواہ ہیں۔

• عمر بن مسیح ۱۵۰؍ سال • لبید بن ربیعہ (مشہور شاعر) ۱۵۷؍ سال • مستوغر بن ربیعہ ۳۲۳؍ سال • عبدی بن شرابۃ الجرھمی ۳۰۰؍ سال • عبد المسیح بن قیس غسانی ۳۵۰؍ سال۔

علامہ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن نور الدین علی معروف بہ ابن حجر العسقلانی (۸۵۲ھ) نے اَلِاصابۃ فی تمییز الصحابۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ عہد نبوی میں بہت سے صحابہ کرام طویل العمر گزرے ہیں جن میں • حضرت ربیع ابن اصنع ۳۲۰؍ سال، • حضرات حارثہ بن عبدی الکلبی ۵۰۰؍ سال، • حبدہ بن معاویہ ان کی وفات ولید بن عبد الملک (۸۶ھ-۹۵ھ) کے دور حکومت میں ہوئی انھوں نے حضرت عبد المطلب کی زیارت کی تھی، • اماناۃ بن قیس ۳۲۰؍ سال، • ابد ابن ابد حضرمی کی وفات خلافت راشدہ کے بعد ہوئی انھوں نے حضرت ہاشم بن عبد مناف اور امیہ بن عبد شمس کو دیکھا تھا۔ ان کی عمر ۳۰۰؍ سال ہوئی۔ • اکثم بن صیفی کی عمر ۳۰۰؍ سال اور ان کے والد ماجد کی ۲۷۰؍ سال ہوئی۔ • حضرت سلمان فارسی ۲۵۰؍ سال۔

حضرت شیخ سید ابو جعفر حسینی مکی خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی (۷۵۷ھ) نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف بحر المعانی (یہ حیرت انگیز حقایق و معارف سے لبریز تصنیف خانقاہ کاظمیہ قلندریہ کاکوری کے فاضل عصر بزرگ اور محقق مولانا حافظ شاہ تقی انور قلندر مد ظلہ العالی کے سلیس اردو ترجمہ اور شرح کے ساتھ ۲۰۱۰ء اور ۲۰۲۲ء میں اشاعت پذیر ہو چکی ہے) میں تحریر فرمایا ہے کہ میں عبد مناف کے بھائی

حضرت صفوان بن قصی کی زیارت سے جب مشرف ہوا تو اس وقت ان کی عمر ۹۹۲/ سال تھی۔ وہ مکہ معظمہ کے پہاڑوں میں عامۃ الناس سے روپوش زندگی گزار رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو درازی عمر کی دعا دی تھی۔

بابا رتن ہندی کا قصہ جو چھ سو ہجری میں ظاہر ہوئے اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے شرف ملاقات کا دعوی کیا عین حق ہے۔

خانوادہ فرنگی محل لکھنؤ کے گُل سرسبد علامہ عبدالعلی بحر العلوم انصاری قدس سرہٗ السامی (۱۲۲۵ھ) نے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں بجا طور پر تحریر فرمایا ہے:

"مناسب تو یہی ہے کہ بابا رتن ہندی کا تذکرہ بسبب احتمال صحت کے گناہ کبیرہ سے بچنے کے خیال سے برائی سے نہ کیا جائے۔ کیوں کہ ان کی جیسی بات کا دعویٰ حضرات اولیاے کرام قلندریہ کرتے ہیں یعنی حضرت شیخ عبد العزیز مکی معروف بہ عبد اللہ علمبردار کی صحابیت کے سلسلہ میں۔ ان کو علمبردار کے لقب سے موسوم کرتے ہیں، اور ان کی جانب اپنا خرقہ منسوب کرتے ہیں اور متّصل اسناد کا دعوی کرتے، عجیب و غریب حکایات بیان کرتے اور تقریبًا چھ سو سال ان کی عمر کا دعوی کرتے ہیں۔ ان تمام امور کو غلط خیال کرنے کی مجال ہی نہیں ہے کیوں کہ وہ اولیاء اللہ، صاحبان کرامات ہیں اور منجانب خداوند تعالیٰ محفوظ ہیں"

اصحاب کہف کا ذکر تو باقاعدہ قرآن میں ہے جن کا شمار قطعی طور پر مُردوں میں نہیں کیا سکتا ہے جو تین سو نو سال کے بعد ملک صالح کے عہد میں بیدار ہوئے۔

حضرت شیخ معمر نے تقریبًا سات سو ہجری میں ظاہر ہو کر صحابیت کا دعوی فرمایا تھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں طویل العمری کی دعا بایں

الفاظ مرحمت فرمائی یا معمر عمرك الله. اے معمر خدا تیری عمر دراز کرے۔

اس ذرۂ بے مقدار ننگ اسلاف کرام کے سلسلہ طریقت (قلندریہ قادریہ طبرسطیہ) میں بھی بکثرت بزرگان ومشائخ کی عمریں سوسال سے متجاوز ہوئی ہیں۔

• حضرت شیخ عبدالعزیز مکی ۶۰۰/ سال • حضرت خضر رومی قلندر ۳۵۰/ سال • حضرت سید نجم الدین غوث الدہر قلندر ۲۰۰/ سال • حضرت قطب الدین بینادل قلندر جونپوری ۱۴۹/ سال • حضرت شاہ عبدالسلام قلندر ۱۱۵/ سال • حضرت شیخ عبد القدوس قلندر ۱۱۰/ سال • حضرت شاہ عبدالرحمٰن جانباز قلندر ۱۱۵/ سال • حضرت شاہ محمد ماہ قلندر ۱۲۰/ سال۔

ان حضرات کے علاوہ • حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری ۱۲۰/ سال • حضرت حاجی شریف زندنی ۱۲۰/ سال • شمس الدین بڈھن ۱۰۰/ سال سے زائد • حضرت طیفور شامی بایزید بسطامی ۱۲۵/ سال • حضرت شیخ حسین معز بلخی ۱۱۵/ سال • حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری ۱۲۱/ سال وغیرہ۔

قارئین کرام اس خاکسار کو معاف فرمائیں گے، اصل میں ہم جیسے خام کار، موٹی عقلوں والے اور صرف اسی کو اپنا رہبر کامل سمجھنے والے خاکی پتلے ان اسرار ورموز کو کیا جانیں۔ مغل دور کے مشہور موحد وعارف اور شہید حضرت سرمد رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۷۰ھ) فرما چکے ہیں:

زنہار مگو کہ رہرواں نیز نیند
کامل صفتاں بے نشاں نیند
زیں گو نہ کہ تو محرم اسرار نۂ
می پنداری کہ دیگراں نیز نیند

یعنی لوگو! ہرگز یہ مت کہو کہ رہروان راہ، کامل صفت اور بے نشاں لوگ موجود نہیں ہیں اگر تم (اپنی کورچشمی اندھے پن اور بدنصیبی کی بنا پر) اسرار الٰہی کے محرم و ہمراز نہیں ہوسکتے تو خدارا یہ نہ سمجھو کہ دوسرے اس کے اہل اور محرم نہیں ہیں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ احقر کے حضرت والد ماجد مولانا حافظ شاہ مجتبیٰ حیدر قلندر قدس سرہٗ الاطہر (۱۳۴۳ھ-۱۴۳۱ھ) کے حقیقی جد امجد (داداصاحب) حضرت مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندر قدس سرہٗ (۱۲۶۹ھ - ۱۴۲۴ھ) کی بے شمار عربی، فارسی اور اردو کتب و رسائل ہیں جن میں الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم دو ضخیم جلدوں میں بڑی تقطیع پر ایک ہزار صفحات، الفیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی، حوض الکوثر تکملۂ روض الازہر فی مآثر القلندر، القول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ، الدرۃ البیضاء فی تحقیق صداق فاطمۃ الزہراء، شہادت الکونین فی شہادۃ الحسنین، تصفیہ شرح تسویہ لشیخ محب اللہ الہ آبادی (۱۰۵۸ھ) وغیرہ ہیں، کی وجہ سے ان کی تحقیق، دقت نظر، رسوخ فی العلم، ژرف نگاہی اور حزم و احتیاط کا اعتراف ان کے معاصر محقق علما نے وسعت قلبی سے کیا ہے۔ انھوں نے اپنے مشہور و معروف، وقیع و مستند فارسی تذکرہ "انتصاح عن ذکر اہل الصلاح" میں حضرت سید شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ کا ذکر تفصیل سے ۹۸-۹۱ صفحات پر کیا ہے۔ نیز تمام دستیاب شدہ مستند تذکروں سے واقعات و احوال جمع کرنے کے بعد محاکمہ فرمایا ہے۔ (یہ تذکرہ آٹھ سلاسل طریقت: قلندریہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، طیفوریہ، فردوسیہ، مداریہ، نقشبندیہ اور ان کے مشائخ کے ذکر پر مشتمل ہے)

"ذکر قطب الاقطاب، غوث الافراد، مخزن اسرار و معدن انوار حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار" کے عنوان کے تحت آپ قدس سرہ الاطہر کے سلسلہ میں تمام

معلومات کا اندراج فرمایا ہے۔

خانقاہ کاظمیہ قلندریہ میں مداریہ سلسلہ ۵/ طریقوں سے ہے۔

۱- **مداریہ صدیقیہ۔** حضرت قطب الدین بینادل قلندر جونپوری کو اجازت ملی حضرت حاجی بڈھن سے، ان کو حضرت شیخ ابوالفتح سے، ان کو حضرت شیخ قاضن سے ان کو حضرت مولانا حسام الدین سلامتی سے، ان کو حضرت بدیع الدین قطب المدار سے، ان کو حضرت ابو یزید بسطامی سے، ان کو حضرت امین الدین شامی سے، ان کو حضرت شیخ عبدالعزیز مکی سے، ان کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، ان کو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

۲- **مداریہ جعفریہ۔** حضرت ابو یزید بسطامی کو اجازت ملی حضرت امام جعفر صادق سے تا آخر مطابق سلسلہ عالیہ قادریہ۔

۳- مداریہ بصریہ۔ حضرت بایزید بسطامی کو اجازت ملی حضرت حبیب عجمی سے، ان کو حضرت خواجہ حسن بصری سے تا آخر مطابق سلسلہ عالیہ قادریہ۔

۴- مداریہ اویسیہ۔ حضرت سید قطب الاقطاب بدیع الدین مدار کو بطریق اویسیہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

۵- حضرت شاہ محمد کاظم قلندر بانی خانقاہ کاظمیہ قلندریہ (۱۲۲۱ھ) کو اجازت ملی حضرت شاہ ابو سعید رائے بریلوی (جد امجد مولانا شاہ ابوالحسن علی ندوی) سے مطابق سلسلہ قادریہ تا حضرت سید اجمل بہرائچی، ان کو حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار سے، ان کو حضرت طیفور شامی سے، ان کو حضرت عین الدین شامی سے، ان کو حضرت یمین الدین شامی سے، ان کو

حضرت شیخ عبد العزیز مکی علمبر دار سے، ان کو حضرت علی مرتضیٰ و حضرت صدیق اکبر سے، ان کو سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔ (ماخوذ از تذکرہ جیبی مصنفہ مولانا حافظ شاہ علی حیدر قلندر قدس سرہٗ (۱۳۶۶ھ) مرتبہ مع مقدمہ وحواشی از احقر مسعود انور علوی۔ ص۹۶-۹۷- مطبوعہ ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء)

زیر نظر تذکرۂ مشائخ مداریہ جس کا تاریخی نام "مصحف الانوار لمدائح الاخیار" ہے ۵/ مبسوط ابواب پر مشتمل ہے جن میں صاحب سلسلہ عالیہ، ان کے اسم گرامی، شجرۂ نسب، خلفاے قطب المدار کے موقف، مختلف شجرات طریقت، عرب وعجم کی خانقاہیں اور سلسلہ مداریہ، اس کی ترویج و اشاعت، حضرت اقدس کے معاصر صوفیاے کرام، ارباب علم و دانش اور صاحبان معرفت وطریقت کے آپ کے سلسلہ میں اقوال و آرا، سلاطین وقت، امرا اور ارباب دول کی آپ کی بارگاہ میں حاضری، خدمات اور فیوض وبرکات کا استفاضہ، عمارات کی تعمیر وغیرہ تحقیقی انداز سے پیش کیے گئے ہیں۔ آخر میں تمام مصادر و مراجع کی فہرست اور کتابوں کا اندراج ہے۔

کتاب کی افادیت و اہمیت اور محاسن صوری و معنوی پر دوسرے اہل دانش و بینش اور صاحبان بصیرت اس ذرۂ بے مقدار سے کہیں زیادہ بہتر طریقہ پر خامہ فرسائی فرمائیں گے۔

عزیز گرامی قدر سید محمد ظفر مجیب صاحب مداری ولی عہد خانقاہ مکن پور شریف اور اس گراں قدر کتاب کے فاضل مولف عزیز مکرم جناب محمد ہاشم بدیعی مصباحی کے پیہم اصرار، محبت اور حسن خیال جن کے سامنے کوئی بھی عذر مسموع نہ ہوا کی وجہ سے یہ خاکسار ہیچمداں کسی حد تک بالاستیعاب مطالعہ کے بعد اپنے نامہ اعمال کی طرح چند

صفحات سیاہ کر رہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اعلیٰ و اکبر سے امید ہے کہ موجودہ زمانے میں جب عام طور پر کتابوں سے بے رغبتی و بے توجہی بڑھتی جا رہی ہے اور مطالعہ کا شوق مفقود ہوتا جا رہا ہے مغربی ذرائع ابلاغ کی فراوانی، ان کی مقناطیسی کشش بھی کتب بینی اور اپنے سرمایہ سے کسی قدر دور کرتے جا رہے ہیں، اس قسم کی تحقیقی و علمی کاوش جس میں عام قارئین کی معلومات اور سہولت کے خیال سے تمام عربی و فارسی اقتباسات اور اشعار کو اردو زبان کا پیرہن عطا کیا گیا ہے، ان کے لیے جنت نگاہ اور فردوس گوش بنے گی اور بالخصوص سلسلہ عالیہ مداریہ کے متوسلین و مریدین اور معتقدین اس کے فیوض و برکات سے اپنے لیے دارین کی سرخروئی و کامیابی دم نقد کر سکیں گے اور اس کے فاضل مولف و مصنف، طباعت و اشاعت میں معاونت کرنے والے اور منصۂ شہود پر لانے میں شریک و سہیم، حضرت قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز و اعلی اللہ تعالیٰ مقاماتہ العالیہ اور دیگر مشائخ کرام کی روحانی توجہات اور عنایات کے سزاوار ہو سکیں گے۔

لکھنے اور کہنے کو تو بہت کچھ ہے مگر ؎

زباں ز نکتہ فرو ماند و راز من باتیست
بضاعت سخن آخر شد و سخن باقیست

احقر: مسعود انور علوی غفرلہ و والدیہ الکریمین
۲۷ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ / ۲۴ اکتوبر ۲۰۲۲ء
دوشنبہ

خاکپائے قلندران عظام و ننگ اسلاف کرام
احقر مسعود انور علوی غفرلہ و لوالدیہ الکریمین

تأثر گرامی

استاذ الاساتذہ شارح جامی **حضرت علامہ ومولانا حکیم خوشنود اختر مداری** دامت برکاتہم

صدر المدرسین مدرسہ مدار العلوم گوبندہ پور، سی بی گنج، بریلی (یوپی)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اسلاف کی سیرت و سوانح اور ان کی تذکرہ نگاری اپنے آپ میں ایک وسیع اور جامع عنوان ہے، اقوام عالم اپنے ماضی کو مد نظر رکھ کر ہی جدیدیت اور ترقی کی راہیں ہموار کرتی ہیں، امرا و سلاطین اور دنیاداروں کے تذکروں سے مؤرخین نے ورق کے ورق سیاہ کر رکھے ہیں جن کے سیاہ سفید کارنامے کسی بھی قوم کے کردار کو مجروح اور روشن کرنے کے لیے کافی و وافی ہیں۔ یہ کوئی بہت بڑا کام بھی نہیں کیوں کہ ان کی شہرت و نمود ان کی تذکرہ نگاری میں ممد و معاون ہوتی ہیں عام اس سے کہ وہ صحیح ہوں یا غلط۔؛ البتہ قابل تحسین ان بزرگوں کا تذکرہ سچائی اور دیانت داری کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر اتارنا ہے جو طویل العمری کے ساتھ ساتھ مستور الحال بھی ہوں اور جامع صفات کمال بھی۔ جن کے احوال و کوائف کے لیے نادر مخطوطے، اسباب و قرائن اور قدیم و جدید کتب خانے کھنگالنے پڑتے ہیں اور رات و دن کا عیش و آرام ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جامع الصفات بزرگوں میں ایک روشن و تابندہ شمس الافلاک، فرد الافراد، شہنشاہ اولیاے کبار، سرکار سرکاراں سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار

المعروف مدار العالمین، زندہ شاہ مدار، زندان الصوف الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کی مقدس ذات ہے۔ تاریخی حیثیت سے جن کا تذکرہ کرپانا بظاہر مشکل نظر آتا تھا۔ کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی طویل العمری، تبلیغی سرگرمیاں اور آپ کے اسفارِ دعوتِ دین حق؛ نیز کشف و کرامات اور آپ کے نسب کا رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہونا مشربی معاندین و فکری متعصبین کو ہضم نہ ہو سکا بایں سبب آپ رضی اللہ عنہ کی تاریخ پیدائش و نسب شریف، اجرائے سلسلۂ عالیہ مداریہ پر انگشت نمائی کر بیٹھے اور الحاقات کا سلسلہ یہاں تک بڑھا کہ محدود قلم کار بھی تذبذب کا شکار ہو گئے تو جس نے جو چاہا لکھ مارا۔ اور معاندین نے انھی اقوال مرجوحہ کو قابل استناد سمجھ کر عوام الناس کو یہ باور کرانا شروع کر دیا کہ سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ معاذ اللہ صحیح النسب سید نہیں ہیں یا آپ کی عمر مبارک ۵۹۶/ سال نہیں ہے اور آپ نے چہار دانگ عالم کا تبلیغی دورہ نہیں فرمایا۔ جس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ سلسلۂ مداریہ کوئی مہتم بالشان تحریک تصوف نہیں ہے۔ مذکورہ بالا تمام واہیات و لغویات کے جواب کی باضابطہ بہت پہلے سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ میں نے خود متعدّد بار کوشش کی کہ کوئی ایسی دستاویز تیار کی جائے جو سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کو تاریخی حوالہ جات کی روشنی میں اجاگر کرے اور آپ کی ذات یا آپ کے سلسلۂ عالیہ مداریہ پر اٹھنے والے اعتراضات کا جامع و مکمل جواب بھی ہو، کثرتِ کار و قلت اسباب کے سبب میں تو یہ متبرک کام نہ کر سکا مگر میرے ایک ہونہار شاگرد مفتی محمد ہاشم علی بدیعی مرادآبادی سلمہ نے یہ کام بطریق احسن کر دکھایا۔ اور زیر نظر کتاب مسمی بہ "تذکرۂ مشایخ مداریہ" لکھ کر جمیع ابواب ایرادات کو بند کر دیا ہے۔ اور ایک ایسا تالیفی شاہکار اہلِ مدار کو فراہم

کیا ہے کہ اس سے قبل اتنی جامع اور معتبر کتاب اردو میں فقیر کی نظروں سے نہیں گزری حالاں کہ کام کافی ہوا ہے مگر اس درجے کا استحکام تحریری شکل میں ابھی تک نہیں پایا گیا۔ بلاشبہ مؤلف سلمہ نے عرق ریزی، جہد مسلسل کی وادیِ ناپیدا کنار سے بار آور ہو کر ایک عظیم قلمی شاہکار وابستگانِ سلسلۂ عالیہ مداریہ کی نذر کیا ہے جس کی قدر کرنا ہم اہل مدار پر اہم الفرائض ہے۔

تذکرۂ مشایخ مداریہ کی خصوصیات

فاضل مؤلف نے اپنی گراں مایہ تالیف کو ۶/ ابواب پر تقسیم کیا ہے اور ان ابواب کے تحت مصنف نے جو عنوانات قائم کیے ہیں وہ اتنے جامع ہیں کہ سرکار سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ کی سیرت کا ہر ایک پہلو بخوبی روشن اور واضح ہو جاتا ہے اور ہر قاری کا دل و دماغ مطمئن ہو جاتا ہے اور زبان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ واقعی "تذکرہ مشایخ مداریہ" سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اب تک کی سب سے جامع تصنیف ہے۔

پہلے باب میں مصنف سلّمہ نے سرکار سیدنا حضور قطب المدار رضی اللہ عنہ کی جاے پیدائش یعنی شہر پیدائش کے سیاسی، سماجی، ثقافتی اور کاروباری حالات کو درج کیا ہے، جس سے سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کی جاے پیدائش کی اہمیت و عظمت اور خاصیت واضح ہو سکے، جس کے اثرات سے کوئی بھی شخصیت متاثر ہوئے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتی۔

جس ماحول میں سرکار سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ نے نشوونما پائی؛ وہاں کے احوال و کوائف کو بیان کرنا نہایت ضروری تھا تاکہ یہ معلومات عرفان سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ کے لیے معاون ہو سکیں۔

مزید اسی باب میں سیدنا حضور قطب المدار رضی اللہ عنہ کی سنہ ولادت پر

اختلاف کرنے والوں کا بھی رد بلیغ کیا ہے؛ بایں طور کہ جمہورین و متعلقین و معاصرین وغیرہ سب کے نظریات بیان کرکے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا سنہ ولادت ۲۴۲ھ ہی صحیح و مسلم ہے اور یہی راجح ہے بقیہ اقوالِ مرجوحہ کی حقیقت کو بھی واضح کر دیا ہے تاکہ ان سے استناد کرنا بعید از حقائق ثابت ہو سکے۔ فاضل مصنف سلمہ نے شرح و بسط کے ساتھ بیان کرکے احقاق حق اور ابطال باطل کی بہترین مثال قائم کی ہے۔

یوں تو ضروری تھا کہ کتاب کے تمام ابواب کی خصوصیات بتدریج بیان کی جاتیں، مگر طوالت کے خوف سے اسے ترک کرتے ہوئے محض سرکار سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ کے علومِ مخصوصہ کیمیا، سیمیا، لیمیا، ریمیا، ہیمیا کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں، عوام تو عوام بلکہ اکثرے خواص ان علوم نوادرہ عجیبہ و غریبہ و روحانیہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے غلط تاثرات قائم کرتے ہیں کوئی جادو بتاتا ہے تو کوئی شعبدہ بازی قرار دیتا ہے، کوئی نفسی توہم قرار دیتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ علم کیمیا، لیمیا، ہیمیا، سیمیا، ریمیانہ جادو ہیں اور نہ ان کا کسی شیطانی نظریے سے تعلق ہے۔

سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ کے علوم نوادرہ

علومِ نوادرہ کیمیا، لیمیا، ہیمیا، سیمیا، ریمیا سے عدم واقفیت کے سبب جن حضرات نے ان علوم کو جادو بتایا ہے وہ سخت غلطی پر ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہیمیا، وسیمیا، وکیمیا کس نداند جز بذات اولیا

ارباب تصوف اور اہل فکر و دانش نے مذکورہ بالا علوم نوادرہ کو اولیاے کاملین کے ساتھ خاص کیا ہے جب کہ مسلمانوں میں کوئی ایسا فرقہ میری دانست میں موجود نہیں جو جادو کے جواز کا قائل ہو البتہ جدید و قدیم اور مادی و روحانی سائنس سے ناواقفی اگر کسی کو جادو کہنے پر ابھار دے تو اس سے مذکورہ فنون لطیفہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور نا

ہی یہ امر واقعی ہے۔ سحر اور طلسمات کے متعلق پیر طریقت حکیم نیر جعفری صاحب قبلہ مدظلہ العالی اپنے مقالہ ”کلہ سر مدار العالمین“ میں فرماتے ہیں:

”سحر اور طلسم میں فرق ہے؛ سحر یا جادو اُسے کہتے ہیں جس کے ذریعہ نفوس انسانی ایسی قوت اور طاقت حاصل کرلیں کہ جب چاہیں عالم عنصری میں بغیر معین و مدد کے تصرف کر سکیں۔ یا وہ مدد نفوس شیطانی کے واسطے ہو یا خود اپنی جبلی سحری فطرت کو بذریعہ ریاضت اجاگر کیا گیا ہو۔ چوں کہ یہ طریق اور امور جھۃً بغیر اللہ کفر ہیں، اس لیے اسلام نے اس پر عمل کرنا کفر قرار دیا ہے کیوں کہ سبب کفر اور مادہ کفر ہے۔ مگر طلسم کا مطلب یہ ہے کہ معین سے مدد لی جائے اور عالم طبعیہ میں تصرف حاصل کیا جائے مثلاً حروف سے یا اعداد سے یا کواکب کی حرکات سے یا وقت کی سعادت و نحوست سے یا ان کے امتزاج سے تصرفانہ حکمت کو حاصل کیا جائے یا اسماے الٰہی اور آیات میں جو پر اسرار مخصوص حروف ہیں ان سے مخصوص اوقات میں کام لیا جائے حروف کی قوت، فلکی اثرات، اعدادی نسبت اور طلسم کی روحانیت کو کھینچنے والے بخورات (خوشبوئیں) ہوتے ہیں۔ طلسم ایک ایسا خمیر ہوتا ہے جو طبائع اربعہ کے مرکب سے تیار کیا ہوتا ہے اور دوسری طبع میں مل کر ان کی حالت کو بدل دیتا ہے۔ اس لیے صاحب طلسمات کا کام ہوتا ہے کہ افلاک کی روحانیت کو اتار کر اور صور جسمانیہ سے ربط دے کر یا نسبتِ عددیہ سے ملا جُلا کر خاص مزاج پیدا کریں، جس کا اظہار طبیعت کے بدلنے کے لیے خمیر کا کام دے۔ وہی خمیر جو اجزاے معدنیہ میں کیمیا کرتا ہے جب تک اس امر کے لیے ریاضتیں نہ کی جائیں، صبر و استقلال سے کام نہ لیا جائے، ان علوم سے کام نہیں لیا جا سکتا اور

اس علم کی بہت تصانیف ہیں "(۱)

مذکورہ اقتباس سے طلسم و سحر کے مابین واضح فرق ثابت ہوا لہذا علومِ نوادرہ مخصوصہ بہ سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کا جادو سے کوئی علاقہ نہیں؛ یہ محض حکمتیں اور تراکیب عناصر و مواد ہیں جو جدید تحقیق سے ثابت ہو چکی ہیں۔

اب راقم الحروف علوم خمسہ مذکورہ کی اصطلاحی تعریفات اور ان کے جدید اسما بھی نقل کرتا ہے تاکہ علوم مذکورہ کی اہمیت، عظمت اور افادیت روز روشن کی طرح عیاں ہو سکے۔

علم کیمیا: مختصر تعریف کیمیا کی یہ ہے کہ ناقص دھاتوں کو تدبیر کاملہ کی قوت سے ادنیٰ مرتبے سے درجۂ اعلیٰ کو پہنچاتے ہیں اور اعلیٰ فلزات میں یعنی کامل ترین دھاتوں میں فضہ (چاندی)، نقرہ اور ذہب (طلاء) سونا ہے۔ کیمیا کو ہی آج کی جدید تحقیقات میں کیمسٹری (chemistry) کہا جاتا ہے۔ (۲)

کیا کوئی دانشور بحیثیت فن کیمسٹری کی تعلیم کے حصول کو کفر قرار دے گا؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر علمِ کیمیا کیسے کفر ہو سکتا ہے؟

علم لیمیا: علم الحروف کو علمِ لیمیا کہا جاتا ہے اور اسی کو علمِ جفر کہتے ہیں۔ جس کی بنیاد ۲۸/ ابا جد پر ہے ہر حرف سے ایک ابجد منسوب ہے اور ہر ابجد ایک منزل سے نسبت رکھتا ہے چوں کہ عربی میں ۲۸/ حروف تہجی ہیں انھی حروف پر علمِ جفر یا لیمیا یا علم الحروف موقوف ہے اسی کو علم الالواح کہتے ہیں جیسا کہ جواہر الالواح میں ہے۔ جسے ماہر علوم مخفیہ پیر طریقت حضرت علامہ حکیم سید علی شہید نیّرؔ جعفری آنولوی نے

---

(۱) ... ماہنامہ قطب المدار، شمارہ فروری ۲۰۰۹ء، ص: ۳۴

(۲) .. ماہنامہ دم مدار، شمارہ جنوری ۲۰۱۳ء، مقالہ بدیع احمد بہاو الدین مدار کا عرس

اپنے ایک مکتوب میں یوں نقل فرمایا ہے:

"یہ علم طلسمات ہے (جو اسمائے الٰہی یا آیاتِ قرآنی سے ماخوذ ہے) شیخ شمس الدین محمد ابراہیم نے کتاب ارشاد المقاصد الی اسنی المقاصد اور فخر الدین رازی نے کتاب سر المکتوم میں لکھا ہے کہ علم طلسمات (لیمیا) وہ علم کہ پہچانی جاتی ہے اس سے کیفیت امتزاج، قوائے عالیہ فعّالیہ سماویہ کے ساتھ قوائے سافلہ منفعلہ عنصریہ کے؛ تاکہ پیدا ہو اس سے ایک فعلِ غریب عالمِ کون و فساد میں ظاہر کرنے سے اس چیز کے جو مخالفِ عادت ہو یا منع کرنے سے اُس چیز کے جو موافق عادت ہو... حکمائے متقدمین بڑے بڑے امور عجائبات اس علم کے زور سے ظہور میں لاتے تھے چوں کہ اس علم سے انسان میں خوارقِ عادات پیدا ہوتی ہیں۔ یہی (Metaphisix) ہے۔

علم الحروف چوں کہ نہایت وسیع علم ہے، بخوف طوالت اختصار سے کام لیتے ہوئے محض تعریفات پر اکتفا کرتے ہیں۔

علم ہیمیا: اس علم کو علمِ تسخیرات کہتے ہیں اس علم کے اصول و قواعد سے تصاریف احوال سبعہ سیار گان معلوم کرنے کا ہے اور ان کی تسخیرات و دعوات اور خواتم بخورات وغیرہ معلوم کرنا۔ مکمل تفصیل کے لیے سرّ المکتوم کا مطالعہ فرمائیں۔

علم سیمیا: اس علم کو علمِ خیالات کہتے ہیں، یہ وہ علم ہے کہ جس سے خیالات میں تصرف کرتے ہیں اور نتیجہ اس کا یہ ہے کہ خیالی صورتیں پیدا ہوتی ہیں جس کا خارج میں کوئی وجود نہیں، انتقال افکار کی مشقیں اور علم تنویم (Hypnotism) بھی اسی علم کی ایک کڑی ہے۔

علم ریمیا : یہ علمِ طبعیات میں سے ہے، اُس زمانے میں یہ علم مستبعدات میں گنا جاتا تھا یعنی قوائے جواہر ارضی کا معلوم کرنا اور ان کو ترتیب دینا تاکہ اس سے ایک فعلِ عجیب صادر ہو اس کو ریمیا کہتے ہیں اور اسی کا دوسرا نام فزکس (Phisix) ہے۔ (۱)

فاضل مصنف مفتی محمد ہاشم علی مصباحی بدیعی سلمہ نے اپنی تصنیف تذکرۂ مشایخ مداریہ میں ان علوم مخفیہ کی جانب بھی توجہ مبذول کرائی ہے۔ الغرض ”تذکرۂ مشایخ مداریہ“ میں مجموعی طور پر وہ سب مواد یکجا کر دیا؛ جس سے بہر نوع شمس الافلاک، فرد الافراد، سید الاولیاء سیدنا سید بدیع الحق والملۃ والدین احمد قطب المدار الحلبی الحسنی الحسینی مکن پوری کی حیاتِ طیبہ کے ہر گوشے پر روشنی پڑتی ہے اور ہر قاری کو منزل مقصود نظر آتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیبہ الاعلیٰ تذکرۂ مشایخ مداریہ کو قبول عام و تام فرمائے اور فاضل مصنف کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین و بطفیل سیدنا مدار العالمین۔

محمد خوشنود مداری

۱۱ ربیع الاول یوم سہ شنبہ ۱۴۳۵ھ

محمد خوشنود مداری

---

(۱) ... از افادات حکیم نیر جعفری

پیش لفظ

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی

صدر جمہوریہ ہند ایوارڈ یافتہ

پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی ۶۲

ہندوستان میں باہر سے آنے والوں میں جن مشایخ کرام نے اپنے ورود مسعود سے اس ملک ہندوستان میں توحید کا پرچم بلند کیا اور اسلام کی روشنی سے اس خطۂ ارضی کو روشن و تابناک بنادیا، ان میں خواجہ غریب نواز کے علاوہ دو اہم شخصیتیں ایک قطب المدار سید بدیع الدین احمد حلبی اور دوسرے مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہم الرحمۃ والرضوان بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ اول الذکر مکن پور ضلع کانپور میں آسودۂ خواب ہیں جب کہ موخر الذکر کا مزار اقدس ضلع فیض آباد کی تاریخی بستی کچھوچھہ مقدسہ میں مرجع خلائق ہے۔

قطب المدار سید بدیع الدین احمد حلبی بلا شبہ مقام محبوبیت و صمدیت دونوں پر فائز تھے۔ ۲۴۲ھ / ۸۵۶ء شام کے شہر حلب میں ولادت ہوئی۔ شیخ طریقت حضرت سدید الدین حذیفہ مرعشی سے اکتساب فیض کیا اور ظاہری علوم کی تکمیل فرمائی، کم سنی سے ہی آپ پر ولایت کلیمی کے انوار نمایاں تھے، سلطان العارفین طیفور شامی

المعروف بحضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ سے طریقت کا فیضان حاصل کیا جن کے بارے میں جنید بغدادی فرمایا کرتے تھے کہ ”سالکین راہ خدا کے مقامات کی جو انتہا ہے وہ خواجہ بایزید کی ابتدا ہے“ حضرت بایزید بسطامی کو لفظ طیفور شامی سے شہرت ملی اس لیے قطب المدار سے سلسلہ طیفوریہ کا فیضان جاری ہوا، آپ کا طریق جذب الخلائق تھا، ہر خاص و عام آپ کا گرویدہ تھا، آپ کے فیض صحبت سے کافی لوگ مرتبۂ تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔ صاحب مراۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ ”آپ کے بعض امور خلاف ظاہر شریعت معلوم ہوتے تھے“۔ طویل عمر پائی، صرف چار واسطوں سے آپ کا شجرۂ طریقت امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر منتہی ہو جاتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حسینی سادات سے تھے، جن کی تفصیل یہ ہے۔

سید بدیع الدین احمد بن سید قدوۃ الدین علی الحلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین احمد بن سید اسماعیل ثانی بن سید محمد بن سید اسماعیل اعرج بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

بعض سوانح نگاروں نے شجرۂ نسب میں اختلاف کیا ہے لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ ولایت کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے۔ والدین کے انتقال کے بعد آپ نے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ خانۂ کعبہ میں طواف کے دوران آپ کو ایک غیبی آواز سنائی دی، آپ سے کہا جا رہا تھا کہ اگر تم طالب صادق ہو تو مدینے جاؤ اور رسول اللہ کے روضۂ اقدس پر حاضری دو کیوں کہ وہی ذات رسول برحق اور وصول الی الحق کی ہادی و رہنما ہے۔ آپ بشارت کے مطابق مدینہ منورہ تشریف لے گئے، آستانہ بوسی کا شرف حاصل کیا روضۂ اطہر سے آواز آئی۔

”السلام علیک یا بدیع الدین قطب المدار تمھارا آنا مبارک ہو اگر تم خدا کی

خواہش رکھتے ہو تو جلد مطلب کو پہنچو گے۔

کرد چوں امداد لطف کردگار از بدیع الدین شدہ قطب المدار [1]

قطب المدار پھر ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہوئے، وہاں سے نجف اشرف کا رخ کیا، نجف اشرف میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے آپ کو خواب میں حضرت امام مہدی آخر الزماں کے حوالے کر دیا، حضرت امام نے ظاہری صورت میں آپ کی تربیت فرمائی اور تمام آسمانی کتابیں جو انبیاے کرام پر نازل ہوئیں آپ کو پڑھائیں، قرآن کریم، توریت، انجیل، زبور وغیرہ ازبر کرا دیں، پھر حضرت علی کی تلقینات کے مطابق آپ نے ریاضتیں کیں اور تمام صوفیہ ناجیہ کے مقامات طے کیے اور حق الحق کے مرتبہ پر پہنچ کر عرفان حقیقی کا شعور حاصل کیا اور رفتہ رفتہ ولایت کے جن مدارج تک آپ کی رسائی ہوئی اس کا اندازہ صاحبان عرفان بھی بمشکل لگا سکتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ:

"وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود الخ۔۔۔"[2]

"آپ مقام صمدیت پر فائز تھے جو صوفیوں کا ایک مقام ہے آپ نے بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا۔ ایک بار جس لباس کو پہن لیا دوسری بار اسے دھونے کی حاجت نہ ہوئی، اکثر کپڑے سے چہرہ ڈھانپے رہتے تھے، آپ کے چہرہ پر جس کی نظر پڑ جاتی تو وہ بے اختیار ہو کر آپ کی غایت درجہ تعظیم و تکریم کرتا"۔

حضرت قطب المدار نجف اشرف سے خلعت باطنی اور معنوی سے سرفراز ہو کر

---

(۱) ... وجیہ الدین اشرف لکھنوی بحر زخار مترجم، جلد سوم، ص ۲۲۱، گھوسی ۲۰۱۹

(۲) .. اخبار الاخیار، ص ۳۵۵ دہلی ۱۹۹۴ء

سرکار دوعالم ﷺ کے روضۂ اطہر پر دوبارہ حاضر ہوئے، وہاں آپ کو بشارت ہوئی کہ روضۂ اطہر کی زیارت اور حج بیت اللہ کی تکمیل کے بعد برصغیر پاک و ہند کی طرف چلے جائیں اور وہاں تبلیغ اسلام کریں۔

حضرت قطب المدار نے ۲۸۲ھ میں جب ہندوستان کا سفر کیا تو دوران سفر آپ کو بہت پریشانیاں لاحق ہوئیں، پانی کے جہاز کا سفر انتہائی تکلیف دہ ثابت ہوا، سمندر میں باد و باراں اور طوفان کے سبب جہاز کے تختے ٹوٹ گئے، کئی مسافر اس جہاز کے جاں بحق ہوگئے، مگر اللہ کے فضل و کرم سے آپ اور اس جہاز کے دوسرے ۱۱ر مسافر محفوظ رہے جو ایک تختہ پر سوار ہوکر آہستہ آہستہ سمندر کے کنارے کی طرف بڑھے، مگر اس میں دس مسافر بھوک اور پیاس کی تاب نہ لاکر جاں بحق ہوگئے، صرف قطب المدار اپنی جان سلامت لے کر ساحل سمندر پر پہنچے تو سامنے جنگل نظر آیا اس میں ایک عمارت پر نظر پڑی آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس عالی شان مکان کے دروازہ پر ایک نورانی شکل و صورت کے دربان بیٹھے ہیں، جنھوں نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا، تشریف لائیے کب سے آپ کا انتظار ہو رہا ہے اندر تشریف لے چلیے آپ اندر تشریف لے گئے، وہاں آپ کو ایک فرحت بخش باغ نظر آیا جس میں ایک مرصع گنبد والا گھر دیکھا اس گھر میں یاقوت کا ایک تخت بچھا ہوا تھا جس پر ایک نورانی بزرگ جلوہ افروز تھے، گوناگوں کمالات باطنی کے باوجود قطب المدار میں انھیں آنکھ بھر دیکھنے کی تاب نہ تھی، مغلوب ہوکر سر سجدے میں رکھ دیا، اس بزرگ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ان کے سر پر رکھا اور فرمایا شاہ مدار سر اٹھاؤ اور آؤ میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ شاہ مدار نے عرض کیا کہ مجھے ایسا کھانا کھلایا جائے جسے کھانے کے بعد پھر کبھی کھانے کی طلب نہ ہو، یہ سن کر اس بزرگ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے تمھارے لیے میں نے ایسا ہی کھانا تیار کر رکھا

ہے، اس بزرگ نے آپ کو تخت پر بٹھایا اور شیر برنج (چاول اور شکر کا کھانا) کھلایا۔ اس کھانے کی تاثیر یہ تھی کہ ایک ایک لقمہ سے آپ پر ایک ایک آسمان کی حقیقت منکشف ہو جاتی، جب ساتواں لقمہ حلق سے نیچے اترا تو عرش سے فرش تک سارے حجابات اٹھ گئے۔ کھانے سے فراغت کے بعد اس بزرگ نے ایک دستار، ایک پیرہن، اور ازار پہنا کر فرمایا کہ یہی کپڑے تمھاری باقی زندگی کے لیے کافی ہیں جو نہ تو پرانے ہوں گے اور نہ ہی انھیں دھونے کی ضرورت پڑے گی۔ پھر بزرگ نے رخصت کرنے سے قبل آپ کے لیے دعا فرمائی اور کہا کہ جاؤ ہندوستان میں خواجہ غریب نواز کی اجازت سے سکونت اختیار کرنا۔ اس عمارت سے جب آپ باہر نکلے اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو نہ تو وہ بزرگ تھے اور نہ ہی اس عمارت کا نام و نشان تھا۔ متحیر ہوئے ندائے غیبی سنائی دی کہ جس نورانی شکل و صورت کے انسان سے آپ کی ملاقات ہوئی وہ ایک گروہ ملائکہ کے سردار تھے وہ اسی طرح انبیا اور اولیا کو فیض پہنچاتے ہیں جو کچھ تم نے ابھی دیکھا ہے یہ سب ان کا فیض تصرف تھا۔[1] جب کبھی تمھیں کوئی ضرورت پیش آئے تو اس کا نام لے کر پکارو وہ قیامت تک تمھارا ممد و معاون رہے گا اس کا مبارک نام ''شت خیطی'' ہے۔''[2]

حضرت قطب المدار وہاں سے روانہ ہو کر کہساروں کو طے کرتے ہوئے آگے بڑھے ساتوں ابدالوں سے ملاقات ہوئی، ۲۸۲ھ مطابق ۸۹۵ء میں وارد ہند ہوئے۔ گجرات میں کھمبات کی پہاڑی کو آپ نے اپنا مستقر بنایا۔ کچھ دنوں وہاں قیام فرما کر اجمیر مقدس کا رخ کیا وہاں سے حصول مقاصد کے بعد کالپی تشریف لے گئے ان دنوں

---

(۱) ... بحر زخار جلد سوم ص ۲۲۶

(۲) .. شیخ احمد علی چشتی، : قصر عارفاں جلد اول ص ۱۶۷ لاہور ۱۹۸۸ء

وہاں کا حاکم بادشاہ دہلی فیروز شاہ تغلق کا پوتا قادر شاہ بن سلطان محمود تھا، کالپی میں آپ سے بے شمار کمالات و کرامات ظاہر ہوئیں آپ کی کرامتیں دیکھ کر خلق خدا کا رجہان آپ کی طرف کثرت سے بڑھا، پھر مکن پور سرزمین کی تلاش میں لگ گئے قنوج کے نواح میں وہ مقام آپ کو ملا آپ نے اس مقام کا نام "مکن پور" رکھا آج کل یہ مقدس جگہ کان پور ضلع میں ہے، وہاں اپنے خدام کو خانقاہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ پھر آپ نے جون پور کی راہ لی، اس طرح آپ نے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر مختلف ممالک کا سفر کیا لیکن آپ کا مستقل قیام مکن پور میں ہی رہا اور سلطان ابراہیم شرقی کے عہد حکومت میں پانچ سو چھیانوے سال کی عمر میں روز پنج شنبہ ۱۷ر جمادی الآخرہ ۸۳۸ھ یا ۸۴۰ھ مطابق ۱۴۳۴ء / ۱۴۳۶ء کو وہیں آپ کا انتقال ہوا اسی اپنے حجرہ میں آسودۂ خواب ہوئے۔ مردان غیب نے کلاہ اور چادر پہنائی اور نماز جنازہ میں شرکت کی اس کے بعد آپ کے حجرہ کا دروازہ خود بخود کھلتا اور خود بخود بند ہو جاتا تھا۔ بادشاہ کے حکم سے سید صدر جہاں کی زیر نگرانی حجرے پر ایک عالی شان عمارت بنائی گئی۔ (۱)

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی سے آپ کے قریبی روابط تھے آپ نے حرمین شریفین کا سفر بھی انھیں کے ساتھ کیا تھا زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہونے کے بعد آپ تو ہندوستان واپس آ گئے مگر مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی وہیں سے دوسرے ممالک کے سفر پر نکل گئے، زیر نظر کتاب کثیر مشایخ کے احوال اور روابط پر مشتمل ہے، خصوصا حضرت مخدوم سمنانی سے تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان دونوں شخصیات کے درمیان کس قدر مضبوط اور گہرے مراسم تھے کیوں کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے

---

(۱) ... قصر عارفاں جلد اول ص ۱۶۸

ملفوظات و مکتوبات میں آپ کے تذکرے جابجا ملتے ہیں سفر میں ایک دوسرے کی جدائی پر رنج وغم کا اظہار بھی ہوا ہے۔ صدر جہاں سید اجمل بہرائچی نے جب مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی سے بیعت وارادت کی خواہش ظاہر کی توانھوں نے فرمایا کہ تمھارا حصہ ہمارے پاس نہیں بلکہ قطب المدار کے پاس ہے، مجھے انھیں حلب سے ہندوستان لانے پر مامور کیا گیا ہے، جب آپ ہندوستان تشریف لے آئے تو مخدوم اشرف نے صدر جہاں کو آپ کی آمد کا مژدہ سنایا۔ اس کتاب میں کئی ایسے اہم اور نادر گوشوں پر روابط وتعلقات کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔ کتاب میں مواد کی بہتات ضرور ہے مگر مزید تحقیق کی ضرورت ہے اگر اس طرف مصنف کتاب مولانا محمد ہاشم بدیعی مصباحی مرادآبادی کی مزید توجہ رہے گی تو کتاب ہر لحاظ سے معیاری ہوگی اور ارباب تصوف میں اس کی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی۔ جہاں کچھ نہیں ہے ایسے موضوع پر قلم اٹھانا اور تاریخ کے ملبہ سے تمام مواد کو کھنگال کر اکٹھا کر دینا بڑا اہم کام ہے۔ میں اس اہم کام کی تکمیل پر مصنف کو مبارک باد دیتا ہوں اور مستقبل میں بارگاہ رب العزت میں مزید پرورش لوح وقلم کی استدعا بھی کرتا ہوں۔ آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔



24/5/2022

غلام یحییٰ انجم

تقریظ

ڈاکٹر عطا خورشید

مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

ہندوستانی صوفیائے کرام میں حضرت شیخ بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص مقام ہے۔ اپنی طویل العمری کے سبب وہ طبقۂ صوفیہ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ تقریبًا چھ سو سال تک باحیات رہے۔ آپ تبلیغ اسلام کے لیے بحکم رسول اللہ ﷺ ہندوستان تشریف لائے۔ گجرات کے راستے ہندوستان مین داخل ہوئے اور مختلف شہروں کی سیر کرتے ہوئے قصبہ مکن پور میں مقیم ہوئے۔ ۱۷/ جمادی الاول ۸۳۸ھ میں آپ کا وصال ہوا اور مکن پور میں ہی آپ اپنی خانقاہ مین مدفون ہوئے۔ آپ کا روضہ آج بھی مرجع خلائق ہے۔ ہر سال ماہ جمادی الاول میں آپ کا عرس نہایت ہی تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ آپ کی شخصیت عوام میں بہت مقبول رہی ہے یہی سبب ہے کہ جمادی الاول کے مہینے کو ہندوستانی عوام کی زبان میں مدار کا مہینہ کہا جاتا ہے۔

آپ کے خلفا کی ایک بڑی تعداد ہے جنھیں آپ نے تبلیغ اسلام کی غرض سے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بھیجا۔ بیشتر تذکروں میں آپ کے مختلف ادوار کے نوے خلفا کے نام ملتے ہیں۔

آپ نے تجرد کی زندگی گزاری۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے برادرزادہ شاہ ارغون آپ کے جانشین بنائے گئے۔

آپ نے طویل العمری کے سبب سیاحی بھی خوب کی تھی۔ لہذا آپ کے مریدین و خلفا کی ایک بڑی تعداد مختلف ملکوں میں پھیلی، بالخصوص ہندوستان میں سینکڑوں کی تعداد میں صوفیاے کرام نے آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ہندوستان کا کوئی صوبہ ایسا نہیں ہے جہاں آپ کا سلسلہ طریقت نہ پہنچا ہو۔

ہندوستانی صوفیہ کے جس قدر بھی تذکرے لکھے گئے ہیں، سبھوں میں آپ کا تذکرہ نیز آپ کی طویل العمری کا ذکر ہے۔ نیز آپ کے خلفا کے ذریعہ آپ کے سلسلۂ طریقت کے فروغ کا بھی ذکر ہے۔

راقم الحروف کو بھی حضرت بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص نسبت ہے۔ وہ اس طرح کہ ہمارے جد اعلی سید شاہ عطا حسین فانی المبشر بسید عبدالرزاق قمری منعمی ابوالعلائی داناپوری ثم گیاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲۳۲-۱۳۱۱ھ) کو، جو سلسلہ ابوالعلائیہ سے نسبت رکھنے والے ایک صوفی بزرگ ہیں، چار مختلف واسطوں سے سلسلہ مداریہ کی اجازت حاصل ہے۔

پہلی نسبت آپ کی آبائی ہے۔ آپ کا اصل آبائی طریقۂ بیعت چشتی نظامی ہے، جو صوبہ بہار کے مرکزی چشتی بزرگ فریدالدین طویلہ بخشؒ (وفات ۸۹۷ ہجری) برادر زادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ سے جا ملتا ہے۔ حضرت عطا حسین فانی گیاویؒ گیارہویں صدی ہجری میں داناپور میں قائم ہونے والی مشہور چشتی خانقاہ کے صاحب سجادہ تھے۔ اس خانقاہ کی بنیاد سید شاہ جہانگیر رضوی چشتی نظامی داناپوری (وفات ۱۰۹۷ ہجری) نے رکھی تھی۔ آپ کو بیعت واجازت جملہ سلاسل اپنے نانا شاہ عبدالمجید

نوآبادی سے تھی۔ آپ کے نانا نوآبادہ کے قدیم خانوادے کے وہ پہلے بزرگ ہیں جنھیں سلسلۂ مداریہ کی اجازت حاصل تھی۔ خانقاہ نوآبادہ اور خانقاہ دانا پور سے کئی اور خانوادے منسلک ہوتے گئے جو دراصل چشتی تھے مگر ان میں باقی سلاسل کے ساتھ مداریہ نسبت بھی منتقل ہوتی گئی۔ جو اہم خانوادے قابل ذکر ہیں ان میں خانقاہ شاہ اعظم نوآبادی چشتی نظامی، جو مخدوم سید شاہ اعظم نوآبادی کی طرف منسوب ہے۔ وہ مرید و خلیفہ سید شاہ محامد رضوی دانا پوری کے تھے اور وہ سجادہ نشین اپنے والد سید شاہ جہانگیر رضوی دانا پوری کے۔ خانقاہ سید شاہ احسن نوآبادی -آپ مرید و خلیفہ اپنے برادر نسبتی سید شاہ نصیر الدین کے، وہ مرید و خلیفہ اپنے والد سید شاہ یٰسین دانا پوری کے، اور وہ مرید و خلیفہ و سجادہ نشین اپنے نانا سید شاہ محامد رضوی دانا پوری کے۔ اس خانوادے کو عالمگیر شہرت سید شاہ یحییٰ ولی صفی پوری (وفات ۱۲۶۴ ہجری) ابن سید شاہ مظفر علی ابن سید شاہ احسن نوآبادی کے دور میں ہوئی۔ آخر الذکر بزرگ کو دانا پور کی خانقاہ کے سلاسل کی اجازت ایک بار پھر سید الواصلین سید شاہ غلام حسین دانا پوری (وفات ۱۲۵۴ ہجری) سے حاصل ہوئی جو اپنے دور کی خانقاہ چشتیہ نظامیہ، دانا پور کے صاحب سجادہ تھے۔ سید شاہ غلام حسین دانا پوری نے اپنے تمام آبائی سلاسل کی اجازت خانقاہ عمادیہ (محلہ منگل تالاب، پٹنہ سٹی) کے سجادہ نشین سید شاہ ظہور الحق عمادی محدث عظیم آبادی کو بھی عطا فرمائی تھی، جنھیں پہلے ہی مداریہ سلسلہ کی اجازت اپنے پردادا سید شاہ مجیب اللہ پھلواروی کے واسطے سے پہنچی تھی۔ سید شاہ عطا حسین فانی کی مشہور آبائی نسبت حسب ذیل ہے:

(۱) پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ

(۲) حضرت علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت امین الدین شامیؒ

(۴) شیخ ابی الربیع المقدسیؒ

(۵) حضرت عبداللہ مکیؒ

(۶) حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدارؒ

(۷) حضرت جمال الدین جان من جنتی المعروف بہ میران شاہ جمن جتیؒ

(۸) حضرت شیخ آدمؒ

(۹) حضرت شیخ عالمؒ

(۱۰) حضرت شیخ عثمانؒ

(۱۱) حضرت مخدوم شاہ عبدالمجید نوآبادیؒ

(۱۲) حضرت مخدوم سید شاہ جہانگیر رضوی داناپوریؒ

(۱۳) حضرت مخدوم سید شاہ محامد داناپوریؒ

(۱۴) حضرت سید شاہ محمد اعظم عرف سید شاہ نوآبادیؒ

(۱۵) حضرت سید شاہ محمد مبارک نوآبادیؒ

(۱۶) حضرت سید شاہ محمد مقیم نوآبادیؒ

(۱۷) حضرت سید الواصلین سید شاہ غلام حسین داناپوریؒ

(۱۸) حضرت سید شاہ عطا حسین فانی گیاویؒ

اس نسبت کا ایک اہم نام حضرت جمال الدین جان من جنتی المعروف بہ میران شاہ جمن جتی ہے۔ آپ بہار میں شاہ مدار کے نائبِ خاص اور خلیفۂ اکبر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بہار کی اکثر قدیم خانقاہوں میں جو مداری نسبت پائی جاتی ہے وہ آپ کے واسطے سے ہی پہنچی ہے۔ خانقاہ نوآبادہ و داناپور اور ان سے منسلک خانوادے، خانقاہ

محمد یہ قادر یہ، امجھر شریف اور ان سے منسلک داؤد نگر اور کُٹُمبہ کے خانوادے وغیرہ۔ یہ نسبت دور حاضر کی ان جدید خانقاہوں میں بھی موجود ہے جو بہار کے پرانے خانوادوں کی جملہ نسبتوں کے امین ہیں۔

سید شاہ عطاحسین فانی گیاویؒ کی دوسری نسبت خلفائی ہے جو آپ کے دادا و پیرومرشد سید شاہ غلام حسین داناپوری کو مخدوم منعم پاک بازؒ سے پہنچی ہے۔ آپ کو یہ نسبت نہ کہ صرف آپ کے پیرومرشد سید شاہ غلام حسین داناپوری سے پہنچی ہے بلکہ مخدوم منعم پاک بازؒ کے اور دیگر خلفا سے بھی پہنچی ہے جن میں شاہ حسن علیؒ، شاہ رکن الدین عشقؒ، شاہ حسن رضارائے پوریؒ جیسے نامور خلفا شامل ہیں۔ اس بات سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جن خانقاہوں میں مخدوم منعم پاک بازؒ کی جملہ نسبتیں پہنچی ہیں وہ تمام خانقاہیں شاہ مدار کی نسبت بھی رکھتی ہیں۔ بلکہ اس شجرہ کو غور سے دیکھا جائے تو اس میں مخدوم منعم پاک باز کے تمام پیران کے نام تسلسل سے شاہ مدار تک نہیں ملتے بلکہ سلسلۂ شطاریہ کے مشہور بزرگ حاجی حمید کے واسطے سے جاملتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہاجاسکتا ہے کہ شطاری بزرگ کی نسبتیں حاجی حمید کے خلیفہ خاص شاہ غوث گوالیاریؒ کے واسطے سے دنیا بھر میں پھیلی ہیں ان میں بھی سلسلہ مداریہ کا فیضان شامل ہے۔ اور مخدوم منعم پاک بازؒ کی نسبت تو بہار و بنگال یہاں تک کہ موجودہ بنگلہ دیش، میانمار وسنگاپور کی کئی خانقاہوں میں موجود ہے۔ اب اس نسبت کے حوالے سے اس سلسلے کا شجرہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

(۲) حضرت ابوبکر صدیقؓ

(۳) حضرت خواجہ عبداللہ مکی علمبردار رسول

(۴) حضرت خواجہ امین الدینؒ

(۵) حضرت بایزید بسطامیؒ

(۶) حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدارؒ

(۷) حضرت شیخ حسام الدینؒ

(۸) حضرت شیخ محمد علا عرف شاہ قاضن شطاریؒ

(۹) حضرت شیخ ہدایت اللہ عرف شاہ ابوالفتح سرمست شطاریؒ

(۱۰) حضرت شیخ حاجی حمید شطاریؒ

(۱۱) حضرت شیخ عبدالسلامؒ

(۱۲) حضرت سید نصیر الدین بہاریؒ

(۱۳) حضرت سید تقی الدین درویش بہاریؒ

(۱۴) حضرت سید نظام الدین قطبی بہاریؒ

(۱۵) حضرت سید اہل اللہ مبارک حسینیؒ

(۱۶) حضرت دیوان سید شاہ محمد جعفرؒ

(۱۷) حضرت سید شاہ خلیل الدینؒ

(۱۸) حضرت حاضر بارگاہ لولاک مخدوم شاہ محمد منعم پاک بازؒ

(۱۹) حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوریؒ

(۲۰) حضرت سید شاہ عطا حسین فانی گیاویؒ

شاہ عطا حسین فانی گیاویؒ کے خلفا بھی کثیر تعداد میں عرب و عجم میں موجود تھے، جن کے واسطے سے آپ کی نسبت خوب پھلی پھولی اور ہنوز ان کا فیضان جاری ہے۔ جن خلفا کو آپ کے واسطے سے جملہ خلفائی یا آبائی یا دونوں نسبتیں پہنچی ہیں اور ہنوز

جاری ہیں وہ نام حسب ذیل ہیں:

خانقاہ قمریہ منعمیہ، میتن گھاٹ (پٹنہ سٹی): اس خانوادہ میں پہلے ہی مداریہ منعمیہ نسبت موجود تھی، مزید آپ کی جملہ نسبتوں کی اجازت آپ کے نواسے شاہ نورالدین حسین عطائیؒ اور ان کے صاحب زادے شاہ منظور حسین عطائی منعمی کے واسطے پہنچی۔

خانقاہ سجادیہ ابوالعلائیہ داناپور: اس خانقاہ کے مشہور بزرگ شاہ اکبر داناپوری گزرے ہیں جو رشتے میں شاہ عطاحسین فانی گیاویؒ کے بھتیجے تھے۔آپ کو شاہ عطاحسین فانیؒ سے جملہ نسبتوں کی اجازت تھی۔

خانقاہ نذیریہ، داناپور: اس خانقاہ کی بنیاد شاہ نذیر داناپوری نے رکھی تھی جن کے سلوک کی تکمیل شاہ عطاحسین فانی گیاویؒ نے کرائی تھی اور اُنھیں اپنی آبائی نسبتوں سے نوازا تھا جس میں اوپر مذکور دونوں مداریہ نسبت بھی شامل ہیں۔

شاہ عطاحسین فانی گیاویؒ کے کئی اور خلفا ہوئے جن میں آپ کے جامع ملفوظ سید شاہ ندرت حسین بردوانی ہیں جن کی خانقاہ بردوان صوبہ بنگال میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔ آپ کے ایک دوسرے مشہور خلیفہ مفتی عبدالفتاح المعروف بہ سید اشرف علی حسینی گلشن آبادی ہیں، جنھیں آپ نے سید الخلفا کا لقب عطا فرمایا تھا اور اُن کی تعلیم کے لیے ''معمولات اشرف'' نامی ایک تصنیف بھی تحریر فرمائی تھی۔

حضرت سید شاہ عطاحسین فانی گیاویؒ ۱۲۶۰ھ میں پاپیادہ سفرحج کے ارادے سے اپنے وطن قصبہ داناپور (پٹنہ، صوبہ بہار) سے روانہ ہوئے۔اثنائے راہ مختلف مزارات پر حاضری دیتے ہوئے وہ مکن پور بھی پہنچے۔ اپنے سفر کی روداد اُنھوں نے بزبان اردو— ''دید مغرب المعروف بہ ہدایت المسافرین'' کے عنوان سے قلمبند کی

ہے، جس کا واحد قلمی نسخہ آپ کی خانقاہ (خانقاہ چشتیہ ابوالعلائیہ، محلہ رام ساگر، شہر گیا، صوبہ بہار) میں محفوظ ہے۔ اس اردو سفرنامہ حج کو ایک ادبی حیثیت بھی حاصل ہے، وہ اس طرح کہ یہ اردو میں لکھا جانے والا پہلا نثری سفرنامۂ حج ہے۔ اپنے چار سالہ سفرحج کو اُنھوں نے تین جلدوں میں تحریر کیا ہے۔ سفرنامہ کی عبارت مقفیٰ و مسجع ہے۔ مکن پور کی حاضری کی روداد یہاں نقل کی جاتی ہے۔ جابجا کرم خوردگی کے سبب بعض عبارت پڑھی نہیں جاتی ہے۔ ایسی جگہوں پر نقطے لگا دیے گئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں :

"کیفیت منزل تیرہویں، بتاریخ انتیسویں [محرم الحرام ۱۲۶۰ھ] شہر مذکور کی، بعد از نماز فجر جو خانصاحب سے رخصت ہوا، انھوں نے پیشکش کیے بیس روپیہ، ہر چند مسکین نے عذر کیا، جب وہ زیادہ کیے اصرار، فقیر ہوا ناچار۔ واضح ہو شہر کانپور جائے ہے مشہور، بسبب سکونت امرا، عمارات مکان ہے خوش قطع، شہر ہے بدرجہ غایت آباد، امیر و غریب شہر کے خوش حال ہیں مسرور و شاد، واقعی ہے یہ شہر دلچسپ جا، گویا ٹکڑا لکھنؤ کا یہاں اُجڑ کر ہے بسا، القصہ جب دو کوس میں نے طئے کی راہ، ایک موضع ملا نام اسکا جو پوچھا بتایا ملیح آباد، بعد طئے چند کروہ اور مواضعات بر سرِ راہ ملے اور سرا، نام نہ رہا اُسکا یاد، اُس روز رفیق راہ فقیر بہت اشخاص تھے ہندو مسلمان باتیں کرتا طے راہ کیا، دوپہر کے وقت دس کوس پر جا کے ٹھہرا، قریب سرا امام گنج کے حاضری کو خدمتگار نے آگے فقیر کے لا کے رکھا، کچھ فقیر نے کھایا اور حوالہ کیا بخدمتگار، نماز ظہر کی کر کے ادا چلنے پر ہوا تیار، ہمراہی بھی ہوئے راہی، ایک ہندو برہمن قوم کا لکھنؤ سے جھجھر کو جاتا تھا خوش الحان تھا، گھوڑے پر سوار حضرت خواجہ حافظ کی غزل گاتا تھا۔ غزل ؎

بیتی دارم کہ گرد گل ز سنبل سائبان دارد
بہار عارضش خطی بخون ارغوان دارد
خدارا داد من بستان از او ای شحنۂ مجلس
کہ مئے با دیگراں خور دست و با من سرگراں دارد
زخوف ھجر ایمن کن اگر امید آن داری
کہ از چشم بداندیشان خدایت دراماں دارد
چہ عذر از بخت خود گویم کہ ایں اغیار شہر آشوب
بتلخی کشت حافظ را و شکر در دہان دارد

اس غزل پُرمضمون ذوقیہ کو جو وہ گایا کیفیت آئی بچندی رقص کرتا ہوا چند کوس چلا گیا با نالہ پُر درد، غریب کا صحرا نورد، شاباش کہیں اُس مسافر کو، وہ بھی گاتا ہوا چلا گیا ھمراہ، وقت نماز عصر کی صورت کر کے ادا قصبہ بلہور میں پہنچا اُس روز راہ سولہ کوس طئے کیا، اُس سرا میں جا کے اُتر پڑا، قریب بیس جوان مسلمان و ہنود کے تھے ھمراہی، ایک جا پر کیا قیام، مسلمانوں کا کھانا پکوایا اور ہنود کو مٹھائی پوری کچوری کھلوایا، بکیفیت وہ شب بسر ہوئی، ایک شخص نے بیان کیا کہ یہاں سے تین یا چار کوس ہے مکن پور جہاں ہے مزار حضرت شاہ مدار کی، جو ولی ہیں مشہور، سنتے ہوئے متمنّی زیارت ہوا قاصد ہوا ان شاء اللہ جا کے زیارت کروں بروز فردا۔ کیفیت منزل چودہویں، تاریخ تیسویں شہر محرم [۱۲۶۰ھ] صبحدم نماز فجر کی کر کے ادا داہنے جانب کی راہ شاہراہ عام چھوڑ بائیں جانب کی راہ چلا، ساتھیوں میں سے کوئی ھمراہ نہ ہوا، اِلّا لکھنؤ کا باشندا گوالے کا چھوکرا، راہ میں باغات ملے گنجان، جہاں کی ہوا فرحت افزا اور چند قریہ بھی ملے آباد، چار گھڑی روز بروز آیا تھا جو چار کوس راہ طئے کر مکن پور پہنچا، جدید وضو کر داخل آبادی ہوا، بعدہٗ

قریب احاطہ روضہ کے گیا، جب پہلی ڈیوڑھی طئے کی، خدام بولے یہاں نعلین پاکرنا چاہیے دور، چاہا کہ کچھ شیرینی خرید کرکے اندر لے جائیں بہر فاتحہ قریب مزار حسب دستور، خدام بولے کھانے پینے کی شئے اندر نہیں جاتی ہے حضور، سیوائے عورت کے ہر کوئی جاتا ہے اندر، الحاصل تیسری ڈیوڑھی طئے کر بعد طئے وسعت صحن جانب جالی شمال گنبد مزار کے گیا، کھڑے ہو کے فاتحہ پڑھا، چاہا اندر جانے، خادم بولے اندر کا دروازہ مقفّل ہے بروز عُرس کُھلتا ہے، بجز خدام خاص کے پٹی آنکھوں پر باندھ کے کوئی نہیں جاتا ہے، فاتحہ پڑھ لمحہ دو ایک محاذی میں مراقب ہوا، دل میں اپنے یہ کہا حضور ولی اللہ ہیں جو کچھ حصہ اس فقیر کا حضور میں ہو، اسی وقت عنایت ہو، مسکین قیام نہیں کرے گا، عین عنایت کی کافی ہے، بیک آنا اندر مراقبہ کے یہ مکشوف ہوا کہ اندر گنبد کے فرش شطرنجی پر... قالین کا فرش ہے، سرہانے مزار کے ایک تپائی پر عمامہ نفیس دستار کا بندھا رکھا ہے اور پارچہ ملبوس ہے اور مزار پر سفید سفید چند چادر پڑی ہیں اُس عالم میں جاکے مزار.....(کرمخوردہ) بدیع الدین قطب المدار بعالم ارواح فقیر پر متوجہ ہوئے، اس قدر جسم میں حرارت با لطافت غالب ہوئی در عالم بیخودی آ گیا، کیفیت جو آئی نعرہ کیا ہاتھ پاؤں خوب پٹکا، ذرہ ہوش نہ تھا، جب ہوئی طبیعت افاقہ پذیر تو کیا سنتا ہے یہ فقیر حقیر، اپنے حجرہ میں ایک مداریہ فقیر، کہتا ہے مجھکو زہد و ریاضت کرتے گذرا چالیس سال، اب تک نہ ہوئی آمد کیفیت نہ ملا لطف حال، کہاں سے یہ اڑے بھانے آئے، فی الحال سر پٹکے چیخے اتنا شور غل مچائے، کہ ساری نعمتیں طریقہ مداریہ کی یک آن میں پائے، مسکین تو یہ بات سُن کے ساکت تھا، اِلّا در جواب میرے، ایک بزرگ محاسن سفید اُن سے فرمائے، تم چالیس برس سے مداریہ کہلا کے اس چوکھٹ پر گھستے رہے جبیں، برائے نام چلّہ کیے، خیال تھا کہیں کا کہیں، نعمت خاص

تمھارے نصیب اب تک ہوئی نہیں، یہ بزرگ کتنے دور سے بہر زیارت مزار فایض الانوار کے آئے، کیا تعجب ہے اگر فیض ایک دم میں اس طریقہ کا پائے، اسکے واسطے کچھ نہیں شرط ہے زہد و ریاضت، فقط ہے طالب کی عقیدت اور اولیا کی نظر عنایت، تم کیا طعنہ مارتے ہو بر حال صاحب احوال، کیا کرو جہالت کی قیل و قال، نہ فایدہ ہونا تمھاری قسمت کی ہے شومی، غور کرو کہ فرماتے ہیں حضرت مولانا جلال الدین رومی ؎

کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گر چہ باشد در نوشتن شیرو شیر
ہست یک شیری کہ مردم میخورد
ہست یک شیری کہ مردم میخورد

مسکین نے کہا اُن سے تم ہو داتا اس آستانہ کے فقیر، دعویدار بدیں سبب تمھارے حصول نعمت میں ہوئی دیر، یہ مسکین راہی تھا زیارت کو آنکلا پائی جلدی نعمت یہاں کی، ویسے دور کیا تھا دنیا کا ایر پھیر، الحاصل وہ بزرگ جنہوں نے در جواب مسکین فقیر کیا تھا فقیر سے کلام، بغل گیر ہوئے مجھ سے اپنے ڈیرہ پر لے گئے میرا ہاتھ تھام، جاکے فرش پر بٹھائے جرات علی (کرمخوردہ)...بیریا تخلص بتائے اور اپنی تالیف و تصنیف فقیر کو سنائے، سنکے انکے کلام اور دیکھ ... انکی بزرگی کا ہوا یقین، اُس جا چند بزرگوار اور آئے بیٹھے، اُنکو وہاں کے سجادہ نشین بتائے، بیشک اُن پر مزیب تھی سجادہ نشینی اور دوسرے بزرگ خوش رو قوی اندام طفیل... بتائے نام، بعدہٗ شاہ جرات علی صاحب فرمائے، نان خشک حاضر ہے، اسے آپ کریں قبول، مسکین نے کہا جو کچھ آپ عنایت کریں اُسے بر غبت کرونگا حصول، بعد غذائے طعام کے باتیں کرتے رہے اور ہوئے طالب نعمت اس طریقہ ابوالعلائیہ کے، فقیر نے کہا میں کیا اور کیا میری تعلیم، یہ امر عجلت میں کب

ممکن ہے، دو یک روز نہیں ہو سکتا ہوں مقیم، جب ایسا ہی پایا اُنکا اصرار، بعد از نماز ظہر کے توجہ عینیہ میں نے انہیں دی، کیفیت طریقہ کی عیاں ہوئی نسبت، گھر کر گئے چونکہ تھے تمیز دار، الحاصل طور ذکر و غیرہ اس طریقہ کا کیا تعلیم اور دو توجہہ دی قلب پر کیفیت و نسبت طریقہ عالیہ ہوئی مستقیم، بعدہٗ مسکین فقیر نے مشاہدہ کا اپنے حال اُن سے کیا بیان، جو باتیں اندر گنبد کے ہوئی تھی عیاں، شاہصاحب فرمائے لکھا ہے تذکرہ مداریہ میں جب حضرت بدیع الدین قطب المدار اپنے پیر سے حصول بیعت کر بہر زیارت رسول مقبول مدینہ طیبہ کو گئے بعد زیارت ظاہری مشرف بمشاہدہ باطنی ہوئے، آنحضرت سے مصافحہ کر مشرف بہ بیعت ہوئے، بعد حصول فیض لباس نعمت و خلعت خلافت عنایت ہوئے، توشہ خانے والے کو عالم رویاء میں ایماء ہوا جو لباس انبیا کا بطور امانت ہے تمھاری تحویل میں بدیع الدین کو دو چنانچہ پائی حضرت آدم کی دستار، اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ازار، اور خرقہ حضرت محمد رسول اللہ اور رومال حضرت موسیٰ کلیم اللہ، اور سات چادر جو مزار پر ہے وہ ہے ساتوں برقع حضرت یوسف صدیق اللہ کا، عالم حیات میں سات چادر کا برقع حضرت قطب المدار کے چہرے پر پڑا رہتا تھا چونکہ تھے بغایت جمیل حسین جو کوئی انہیں بے نقاب دیکھتا... (کرمخوردہ) انہیں کرتا تھا، لاریب یہ وہی تبرکات تپائی پر رکھا ہے جسے آپ نے بچشم مشاہدہ دیکھا یہ تو آپ ہی کے تھے نصیب، ورنہ ھم سب محروم ہیں بدیں قربت قریب، اور سن حضرت قطب المدار کا تین سو چھیانوے سال بتلائے یعنی سہ صد و نہ و شش، شعر بداں حال مجھے سنائے ؎

تاریخ تولید شاہ کونین تاریخ جناب
پس ازیں تاریخ تاریخش بیاب

چار صد اور چہل دو تھے اے جوان
ھجرت احمد سے تا اُس وقت جان
تاریخ رحلت یادرکھ اس بیت کو اے نیک ذات
ھے نکلتی اس سے تاریخ وفات
کوچ فرمائے جو شاہ خوش سرشت
ہو گئے القصہ بہر ساکن بہشت
ترجمہ اسکا بتاؤں تجھکو یار
آٹھ سو اڑتیس تھے اندر شمار

بعدہٗ بیان کیے حضرت مجرّد تھے اور حضور نسل اولاد کے کیونکر ہوتے، جب پائے وصال حضرت ربّ غفور، تودفن کیے یہاں آپکو آپکے خلفاء، خلیفہ وجانشیں شاہ ارغون خواجہ فنصور خواجہ طیفور، حاضر تھے، مریدان میں علاول خاں اور میر شمس الدین غریب اور سلطان ابراہیم جونپوری اور ملک آدم جونپوری اور حضرت خواجہ حسام الدین مانکپوری اور حضرت اخی جمشید راجگیری اور شاہ پریان عماد الملک عرف بیل گھنڈ اور یہ امر مشہور ہے محض غلط ہے کہ حضرت زندہ ہیں بعالم سیاحت یا جائے دیگر دفن ہوئے مکن پور میں چلّہ ہے مزار نہیں، یہ سب باتیں بپایہ اعتبار نہیں، نقل کرتے ہیں سیاہ نشان لیے ..... یعنی حاجتی اطراف و دیار سے آتے ہیں، چاند شہر جمادی الاول کا یہیں دیکھتے ہیں کئی کوس کے گرد میں میلا جمع رہتا ہے اٹھارہ روز تک، بعد از نماز عصر کے اٹھار ہویں کو چلے جاتے ہیں، کہتے ہیں سوا پہر یہ اَیسن ندی بجائے پانی کے دودھ کی بہتی ہے، لوگ کھیر پکاکے نیاز دیتے ہیں، اولیاء اللہ کے (کرمخوردہ)..... بعید ہے اور صحن مسجد بیرونی میں تین دیگیں اونچی اونچی چولہے

پر چڑھی ہیں اور.....کی دوسری اسّی ۸۰/ من کی تیسری ساٹھ ۶۰/ من کی، اکثر حاجتی اہل مقدور ایّام عرُس میں نیاز دیگ چڑھاتے ہیں، جب تیار ہو ملنگ فقیر جمع ہو کے گرم دیگ پر چڑھ کے لوٹ ..... چنانچہ اجمیر شریف میں فقیر نے ایسا معاملہ بچشم خود دیکھا، شفیق دلی منشی نجیب علی قنوجی جو بعہدۂ منشی گیری پلٹن قصبہ دانا پور میں بہت رہے تھے اور ھمراہ فقیر کے کثرت میلہ چھتر کے دیکھے تھے، خرید و فروخت پالکی و شتر و اسپ رہوار کہ جمع تھے اطراف کے تجار اور حاضر تھے ہر جنسوں کے خریدار، مجھ سے کہتے تھے کہ اس سے زیادہ کثرت میلہ کی بدینطور ایام عُرس میں مکن پور میں ہوتی ہے جب یہ کیفیتیں وہاں کی بچشم خود دیکھا اور سنا اوّل وقت نماز عصر کی فاتحہ پڑھ کے مزار پر رخصت ہوا، بسوئے قنوج چلا جو کچھ دربار عالی سے اسکے حال پر ہوئی عنایت، مناسب نہ جانا اس کتاب قصہ میں اُسکا مذکور، ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب ”دقیقۃ السالکین“ میں بیان کرے گا، ناظرین کتاب کو بمعائنہ پیدا ہو سرور۔

”دقیقۃ السالکین“ فن تصوف پر فارسی زبان میں آپ کی نہایت جامع، مبسوط اور ایک ضخیم کتاب ہے۔ یہ تحقیقات قلبی و روحانی کا عظیم ذخیرہ ہے۔ جن بزرگوں سے انھیں روحانی فیض ملا، اس کی تفصیلات انھوں نے اس کتاب میں درج کی ہیں۔ حضرت مخدوم شاہ بدیع الدین قطب المدارؒ کی روحانیت سے اذکار و اشغال بطریق اویسیہ ملے جن کی تفصیل آپ نے ”شغل آئینہ رونما“ کے عنوان سے ”دقیقۃ السالکین“ میں درج کی ہے۔

سید شاہ عطا حسین فانی گیاویؒ نے اپنی ایک اردو مثنوی ”گنجینۂ اولیا“ میں بھی حضرت مخدوم شاہ بدیع الدین قطب المدارؒ کا تذکرہ کیا ہے:

یہ مسکین پہنچا مکن پور جب
ہوا وجد پیدا بشور و طرب
ہوا پہلے ڈیوڑھی کا جا عتبہ بوس
ادب سے لیا کیفیت کو مسوس
بدیں رو گیا تھا میں امیدوار
جو مخفی ہو نسبت ہو مطلب برار
وہاں سے بڑھا کیفیت میں بھرا
ہوا زیر گنبد کے میں جا کھڑا
پڑھی فاتحہ اور ہوا ملتجی
اِس عاجز کے دل کی ہے نیت یہی
نظر مجھ پہ پڑجائے مخدوم کی
ملیں نعمتیں جو ہو مقسوم کی
نہ اس التجا میں ہوئی کچھ بھی دیر
لیا دل کو فیض بطوں ان کا گھیر
توجہ ہوئی بر لطیفہ دماغ
ہوئی دل کو فرحت، ہوا باغ باغ
عیاں ہوگئی کیفیت بیخودی
تھی اور طرق سے اس کی نسبت جُدی
ز سر تا بہ پا کیفیت میں بھرا
حرارت ہوئی تن میں پیدا جدا

لگا چڑھنے دم مثل جاروب کے
لطایف حضوری میں ستّہ کُھلے
طریقے کیے مجھ پر اپنے تمام
ہوا اس کا مشکور عاجز غلام
دیے شغل اشغال اس کے بتا
وہ ہے "شغل آئینۂ رونما"

"شغل آئینۂ رونما" دقیقۃ السالکین میں بالتفصیل بیان کیا گیا ہے۔

عزیز گرامی قدر محمد ہاشم بدیعی مصباحی کا میں ممنون ہوں کہ مجھے اپنی تالیف "تذکرہ مشایخ مداریہ" کا تعارف لکھنے کی دعوت دی۔ ماقبل جو تذکرے رائج تھے وہ روایات سفینہ سے زیادہ روایات سینہ پر مبنی تھے۔ مؤلف ہذا نے ایک نئے طرز پر اس کتاب کی تالیف کی ہے۔ حوالوں اور مآخِذ کے ساتھ اپنی اس تالیف کو معیار بخشا ہے۔ ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں سلسلہ مداریہ کے فروغ کی تاریخ رقم کی ہے۔ اس کے لیے مؤلف مبارکباد کے مستحق ہیں۔

عطا خورشید
۳ر نومبر ۲۰۲۲ء
ڈاکٹر عطا خورشید

"تذکرہ مشائخِ مداریہ"

تاریخ و تحقیق کا ایک روشن استعارہ

حضرت علامہ و مولانا طفیل احمد مصباحی

سابق مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

قدوۃ الاولیاء، شیخ المشائخ، حضرت سید شاہ بدیع الدین احمد قطب المدار حلبی مکن پوری قدس سرہ (متوفیٰ: ۸۳۸ھ) آسمانِ ولایت کا وہ بدرِ کامل اور چرخِ روحانیت کا وہ نیّرِ تاباں ہے، جس کی تجلیوں سے ایوانِ رشد و ہدایت میں آج بھی اجالا ہے۔ آپ کس پائے کے بزرگ تھے اور آپ کا منارِ قصرِ ولایت کس قدر اونچا تھا، اس کا اندازہ ذیل کے اقتباس سے لگائیں۔ مرزا لعل بیگ بدخشی اپنی مایۂ ناز تصنیف "ثمرات القدس من شجرات الاُنس" میں لکھتے ہیں: سید بدیع الدین قطب الادوار لقب بہ "شاہ مدار" قدس سرہ، از کبرائے مشائخ ہند و عظمائے عرفائے آں دیار ست، بسیار عالی قدر و صاحبِ کراماتِ ظاہرہ و عاداتِ فاخرہ بود و مقامات علیّہ و کمالات جلیّہ و مواہبِ جزیلہ و احوالِ سنیّہ داشت۔ (۱)

اگرچہ آپ کو شہرت "قطب المدار" سے ملی (جو کہ ولایت کا ایک اعلیٰ مقام ہے)، لیکن آپ کا مقام و مرتبہ اس سے بھی کہیں اعلیٰ و ارفع ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو بلند مقامات اور اعلیٰ مدارج سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ صاحبِ مقاماتِ کبریٰ تھے۔ آپ "مقامِ قطب المدار" سے بھی بلند مراتب "مقامِ صمدیت" و "مقامِ

(۱) ... ثمرات القدس من شجرات الانس، ص: ۱۴۱، مطبوعہ: پژوہشگاہ علوم انسانی و مطالعاتِ فرنگی، تہران

محبوبیت" پر فائز تھے۔ اسی طرح آپ "مقامِ اویسیت" پر بھی متمکن تھے اور بلا واسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و حضرتِ مولیٰ رضی اللہ عنہ سے علمی و روحانی فیوض حاصل کرتے تھے۔ تذکرہ و سوانح کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت قطب المدار قدس سرہ کو اپنے دستِ مبارک سے نو لقمے کھلائے تھے، جس کے نتیجے میں آپ پر زمین و آسمان کے طبقات ظاہر و منکشف ہو گئے تھے۔ غرض کہ آپ ولایت و روحانیت کے بلند ترین مقام پر متمکن تھے اور کبار اولیائے کرام و جلیل القدر مشائخ کے زمرے میں شامل تھے۔ غوث العالم، محبوبِ یزدانی حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ جیسی عظیم المرتبت ہستی نے "لطائفِ اشرفی" میں آپ کے علمی تبحر، مقاماتِ عالیہ اور آپ کی بلند و بالا روحانی و عرفانی شخصیت کا تذکرہ بڑے والہانہ انداز میں کیا ہے اور فرمایا ہے کہ "ہیمیا و سیمیا و کیمیا و ریمیا" جیسے نادر علوم ان سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ گروہِ اولیا میں شاید و باید ہی کسی کو یہ علوم حاصل ہوتے ہیں۔ حصور نبی کرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم پر آپ ۲۸۲ھ میں ہندوستان تشریف لائے اور اپنی بے مثال دعوتی مساعی اور تبلیغی خدمات سے بے شمار افراد کو کفر و شرک کی غلاظتوں سے نکال کر ایمان و اسلام کی عطر بیز فضاؤں میں لا کھڑا کیا اور افراط و تفریط کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو راہِ اعتدال اور صراطِ مستقیم پر گامزن فرمایا۔ اپنی نگاہِ کیمیا اثر سے ہزاروں افراد کی تقدیریں بدل کر رکھ دیں اور ضلالت و گمرہی کی شبِ دیجور میں ہدایت کی وہ قندیل روشن فرمائی کہ اس کی تجلیوں سے آج بھی ہندو سندھ کی وادیوں میں ایمان و ہدایت اجالا پھیلا ہوا ہے۔

زیرِ نظر کتاب "تذکرہ مشائخِ مداریہ" حضرت قطب المدار جیسی نادرِ روزگار اور محیر العقول ہستی کی حیات و خدمات، مقاماتِ عالیہ، مدارج رفیعہ، اوصاف و کمالات اور

زرّیں کارناموں پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے خلفائے عظام اور ”سلسلہ مداریہ“ کی وسعت و ہمہ گیری پر دلائل و شواہد کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ راقم الحروف کے دل میں یوں تو حضرت قطب المدار کی عظمت و عقیدت پہلے سے قائم تھی، لیکن کتاب پڑھ کر اس عظمت و عقیدت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور ساتھ ہی ساتھ مصنفِ ذی وقار، پیکر علم و تحقیق حضرت مولانا محمد ہاشم بدیعی مصباحی، مراد آبادی دام ظلہ العالی کی قدر و منزلت کا عکس بھی آئینۂ دل پر مرتسم ہو گیا۔ بندۂ حقیر بلا مبالغہ اس حقیقت کا اظہار و اعتراف کرتا ہے کہ یہ کتاب محض ایک عظیم المرتبت بزرگ کی سوانحِ حیات ہی نہیں، بلکہ تذکرۃ و سوانح کا ایک دل آویز مرقع اور تاریخ و تحقیق کا ایک روشن استعارہ بھی ہے۔ ایک دیدہ ور محقق ہی اس قسم کی وقیع اور بیش قیمت تحقیقی کتاب لکھ سکتا ہے۔ کتاب کی فہرست اور اس کے مشمولات میں جو تنوع ہے، اس سے مصنف کی ہوش مندی اور دقتِ نظری کا پتہ چلتا ہے۔ موصوف نے تذکرو سوانح کے اصول و شرائط کی رعایت کرتے ہوئے اصل ماخذ و مراجع تک رسائی حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں موضوع سے متعلق قدیم کتب و رسائل، مخطوطات اور قلمی نسخہ جات کو بھی کھنگالنے میں کسی قسم کی غفلت یا تساہل نہیں برتا ہے۔ اس گراں قدر کتاب علمی و تحقیقی کتاب کی تصنیف پر مصنف کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت آپ کو صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے اور عمر و اقبال و علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!!!

محمد طفیل احمد مصباحی
۱۲ر نومبر ۲۰۲۲ء، بروز سنیچر

طفیل احمد مصباحی

سابق مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

طائرانہ نظر

رئیس التحریر حضرت مولانا محمد قیصر رضا شاہ علوی حنفی مداری

دائرۃ الاشراف جھہر اؤں شریف سدھارتھ نگر یوپی (انڈیا)

ایشیائی ممالک کی تاریخ بینی سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ایشیائی ممالک کے اکثرو بیشتر حصوں کو سب سے پہلے جس صوفی مبلغ دین نے اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا وہ حامل مقام صمدیت واصل مقام محبوبیت سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قطب المدار قدس سرہ کی ذات بابرکات ہے آپ نے ۲۸۲ھ میں غیر منقسم ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے فیضیاب فرمایا اور اس طور سے غیر منقسم ہندوستان میں سب سے پہلے سلسلۂ تصوف کی بنیاد پڑی یہ وہی سلسلۂ طریقت و تصوف ہے جسے دنیا آج تک سلسلۂ مداریہ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے یہی وہ سلسلۂ طریقت تھا جس کے فیض سے باشندگان ہند سب سے پہلے فیضیاب ہوئے ابھی نہ تو سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویر تشریف لائے تھے اور نہ ہی خواجۂ خواجگان عطاء الرسول سیدنا خواجہ معین الدین چشتی کی آمد ہوئی تھی ابھی نہ تو سلسلۂ قادریہ پہونچا تھا اور نہ ہی سلسلۂ نقشبندیہ و سہروردیہ یہ وہ دور تھا جب اہلیان ہند سلسلۂ طریقت سے ہی ناواقف تھے ایک اجنبی دیار و ملک میں صرف ایک تن تنہا مبلغ دین سراپا دعوت دین بن کر اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دین کی شمع جلا کر ذرا ذرا سی روشنی پھیلا رہا تھا اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا آپ کی کرامات اور برکات کے سبب ذرا ذرا سی روشنی میں تیزی آنے لگی اور دیکھتے ہی

دیکھتے ہندوستان کے مغرب و مشرق شمال و جنوب میں اسلامی چراغ جلنے لگے اور پھر کارواں بڑھتا چلا گیا اور ہزار ہا ہزار لوگ داخل اسلام ہوگئے اور چند سالوں کی محنت شاقہ کے بعد سیکڑوں مبلغین اسلام تیار ہوکر میدان عمل میں اتر پڑے اور بہت تیزی کیساتھ مذہب اسلام وطن عزیز میں پھیلتا چلا گیا حضرت سیدنا قطب المدار نے بڑی حکمت عملی اور منظم پلاننگ کے ساتھ اطراف ہند میں تعلیمات اسلام کی اشاعت کے لئے خانقاہوں کا جال بچھا دیا اور ہر خانقاہ میں ایک قابل اور باصلاحیت مبلغ کو خدمت دین کے لئے مامور فرما دیا جس علاقے میں جس طرح کے مبلغ کی ضرورت محسوس کی اس علاقے میں اسی طرح کا مبلغ بھیجا وطن عزیز کے باشندوں کی جبلت وفطرت پر گہری نظر ڈالتے ہوئے ملنگوں کی ٹیم تیار کی، جگہ جگہ میلے قائم کئے اور مومنانہ فہم وفراست سے لاکھوں لاکھ بھٹکے ہوئے لوگوں کو دامن اسلام سے وابستہ کر دیا اور پھر یہ دائرۂ تبلیغ وارشاد ایشیا کے حدود کو عبور کرتے ہوئے یورپی ممالک تک پہونچ گیا اور اس طور سے لگ بھگ پوری دنیا میں آپ کی خدمات کا ڈنکا بجنے لگا۔

یقیناً آج ضرورت ہے کہ اس عظیم مبلغ دین داعیٔ اسلام کی سیرت وشخصیت پر علما قلم اٹھائیں، محققین کتابیں لکھیں اہل تحریک ان کی یادگار کے لئے ان کے نام نامی سے ادارے قائم کریں۔ قابل مبارکباد ہیں عزیز القدر فاضل گرامی محقق نامی حضرت علامہ محمد ہاشم بدیعی مصباحی زید مجدہ جنھیں اللہ عزوجل نے یہ سعادت نصیب فرمائی کہ انھوں نے اس عالی وقار پر قلم اٹھایا ان کے سلسلے کے فیض یافتہ بزرگان دین کا تذکرہ جمع کر کے کتاب مستطاب تذکرہ مشائخ مداریہ کو مرتب کیا، موصوف اپنے دور طالب علمی سے ہی سلسلۂ عالیہ مداریہ کی ترقی کے لئے کوشاں نظر آتے تھے مجھ سے کئی بار مکن پور شریف میں دوران عرس پاک ملاقات بھی ہوئی اور موصوف نے مختلف

موضوعات پر گفتگو بھی کی، ان کا حوصلہ دیکھ کر مجھے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ سلسلہ مداریہ کا یہ روحانی فرزند سلسلے کے لیے ضرور کچھ کر گزرے گا۔ بفضل الٰہی بعنایت قطب المدار موصوف نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے اچھی پوزیشن سے فراغت حاصل کی اور بعد فراغت حضرت علامہ سید ظفر مجیب مداری کی تحریک و ترغیب پر ایک سال کے لیے سلسلۂ عالیہ کے مرکزی ادارہ جامعہ عربیہ مدار العلوم مکن پور شریف میں بحیثیت مدرس ان کا تقرر بھی ہو گیا اور اسی دوران ان کا یہ تحقیقی شاہکار بھی معرض وجود میں آ گیا دوران تالیف موصوف نے تحقیق و تفتیش کا مکمل حق ادا کیا۔ بڑی بڑی لائبریریوں کی خاک چھانی، مجھ ناچیز سے فون اور واٹس ایپ کے ذریعے رابطے میں رہے اور مشاہیر علمائے مداریہ کی دیکھ ریکھ میں اس عظیم کام کو انجام دیا۔ موصوف کی تالیف لطیف تذکرہ مشائخ مداریہ جلد اول خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف کے نائب سجادہ نشین معلی القاب عزت مآب حضرت علامہ سید ظفر مجیب جعفری مداری کی وساطت سے مجھے بھی حاصل ہوئی۔ میں نے بیک نشست کتاب کی مکمل فہرست دیکھ لی پھر اندرون کتاب بھی مضامین و عناوین پر طائرانہ نگاہ ڈالی مشاہیر اہل قلم کی تقاریظ بھی دیکھیں، مجھے امید ہے کہ کتاب مستطاب قطعی لاجواب اور مولف گرامی کے لیے ذریعۂ نجات ثابت ہوگی۔ مولف موصوف کا یہ قلمی کارنامہ حلقۂ مداریت میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ کیوں کہ کتاب ہذا میں کئی ایسے بزرگان دین کے تذکرے مولف کی دریافت میں آکر زینت کتاب بن گئے ہیں جن سے اب تک اکثر علما ناواقف تھے۔ پھر ظاہر ہے کہ یہ ایک نئی دریافت و قابل قدر تحقیق ہے جو اپنی جانب اہل علم کی توجہ کو ضرور مبذول کرے گی۔ کتاب اپنے اعتبار سے کافی معلومات افزا ہے اور مولف گرامی کی انتھک کاوشوں کا جیتا جاگتا ثبوت بھی؛ ساتھ ہی ساتھ قابل مبارکباد ہیں

ہمارے مخدوم زادے فاضل جلیل حضرت علامہ سید ظفر مجیب جعفری مداری نائب سجادہ نشین خانقاہ مداریہ مکن پور شریف جنھوں نے حضرت مولف گرامی سے یہ عظیم کارنامہ انجام دلوالیا اوراس کی طباعت کا بھی اہتمام فرمارہے ہیں۔

مجھے اپنے مخدوم پرناز ہے کہ اس دور میں جبکہ اکثر خانقاہی شہزادے مریدوں کے ہجوم میں پڑکر قلمی کاموں سے یکسر غافل ہیں مگر یہ صاحبزادے قلمی تحریک کو زندگی دینے میں شب وروز لگے ہوئے ہیں اصحاب قلم علما کو برابر مہمیز کرنا انھیں مسلسل قلمی خدمات کے لئے مستعد رکھنا ان کی ذاتی ضروریات کی تکمیل کے لئے جیب خاص سے انھیں نوازتے رہنا یہ سب اوصاف حمیدہ اللہ عزوجل نے اس عالی ظرف کو دے رکھے ہیں، اللہ عزوجل ان کی عمر میں برکتیں عطافرمائے نیز حضرت مولف کی کاوشوں کو قبول فرماکران کے لئے زادآخرت بنائے۔

آمین یارب العٰلمین

دعاگو

فقیر محمد قیصر رضاشاہ علوی حنفی مداری

۲۰ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۲۰۲۲ عیسوی

میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے

پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین
ہندستانی زبانوں کا مرکز، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

ہندوستان عظیم وراثتوں اور تہذیبوں کا ملک ہے۔ وسیع و عریض، سرسبز و شاداب اور قدرتی ذخائر سے مالا مال اس ملک کو اور کئی اعتبار سے اہمیت حاصل ہے۔ لیکن جن اعتبارات کا ذکر مقصود ہے وہ الوہیت اور روحانیت ہے۔ تاریخ میں اس سرزمین کا جب سے ذکر ملتا ہے وہ عموماً آریوں کی آمد کا حوالہ ہے۔ اس سے قبل کی قدیم آبادی دراویڈ اقوام ہے مگر تاریخ نے اس جانب بہت کم توجہ دی ہے حالانکہ اس قوم کی ایک اہم زبان تمل ہے جو سنسکرت سے بھی پرانی ہے اور کئی اہم تخلیقات اب منظر عام پر آ چکی ہیں جس سے اس کی قدامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان میں مذہبی تصورات تو موجود ہیں مگر روحانی اقدار جس طرح آریوں کے یہاں موجود ہیں وہ شاید ان میں نہیں ہے۔ اسلام کی آمد سے قبل ہندوستان میں آریوں کے یہاں مذہب اور اعتقاد کے نام پر طویل مباحث موجود ہیں۔ ابتدا میں ان کے یہاں بت پرستی کا رواج نہیں تھا۔ الوہیت کا ذکر بہت واضح طور پر ملتا ہے۔ خدائے واحد پر یقین کامل تھا اور قلب کی صفائی، ضبط نفس کے اصول و ضوابط پر بہت شرح و بسط کے ساتھ مباحث موجود ہیں۔ لیکن اس کی صورت بگڑتی گئی اور ہندوستان کفر و الحاد کی ظلمت میں ڈوبتا گیا۔ لیکن اللہ رب العزت نے کسی سرزمین کو اپنے نیک بندوں سے محروم نہیں رکھا۔ انسان کی ہدایت کے لیے انبیا اور رسول کو دنیا کے تمام خطے میں بھیجا۔ یہ تاریخی لاعلمی ہے کہ اب تک ہندوستان کی سرزمین میں انبیا کی آمد کے حوالے سے کوئی مستند ثبوت

نہیں ملتا۔ لیکن مقام شکر ہے کہ اس سرزمین میں صوفیا اور اولیائے کرام کی آمد کی مستند تاریخیں موجود ہیں جنھوں نے وحدانیت اور روحانیت کی تعلیم سے عوام الناس کو روشناس کرایا۔ ہندوستان میں دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں ان اولیائے کرام کی خدمات بہت اہم ہیں۔ بلکہ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اولیائے کرام کی کوششوں سے ہی ہندوستان میں اسلام تیزی سے پھیلا۔ تاریخ پاک و ہند کے مصنف اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"اسلام مذہب کی حیثیت سے پہلے جنوبی ہند پہنچا۔ مسلمان تاجروں اور مبلغین کی ساتویں صدی عیسوی میں (یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ۶۳۲ء میں ہوئی تھی۔ یعنی آپ کی وفات کے بعد جلد ہی مسلمان) مالیبار اور جنوبی سواحل کے دیگر علاقوں میں آنے جانے لگے۔ مسلمان چونکہ بہترین اخلاق و کردار کے مالک اور کاروباری لین دین میں دیانتدار واقع ہوئے تھے۔ لہذا مالیبار کے راجاؤں، تاجروں اور عام لوگوں نے ان کے ساتھ رواداری کا سلوک روا رکھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے برصغیر پاک و ہند کے مغربی ساحلوں پر قطعی اراضی حاصل کر کے مسجدیں تعمیر کیں۔ (یاد رہے کہ اس وقت خانقاہوں کی تعمیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا) اور اپنے دین کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ ہر مسلمان اپنے اخلاق اور عمل کے اعتبار سے اپنے دین کا مبلغ تھا نتیجۃً عوام ان کے اخلاق و اعمال سے متأثر ہوتے چلے گئے۔ تجارت اور تبلیغ کا یہ سلسلہ ایک صدی تک جاری رہا یہاں تک کہ مالیبار میں اسلام کو خاطر خواہ فروغ حاصل ہوا اور وہاں کا راجہ بھی مسلمان ہو گیا۔ جنوبی ہند میں فروغ اسلام کی وجہ یہ بھی تھی کہ اس زمانے میں جنوبی ہند مذہبی کشمکش کا شکار تھا۔

ہندو دھرم کے پیرو کار بدھ مت اور جین مت کے شدید مخالف اور ان کی بیخ کنی میں مصروف تھے۔ ان حالات میں جب مبلغین اسلام نے توحید باری تعالیٰ اور ذات پات اور چھوت چھات کو لایعنی اور خلاف انسانیت قرار دیا، تو عوام جو ہزاروں سال سے تفرقات اور امتیازات کا شکار ہو رہے تھے۔ بے اختیار اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ چونکہ حکومت اور معاشرہ کی طرف سے تبدیلی مذہب پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ لہذا ہزاروں غیر مسلم مسلمان ہو گئے۔"(۱)

اس اقتباس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے زیر اثر لوگ اسلام کی طرف کشاں کشاں آنے لگے۔ در اصل علمائے کرام نے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے تصنیف و تالیف کا راستہ اختیار کیا اور صوفیائے کرام نے اسلامی اصولوں کو عملی طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اس طرح عوام سے صوفیا کا رشتہ براہ راست رہا۔

ہندوستان کی سرزمین میں اسلام کی ترویج اور تبلیغ وارشاد کے لیے صوفیائے کرام کی آمد کی ایک روشن تاریخ ہے۔ عام طور پر برصغیر میں شیخ علی ہجویری، خواجہ غریب نواز کی آمد سے لوگ واقف ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس سرزمین میں ان ہستیوں کو اسی مقصد کے لیے بھیجا گیا۔ مگر کم ہی لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دربار نبوی سے ہندوستان جانے کا حکم ملا۔ ان بزرگوں کی ہندوستان تشریف آوری یقیناً اہل ہند کے لیے سب گراں قدر تحفۂ خداوندی ہے۔ چونکہ ہندوستان میں انبیا کے ورود مسعود کا کوئی علم نہیں لیکن اولیائے کرام کی آمد کا باضابطہ تاریخی حوالہ موجود ہے۔ اس لیے یہ کہنا چاہیے کہ ان اولیائے کرام کی محنتوں کا ہی ثمرہ ہے کہ ہمیں ہندوستان میں اسلام کی روشنی ملی۔

---

(۱) ... تاریخ پاک و ہند، ص:۳۹۰

حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں میں ہیں جو طویل العمری کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ اور اپنی پوری عمر اسلام کی تبلیغ میں گزاری۔ ہندوستان کے طول و عرض میں آپ نے اسلام کے پیغام کو پھیلایا ساتھ ہی اس راہِ رشد و ہدایت میں روحانیت اور سلوک کے اسرار و رموز سے اپنے مقربین کو سرفراز کیا۔ ان کی ذات گرامی وہ واحد ذات بابرکت ہے جن کے فیض سے ہندوستان کی بیشتر خانقاہیں مستفید ہوئیں۔ ہندوستان کی بڑی بڑی خانقاہیں اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔

سید بدیع الدین احمد قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی اور ان کی خدمات کے حوالے سے جتنا تحقیقی کام ہونا چاہیے تھا وہ بوجہ نہیں ہوسکا ہے۔ بالخصوص نئی نسل کے سامنے آج کی دینی و علمی حوالوں سے ان کی خدمات کو عصری منظر نامے میں نہیں پیش کیا جاسکا ہے۔ یہ وقت کی ضرورت ہے کہ ان کی تعلیمات اور خدمات پر مسلسل تحقیقی اور علمی کام ہوں۔

مجھے خوشی ہے کہ محترم محمد ہاشم بدیعی مصباحی نے "تذکرۂ مشایخ مداریہ" کی تالیف کرکے مشائخ کی روشن تاریخ کو منظر پر لانے کی مستحسن کوشش کی ہے۔ اس کتاب کی زبان سلیس و سادہ ہے اور تحقیقی و تدلیلی انداز میں تاریخ کو پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ یہ ایک تحقیقی کام ہے اور محمد ہاشم بدیعی مصباحی اس دشوار گزار کام کو بحسن و خوبی مکمل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ میں اس وقیع تحقیقی کاوش کے لیے ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اللہ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔



قطب المدار، شمس الافلاک، قطب الارشاد

حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مفتی محمد ہاشم سندھی حفظہ اللہ (محقق: موسوعة الامام المهدي (امام مہدی انسائیکلوپیڈیا)
ڈائریکٹر: دی اسلامک ریسرچ سنٹر، DHA، کراچی

حضور سیدنا قطب الاقطاب مدارالعالمین حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ (ولادت: ۲۴۲ – وفات: ۸۳۸) کی سوانح سے متعلق کئی اکابرین اسلام نے کتب ورسائل تصنیف وتالیف فرمائے ہیں جن سب سے زیادہ قابل ذکر محقق الاطلاق شیخ ابو المجد عبد الحق بن سیف الدین دہلوی بخاری (ولادت: جنوری ۱۵۵۱ء–وفات: ۱۶۴۲ء) ہیں، جنہوں نے تفصیلاً ”اخبارالاخیار“ میں آپ کے احوال ذکرفرمائے۔آپ نے ان کی مقام صمدیت کا پتادیااور حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی نے ”مرتبہ اویسیت“کواجاگر فرمایا۔

عاجز نے کئی عرصہ قبل تعلیمات مدار پر مبنی ایک نایاب کتاب ”سترہویں شریف“مصنف: حضرت بابا حیدر علی ارغونی علیہ الرحمہ (متوفی: ۱۳۹۵ھ) کو بنام ”افکار صوفیا“ (حصے :۱۔۱۷) تخریج وتوضیح کے ساتھ مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی سے مرحوم سید عبدالرشید مداروی کی سرپرستی میں شائع کیا تھااور ابھی حال ہی میں اس کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آنے کو مکمل تیار ہے اسی سلسلے میں مفتی محمد ہاشم مصباحی سے شناسائی ہوئی کہ مجھے سلسلہ مداریہ سے متعلق کچھ معلومات در پیش ہیں، کیونکہ خانقاہ مداریہ سے متعلق عمومی تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ ایک مخصوص قسم کے ملنگوں کی ٹولی

ہے جو لوگوں کے سامنے توڑ مروڑ کر پیش کی گئی مداریت ہے۔ اس لئے کہ عموماً لوگ لمبے لمبے بال رکھنے والوں، دس دس انگوٹھیاں پہننے والوں اور بڑے بڑے مڑاسے باندھنے والوں بھنگ اور چرس کے کش لگانے والوں، بندر ور یچس نچانے والوں، تماشہ کرنے والوں کو مداری سمجھتے ہیں۔ جب کہ ایسا کچھ بھی نہیں۔۔۔!

جب کہ قبلہ مفتی ہاشم مصباحی سے گفتگو ہوئی، ان کی تحریرات کا مطالعہ کیا، سلسلہ مداریہ سے متعلق ان تحقیقات کو ملاحظہ کیا تو حضرت علامہ مفتی ہاشم علی بدیعی مصباحی کو ایک بہترین نکتہ داں، محقق، مفکر، مدبر، سنجیدہ طبیعت، تحرک اور فعال شخصیت کی صورت میں پہچانا۔ قبلہ کی کتاب ''تذکرہ مشائخ مداریہ'' کے جملہ عنوانات کا جب چیدہ چیدہ مقامات کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب فقط تذکرہ نویسی پر مبنی نہیں ہے، بلکہ سلسلہ مداریہ کے مشائخ کا انسائیکلوپیڈیا ہے، جس میں وقتاً فوقتاً اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ جس کی بدولت اس سلسلہ مداریہ کا مکمل ریکارڈ اور مختلف جوانب بھی سپرد قرطاس ہوجائیں گے کیونکہ تاریخی اوراق گواہ ہیں کہ برٹش راج کے بعد سلسلہ مداریہ کو ایک معتوب گروہ کے طور پر متعارف کیا گیا تھا۔ جس کے اثرات آج تک ہم دیکھتے آرہے ہیں۔ جب کہ یہ کتاب ''تذکرہ مشائخ مداریہ'' اُن تمام سوالات، اشکالات، ابہامات، اشتباہات کا ازالہ ثابت ہوگی۔

اس مقام پر ہادیٔ شریعت و طریقت، شیخ العصر، اسد حیدر کرار، شمشیر قطب المدار، غیظ المنافقین و مرتدین، امیر المفکرین، عمدۃ المحققین، محقق عصر، استاذ العلماء وخطباء، حضرت علامہ و مولانا، مفتی سید منور علی حسینی جعفری مداری (استاذ جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیاء مکنپور شریف ضلع کانپور نگر یوپی) کے شاندار جملے نقل کررہا ہوں جو کہ اس سلسلہ مداریہ کے بانی سیدی مدارالعالمین کے اکابرین بزرگان

سے متعلق بطور ایک تاریخی مأخذ کے سند رہے کہ صرف برٹش راج ہیں نہیں بلکہ بنوامیہ وعباسیہ نے بھی اپنے ادوار میں اُن کو معتوب رکھا: ”مدار پاک کے سن ولادت اور نسب شریف سے لیکر دوسرے معاملات میں بھی کثیر اختلافات ہیں اور یہ اختلافات در اصل ایک غلاف ہیں، جو ان کی شخصیت و حقیقت کو چھپائے ہوئے ہیں، اس کو بھی امر اتفاقی کہئے یا پھر امر ربی ہی سمجھئے کہ آپ کا نسبی تعلق بھی اس خاندان سے ہے جو حکومت عباسیہ کے ظلم وستم اور خوارج کے فتنوں کی وجہ سے مستور و مکتوم رہا، آپ کے نسب شریف میں ایک جد بزرگوار ہیں سید محمد (مکتوم) ابن سید اسماعیل اعرج ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کتمان و روپوشی کی وجہ سے ان کا لقب ہی "مکتوم" ہو گیا، ان کی نسل سے سید قدوۃ الدین علی (مدار پاک کے والد محترم) خوارج کے فتوں کی وجہ سے مدینۂ طیبہ سے ترک سکونت کر کے مضافات حلب میں اقامت پذیر ہوئے“۔

یعنی آج بھی سادات کرام بنوامیہ وعباسیہ اور یزید ملعون کے ننھیالی رشتہ دار برٹش راج کے عتاب کا شکار ہیں۔ عصر حاضر میں بھی وہی حالات کیے جارہے ہیں کہ جو اہل بیت اطہار کا تذکرہ کرے، اُن سے اپنی محبت ومودت کا اظہار کرے، تو فورا تفضیلی، شیعہ، رافضی، کافر کے فتوے صادر کردیئے جاتے ہیں۔عاجز کی ناقص معلومات کے مطابق سلسلہ مداریہ کو جو دیوار سے لگانے کی پالیسی بنائی گئی اس کے کئی محرکات ہیں، جن میں سے کچھ تو یہ ہیں کہ یہ خانقاہ عالیہ ہندوستان کی سب سے پہلی سادات خانقاہ ہے، ان کے معمولات میں ہر پہلو سے فکر اہل بیت اطہار پر مبنی افکار بیان کیے جاتے ہیں۔(تعزیہ داری اور دیگر رسومات محرم الحرام)۔وغیرہ۔انہی وجوہات کی بنا پر اس خانقاہ مکن پور شریف اور سلسلہ مداریہ پر کئی اعتراضات کیے جاتے ہیں کہ فلاں نے اس سلسلے کو منسوخ، سوختہ لکھا ہے حالانکہ اب تو تحقیق سے

معلوم ہوا کہ سیدی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی (۱۴ جون ۱۸۵۶ء–۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء) نے اپنی کتاب "الاجازۃ والخلافۃ" میں خود تسلیم فرمایا کہ مجھے سلسلہ بدیعیہ میں خلافت واجازت حاصل ہے جیسا کہ مولانا بدرالدین احمد رضوی لکھتے ہیں کہ آپ کو جن سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت حاصل تھی اس کی تفصیل اس طرح ہے:

قادریہ برکاتیہ جدیدہ۔ قادریہ آبائیہ قدیمہ۔ قادریہ اہدائیہ۔ قادریہ رزاقیہ۔ قادریہ منصوریہ۔ چشتیہ نظامیہ قدیمہ۔ چشتیہ محبوبیہ جدیدہ۔ سہروردیہ واحدیہ۔ سہروردیہ فضیلیہ۔ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ۔ نقشبندیہ علائیہ علویہ۔ بدیعیہ۔ علویہ منامیہ۔ (۱)

اس طرح کے کئی اعتراضات کے تحقیقی جوابات کتاب ہذا میں دیئے گئے ہیں۔

حالانکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے حاصل شدہ سلسلوں میں سلسلہ بدیعیہ مداریہ کا ذکر فاضل بریلوی کے اکثر سوانح نگاروں نے کیا ہے۔ اس کے علاوہ شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان (ولادت : ۲۲ ربیع الاوّل ۱۲۷۶ھ– وفات: ۲۲ رمضان المبارک، ۱۳۲۶ھ) برادر اصغر سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی شان قطب المدار میں لکھتے ہیں:

مناقب حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف

ہوا ہوں دادِ ستم کو میں حاضرِ دربار گواہ ہیں دلِ محزون و چشمِ دریا بار
طرح طرح سے ستاتا ہے زمرۂ اشرار بدیع بہر خدا حرمتِ شہِ ابرار
مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار
اِدھر اقارب عقارب عدو اجانب و خویش اِدھر ہوں جوشِ معاصی کے ہاتھ سے دل ریش
بیاں میں کس سے کروں ہیں جو آفتیں درپیش پھنسا ہے سخت بلاؤں میں یہ عقیدت کیش

(۱).. سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۲۷

مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار
نہ ہوں میں طالبِ افسر نہ سائل دیہیم کہ سنگ منزلِ مقصد ہے خواہش زر و سیم
کیا ہے تم کو خدا نے کریم ابنِ کریم فقط یہی ہے شہا آرزوئے عبد اثیم
مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار
ہوا ہے خنجر افکار سے جگر گھائل نفس نفس ہے عیاں دم شماریِ بسمل
مجھے ہو مرحمت اب داروئے جراحتِ دل نہ خالی ہاتھ پھرے آستاں سے یہ سائل
مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار
تمھارے وصف وثنا کس طرح سے ہوں مرقوم کہ شانِ ارفع و اعلیٰ کسے نہیں معلوم
ہے زیرِ تیغِ الم مجھ غریب کا حلقوم ہوئی ہے دل کی طرف یورشِ سپاہِ ہموم
مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار
ہوا ہے بندہ گرفتار پنجۂ صیاد ہیں ہر گھڑی ستم ایجاد سے ستم ایجاد
حضور پڑتی ہے ہر روز اک نئی اُفتاد تمھارے دَر پہ میں لایا ہوں جور کی فریاد
مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار
تمام ذرّوں پہ کالشمس ہیں یہ جود و نوال فقیر خستہ جگر کا بھی رد نہ کیجے سوال
حسنؔ ہوں نام کو پر ہوں میں سخت بد افعال عطا ہو مجھ کو بھی اے شاہ جنسِ حسنِ مآل
مدار چشمِ عنایت زمن دریغ مدار نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

(ذوقِ نعت)

مفتی محمد ہاشم سندھی حفظہ اللہ
(محقق: موسوعۃ الامام المھدي (امام مہدی انسائیکلوپیڈیا)
ڈائریکٹر: دی اسلامک ریسرچ سنٹر، DHA، کراچی

اظہار خیال

محترم انور حسین، ہائی کورٹ وکیل، گجرات

Amongst the sufiya, and sufism Hazrat Syed Badi-ud-deen Zinda Shah Madar a great historical personality who is well known by name of "Qutb-ul-Madar" and the word "Madari" is part of various name. Madari means "Tamasha gar" in Urdu language this is because when Hazrat Qutb-ul-madar made Habs-e-dam, i.e. held him breathing (inhalation & exhalation) the illiterate public gathered surrounding him and new person who witnessed this public called him Madari and madar wala, thus, every tamasha gar is called madari.

Hazrat e qutb ul madar didn't make any magic but he proceeded the Islam religion.

I think it is most complicated work and a big task to write about Hazrat Qutbul Madar a historical person and his biography, since he made himself as invisible, and quite often passed time among illiterate public, but I congratulate to Mufti Hashim Misbahi Moradabadi who has compiled this book and made a tremendous struggle & effort to write a detailed & referred biography of my lovely & great Sufi saint Hazrat e Qutb ul madar discussing numerous & essential facts of his life and work.

Anwar Husain Shaikh.

Advocate [B,A., L,L,B. L.L.M]

President:Muhibban-E-Ahlebait Foundation,Gujarat.

President: Sufi Islamic Board Gujarat.

کلمات تشکر

سب سے پہلے اللہ جل مجدہ کا بے حد شکر اور اس کے رسول دانائے غیوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بے پناہ عنایت ہے کہ ناچیز کی یہ بے مایہ خدمت منظر عام پر آ سکی، بعد ازاں اپنے والدین کریمین کو گلہائے تشکر پیش کرنا سعادت مندی سمجھتا ہوں کہ ان کی دعائیں ہر گام پہ سایہ فگن رہیں اور انھی کی محنتوں کا ثمرہ ہے کہ میری یہ ادنیٰ کاوش تحریری جامہ بن کے آپ کے ہاتھوں میں ہے، اب ذیل میں "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" کے تحت ان حضرات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں، جنھوں نے اس کتاب پر گراں قدر تاثرات اور بیش بہا تقاریظ تحریر کیں یا علمی تعاون پیش فرمایا۔

(۱) ولیِ عہد خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف حضرت مولانا سید ظفر مجیب جعفری مداری زید فضلہ کا شکر گزار ہوں، جن کی محنت اور جاں فشانی سے یہ کاوش منظر عام پر آئی، اگر ان کی خصوصی عنایات اور حوصلہ افزائیاں میرے دوش بدوش نہ ہوتیں، تو شاید یہ تالیف گوشۂ خموشاں میں قید رہ جاتی، آپ حضرت گرامی قطب المدار قدس سرہ پر مختلف جہات سے کام کرانا چاہتے ہیں اور اس جانب مسلسل غور و فکر کے سمندر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں، آپ صدر سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف حضرت علامہ و مولانا سید مجیب الباقی جعفری مداری دامت برکاتہم القدسیہ کے ایک بلند فکر فرزند ارجمند ہیں اور یہ صاحب سجادہ کی تربیت کا اثر ہے کہ آپ گوناگوں صفات کے حامل ہیں، اللہ تعالیٰ موصوف کو سدا سلامت رکھے اور مزید

دینی خدمات نصیب فرمائے۔

(۲) حضرت علامہ و مولانا مفتی سید منور جعفری مداری دام ظلہ العالی کا مشکور ہوں کہ آپ نے قیمتی وقت نکال کر کتاب کو اول تا آخر پڑھا اور مفید مشوروں سے نوازا، حذف و اضافہ کی طرف رہ نمائی فرمائی، حضرت موصوف مداریات پر محقق عصر سے ملقب ہیں، اور مصنف بھی ہیں، راقم الحروف دوران تالیف بہت سے گنجلک مسائل میں حضرت سے اصلاح فرماتا رہا، مولائے کریم حضرت کو تادیر سلامت رکھے۔

(۳) حضرت علامہ و مولانا مفتی ابوالحماد اسرافیل حیدری مداری دامت برکاتہم کا ممنون ہوں کہ کتاب کی باضابطہ نظر ثالث فرمائی، اور ایک وقیع مقدمہ لکھ کر کتاب کو مزید استحکام بخشا، حضرت خانقاہ شریف کے مرکزی ادارہ الجامعۃ العربیہ مدار العلوم مدینۃ الاولیا کے پرنسپل اور دار الافتا کے صدر مفتی ہیں، تقریبًا تین دہائی سے جامعہ مذکور میں مسند تدریس و افتا پر فائز ہیں۔

(۴) حضرت علامہ خواجہ سید مصباح المراد جعفری مداری دام ظلہ کو بھی تحفۂ تشکر عرض ہے کہ قطعۂ تاریخ تالیف لکھ کر کتاب کی رونق دوبالا فرمادی، علاوہ ازیں حضرت صاحب زادہ نجم الامین عروس فاروقی کو بھی ہدیۂ تشکر ہے کہ کتاب پر قطعۂ تاریخ طباعت لکھا اور بارگاہ قطب المدار میں ایک خوب صورت منقبت بھی پیش کی۔

(۵) حضرت پروفیسر سید شمیم الدین احمد منعمی سجادہ نشین خانقاہ منعمیہ متین گھاٹ پٹنہ بہار کا قلبی مشکور ہوں کہ حضرت نے میری کتاب دیکھ کر کلمات تحسین سے نوازا اور عدیم الفرصتی کے باوجود ایک گراں قدر تحریر برائے کتاب بھیجی، حضرت مزید لکھنے کے خواہش مند تھے، مگر کثرت اسفار مانع ہوئے۔

(۶) ان حضرات کے علاوہ ماہر لسانیات ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب پاکستان،

استاذ محترم علامہ خوشنود اختر مداری پرنسپل مدرسہ گوبندہ پور بریلی، حضرت مفتی محمد رضا مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، پروفیسر مسعود انور علوی مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ و حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی سابق مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، ڈاکٹر خورشید عطا مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی ہمدرد یونی ورسٹی دہلی اور پروفیسر خواجہ اکرام جواہر لعل نہرو یونی ورسٹی دہلی کا تہ دل سے مشکور و ممنون ہوں کہ ان حضرات نے راقم کے کہنے پر ذرہ نوازی فرمائی اور کتاب پر عمدہ تاثرات قلمبند کرکے ذکر صالحین میں شامل ہوئے۔ کچھ عبقری شخصیات بھی کتاب پر اپنا حصہ ڈالنے کی متمنّی تھیں، مگر قضاے الٰہی اور ابتلاے امراض تقدیر بن کر ابھرے، مثلاً حضرت ڈاکٹر طلحہ برق رضوی داناپوری، پروفیسر اقبال مجددی، ڈاکٹر خضر نوشاہی وغیرہ

حضرت حافظ و قاری سید عرفات جعفری مداری اور حضرت سید توثیق منصف مداری فنصوری حفظھما اللہ تعالیٰ خانوادۂ مداریہ کے دو چشم و چراغ ہیں، اول الذکر ماضی قریب کے ایک روحانی اور بافیض بزرگ حضرت سید منظر میاں جعفری مداری نور اللہ مرقدہ کے نیک طینت صاحب زادہ ہیں، ثانی الذکر سرزمین مکن پور شریف کے آبائی قاضی اور صاحب انتخاب العارفین حضرت قاضی سید شفیق علیہ الرحمہ کے پسر زادہ ہیں، دونوں کا شکر گزار ہوں کہ مجھے علمی وسائل فراہم کیے اور مشکلات میں دوش بدوش کھڑے رہے۔ ان حضرات کا بھی مشکور ہوں، جن کی عنایات و توجہات میرے ساتھ رہیں اور ہمیشہ کلمات تشجیع سے نوازتے رہے، مثلاً مدیر اعلی رہبر نور حضرت سید مقتدا حسین جعفری، مہتمم درگاہ شریف حضرت سید انتخاب عالم جعفری، نخبۃ العلما حضرت سید مفتی نثار احمد جعفری، حضرت سید اختیار احمد جعفری، رئیس التحریر حضرت سید ازبر میاں جعفری، حضرت سید مولانا اشفاق جعفری، حضرت

مولانا قیصر رضا حنفی۔

وقار ملت پیر زادہ حضرت مولانا سید وقار عالم جعفری مداری دام ظلہ کو کیسے فراموش کر سکتا ہوں، عہد طفولیت سے سن شعور و آگہی تک مجھ پر حضرت کی بے پناہ عنایات رہیں، زندگی کے ہر موڑ پر میرے مضمحل اعضا کو مہمیز کرتے رہے، اور میرے علمی سفر کو بامراد بنانے میں ہمیشہ متفکر نظر آئے، جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اخیر میں اپنے علم دوست اور رفیق سفر مفتی ندیم مصباحی کو محبت نامہ پیش ہے کہ موصوف نے قیمتی مشوروں سے نوازا اور ہمیشہ حوصلہ افزائی فرمائی، اللہ تعالیٰ مذکور بالا جملہ محسنین کو حاسدوں کے شر اور نظر بد سے محفوظ رکھے اور حضرت قطب المدار کے طفیل انھیں اجر خیر نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

خاکپائے در زندہ ولی:

احقر العباد ہاشم بدیعی مصباحی مرادآبادی

۱۷ ر ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ

بروز یکشنبہ بارہ بجے

قطعۂ تاریخ تالیف

آپ ہیں نور نگاہِ حضرت مولیٰ علی
آپ ہیں حسنین و زہرا کے گلستاں کی کلی
تذکرہ مصباح ہاشم نے لکھا کہ آپ کی
ہے سیادت مہر روشن کدہ یا زندہ ولی

۱۴۴۳ھ

عمدۃ الشعرا، استاذ فکر و فن حضرت علامہ و مولانا
سید مصباح المراد جعفری مداری مکن پوری دامت برکاتہم العالیہ

قطعۂ دعائیہ برائے تصنیف

دعائے خیر کرو ایسی شخصیت کے لئے
زباں جو کھولے رضائے الوہیت کے لئے
تمھیں نصیب ہو ہاشم! مدار کا فیضان
قلم اٹھایا ہے تم نے مداریت کے لیے

شہزادۂ ادیب العصر فخر شعر و سخن حضرت علامہ و مولانا
سید شہرت ادیب جعفری مداری مکن پوری دامت معالیہم

قطعۂ تاریخ اشاعت

تذکرۂ مشائخِ مداریہ

کام ہاشم علی کا ہے اعلیٰ
کیونکہ اعلیٰ ہے اِنکا فکر و خیال

پیار کرتے ہیں اولیں سے بہت
حبّ اسلاف سے ہیں مالا مال

کر کے قطبِ مدار پر تحقیق
اہل حق کو کیا ہے شاد و نہال

انکی تصنیف پر میں لکھ سکوں کچھ
مجھ سے ناچیز کی کہاں یہ مجال

صرف تاریخ چاپ کہتا ہوں
"ذکر قطب المدار، ماہِ کمال

لفظ دو اور سُن لو "قطب گزشت"
نکلے گا اس سے وصلِ قطب کا سال

۸۳۸ھ ——— ۱۴۴۴ھ

از قلم
صاحبزادہ **محمد نجم الامین** عروس فاروقی - مونیاں شریف (گجرات) پاکستان

منقبت قطب المدار برائے تالیف

برھان الواصلین، سند العارفین، قطب دوراں، تاجدار اہل سنت،، آفتاب چرخِ ولایت،، سید الاتقیاء، عاشق مصطفی،، افتخار اہل حق، حضرت سرکار **سید نا بدیع الدین مدار پاک** علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت:

کونین پڑھ رہے ہیں قصیدہ مدار کا
دارین کا شَرَف ہے وظیفہ مدار کا

جسکی مہک سے بزم ولایت ہے عطر بیز
ہے گلشنِ حیات ، چُنیدہ مدار کا

خود ساقیانِ وقت بھی جسکی طلب میں ہیں
پُر ہے شراب وصل سے مِینا مدار کا

وہ تازہ وشگفتہ ہے مرنے کے بعد بھی
ہے جس گل حیات پہ چھینٹا مدار کا

اہلِ نظر ہیں ان کے طلبگار آج بھی
مقبولِ دوجہاں ہے وسیلہ مدار کا

تقسیم ہورہی ہیں شب و روز نعمتیں
پھر بھی بھرا ہوا ہے خزینہ مدار کا

برکاتی، رضوی، اشرفی، سبکو ملا ہے فیض
ہے مخزنِ کمال ، طریقہ مدار کا

کیا شانِ کاروانِ بدیع الزمان ہے
جاری بسوے حق ہے سفینہ مدار کا

ہم نے رضا سے سیکھا ہے نیکوں کا احترام
لاریب فضل رب ہے عطیّہ مدار کا

جھک جاؤ انکے در پہ، اگر اوج چاہیے
عرشِ کرم ہے پہلا ہی زینہ مدار کا

راحت ہے انکا ذکر، ہراک رنج کیلیے
ہے نام، سب کے دل کا سکینہ، مدار کا

جسکی تجلیوں سے منور ہیں جسم وجاں
رشکِ قمر ہے علمی نگینہ مدار کا

خیرات کم نہ ہوگی کبھی انکے فیض کی
سرکار کی عطا ہے ذخیرہ مدار کا

طبعِ فریدی قادری رضوی، ہے یوں بلند
رکّھا ہے سر پہ دستِ جلیلہ مدار کا

از فریدی صدیقی مصباحی بارہ بنکوی مسقط عمان

باب اول

ملک شام کا شہر حلب

ملک شام تاریخی اعتبار سے سے نہایت قدیم اور تقدس مآب سرزمین ہے، انبیا، صحابہ، اہل بیت اور اولیاے کرام اس دھرتی پر پیدا ہوئے اور اسے اپنا دائمی مسکن بنایا، یہ سرزمیں اس لیے بھی قابل احترام ہے کہ رسول کریم ﷺ نے یہاں ابدال و اقطاب کے ظہور پذیر ہونے کی پیشین گوئی فرمائی ہے، ملک شام پہلی جنگ عظیم تک سلطنت عثمانیہ کے زیر نگیں تھا، جس میں لبنان، فلسطین، اردن، دمشق، بیروت وغیرہ سب شامل تھے، بعد میں انگریزوں اور اہل فرانس کی پالیسیوں نے اس سرزمین کو تین ممالک لبنان، فلسطین اور اردن میں تقسیم کر دیا، بعد میں فلسطین سے بھی ایک ملک اسرائیل تشکیل پایا۔

شام کے مشہور شہروں میں سے ایک شہر حلب بھی ہے، جو اب بڑی ریاست کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، اس شہر کو شام کی تاریخ میں ایک عظیم مقام حاصل ہے، جس کی خوش نمائی اور خوب صورتی کے بڑے بڑے سیاحوں نے قصیدے گائے ہیں، چناں چہ عظیم سیاح ابن جبیر اندلسی متوفی ۶۱۴ھ حلب کی مرقع بیانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس شہر کے اوصاف مدت سے مشہور چلے آرہے ہیں، یہ مقام نہایت پاک اور برگزیدہ ہے، اس کا مرتبہ بہت بلند ہے، قلعہ نہایت اونچا اور مضبوط ہے، کوئی قلعہ اس کا ثانی نہیں... اللہ تعالیٰ نے کیسی اچھی موزونیت اور خوش نمائی عطا فرمائی ہے، خوبیاں ازلی اور استحکام ابدی ہے، مدتیں گزر گئیں اور عمریں تمام ہوئیں، مگر یہ مکانات ہنوز باقی ہیں، ان کے اگلے باشندے کہاں ہیں کہ اپنی جاگیروں اور املاک کو آکر دیکھیں۔"(۱)

تیسری صدی ہجری میں شہر حلب طرح طرح کے فتنوں سے دوچار رہا، آسمان سے وحشت ناک آوازیں سننے میں آئیں، نیشاپور، اصفہان اور دیگر جگہوں پر ایسے خطرناک زلزلے وقوع پذیر ہوئے، جن سے پہاڑ لرزہ براندام ہوگئے اور ان کی تہوں سے پانی جوش مارنے لگا، ارجان سے آگ کا ایک شعلہ برآمد ہوا، جس سے بے شمار انسان آتش زدگی کا شکار ہوئے۔ چناں چہ محمد بن علی تنوخی متوفیٰ ۵۵۶ھ اپنی کتاب "تاریخ حلب" میں ۲۴۲ھ کے بابت تحریر کرتے ہیں:

"زلزلت نيسابور و تقطعت جبال من أصولها و نبع الماء من تحتها و زلزلت الري و أصفهان و ارتفعت نار من جهة أرجان من القبلة أحرقت خلقا، و سمع من السماء أصوات هائلة، و دبت الزلزلة إلى الشام و الثغور، و استقل جبل بأهله حتّٰى أسند إلى جبل آخر و هلك كل من بالوادي"(۲)

ترجمہ: نیشاپور لرزہ براندام ہوگیا، پہاڑوں کی میخیں پاش پاش ہوگئیں،

---

(۱).. رحلة ابن جبير الأندلسي، ص:۲۲۵، مطبوعه دار صادر بيروت

(۲) ..تاريخ حلب، ص:۲۵۷، ۲۵۸، مطبوعه دمشق ۱۹۸٤

پانی جوش مارنے لگا، رے اور اصفہان متزلزل ہو گئے، اور قبلہ کی سمت ارجان کی جانب سے آگ کا ایک شعلہ بر آمد ہوا، جس نے لوگوں کو آتش زدہ کر دیا، آسمان سے خوف ناک آوازیں گوش گزار ہوئیں، زلزلہ شام اور ثغور کی طرف جا پہنچا، اور وہاں ایک پہاڑ اپنی جگہ سے الگ ہو کر دوسرے پہاڑ سے متّصل ہو گیا، جس کی وجہ سے وادی میں موجود ہر فرد ہلاک ہو گیا۔

ولادت باسعادت:

رمضان المبارک کی ۲۳/ تاریخ ۲۴۲ھ کو ایک سفید پرندہ آسمان سے نمودار ہوا اور خلق الٰہی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "یا معشر الناس! اتقوا اللہ، اتقوا اللہ ... "یہاں تک کہ چالیس مرتبہ اس نے یہی صدا بلند کی اور پرواز کر گیا، دوسرے روز بھی یہی صورت حال پیش آئی اور اس آواز کے گونجنے کی پانچ سو افراد نے شہادت بھی دی، اس واقعے کے سات روز بعد یکم شوال المکرّم بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق ۲۴۲ھ مطابق ۵/ فروری ۸۵۶ء (بقول راجح) میں شہر حلب کے قصبہ جنار میں سید بدیع الدین احمد قطب المدار مکن پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ چناں چہ ابن عدیم حلبی حنفی متوفی ۶۶۰ھ اپنی کتاب "زبدۃ الحلب من تاریخ حلب" میں تحریر فرماتے ہیں:

"وفي أيام ولايته حلب في سنة إسنتين وأربعين و مأتين وقع طائر أبيض دون الرخمة وفوق الغراب علىٰ دلبة (جنار کا درخت جو خوب صورتی کے لیے لگایا جاتا ہے)[1] بحلب لسبع مضين من رمضان، فصاح: يامعشر الناس: الله، الله، حتىٰ صاح أربعين

(۱) ... القاموس الوحید

صوتا ثم طار؛ و جآء من الغد فصاح أربعين صوتا و كتب صاحب البريد بذلك و أشهد خمس مأة إنسان سمعوه"[1]

ترجمہ: ماہ رمضان سے سات دن قبل خلیفہ منتصر کے ایام خلافت ۲۴۲ھ میں ایک سفید پرندہ حلب کے اندر جنار کے ایک درخت پر نمودار ہوا اور بلند آواز میں چیخا کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، یہاں تک کہ اس نے چالیس بار یہی صدا بلند کی، اور اڑ گیا، پھر دوسرے روز آیا اور چالیس بار یہی کہا، قاصد نے اس بات کو لکھا اور پانچ سو لوگوں نے اس کے سننے کی گواہی دی۔

ماہر علم انساب انجینئر محمد سمیع اللہ علیگ اپنی کتاب "تذکرۂ گنج ہائے گراں مایہ" میں لکھتے ہیں:

"ماہ رمضان المبارک ۲۴۲ھ [۸۵۶ء] میں شام کے شہر حلب میں ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا جس نے چالیس مرتبہ یہ صدا بلند کی "یامعشر الناس اتقوا اللہ" اور پھر اڑ گیا اسی طرح وہ پرندہ متواتر تین دن تک ظاہر ہو کر صدا بلند کرتا رہا بالآخر رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوا تو یکم شوال المکرم یعنی عید سعید کے دن بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت شہر حلب کے ایک موضع چنار میں قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی کے گھر مہر حلب آغوش فاطمہ ثانی سے طلوع ہو کر عالم کو نورانی ضیائیں بخشنے لگا، آپ کا مادۂ تاریخ ولادت "صاحب عالم" سے نکالا گیا ہے۔"[2]

آپ کی آمد کے بعد امن و سکون قائم ہو گیا، ظلمتیں کافور ہو گئیں، تاریخ میں آپ

---

(۱)... زبدة الحلب من تاريخ حلب، ص:٤٤، حلب فی العصر العباسی، دار الكتب العلميه بيروت

(۲) .. تذکرۂ گنج ہائے گراں مایہ، ج:۳، ص:۶۱۷، مطبوعہ مرکز حبیب علی گڑھ

کی آمد کے بعد کسی لرزہ خیز فتنے کا ذکر نہیں ملتا، یہ سب آپ کی ولادت کی برکتیں تھیں۔

امت محمدیہ میں طویل العمر لوگ:

سابقہ امم میں جہاں انبیاے کرام دراز عمر ہوئے، وہیں ان کی قوموں کا لمبی عمر پانا معمولی امر تھا، لیکن امت محمدیہ کی دیگر خصوصیات کے مانند یہ بھی ایک خاصیت ہے کہ اس میں دراز عمر پانے والا طبقہ نادر الوجود رہا، چوں کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"أعمار أمتي ما بين ستين إلى سبعين و أقلهم من يجوز ذلك"(۱)

ترجمہ: میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر برس کے درمیان ہیں، ان میں کم ہی ایسے ہیں جو اس سے زیادہ زندہ رہیں گے۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں جب ہم تاریخ اور حالات حاضرہ پر نظر ڈالتے ہیں، تو آج بھی ایسے مرد و زن دریافت میں آتے ہیں، جن کی عمریں ایک صدی یا ڈیڑھ صدی کو پار کر چکی ہیں، اور وہ باحیات ہیں، خود راقم الحروف کی آبائی بستی میں ایک ایسی سن رسیدہ بزرگ عورت راہ زیست بسر کر رہی ہیں، جن کی عمر ڈیڑھ سو سال سے تجاوز کر چکی ہے، مزید اس طرح کی مثالیں اس مقناطیسی اور الکٹرانکل دور میں پالینا مشکل امر نہیں، علاوہ ازیں تاریخ کے صفحات بھی اس طرح کی مثالوں سے لبریز ہیں، ذیل میں چند دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

حضرت محقق علی الاطلاق شیخ عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ایک عمر دراز بزرگ

---

(۱)... سنن الترمذی، ج:۵، ص:۵۵۳، رقم الحدیث: ۳۵۵۰، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضرت عبداللہ علم بردار مکی کے متعلق لکھتے ہیں:

"ثم مثل الرتن ما يدعيه الأولياء القلندر ية البررة الكرام من صحبة عبد الله و يلقبونه بعلم بردار و ينسبون فرقتهم إليه و يدعون إسنادا متصلا و يحكون حكاية عجيبة و يدعون بقاءه إلى قر يب من ست مأة و لا مجال لنسبة الكذب إليهم، فإنهم أولياء لله أصحاب كرامات محفوظون من الله تعالىٰ و الله أعلم"(۱)

ترجمہ: پھر رتن کے مانند صاحب تقوی و طہارت اولیاے قلندریہ حضرت عبداللہ علم بردار کے لیے یہی (کہ انھوں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا ہے) دعویٰ کرتے ہیں، اور قلندری سلسلے کو انھی کی طرف منسوب کرتے ہیں، ان تک سند متصل کے مدعی ہیں، ایک عجیب حکایت بیان کرتے ہیں، اور تقریبا ان کی چھ سو سال حیات کے مدعی ہیں، خبر دار ان کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا جائز نہیں، چوں کہ یہ اولیاء اللہ اصحاب کرامات اور باری تعالیٰ کی طرف سے محفوظ عن الخطا ہیں۔ واللہ اعلم۔

شیخ ابو حاتم سجستانی بصری متوفی ۲۳۵ھ نے ایک کتاب "المعمرون" خاص اسی موضوع پر تحریر فرمائی ہے، اس میں انگنت عمر دراز حضرات کے اسما اور ان کی مختصر سوانح مذکور ہے، چناں چہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"عاش هبل بن عبد الله بن كنانة الكلبي سبع مأة سنة"(۲)

---

(۱).. فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، ج:۲، ص:۱۹۹، الاصل الثانی:السنة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت

(۲) ..المعمرون، ص:۲۹، مطبع سعادت مصر

ترجمہ: حضرت ہبل بن عبداللہ بن کنانہ کلبی سات سوسال باحیات رہے۔

صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ فیض احمد اویسی مجمع بحار الانوار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"قس بضم قاف یذکر حدیثه کثیرا و هو ممن آمن به صلی الله علیه و سلم قبل البعثة و بشر به و کان من حکماء العرب و فصحائهم، قیل إنه عمر سبع مأة سنة و کان یلبس المسوح"(۱)

ترجمہ: قس قاف کے ضمہ کے ساتھ ذکر کیے جاتے ہیں، حدیث ان کی بہت اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں، جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے قبل بعثت، آپ کی بشارت دی، اور وہ حکما و فصحاے عرب سے تھے، کہتے ہیں کہ ان کی عمر سات سوسال ہوئی اور وہ چوب پوش تھے۔

شیخ منور الہ آبادی سلسلۂ قادریہ کی مقبول ترین ذات ہے، مشایخ قادریہ مصافحۂ منوریہ معمریہ کی شرف یابی باعث افتخار سمجھتے ہیں، چوں کہ یہ قادری خرقوں میں قریب تر خرقہ ہے، آپ قدس سرہ نے ۷۰۸/ سالہ دراز عمر بسر کی، اور ۱۱۹۹ھ میں وصال فرما کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا، چناں چہ تاریخ مشایخ قادریہ میں ہے:

"بانیٔ سلسلۂ معمرہ منوریہ حضرت سیدنا شاہ منور علی عمر دراز قادری بغدادی الہ آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی ولادت ۴۹۱ھ کو بغداد (عراق) میں ہوئی، اور (۷۰۸/ سال کی) طویل عمر پاکر ۱۵/ ربیع الآخر ۱۱۹۹ھ کو الہ آباد ہند میں وصال فرمایا"(۲)

---

(۱) ... طویل العمر لوگ، ص:۲۵، ناشر ادارہ تالیفات اویسیہ بہاولپور

(۲) .. تاریخ مشایخ قادریہ، ج:۲، ص:۱۹۲-۱۹۷، کتب خانہ امجدیہ مٹیا محل دہلی

شیخ عاشق پھلتی القول الجلی میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا ایک ملفوظ نقل کرتے ہیں:

"ایک بار بعض ان معمر لوگوں کے بارے میں بات چل نکلی، جو بعض صاحبان کشف کے نزدیک صحابیت سے معروف ہیں، جیسے ابو سعید خشی اور ابو الرضا رتن، فرمایا کہ ہر چند ان کا وجود اور ان کی طویل العمری بعید از قیاس نہیں ہے، لیکن ان صحابہ کی بزرگی و عظمت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے مشرف ہوئے ہیں اور جن کی صحابیت نقل مستفیض سے ثابت ہے، ان عزیزوں کے بارے میں قیاس نہیں کر سکتے اور ارباب کشف کے مکاشفہ کی محفوظیت کو مطلقا غلط کہہ دینا بھی لازم نہیں ہے"(۱)

حضرت تراب علی قلندر کاکوروی قدس سرہ اپنی کتاب "اصول المقصود" میں تحریر کرتے ہیں:

"القصہ در درازیٔ عمر ہیچ تعجب نتواں کرد کہ قصۂ اکثر جو گیان شنیدہ ام کہ صدہا سال عمر یافتہ اند و بعضے ہنوز زندہ اند، و درازیٔ عمر خضر و الیاس و سلمان فارسی ظاہر و در اخبار الاخیار قصۂ صفوان بن قصی برادر عبد مناف مذکور کہ محمد جعفر المکی الحسینی در کتاب بحر المعانی میگوید کہ من در پیش حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان آوردہ بودند، دیدم در غاری مشغول بود، در آنروز کہ ایشانرا قدمبوس شدم، اوشاں نہصد و نود و دو سالہ بودند و میفرمودند کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم در حق من بدرازیٔ عمر دعا کردہ اند"(۲)

---

(۱) .. القول الجلی فی ذکر آثار الولي، ص:٤٧٥، (مترجم)، ناشر مسلم کتابوی لاہور ۱۹۹۹

(۲) .. اصول المقصود، ص:۱۸-۱۹، اصل اول، مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ

ترجمہ: اور ان کی عمر درازی کا قصہ کوئی تعجب خیز امر نہیں، چوں کہ میں نے اکثر جوگیوں کے متعلق سنا ہے کہ انھوں نے صدہا سال عمر پائی، بلکہ بعض ابھی تک باحیات ہیں، حضرت خضر و الیاس علیہما السلام اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل العمری واضح ہے، اخبار الاخیار میں حضرت صفوان بن قصی برادر عبد مناف کا قصہ مذکور ہے، جسے محمد جعفر مکی حسینی نے بحر المعانی میں اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت صفوان بن قصی فرماتے ہیں کہ میں صفوان بن قصی برادر عبد مناف حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان لایا تھا، اور جس دن آپ غار میں محو عبادت تھے، تو وہاں مجھے آپ کی قدم بوسی کا شرف بھی حاصل ہوا، انھوں نے نوسو بیانوے سال کی عمر پائی، فرماتے تھے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے میرے حق میں درازیٔ عمر کی دعا فرمائی ہے۔

اس کے علاوہ مزید تفصیل الاصابہ فی تمییز الصحابہ، میزان الاعتدال، کتاب المعمرین اور طویل العمر لوگ وغیرہ کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حضرت قطب المدار اور عمر دراز:

شجرات طریقت اور مستند تذکرہ نگاروں کے اقتباسات اس پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ حضرت سید احمد قطب المدار حلبی قدس سرہ نے چھ صدی کو محیط طویل عمر پائی ہے، یہ شرف آپ کو بارگاہ ایزدی سے تفرداً عطا ہوا، چناں چہ ملا لعل بدخشی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"عمر دراز یافتہ و تا پانصد سالی زیستہ"(۱)

(۱) ثمرات القدس من شجرات الانس، ص:۲۶، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، سنہ کتابت:۱۱۰۶ھ جلوس عالمگیری

ترجمہ: حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لمبی عمر پائی اور پانچ سو سال تک باحیات رہے۔

شیخ صادق کشمیری ثم دہلوی لکھتے ہیں:

"عمر طویل یافتہ، سلسلۂ خلافتش بہ چہار واسطہ بصدیق اکبر می رسد"(۱)

ترجمہ: حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لمبی عمر پائی، آپ کا شجرۂ خلافت چار واسطوں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

شیخ عبدالباسط قنوجی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"وطنش حلب تاریخ تولد غرہ ماہ شوال وقت فجر روز دوشنبہ سنہ سہ صد ہجرۃ النبوی، حیاتش پانصد سال"(۲)

ترجمہ: حضرت قطب المدار کا وطن مادری حلب ہے، آپ قدس سرہ بروز پیر بوقت فجر ماہ شوال تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے، آپ پانچ سو سال باحیات رہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں رقم طراز ہیں:

"سلسلۂ او بسبب کبر سن او جہتے دیگر بہ پنج و شش واسطہ بحضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می رسد"(۳)

ترجمہ: حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ طریقت لمبی عمر

---

(۱) ... طبقات شاہجہانی، طبقۂ اولیٰ/باب اول، ص:۶۸، تصحیح شدہ مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ

(۲) .. مدار الاسرار فی خوارق شاہ بدیع الدین مدار، ص:۲، مخطوطہ اسلامیہ کالج پشاور

(۳) .. اخبار الاخیار فی اسرار الابرار، ص:۱۷، مطبوعہ کتابخانہ ملی ایران

یا دوسری جہت کے باعث پانچ اور چھ واسطوں سے حضرت رسالت مآب ﷺ کو پہنچتا ہے۔

جب مشہور سیاح ابن بطوطہ کی حضرت قطب المدار قدس سرہ سے ملاقات ہوئی، تواس نے بھی آپ کو لمبی عمر والا پایا، چناں چہ وہ ملاقات کا حال ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"و لما كنت بصين كلان، سمعت أن بها شيخا كبيرا، قد أناف على مأتي سنة، و أنه لا يأكل و لا يشرب و لا يحدث و لا يباشر النسآء مع قوته التامة و أنه ساكن فی غار بخارجها، يتعبد فيه"(۱)

ترجمہ: اور جب میں چین کلاں پہنچا، تو مجھے بتایا گیا کہ یہاں ایک معمر بزرگ ہیں، جن کی عمر دو سو سال سے تجاوز کر چکی ہے، اور وہ نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، انھیں نہ ہی حدث لاحق ہوتا ہے، اور نہ وہ عورتوں سے مباشرت کرتے ہیں، حالاں کہ انھیں اس پر پوری طاقت حاصل ہے، اس وقت وہ شہر سے باہر ایک غار کے اندر محو عبادت ہیں۔

حضرت غلام نبی فردوسی علیہ الرحمہ ایک شبہ کا ازالہ کرتے ہوے لکھتے ہیں:

"آپ کی عمر میں بہت اختلاف ہے، بعض کا قول ہے کہ آپ کی عمر دو سو پچاس برس کی ہوئی، بعض کہتے ہیں کہ ایک سو چوبیس برس، مگر تاریخ وفات میں اتنا فرق نہیں اور ہو بھی نہیں سکتا کیوں کہ ۸۳۸ھ نبوی (۲) میں حضرت

---

(۱).. رحلة ابن بطوطة، ص:٦٤٧، دار إحياء العلوم بيروت

(۲) .. "اصل مصدر میں ۸۳۸ھ مذکور ہے، لیکن یہ طباعت کی غلطی لگتی ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ان دو ہستیوں کی ملاقات اور سفر کی راہیں آٹھویں صدی ہجری میں طے ہوئیں۔" از مصنف۔

سید اشرف جہانگیر کے ساتھ آپ کا حج کو جانا ثابت ہے، پس اگر دو سو پچاس برس کی بھی عمر ہو تو کیوں کر ممکن ہے کہ تیسرے سلسلہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک وہ پہنچیں۔"(۱)

ان تمام تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ طویل العمر حضرات میں سے ایک نادر الوجود ہستی ہیں، آپ نے پانچ سو چھیانوے سال کی لمبی عمر پاکر خاک گیتی کو دولت اسلام سے سرفراز کیا۔

سنہ ولادت پر تحقیقی تبصرہ:

آں حضرت حلبی قدس سرہ کا راجح اور صحیح سال ولادت ۲۴۲ھ ہے، یعنی آپ تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوے، آپ کا مادۂ تاریخ ولادت "صاحب عالم" مشہور ہے، بعض تذکرہ نگاروں نے بغیر کسی دلیل کے تسامحا آپ کی پیدائش پانچویں اور آٹھویں صدی ہجری میں تحریر کر ڈالی، جب کہ یہ سراسر تاریخی واقعات اور تحقیقی روایات کے خلاف ہے، آپ قدس سرہ تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوکر پروان چڑھ رہے تھے، اس پر چند شواہد درج ذیل ذکر کیے جاتے ہیں:

۱. قدیم مستند تذکرہ جات میں یہ بات واضح طور پر تحریر ہے کہ حضرت قطب المدار قدس سرہ تیسری صدی ہجری میں تولد ہو چکے تھے، ہر چند کہ سالوں کے تقدم و تأخر کا اختلاف ہوا، چناں چہ ملا لعل بدخشی متولد ۹۶۴ھ اپنی کتاب ثمرات القدس میں لکھتے ہیں:

" گویند تولد وے در سنہ خمسین و مأتین و قیل ثلثمأۃ بودہ و عمر دراز

---

(۱) ... مرآۃ الکونین، ص:۱۷۳، مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ

یافتہ إلخ...“(۱)

ترجمہ: منقول ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے، اور کہا گیا کہ ۳۰۰ھ میں پیدا ہوئے، اور لمبی عمر پائی۔

شیخ عبدالباسط قنوجی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”وطنش حلب تاریخ تولد غرہ ماہ شوال وقت فجر روز دوشنبہ سنہ سہ صد ہجرۃ النبوی، حیاتش پانصد سال۔“(۲)

ترجمہ: حضرت قطب المدار کا وطن مادری حلب ہے، آپ قدس سرہ بروز پیر بوقت فجر ماہ شوال تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے، آپ پانچ سو سال باحیات رہے۔

شیخ نجیب الدین ناگوری علیہ الرحمہ اپنی کتاب مخزن الاعراس میں لکھتے ہیں:

”بدیع الدین شاہ مدار شب جمعہ در سال ہشتصد و چہل و تولد در دو صد و بست و یا پنجاہ و یکہ مدت عمر ششصد ہشت و چہار سال“(۳)

ترجمہ: حضرت بدیع الدین شاہ مدار نے شب جمعہ ۸۴۰ھ میں وصال فرمایا، آپ ۲۲۰ھ یا ۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے، ۶۸۴/ برس کی عمر پائی۔

فصول مسعودیہ میں تحفۃ الابرار سے نقل ہے:

”تولد وے در سنہ خمسین و مأتین و قیل ثلثمأۃ بود، در موضعے کہ سہ منزل از رود نیل ست زاد گاہ وی است“(۴)

---

(۱)... ثمرات القدس من شجرات الانس، ص:۲۶، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، سنہ تالیف:۱۰۰۶

(۲).. مدار الاسرار فی خوارق شاہ بدیع الدین مدار، ص:۲، مخطوطہ اسلامیہ کالج پشاور

(۳).. مخزن الاعراس، ج:۱، ص:۱۶۴، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، سنہ کتابت:۱۲۵۲ھ

(۴).. فصول مسعودیہ، ص:۱۸۰، مطبوعہ اصح المطابع آسی لکھنؤ، سنہ اشاعت ۱۳۳۱ھ

ترجمہ: آپ قدس سرہ ۳۰۰ھ اور کہا گیا ۲۵۰ھ میں دریاے نیل سے تین کوس دور ایک جگہ پر پیدا ہوئے۔

ان تمام دلائل و براہین سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار تیسری صدی ہجری میں باختلاف اقوال ۲۵۰ھ یا ۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے، اور لمبی عمر پاکر ۸۴۰ھ میں وصال فرمایا۔

۲. جملہ تذکرہ نگاروں نے حضرت قطب المدار کی حیات میں اس پہلو کو بالاتفاق لکھا ہے کہ آپ کی دینی تعلیم و تربیت حضرت سدید الدین حذیفہ بن قتادہ مرعشی شامی قدس سرہ کے ذریعہ ہوئی، ہم یہاں فقط ایک دلیل پر اکتفا کرتے ہیں، بقیہ تفصیل باب سوم میں ملاحظہ کریں، چناں چہ باقیات صالحات میں عہد اکبری کی کتاب نفحۃ الازہار [1] سے منقول ہے:

”واز زیارت مزار مرتضوی فیضیاب شدہ عازم ھندوستان شد۔ اثنای راہ در صحرای گزر شد، در آں جادو نفر ابدال آمدند وی را در کوہ بردہ در بستان رسانید، بر درش پیر مردے بشکل نورانی دید، نامش معلوم شد کہ طیفور شامی است، ایں

---

(۱) ... اس کتاب کے مصنف مفتی نجم الدین بدایونی ہیں، شرح توقیعات بلبنی اور شرح حدائق الابرار فی اذکار قطب المدار آپ کی تصانیف میں شامل ہیں، جن کا ذکر باقیات صالحات میں ملتا ہے، عہد کبر میں آپ قابل قدر شخصیات میں شامل تھے، ابوالفضل علامی مصنف آئین اکبری نے اپنے ایک خط میں ان کا ذکر اس طرح کیا ہے:

”پشت پناہ اہل ایمان، مفتیٔ شریعت، صاحب الملۃ الحنفیہ، کفیل مصالح الشرع، ناظم امور الاصل والفرع، اقصی القضاۃ والاحکام، مفرق الحلال والحرام، ضمین سوانح الأمہ، معین مناہج الأئمۃ، صاحب الاحکام والفتاوٰی، کافل الارامل والیتامٰی، عین الملوک والسلاطین، کفیل الاکابر والخواقین، وارث علوم الانبیاء والمرسلین، عون الاسلام والمسلمین مفتی الفتاوی شیخ نجم الدین اعلی اللہ تعالیٰ شانہ“ (رقعات ابو الفضل، ص: ۹۹۴، مطبع منشی نول کشور کانپور)

را دیدہ بگفت، بدیع الدین! السلام علیک، خواجہ بانتظار تست، بدیع الدین از شنیدن نام خود متعجّب شد، فرمود: جای تعجب نیست ہر کہ ترا باینجا رسانیدہ است، آں نیز مرا از نامش آگاہی دادہ است، و عنقریب تو نیز بایں مرتبہ خواہی رسید، و دست بدیع الدین گرفتہ اندر بستان آورد دید کہ در کوشک پر تکلیف بر تخت خواجہ بایزید بسطامی جلوہ افروز اند و قریب تخت مع دوات و قلم خواجہ حذیفہ شامی غرق بانوار الٰہی سر افگندہ نشستہ اند، حضرت خواجہ بایزید بسطامی با حذیفہ شامی فرمود کہ تو نیز بدیع الدین را چیزے بدہ، خواجہ حذیفہ شامی از دوات و قلم دعای بشمخ مع عزیمت تحریر کردہ با بدیع الدین بخشید، ازاں بعد خواجہ بایزید بسطامی از بدیع الدین فرمود کہ برو خدا حافظ عازم ھندوستان شو۔ (۱)

ترجمہ: حضرت بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ نے مزار مرتضوی کی زیارت سے فیضیاب ہوکر ہندوستان کی طرف سفر اختیار کیا، اثنائے راہ ایک جنگل سے گزر ہوا، اس میں دو ابدال آئے اور ان کو کوہ بردہ کے ایک باغ میں پہنچادیا، ان کے در پر ایک نورانی شکل والے بزرگ دکھے، ان کا نام معلوم ہوا کہ طیفور شامی ہیں، بدیع الدین کو دیکھ کر انھوں نے کہا: بدیع الدین! السلام علیک، خواجہ تمھارے انتظار میں ہیں، بدیع الدین اپنا نام سن کر حیرت میں پڑ گئے، فرمایا: تعجب نہ کریں، جس نے آپ کو یہاں پہنچایا ہے، اسی نے مجھے آپ کا نام بتایا اور عن قریب تمھیں یہ رتبہ حاصل ہوگا، پھر بدیع الدین کا ہاتھ پکڑ کے باغ میں لے آئے، دیکھا کہ عالی شان محل میں ایک تخت پر خواجہ بایزید بسطامی جلوہ افروز ہیں اور تخت کے قریب خواجہ حذیفہ شامی دوات و قلم کے

---

(۱) ... باقیات صالحات مع طبقات الاولیا، ص: ۱۲۰، مملوکہ انوار صمدانی، سنہ کتابت ۱۳۳۰ھ

ساتھ انوار الہیہ میں غرق سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں، حضرت خواجہ بایزید بسطامی نے حذیفہ شامی سے فرمایا کہ تم بدیع الدین کو کچھ عطا کرو، حضرت خواجہ حذیفہ شامی نے دوات و قلم سے دعاے بشمخ لکھ کر بدیع الدین کو دی، اس کے بعد خواجہ بایزید بسطامی نے حضرت بدیع الدین قطب المدار سے فرمایا: تمھارا خدا حافظ ہے، ہندوستان کی طرف سفر کرو۔

نفحۃ الازہار کے اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار کے استاذ گرامی حضرت حذیفہ شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جب کہ حضرت حذیفہ شامی کا سنہ وصال ۲۵۲ھ ہے، جیسا کہ شیخ اللہ دیہ بن عبد الرحیم چشتی متوفی ۱۰۳۶ھ سیر الاقطاب میں لکھتے ہیں:

"نقل است کہ آں حضرت بست و چہارم شوال سنہ اثنی و خمسین و مأتین بہ رحمت حق پیوست چنانکہ ایں دعا گوی درویشان تاریخش "قطب زمان بودہ" یافتہ است"(۱)

ترجمہ: منقول ہے کہ آں حضرت حذیفہ شامی ۲۴/ شوال المکرم ۲۵۲ھ میں رحمت حق سے جا ملے، چناں چہ درویشوں کے اس نیاز کیش نے آں حضرت کی تاریخ وفات "قطب زمان بودہ" پائی ہے۔

ان تمام تفصیلات کے بعد یہ کہنا بجا ہوگا کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۵۲ھ سے قبل بر قول راجح ۲۴۲ھ میں سرزمین حلب پر پیدا ہوئے، اس سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کا سنہ ولادت ۳۰۰ھ یا ۲۵۰ھ درست نہیں، چوں کہ فقط دو سال کی عمر میں حضرت قطب المدار کا حضرت حذیفہ مرعشی شامی سے تحصیل علم کرنا

(۱) ... سیر الاقطاب، ص: ۵۰، بہ تصحیح و مقدمہ: ڈاکٹر محمد سرور مولائی، مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی تہران ۱۳۸۶ھ

غیر متصور امر ہے۔

۳. جمہور تذکرہ نگاروں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ حضرت قطب المدار قدس سرہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور خرقہ یافتہ ہیں، اس پر آپ کے قلت وسائط پر مشتمل شجرات بھی دلالت کرتے ہیں، اس بابت درج ذیل چند دلائل ذکر کیے جاتے ہیں، مزید تفصیل باب سوم میں دیکھیں، چناں چہ ابوالفضل علامی اپنی کتاب آئین اکبری میں لکھتا ہے:

"شاہ مدار لقب بدیع الدین کہ و مہ ہندی بوم بدو گردد و والا پایگی اور برگزارد، گویند مرید شیخ محمد طیفوری بسطامی است"(۱)

ترجمہ: شاہ مدار آپ کا لقب بدیع الدین ہے، ہندوستان کا ہر خرد و بزرگ آپ کا معتقد ہے، اور آپ کے مراتب بیان کرتا ہے، کہتے ہیں کہ آپ مرید و خلیفہ شیخ محمد طیفوری بسطامی کے ہیں۔

دارہ شکوہ قادری سفینۃ الاولیا میں لکھتا ہے:

"حضرت سید بدیع الدین قدس سرہ لقب ایشاں شاہ مدار است و مرید شیخ محمد طیفور شامی"(۲)

ترجمہ: حضرت سید بدیع الدین قدس سرہ کا لقب شاہ مدار ہے، مرید و خلیفہ شیخ محمد طیفور شامی کے ہیں۔

حضرت شیخ عزیز اللہ کنتوری تحفۃ الابرار میں لکھتے ہیں:

---

(۱) ... آئین اکبری، ص:۲۱۹، مطبوعہ ایشاٹک سوسائٹی بنگال

(۲) .. سفینۃ الاولیا، ص:۳۲۱، مطبع مدرسہ آگرہ ۱۸۵۳ء

”قطب المدار باوجود نسبت اویسیت بروح پر فتوح سرور کائنات خلاصۂ موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در عالم ناسوت خلافت وارادت از شیخ محمد طیفوری واز شیخ عبداللہ شامی کہ از علمائے شام بود“(۱)

ترجمہ: حضرت قطب المدار حضور سرور کائنات خلاصۂ موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح سے نسبت اویسیت پانے کے ساتھ ساتھ عالم ظاہری میں حضرت شیخ محمد طیفوری اور حضرت شیخ عبد اللہ شامی کے مرید وخلیفہ تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے ایک مکتوب بنام بابا عثمان کشمیری میں حضرت قطب المدار کا شجرۂ طریقت لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”حضرت شاہ بدیع الدین مدار نے خرقہ حاصل کیا شیخ طیفور شامی سے انھوں نے حاصل کیا یمین الدین شامی سے انھوں نے حاصل کیا شیخ عبد اللہ حامل رایۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انھوں نے حضور سرکار دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے“(۲)

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی خانوادۂ طیفوریہ کے بابت فرماتے ہیں:

”طیفوریان چہار تن بودند، شیخ مسعود و شیخ محمود و شیخ ابراہیم و شیخ احمد و شیخ مسعود طیفوری خرقہ شکر پارہ کہ آنرا تماچہ ہم گویند در بر کرد و شیخ محمود طیفوری با

---

(۱) ... تحفۃ الابرار فی مناقب قطب المدار، ص:۳۱، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ سنہ کتابت:۱۰۲۵ھ

(۲) .. نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ج:۲، ص:۱۸۹، مکتوب نمبر:۸۹، تحقیق و ترجمہ: مفتی نسیم احمد فریدی امروہوی، مطبع بھارت آفسیٹ دہلی ۱۹۹۸ء

ہزار ریشہ سیاہ کہ آنرا خرقہ ہزار میخی گویند در بر کرد و شیخ ابراہیم خرقہ خشت پارہ مربع در بر کرد و شیخ احمد طیفوری خرقہ صوف در بر کرد "(۱)

ترجمہ: سلطان العارفین طیفور (بایزید بسطامی) کے چار خلفا تھے، شیخ مسعود، شیخ محمود، شیخ ابراہیم اور شیخ احمد (بدیع الدین مدار) شیخ مسعود طیفوری نے خرقہ شکر پارہ جسے تماچہ بھی کہتے ہیں، پہنا، اور شیخ محمود طیفوری نے ہزار ریشہ سیاہ کا خرقہ پہنا، اس خرقہ کو خرقۂ ہزار میخی بھی کہتے ہیں، شیخ ابراہیم طیفوری نے خرقہ خشت پارہ مربع زیب تن کیا اور شیخ احمد طیفوری کو خرقہ صوف شیخ نے عطا فرمایا۔

ان تمام حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار حضرت بایزید بسطامی طیفور شامی کے مرید و خلیفہ تھے، اور حضرت بایزید بسطامی نے سنہ ۲۶۱ھ میں وصال فرمایا، جیساکہ حضرت شیخ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ اپنے سفرنامہ "الحقیقۃ و المجاز" میں لکھتے ہیں:

" و البسطامي بفتح الباء الموحدة و قيل بكسرها نسبة إلى بلد بطر يق نيسابور ذكره السيوطي فى لب اللباب و اسمه طيفور بن عيسى بن آدم بن عيسى بن علي أحد مشايخ الصوفية و كان جده مجوسيا فأسلم و كان لأبى يز يد إخوان صالحان عابدان و هو أجلهم، قال ابن خلكان و له مقامات و مجاهدات مشهورة و كرامات ظاهرة، توفى سنة إحدى و ستين و مأتين "(۲)

(۱) .. لطائف اشرفی، ج:۱، ص:۳۴۹، لطیفہ چہاردہم در ذکر خانوادہاے مشایخ، مطبوعہ نصرۃ المطابع دہلی

(۲) . الحقيقة و المجاز فى الرحلة الى بلاد الشام و مصر و الحجاز، ص:٤٣، الهيئة=

ترجمہ:بسطامی بائے موحدہ کے فتحہ کے ساتھ، بر قول بعض اس کے کسرہ کے ساتھ ایک شہر کی طرف نسبت ہے، جو نیشاپور کے راہ پر پڑتا ہے، امام سیوطی نے لب اللباب میں ایسا ہی ذکر کیا ہے، ابو یزید بسطامی کا نام طیفور بن عیسی بن آدم بن عیسی بن علی ہے، صوفی مشائخ میں سے ہیں، آپ کے جد بزرگ وار مجوسی تھے، بعد میں اسلام لائے، حضرت ابو یزید کے دو عبادت گزار اور نیک بھائی تھے، جن میں آپ سب سے زیادہ صاحب جلالت تھے، ابن خلکان کہتے ہیں کہ حضرت طیفور بسطامی مشہور مقامات و مجاہدات اور بلند کرامات کے مالک تھے، آں حضرت نے ۲۶۱ھ میں وصال فرمایا۔

ان تمام تفصیلات کی روشنی میں نتیجہ یہ مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار قدس سرہ کا سنہ ولادت ۲۴۲ھ ہی درست ہے، چوں کہ آپ کو حضرت بایزید بسطامی سے شرف بیعت حاصل ہے اور حضرت سلطان العارفین کا سنہ وصال ۲۶۱ھ ہے، لہذا آپ قدس سرہ کا تیسری صدی ہجری میں پیدا ہونا ہی راجح اور محقق قول ہے۔

۴. معاصرین میں حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جن اولو العزم ہستیوں سے ملاقات ثابت ہے، ان میں حضرت شیخ ابو العباس احمد بن مسروق، حضرت محمود غزنوی، حضرت ساہو سالار غازی، حضرت سالار مسعود غازی، حضرت سکندر دیوانہ، حضرت غوث اعظم جیلانی، حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری اور حضرت عماد الدین شامی بلگرامی جیسی عظیم ترین ہستیاں شامل ہیں، ان حضرات میں اول بزرگ تیسری صدی ہجری اور باقی چوتھی، پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کی شخصیات ہیں، ان حضرات

=المصرية العامة للكتاب ١٩٨٦ء

سے حضرت قطب المدار کی ملاقات ثابت ہونا اس بات پر صریح دلالت ہے کہ آپ قدس سرہ تیسری صدی ہجری میں پیدا ہو کر پانچ صدیوں تک باحیات رہے، مذکور الصدر شخصیات کی حضرت قطب المدار سے ملاقات کا تفصیلی تذکرہ باب پنجم میں ملاحظہ کریں۔

۵. حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بھائی بروایت دیگر تین بھائی تھے، جن میں ایک بھائی کا نام حضرت محمد تھا، جن کی شہرت "اخو محسن اور شریف عابد" سے ہوئی، ابن عساکر [ولادت:۴۹۹ھ/وفات:۵۷۱ھ] ان کے بابت تاریخ مدینہ دمشق میں لکھتے ہیں:

"محمد بن علي بن الحسين بن أحمد بن إسماعيل بن محمد بن إسماعيل بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبی طالب أبو الحسين العلوي المعروف بأخي محسن و يعرف بالشريف العابد كان زاهدا منقطعا فی بيته و له تصانيف و مات الشريف محمد أخو محسن العلوي و هو الصغير و كان لازما للبيت متعبدا صالحا فی يوم الثلاثاء لثلاث و عشرين ليلة خلت من جمادى الأولى سنة ثمان و تسعين و ثلاثماة و صلي عليه فی المصلى و كان له مشهد عظيم"(۱)

ترجمہ: محمد بن علی بن حسین بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ابو حسین علوی جو اخو محسن اور شریف عابد کے نام سے معروف ہیں، حضرت اخو محسن تقوی شعار اور گھر

(۱)... تاریخ مدینۃ دمشق، ج:٥٤، ص:٣٠٧، دار الفكر بيروت ١٤١٨ھ

میں عزلت نشین بزرگ تھے، ان کی چند تصانیف ہیں، حضرت شریف محمد اخو محسن علوی بھائیوں میں چھوٹے، گوشہ نشین، عبادت گزار اور صالح بزرگ تھے، جو بروز سہ شنبہ ۲۳/ جمادی الاولیٰ ۳۹۸ھ بقضاے الٰہی وصال فرما گئے، عید گاہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، ان کا ایک عظیم مزار ہے۔

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر صغیر حضرت اخو محسن نے چوتھی صدی ہجری میں وصال فرمایا، یہ واضح قرینہ ہے کہ حضرت قطب المدار قدس سرہ تیسری صدی ہجری کے بزرگ ہیں، اور آپ کا سنہ ولادت ۲۴۲ھ ہی درست اور محقق ہے۔

چند مرجوح اقوال کا تحقیقی جائزہ:

سابقہ گفتگو سے واضح ہو گیا کہ دیگر تذکرہ نگاروں کے تحریر کردہ سنوات ولادت مثلاً ۵۹۰ھ اور ۷۱۶ھ وغیرہ ضعف اور سقم سے خالی نہیں، اور مرجوح اقوال میں شامل ہیں، ذیل میں ان کی مزید وضاحت کی جاتی ہے۔

چناں چہ حضرت شیخ عبد الرحمن چشتی [۱۰۰۵ھ/۱۰۹۴ھ] مرآۃ مداری میں آپ کا سنہ ولادت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تولد آں حضرت در سنہ خمس و عشر و سبع مائۃ بولایت شام کہ بہشت روے زمین است واقع شدہ بود و یک صد و بست و پنج سال عمر داشت“[1]

ترجمہ: آں حضرت کی پیدائش ۷۱۵ھ ملک شام جو اس زمیں کی جنت ہے، میں ہوئی، آپ کی عمر ۱۲۵/ سال ہوئی۔

(۱) ... مرآۃ مداری، ص:۱۴۱، مخطوطہ خدا بخش لائبریری پٹنہ، سنہ کتابت: ۱۳۰۴ھ

اسی طرح صاحب مخبر الواصلین فاضل ترمذی اکبر آبادی [وفات: ۱۱۰۳ھ] نظما لکھتے ہیں:

"عمر آں شاہ مطلع الانوار یک صد و بست و چار سال شمار
شدہ سال طلوع آں بیقین شمس دنیا ودین بدیع الدین"()

ترجمہ: حضرت شاہ مطلع الانوار کی عمر ۱۲۴/ سال شمار کر، حضرت کا سال آمد "شمس دنیاودین بدیع الدین (۷۱۶)" یقیں کے ساتھ بر آمد ہوا۔

ان دو حوالوں کو پیش کرنے کے بعد عرض ہے کہ اس سنہ ولادت کا تعین خود انھی کی تحریرات کے خلاف ہے، چناں چہ مصنف مرآۃ مداری شیخ عبد الرحمٰن چشتی اپنی دوسری تصنیف گلستان مسعودیہ میں رسالۂ قطبیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"الغرض پانچوں پیر (خواجہ معین الدین چشتی کی ملاقات کے بعد) حضرت بختیار کاکی کی معیت میں بہرائچ شریف پہنچ گئے، اسی اثنا میں قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے شرف ملاقات حاصل ہوا، زندہ شاہ مدار نے پانچوں پیر کو دیکھتے ہی فرمایا، بہت دنوں بعد صدیقین کی خوشبو دماغ میں پہنچی ہے، چند دنوں پانچوں پیر (حضرت سید اسلم غازی، حضرت سید اکرم غازی، حضرت سید صوفی غازی، حضرت سید ملک غوث غازی، حضرت سید محمد غازی) خدمت اقدس میں رہ کر راہ سلوک کے مدارج طے کرتے رہے، خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد قدم بوس ہوئے، حکم کے مطابق مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ (۱)

---

(۱)... گلستان مسعودیہ (مترجم)، ص: ۱۶-۱۷، ناشر محمد سلیم غازی، محمد حفیظ غازی الجامعۃ الغازیہ کوئلسہ بازار ضلع اعظم گڑھ

اسی طرح صاحب مخبر الواصلین حضرت قطب المدار کے ظاہری پیر و مرشد حضرت طیفور شامی کو قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

آنکہ قطب مدار عالم بود	پادشاہ ممالک دین بود
شاہباز رواق علیین	نامدار جہان بدیع الدین
یمنی ست شامی و حلبی	پیشوائ رہ خدا طلبی
آں شہنشہ کہ مطلع نور ست	از مریدان شاہ طیفور است
لیک ویسی ست آں ستودہ سپر	یافت عرفان ز روح پیغمبر (۱)

ترجمہ: یہ قطب مدار عالم ہیں، دین و دنیا کے بادشاہ ہیں، سب سے بلند آسمان کے شاہین ہیں یعنی عالی نسب ہیں، اسم گرامی بدیع الدین ہے، یمنی، شامی اور حلبی ہیں، خدا طلبی کی راہوں کے پیشوا ہیں، یہ شہنشاہ جو کہ نور کی آماجگاہ ہے، حضرت شاہ طیفور کے مریدوں میں سے ہیں، تاہم یہ ذات ستودہ صفات اویسی بھی ہے کہ آپ نے روح پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فیض پایا ہے۔

اس تفصیل کے بعد واضح ہو کہ پانچوں پیر کی ملاقات حضرت قطب المدار سے ۶۲۰ھ سے قبل ہوئی، چناں چہ اس واقعے کے چند سطروں بعد مرقوم ہے:

"620ھ میں جب حضرت سید اسلم غازی کو معلوم ہوا کہ بہرائچ شریف میں کفار آمادۂ جنگ ہیں، فوراً ان کی سرکوبی کے لیے دریا کے پار پہنچ کر لڑائی شروع ہوئی اور بہت ہی سخت معرکہ ہوا"(۲)

علاوہ ازیں حضرت شاہ طیفور سے مراد حضرت بایزید بسطامی طیفور شامی ہیں، اور ان کا سنہ وصال ۲۶۱ھ ہے، جیسا کہ سابق میں تفصیل سے گزرا۔

(۱) ... مخبر الواصلین، ص: ۶۳، مطبع مصطفائی لاہور

(۲) .. گلستان مسعودیہ، ص: ۱۷، ناشر الجامعۃ الغازیہ اعظم گڑھ

لہذا یہ امر مشکل نہیں بلکہ غیر ممکن ہے کہ ۶۱۷ھ میں پیدا ہونے والا بزرگ حضرت بایزید بسطامی، حضرت حذیفہ شامی اور قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ظاہری طور پر ملاقات کر چکا ہو، اور یہ ثابت ہوا کہ مرآۃ مداری اور مخبر الواصلین کا تعین کردہ سنہ ولادت غلط اور غیر تحقیقی ہے۔

ان سب پر مستزاد تاریخ محمودی ملاحظہ کریں، جس کا قدیم نام کتاب الشہادت ہے، چوں کہ اس کتاب میں شہاب الدین غوری کے لشکر کے شہدا کا ذکر ہے، اسی لیے کتاب الشہادت سے موسوم کیا گیا، اس کتاب کے مصنف عبد الستار علوی قادری ہیں، گرچہ یہ کتاب ۹۵۷ھ سے قبل کی تصنیف ہے، لیکن بقول ڈاکٹر تنویر احمد علوی اس کتاب کے اکثر اقتباسات بالخصوص مشایخ کے حالات دور غوری کے نوشتہ جات سے ماخوذ ہیں جو مصنف کے گھر محفوظ تھے، اس کا اصل قلمی نسخہ حضرت شیخ عبد الرزاق قادری نقش بندی جھنجھانوی قدس سرہ کی خانقاہ میں محفوظ ہے، اس میں حضرت قطب المدار کے ایک ایسے خلیفہ کا ذکر ہے، جو حضرت شہاب الدین غوری کے لشکر کے نائب علمبردار تھے، ان کا تفصیلی ذکر تذکرۂ مشایخ مداریہ کی جلد دوم میں آئے گا، فی الحال خاص حصے پر اکتفا کیا جاتا ہے، چناں چہ مذکور ہے:

> ”ذکر داستان امام جمال اللہ حسینی نائب علمبردار۔۔۔ مولائی و مرشدی حضرت امام جمال اللہ حسینی مشہد سعادت آثار سبزوار کے رہنے والے تھے، آپ کا رشتۂ بیعت سلسلۂ عالیہ مداریہ سے وابستہ ہے اور حضرت عبد اللہ ابن عباس تک (نسب) پہنچتا ہے، جس کے آپ آٹھویں خلیفہ ہیں“[1]

---

(۱)... تاریخ محمودی (کتاب الشہادت، ص: ۳۲۰-۳۱۹، مطبوعہ ادارہ طبوعات مدرسہ نور محمدیہ جھنجھانہ ۱۹۷۱ء

دوسرے مقام پر آپ کی تاریخ شہادت میں مرقوم ہے:

”سیدنا امام امیر جمال اللہ حسینی قدس سرہ نائب علمبر دار ۱۲ر محرم الحرام ۵۸۸ھ مزار زیر درخت برگد اندرونِ احاطہ درگاہ شریف پیش حجرہ رہائش گاہ مہمانان جانب جنوب (جھنجھانہ)[1]

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دور غوری حضرت خواجۂ ہند قدس سرہ کا عہد ہے، اور سطور بالا سے واضح ہوتا ہے کہ اس دور میں حضرت مدار پاک کا آٹھواں خلیفہ شیخ شہاب الدین غوری کے لشکر کا نائب علمبر دار بنا ہوا تھا، تو پھر ۷۱۶ھ میں مدار پاک کی ولادت کیسے ہوئی؟

کسی نے آپ کا سنہ ولادت ماہ عالم تاب سمجھ کر تاریخ ولادت ۵۹۰ھ لکھ ڈالی، تو کسی نے شاہ کونین کو آپ کا سنہ ولادت سمجھا اور سنہ ولادت ۴۴۲ھ لکھ دیا، جب کہ کوئی ماہ کونین سمجھ کر آپ کا سنہ ولادت ۷۷ھ ماننے پر آمادہ ہوا، حالاں کہ راجح یہی ہے کہ یہ سب حضرت قطب المدار کے القاب محض ہیں، ان سے سنہ ولادت اخذ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ آں حضرت کے دوسرے القاب سے سال ولادت نکالنا۔

---

(۱) ... ایضًا، ص:۳۳۱، ادارہ مطبوعات مدرسہ نور محمدیہ جھنجھانہ ۱۹۷۱ء

باب دوم

نام، نسب اور القاب

آپ کا اسم گرامی احمد ہے، شہرت بدیع الدین سے ہوئی، یہ آپ کا لقب ہے، بعض نے شہرت عامہ کی بنیاد پر اس کو اسم حقیقی سمجھ لیا، جب کہ آپ کا حقیقی نام احمد ہے، شاہ کونین، ماہ عالم تاب، مدار اعظم، قطب المدار، زندہ شاہ مدار وغیرہ القاب ہیں آپ نجیب الطرفین سید زادے ہیں، آپ کا جدی شجرۂ نسب امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر اسماعیل اول سے ہوتا ہوا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچتا ہے، آپ کا صحیح شجرۂ نسب مصادر قدیمہ اور خاندانی نوشتوں میں بایں طور مذکور ہے:

نسب نامہ پدری:

حضرت سید بدیع الدین احمد ابن حضرت سید قدوۃ الدین علی الاصم الحلبی ابن حضرت سید بہاء الدین حسین المتنوف ابن حضرت سید ظہیر الدین احمد ابن حضرت سید اسماعیل ثانی ابن حضرت سید محمد مکتوم ابن حضرت سید اسماعیل اعرج ابن حضرت سید امام جعفر صادق ابن حضرت سید امام محمد باقر ابن حضرت سید امام زین العابدین ابن حضرت سید امام حسین شہید کربلا ابن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ و فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و أرضاهم عنا.

نسب نامہ مادری:

سید بدیع الدین احمد بن حضرت فاطمہ ثانیہ بنت حضرت سید عبداللہ تبریزی بن سید محمد زاہد بن سید ابو محمد حسن عابد بن سید ابوصالح بن سید ابو یوسف بن سید ابوالقاسم محمد نفس ذکیہ بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سید امام حسن مجتبیٰ بن سیدنا علی المرتضی و سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تحفۂ شکوہیہ میں ہے تحریر ہے:

"اسم گرامی حضرت والا کا سید بدیع الدین احمد اور اسم طریقت عبداللہ زندان صوف ہے"(۱)

اختر گورگانی نے تذکرۃ الفقرا میں آپ کے نام کی اس طرح وضاحت کی ہے:

"پانچویں شاہ احمد خرقہ زندہ صوف یعنی حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ"(۲)

شجرۂ نسب کا تحقیقی جائزہ:

حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنی حسینی سید زادہ ہیں، جیسا کہ سابق میں آپ کا پدری و مادری شجرۂ نسب گزرا، آپ کی سیادت و شرافت ہر دور میں مشہور و مقبول رہی، البتہ جس طرح دیگر صحیح النسب سادات حاسدین کے حسد کا شکار ہوئے، اسی طرح آپ کا نسب بھی زمانی اور فطری حسد سے محفوظ نہ رہ سکا، ہم ذیل میں آپ کے نسب پر تفصیلی گفتگو کریں گے، اور یہ واضح کریں گے کہ آپ کا نسب سیادت کس قدر محقق و منقح ہے۔

---

(۱)... ایضًا، ص:۱۰، مطبوعہ جبل پور ایم۔پی

(۲).. تذکرۃ الفقرا، ص:۶، مطبع فخر المطابع لکھنؤ

تذکرہ نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ والد کی جانب سے حسینی اور والدہ کی طرف سے حسنی ہیں، چناں چہ شارح طبقات الاولیا حضرت شیخ عبد الوالی چشتی بدایونی مکتوبات اشرفی اور ملفوظات سید عبد اللہ انصاری کے حوالے سے آپ کا نسب نامہ تحریر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”نسب شریفش در حدائق الابرار فی اذکار قطب المدار از طرفین در نسل سادات عظام مذکور ست، پدرش حسینی و مادرش حسنی بود، پدرش سید علی حلبی قاضیٔ حلب بود و بلقب قاضی قدوۃ الدین مشہور، نسب وی بہ شش واسطہ بجناب امام جعفر صادق علیہ السّلام می رسد، بایں طور کہ حضرت سید بدیع الدین بن قاضی قدوۃ الدین سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ہمچناں در مکتوب سید اشرف جہانگیر سمنانی مذکور ست، نسبت مادری وی بہشت واسطہ بجناب حسن مثنی بن حسن مجتبیٰ علیہما السلام می رسد بایں طور کہ والدہ سید بدیع الدین مسماۃ بی بی فاطمہ عرف ہاجرہ بنت سید عبد اللہ بن سید زاہد بن سید محمد بن سید عابد بن سید ابو صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابو القاسم ملقب بہ نفس ذکیہ بن سید عبد اللہ محض بن حضرت سید حسن مثنی بن امام سید حسن مجتبیٰ بن علی مرتضی کرم اللہ وجہہ و رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ہکذا فی ملفوظات سید عبد اللہ انصاری در مکتوب سیزدہم مذکور است“[1]

---

(۱)... طبقات اولیا مع شرح باقیات صالحات (قلمی)، ص:۱۱۸، طبقۂ سادسہ، باب دوم، مملوکہ انوار =

ترجمہ: آپ کا نسب شریف حدائق الابرار فی اذکار قطب المدار میں از طرفین سادات عظام کی نسل میں ذکر کیا گیا ہے، آپ کے والد حسینی اور والدہ حسنی تھیں، والد گرامی سید علی حلبی قدس سرہ حلب کے قاضی تھے، اور قاضی قدوۃ الدین کے لقب سے مشہور ہوئے، آپ کا نسب پدری چھ واسطوں سے امام جعفر صادق علیہ السلام تک یوں پہنچتا ہے، حضرت سید بدیع الدین بن قاضی قدوۃ الدین سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، اسی طرح نسب نامہ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مکتوب میں مذکور ہے، اور آپ کا مادری نسب نامہ آٹھ واسطوں سے حضرت حسن مثنی بن حسن مجتبیٰ علیہما السلام تک اس طرح منتہی ہوتا ہے، والدہ سید بدیع الدین مسماۃ بی بی فاطمہ عرف ہاجرہ بنت سید عبد اللہ بن سید زاہد بن سید محمد بن سید عابد بن سید ابو صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابو القاسم ملقب بہ نفس ذکیہ بن سید عبد اللہ محض بن حضرت سید حسن مثنی بن امام سید حسن مجتبیٰ بن علی مرتضی کرم اللہ وجہہ و رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ملفوظات سید عبد اللہ انصاری کے تیرہویں مکتوب میں آپ کا نسب نامہ اسی طرح مذکور ہے۔

محدث شہیر شیخ عبد الباسط قنوجی علیہ الرحمہ آپ کا نسب نامہ ملفوظات حمید الدین ناگوری کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

= صمدانی آمروہوی، سنہ کتابت: ۱۳۳۰ھ

”آں حضرت از جانب پدر حسینی واز مادر حسنی است وایں نسب نامہ صحیح از مکتوبات مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری نوشتہ شدہ، سید بدیع الدین بن سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید اسماعیل بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امام العالمین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، نام مادر فاطمہ ثانی بنت سید عبد اللہ بن سید زاہد بن سید محمد بن سید عابد بن سید ابو صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابو القاسم بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنی بن امام حسن بن امام العالمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ“[1]

ترجمہ: آں حضرت والد کی جانب سے حسینی اور والدہ کی جانب سے حسنی ہیں، اور یہ صحیح نسب نامہ مکتوبات مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری میں لکھا ہوا ہے: "سید بدیع الدین بن سید علی حلبی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید اسماعیل بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امام العالمین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ والدہ کا نام فاطمہ ثانی بنت سید عبد اللہ بن سید زاہد بن سید محمد بن سید عابد بن سید ابو صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابو القاسم بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنی بن امام حسن بن امام العالمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ“

حضرت سید عبد اللہ ارغونی منتخب العجایب میں آپ کا شجرۂ نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”بروایات مکتوب قاضی حمید الدین ناکوری و لطایف وغیرہ رقم میارد کہ

---

(۱)... رسالہ عبد الباسط قنوجی مشمولہ تذکرۃ المتقین، ص:۱۱۷، مطبع عزیزی کانپور ۱۳۱۵ھ

آنحضرت اجلہ از اولاد امجاد حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ اند، واسم پدر العالی قدس سید علی حلبی ابن بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید اسمعیل بن سید احمد بن سید اسمعیل بن امام الانام سید جعفر صادق بن امام المسلمین سید محمد باقر بن امام الدارین امام زین العابدین بن امام العالمین سید الشہدا امام حسین بن حضرت علی بن ابیطالب سلام اللہ علیہم اند و نام والدہ ماجدہ آنحضرت فاطمہ ثانی عرف فاطمہ طبریزی دختر سید عبداللہ بن سید زاہد بن سید ابو محمد بن سید صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابو القاسم بن سید عبداللہ محض بن حضرت حسن مثنی بن امام العالمین حضرت امام حسن بن امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ اند"(۱)

ترجمہ: مکتوب قاضی حمید الدین ناگوری اور لطائف اشرفی وغیرہ کی روایات کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت حضرت امیر المومنین علی بن ابو طالب کی اجلہ اولاد امجاد میں سے ہیں، والد گرامی قدر سید علی حلبی بن بہاء الدین بن سید ظہیر الدین بن سید اسمعیل بن سید احمد بن سید اسمعیل بن امام الانام سید جعفر صادق بن امام المسلمین سید محمد باقر بن امام الدارین امام زین العابدین بن امام العالمین سید الشہدا امام حسین بن حضرت علی بن ابیطالب سلام اللہ علیہم ہیں، اور والدہ ماجدہ آں حضرت فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزی بنت سید عبداللہ بن سید زاہد بن سید ابو محمد بن سید صالح بن سید ابو یوسف بن سید ابو القاسم بن سید عبد اللہ محض بن حضرت حسن مثنی بن امام العالمین حضرت امام حسن بن امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔

(۱) ... منتخب العجائب فی اظہار اسرار الغرائب، فصل اول در شرح توضیح نسب، ص:۴-۵، مخطوطہ خانقاہ مکن پور شریف

سید محمد رضا ارغونی علیہ الرحمہ متوفی ۱۱۷۵ھ مکتوبات اشرفی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اے حبیب! سید اشرف جہانگیر سمنانی نسب نامہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار در مکتوبات خویش می نویسد، سید بدیع الدین ابن سید علی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن سید امام جعفر صادق ابن سید امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین بن امام حسین ابن امام العالمین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ"(۱)

ترجمہ: اے پیارے: حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کا نسب نامہ اپنے مکتوبات میں اس طرح لکھتے ہیں: "سید بدیع الدین ابن سید علی بن سید بہاء الدین بن سید ظہیر الدین ابن سید اسماعیل ثانی ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن سید امام جعفر صادق ابن سید امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین بن امام حسین ابن امام العالمین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

خاندانی قلمی نوشتوں اور بزرگان مداریہ کی کتابوں میں بالاتفاق درج ذیل شجرہ ملتا ہے:

"سیدنا شاہ بدیع الدین احمد قطب المدار بن حضرت سیدنا قاضی قدوۃ الدین سید علی حلبی بن حضرت سیدنا سید بہاء الدین بن حضرت سیدنا سید احمد بن اسماعیل ثانی بن سیدنا سید محمد بن سیدنا سید اسماعیل بن حضرت سیدنا سید امام جعفر صادق بن حضرت سیدنا امام محمد باقر بن حضرت سیدنا امام زین العابدین

---

(۱)... مشکاۃ قطب المدار، (قلمی)، ص:۱۳۶، مملوکہ حضرت علامہ سید منور علی جعفری زید فضلہ، سنہ تالیف:۱۱۴۸ھ

بن سیدنا امام حسین بن حضرت امام الاولیا سیدنا علی مرتضیٰ شیر خدا قدس اللہ اسرارہم۔"(۱)

کتب جمہور میں ثبوت سیادت و شرافت:

آپ کی سیادت علی وجہ الشہرۃ مسلم ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم کتب تذکرہ و تاریخ میں مندرج ہے، اکثر تذکرہ نگاروں نے آپ کو سید زادہ لکھا ہے، ہم درج ذیل اس بابت چار جہات سے گفتگو کرتے ہیں:

(۱) خلفاے قطب المدار کا موقف:

الاقرب فالاقرب کا ضابطہ دیکھا جائے تو آں حضرت کے زیادہ قریب خلفاے ارجمند کی جماعت تھی، جو آپ کے محرم اسرار ہونے کے ساتھ ساتھ سوانح نگار بھی تھے، آپ کے خلفا کی نادر تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحیح النسب سید زادہ ہیں، چناں چہ مولوی عبد الحئ لکھنوی خلیفۂ قطب المدار قاضی محمود کنتوری متوفی ۸۵۰ھ کی کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"و قال القاضي محمود المدقق الكنتوري فى الحالية: المدار هو الراسخ فى العلم بذات الله و صفاته بتعليمه تعالى إياه بواسطة و بغير واسطة لثبوت المدار ية للقطب المدار الذى هو الغوث الأعظم نظير لخاتم الأنبياء ﷺ ثم ذكر الكنتوري معنى المدار ية و فصلها بما لا نذكره خوفا من الإطالة ثم قال:

(۱) ... مونس الارواح، از سید حیات علی بیریا مداری علیہ الرحمہ (قلمی)/شجرۃ العارفین از سید ولی حسن حلبی شامی (قلمی)/مرقع درگاہ از سید علی شکوہ ارغونی (طبع شدہ)/آئینۂ نسب نامہ از صوفی مہدی حسن مداری، (مطبع ابراہیم امین آباد لکھنؤ) و قلمی نوشتہ ہاے خانقاہ مکن پور شریف و غیرہم

فثبتت المدار یة للقطب المدار أعنی السید بدیع الدین الذی هو ممن علیهم مدار العالم و هم القطب إلخ...“[1]

ترجمہ: قاضی محمود محقق کنتوری رسالۂ حالیہ میں فرماتے ہیں: قطب المدار اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت رکھنے میں راسخ فی العلم ہوتا ہے، اور یہ علم بالواسطہ یا بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے اسے سکھایا جاتا ہے تاکہ مداریت کا ثبوت اس قطب المدار کے لیے ہو جائے، جو اپنے دور کا غوث اعظم اور خاتم الانبیا ﷺ کا منظور نظر ہوتا ہے، پھر کنتوری علیہ الرحمہ نے منصب مداریت اور اس کی شان کو ذکر کیا، جسے ہم یہاں طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کرنا چاہتے، بعد ازاں قاضی محمود کنتوری نے فرمایا: پس منصب مداریت حضرت قطب المدار یعنی سید بدیع الدین کو حاصل ہوا، اور یہ ان میں سے ہیں، جن پر کائنات عالم کا مدار ہے، اور جو قطب ہیں۔

نزہۃ الخواطر کے اس اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفۂ قطب المدار حضرت قاضی محمود کنتوری علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنے رسالہ حالیہ میں سید زادہ تحریر کیا ہے، جو اس بات پر صریح دلالت ہے کہ حضرت قطب المدار صحیح النسب سادات میں سے ہیں، علاوہ ازیں حضرت قطب المدار کے دوسرے خلیفہ حضرت سید احمد بادپا متولد ۵۲۹ھ مدار پاک کے اسمائے خواص بایں طور نقل کرتے ہیں:

”الٰہی بحرمت میر سید بدیع الدین، شاہ بدیع الدین، شہنشاہ بدیع الدین، خواجہ مخدوم بدیع الدین، مولانا بدیع الدین، حبیب خدا بدیع الدین، محبوب

---

(۱) . نزهة الخواطر و بهجة المسامع و النواظر ، ج:۳، ص:۲۳۹، الطبقة التاسعة فی اعیان القرن التاسع /حرف الباء، مطبوعه دار ابن حزم بیروت ۱۹۹۹ء

خدا بدیع الدین، غوث الارض و السماء بدیع الدین، مقرب الحضرت بدیع الدین، سلطان الاولیاء بدیع الدین، وارث الانبیاء بدیع الدین، فرزند مرتضیٰ بدیع الدین، جگر گوشۂ رسول خدا بدیع الدین، نور دیدۂ علی حلبی بدیع الدین، حاجی الحرمین بدیع الدین، تارک الکونین بدیع الدین، شیخ الثقلین بدیع الدین، کریم الطرفین بدیع الدین، قطب الاقطاب بدیع الدین، محبوب اصحاب بدیع الدین، سلطان السلاطین بدیع الدین، مقتداء دین بدیع الدین، بادشاہ بدیع الدین، عالم شاہ بدیع الدین، موصوف بصفات اللہ بدیع الدین، عاشق ذات اللہ بدیع الدین...إلخ"(۱)

حضرت سید احمد بادپا کا ان اسمائے خواص میں حضرت قطب المدار کو سید زادہ اور فرزند علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم لکھنا اس بات پر صریح دلالت کرتا ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح النسب سادات میں سے ہیں۔

ان اسمائے خواص کو لکھنے کے بعد حضرت قاضی سید شفیق فنصوری علیہ الرحمہ رقم کرتے ہیں:

"حضرت سید احمد بادپا عامل الاسماء الاعظم میفرمایند کہ ایں اسماء خواص بسیار میدارند چنانکہ برائے مقبولیت خلق ۱۱بار و برائے حفاظت ۱۰/ بار و برائے ہر مقصود تا چہل روز ۳/ بار و برائے رویت حضرت قطب المدار ۱۱/ بار و برائے فاطر العقل و مجنون ۱۱۰/ بار بر آب دم نمودہ بنوشاند و برائے عالم غیب تا چہل یوم ہفت بار و برائے نجات یافتن از تنگی معاش سیزدہ بار بوقت مغرب مداومت کند و یکبار روزینہ خواندن ہمچو اوراد و برائے ہر مہمے بسیار مفید

(۱)... حفظ الکلام (فارسی مخطوطہ) مملوکہ سید توثیق جعفری مکن پوری

است"(۱)

ترجمہ: حضرت سید احمد بادپا عامل اسمائے اعظم فرماتے ہیں کہ یہ اسما بہت خواص رکھتے ہیں، چناں چہ مخلوق میں مقبولیت کے لیے ۱۱/ بار، حفاظت کے لیے ۱۰/ بار، مقصد میں کامیابی کے لیے چالیس دن تک ۳/ بار، حضرت قطب المدار کے دیدار کے لیے ۱۱/ بار پڑھے اور بے عقل اور مجنون کے لیے ۱۱۰/ بار پانی پر دم کرکے پلائے، عالم غیب کے لیے چالیس دن تک سات بار، تنگیِ معاش سے نجات پانے کے لیے تیرہ بار بوقت مغرب پابندی سے پڑھے، اور ایک بار یومیہ دیگر اوراد کے ساتھ پڑھے، اور یہ اسمائے خواص ہر مہم کے واسطے مفید ہیں۔

اسی طرح حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیسرے مشہور خلیفہ شیخ حسام الدین اصفہانی ثم جونپوری اپنے نطاب میں مدار پاک کا شجرۂ سیادت یوں تحریر کرتے ہیں:

"حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا اسماعیل رضی اللہ عنہ، حضرت سید محمد رضی اللہ عنہ، حضرت سید احمد مشہور بہ اسماعیل ثانی رضی اللہ عنہ، حضرت سید ظہیر الدین رضی اللہ عنہ، حضرت سید بہاء الدین رضی اللہ عنہ، حضرت سید قاضی قدوۃ الدین رضی اللہ عنہ، حضرت سید محمود الدین برادر حقیقی حضرت سید بدیع

---

(۱) ... حفظ الکلام، (فارسی مخطوطہ) مملوکہ سید توثیق جعفری مکن پوری

الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہما"(۱)

(۲) متصل علاقوں کے مستند شیوخ کا موقف:

مکن پور شریف سے متصل اور قریب تر علاقوں کے معتبر حضرات کی تحریرات بھی اس پر شاہد ہیں کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح النسب سادات میں سے ہیں، ہم درج ذیل بانگر مئو، قنوج اور بلگرام کی برگزیدہ شخصیات کی تحریرات نقل کرتے ہیں۔

۱. حضرت سید مرتضی زبیدی بلگرامی قدس سرہ (۲) نے حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی دو کتابوں میں ذکر کیا ہے اور دونوں سے آپ کی سیادت ثابت ہوتی ہے، چناں چہ شیخ مرتضی بلگرامی ثم زبیدی [ولادت:

---

(۱) ... بیاض منعمی (قلمی)، مملوکہ سید نور الاخیار جعفری

(۲) .. آپ کی ذات محتاج تعارف نہیں، دیگر علوم کے مانند آپ علم نسب کے امام تھے، شجرۃ الانساب، تحفۃ الانساب، انساب العرب وغیرہ آپ کی تصنیفات ہیں، مؤرخین ونسابین نے بھی آپ کو نسّابین میں شامل کیا ہے، مثلاً: خیر الدین زرکلی لکھتے ہیں: "محمد بن محمد بن محمد بن عبد الرزّاق الحسینی الزبیدي أبو الفیض الملقب بمرتضیٰ علامة باللغة والحدیث والرجال والأنساب." (الأعلام، ج:۷، ص:۲۹۷)

ترجمہ: محمد بن محمد بن محمد بن عبد الرزاق حسینی زبیدی ابو الفیض الملقب بمرتضیٰ لغت، حدیث کے عالم اور رجال وانساب کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

ماہر فنون عبد الحی کتانی فہرس الفہارس میں لکھتے ہیں: "کان الناس یرحلون إلیه و یکاتبونه لتحریر أنسابهم وتصحیحها من المشرق والمغرب." (فہرس الفہارس، ج:۱، ص:۳۹۹)

ترجمہ: لوگ شیخ مرتضیٰ زبیدی کے پاس اپنے نسب تحریر کرانے اور ان کی تصحیح کے لیے مشرق ومغرب سے سفر کرتے تھے۔

اسی طرح نسابہ علم الدین علی بن حمید لکھتے ہیں: "وهو عمدتنا فی النسب وأسانیدنا متصلة إلیه" (التاج، ج: ۱، ص: ۲۶۰)

ترجمہ: یہ عمدۃ النسّابین ہیں، اور نسب میں ہماری سندیں ان سے متّصل ہیں۔ از مصنف

۱۱۴۵ھ/ وفات: ۱۲۰۵ھ اپنی ایک کتاب "عقد الجوھر الثمین" میں اپنا شجرۂ مداریہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"المدار یة منسو بة إلى القطب السيد بديع الدين الملقب بشاه مدار المتوفى ٨٤٠ بالسند إلى أبى المواهب إلخ..."(۱)

ترجمہ: سلسلۂ مداریہ حضرت قطب سید بدیع الدین ملقب شاہ مدار متوفی ۸۴۰ھ کی طرف منسوب ہے إلخ...

شیخ زبیدی بلگرامی مصری صاحب تاج العروس اپنی دوسری کتاب "اتحاف الاصفیاء" میں شجرۂ مداریہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"المدار یة منسو بة إلى الشيخ القطب الكامل المعمر السيد بديع الدين محمد الشاه مدار المدفون بمكن بور إلخ..."(۲)

ترجمہ: سلسلۂ مداریہ حضرت شیخ قطب کامل طویل العمر سید بدیع الدین احمد شاہ مدار مکن پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

علاوہ ازیں مآثر الکرام فی تاریخ بلگرام مترجمہ محمد رمضان قادری واحدی میں حضرت شیخ عبدالجلیل بلگرامی کے احوال میں درج ہے:

"بارہ سال پورے ہونے کے بعد حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کے عرس پاک کے موسم میں جب اطراف واکناف سے بے شمار مخلوق زیارت کے لیے آتی ہے، وہ زائرین کی ایک جماعت کے ساتھ بلگرام شریف تشریف لائے، کیوں کہ حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک

(۱) عقد الجوهر الثمين فى الذكر و طرق الإلباس و التلقين، ص:۸، مخطوطة مكتبه تيموريه دمشق، سنه كتابت:١٢٠٤هـ

(۲) .. اتحاف الاصفیا برفع سلاسل الاولیاء، مخطوطہ اسام استانبول (۲۹۷/۷)، سنہ کتابت: ۱۲۰۵ھ

بلگرام شریف سے چوبیس میل (۳۸ر کلومیٹر) ہے"(۱)

۲. حضرت شیخ علی نقی یسینی بن سید مہدی علی قادری چشتی علیہ الرحمہ قصبہ بانگر مئو کی نابغہ روزگار شخصیات میں سے ہیں، آپ نے حضرت قطب المدار کی شان میں ایک رسالہ رقم کیا اور جابجا حضرت مدار پاک اور آپ کی متبنّٰی اولاد کو سید تحریر کیا، چناں چہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"بعض جہلا از حاضر شدن بر آستانہ شریف حضرت سید بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار قدس سرہ اکراہ دارند، ایں دیگر گمراہی است"(۲)

ترجمہ: بعض جہلا حضرت سید بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار قدس سرہ کے آستانہ شریف پر حاضر ہونے کو ناپسند کرتے ہیں، یہ دوسری گمراہی ہے۔

۳. حضرت شیخ عبد الباسط قنوجی علیہ الرحمہ قنوج کی معروف ترین شخصیات میں سے ہیں، آپ نے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھیں، چناں چہ مولوی رحمٰن علی تذکرۂ علماے ہند میں ان کے بابت لکھتے ہیں:

"مولوی عبد الباسط بن مولوی رستم علی قنوجی در حدیث و تفسیر و اصول و فروع ید طولی داشت، تفسیر ذو الفقار خانی می نوشت کہ قبل از اتمام تفسیر عمرش در سال دوازدہ صد و بست و سہ ہجری تمام شد بجوار رحمت حق پیوست غفر اللہ لہ، رسالہ عجیب البیان فی علوم القرآن ہم از تصنیفات اوست"(۳)

---

(۱) ... مآثر الکرام (مترجم) ص: ۱۰۳، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ

(۲) .. رسالہ تحقیق الحق، ص: ۱۰۷، رسالۂ پنجم، مطبع عزیزی کانپور ۱۳۱۵ھ

(۳) .. تذکرۂ علماے ہند، ص: ۱۰۷، حرف العین المہملہ، مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ، ۱۹۱۴ء

ترجمہ: مولوی عبد الباسط بن مولوی رستم علی قنوجی حدیث و تفسیر اور اصول و فروع میں ید طولیٰ رکھتے تھے، تفسیر ذو الفقار خانی لکھ رہے تھے کہ مکمل ہونے سے قبل ۱۲۲۳ھ میں رحمت حق سے جا ملے، اللہ ان کی مغفرت کرے، رسالہ عجیب البیان فی علوم القرآن ان کی تصنیفات میں سے ہے۔

آپ قدس سرہ اپنے رسالے میں مدار پاک کے احوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آں حضرت از جانب پدر حسینی و از مادر حسنی است و ایں نسب نامہ صحیح از مکتوبات مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری نوشتہ شدہ إلخ..."(۱)

ترجمہ: آں حضرت والد کی جانب سے حسینی اور والدہ کی جانب سے حسنی ہیں، اور آپ کا صحیح نسب نامہ مکتوبات مخدوم قاضی حمید الدین ناگوری میں لکھا ہوا ہے إلخ...

صاحب ابجد العلوم مولوی نواب صدیق حسن قنوجی اپنی کتاب "الدین الخالص" میں بزرگوں کے اسما شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"منهم السيد معين الدين الأجميري و الشيخ قطب الدين الكاكي و السيد بديع الدين المدار و المسعود الغازي السالار و الشيخ نظام الدين أوليا و السيد قطب عالم إلى غيرهم ممن يطول بذكرهم"(۲)

ترجمہ: ان میں سے سید معین الدین اجمیری، شیخ قطب الدین کاکی، سید بدیع الدین مدار، مسعود سالار غازی، شیخ نظام الدین اولیا، سید قطب عالم کے

---

(۱)... رسالہ از عبد الباسط قنوجی، ص: ۱۱۷، مطبع عزیزی کانپور ۱۳۱۵ھ

(۲).. الدین الخالص، ص: ۳۷۱، دار الکتب العلمیہ بیروت

علاوہ چند اور حضرات ہیں، جن کا ذکر طوالت سے خالی نہیں ہوگا۔

(۳) امرا و سلاطین کا نظریہ:

شاہی فرامین اور ان کے درباریوں کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار کی سیادت بادشاہوں کے درمیان مسلم تھی، اور وہ ان کی اس شرافت کے باعث غایت درجہ تعظیم کیا کرتے تھے، رضا لائبریری رام پور میں موجود مغل شاہی فرامین جو خاص درگاہ زندہ شاہ مدار سے متعلق ہیں، میں جابجا مکن پوری مشایخ کو سید زادہ تحریر کیا گیا ہے، علاوہ ازیں مغلیہ دور کا مشہور مؤرخ خافی خان نظام الملک [ولادت: ۱۶۶۴ء/وفات: ۱۷۳۲ء منتخب اللباب میں جلوس عالمگیری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"بعد زیارت مزار قدوۂ اصفیا حضرت سید بدیع الدین عرف شاہ مدار دہ ہزار روپیہ بخدمۂ آں درگاہ عنایت فرمودہ کوچ نمودند"(۱)

ترجمہ: حضرت اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ نے قدوۂ اصفیا حضرت سید بدیع الدین عرف شاہ مدار کے مزار کی زیارت کے بعد درگاہ کے خدام کو دس ہزار روپے عنایت فرما کر وہاں سے آگے کی طرف کوچ فرمایا۔

منشی محمد کاظم بن محمد امین عالمگیر نامہ میں اس جلوس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"چہاردہم کہ عبور موکب منصور از نواحیٔ مکن پور می شد، شہنشاہ مؤید دین پناہ کہ ہمواره طلب ہست از دلہای آگاہ و استفاضۂ انوار توجہ از بواطن اولیاء اللہ خیمۂ کریمہ آنحضرت است بروضۂ قدسیہ قدوۂ اصفیا عظام نقارۂ عرفاء کرام حضرت سید بدیع الدین قدس سرہ کہ بزبان عوام اہل ہند بشاہ مدار اشتہار

(۱) منتخب اللباب، ج:۲، ص:۴۸، جلوس عالم گیری بتاریخ سترہ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ، مطبع مظہر العجایب کلکتہ ۱۸۷۴ء

دارد، عنان توجہ والا انعطاف دادہ رسم زیارت بجا آوردند و مجاوران آن مزار فائض الانوار رااز فیض انعام عام بہرہ ور ساختند"(۱)

ترجمہ: چودھویں ربیع الثانی کو دارہ شکوہ سے جنگ میں مظفر و منصور ہوکر شہنشاہ دیں پناہ (اورنگ زیب عالم گیر) کا نواحیٔ مکن پور شریف سے گزر ہوا، بادشاہ جو آگاہ دلوں سے فیض کا طالب اور آں حضرت کی بارگاہ کریم کے اولیاء اللہ کے باطنوں سے انوار و تجلیات کا خواہش مند تھا مکن پور شریف کے مضافات سے گزر ہوتا ہے، وہ قدوۂ اصفیاے کرام، جلوہ گاہ عرفاے کرام حضرت سید بدیع الدین قدس سرہ جو کہ ہند کی عوام کی زبان پر شاہ مدار سے شہرت رکھتے ہیں، کے روضۂ قدسیہ کی طرف توجہ و عنایت کرکے رسم زیارت بجالائے، اور اس فیض رسا مزار اقدس کے مجاورین و خدام کو عام انعام سے نوازا۔

مغل شہزادہ دارہ شکوہ قادری اپنی کتاب "سفینۃ الاولیا" میں لکھتا ہے:

"حضرت سید بدیع الدین قدس سرہ، لقب ایشاں شاہ مدار است و مرید شیخ محمد طیفور شامی إلخ..."(۲)

ترجمہ: حضرت سید بدیع الدین قدس سرہ، ان کا لقب شاہ مدار ہے، حضرت شیخ محمد طیفور شامی کے مرید ہیں۔

اسی طرح اپنی دوسری کتاب سر اکبر میں حضرت قطب المدار کو سید بدیع الدین شاہ مدار حلبی تحریر کیا ہے۔(۳)

(۱)... عالمگیر نامہ، ص:۲۴۱، مطبوعہ کالج پریس کلکتہ ۱۸۶۸ء

(۲).. سفینۃ الاولیا، ص:۳۲۱، مطبع مدرسہ آگرہ ۱۸۵۳ء

(۳).. سر اکبر، ص:۲۰۲، مطبوعہ کتاب خانہ تہوری تہران ۱۹۷۸ء

نواب سعادت یار خان اپنے جد امجد نواب حافظ الملک رحمت خان بہادر کی سادات سے الفت نیازی اور صحیح النسب سادات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واز غایت حق شناسی بحدی آداب سادات مینمود کہ اکثر طفلی از اطفال سادات در دربار عام یا خاص حاضر میشود، مجرد نگاہ بتعظیم او بر خاستہ در پہلو نشاندہ پرسش حال او میفرمودند، تا انصرام مقصدش بکار دیگر التفات نمیکردند وہرگز روادار آں نمی شدند کہ از سادات احدی بوجہی یا بیوجہی رنجیدہ خاطر کردد چنانچہ بہمیں جہت اکثر قبائل سادات صحیح النسب و پیرزادکان عالی حسب از اطراف واکناف در ملک کٹھیر رسیدہ توطن اختیار نمودہ بکمال بسر اوقات بسر میکردند۔ وکسانیکہ مہاجرت اوطان نمیتوانستند کرد، برای ایشاں سالانہ مقررہ میرسید چنانچہ اولاد حضرت شاہ علیم رای بریلوی، وخدام حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت خواجہ سلیم چشتی و حضرت خواجہ قطب الدین اوشی و حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء و حضرت شاہ بدیع الدین مدار وغیرہم از بزرگان دیار ہند بمواطن خودہا نشستہ وظیفہ مقررہ می یافتند"(۱)

ترجمہ: اور غایت حق شناسی سے سادات کا اس حد تک ادب کرتے تھے کہ اگر سادات کے بچوں میں سے کوئی بھی بچہ دربار عام یا خاص میں حاضر ہوتا تو اس پر نگاہ پڑتے ہی اس کی تعظیم کے لیے اٹھ کر اپنے پہلو میں بیٹھا کر اس کی مزاج پرسی کرتے تھے اور اس کا مقصد پورا ہونے تک کسی اور کام کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور ہرگز اس بات کے روادار نہیں ہوتے تھے کہ سادات میں سے کوئی کسی وجہ سے یا بغیر کسی وجہ کے رنجیدہ خاطر ہو، چناں چہ اسی لیے

(۱) ... گل رحمت المعروف تاریخ روہیل کھنڈ، ص: ۲۷۰-۲۷۱، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور ۱۹۲۵ء

صحیح النسب سادات اور عالی خاندان پیر زادوں کے اکثر قبائل اطراف واکناف سے ملک کٹھیر پہونچ کر اور اسے وطن بناکر اچھی طرح بسر اوقات کرتے تھے، اور جو لوگ اپنے وطن سے ہجرت نہیں کر سکتے تھے، ان کے لیے سالانہ مقررہ رقم پہنچتی تھی، چناں چہ حضرت شاہ علیم اللہ رائے بریلوی کی اولاد اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ سلیم چشتی، حضرت خواجہ قطب الدین اوشی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور حضرت شاہ بدیع الدین مدار وغیرہم دیار ہند کے بزرگوں کے خدام اپنے اپنے وطن میں بیٹھے ہوئے مقررہ وظیفہ پاتے تھے۔

اس اقتباس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار صحیح النسب سادات اور عالی خاندان سے ہیں، اب درج ذیل چند شاہی فرامین نقل کیے جاتے ہیں، جن میں سلاطین ہند نے حضرت قطب المدار کو شریف زادہ تحریر کیا، چناں چہ بادشاہ نور الدین جہانگیر بن جلال الدین اکبر اپنے ایک فرمان میں لکھتا ہے:

"حکام و جاگیرداران حال و استقبال چودربان و قانون گویان وعد پرگنہ بلہور سرکار قنوج بدانند کہ چوں مشیخت مآب فتح اللہ متولی روضہ منورہ متبرکہ قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ دعاگوی ایں دودمان عالی شان موازی پنجاہ و پنج بیگہ زمین بموجب اسناد حکام از پرگنہ مذکور در وجہ مدد معاش مشار الیہ مقرر است و قبض و تصرف میدارد، می باید کہ چوں برمضمون فرمان عالیہ اطلاع یابند آراضی مذکور رابدستور قدیم تعلق دانستہ تغیر و تبدل باقاعدہ آں راہ ندہند کہ بفراغ خاطر متصرف گردیدہ بدعاگوی دوام دولت ابدی الاتصال بندگان حضرت اشتغال نماید و ہر سال دریں باب فرمان و

پروانچہ مجدد طلب ندارند وجبری وطمع توقع نمینمایند، وچوں مومی الیہ از قدیم دعاگوی ایں درگاہ است؛ ہمہ ابواب رعایت احوال او لازم دانستہ پیوستہ کوشند کہ آثار شکر گذاری بدرگاہ ظہور گردد، دریں باب قدغن تمام دانند، حسب الحکم عمل نمودہ بتقدیم رسانند۔ تحریر فی التاریخ ۲/ ماہ اردی بہشت الٰہی سنہ ۱۲/ موافق ۱۵/ ربیع اول سنہ ۱۰۲۶ھ"(۱)

اس فرمان کے شروع میں بادشاہ نور الدین جہاں گیر اور نعمت ولی بیگم والدہ کی مہر ثبت ہے، علاوہ ازیں پندرہویں رمضان المبارک سنہ ۱۰۷۳ھ میں بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر کا تحریر کردہ ایک فرمان ہے، جس کے آغاز میں بادشاہ کی مہر اور ایک تعویذ کندہ ہے، جہاں یہ بھی لکھا ہوا ہے:

"حضرت سید بدیع الدین الکبار قدس سرہ"(۲)

احمد اللہ شاہ بہادر، بادشاہ غازی ترخان اور بہادر میر جمیلہ عبید خان درگاہ کی تولیت کے بابت اپنا ایک فرمان جاری کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"گماشتہای جاگیرداران وکروربان وجمہور سکنہ پرگنہ بلہور سرکار شاہ آباد قنوج مضاف صوبہ مستقر الخلافہ اکبر آباد را اعلام آنکہ حسب الحکم جہاں مطاع آفتاب شعاع گردون ارتفاع منصب تولیت روضہ واقع قصبہ مکن پور عملہ پرگنہ مسطور الغر شاہ علی بسید غریب اللہ ولد سید سیف اللہ مقرر و مفوض گشت کہ کماینبغی بلوازم منصب مزبور قیام نمودہ دقیقہ از دقایق حزم و احتیاط غیر مرعی نگذارد و عملہ و فعلہ آنجا را از حسن سلوک خود را راضے و شاکر نگاہدارد

(۱) ... تذکرۃ المتقین، ج:۲، ص:۱۷۹، فصل چہاردہم در بیان معانی واراضی مکن پور، مطبع عزیزی کانپور
(۲) .. تذکرۃ المتقین، ج:۲، ص:۱۸۲، فصل چہاردہم، مطبع عزیزی کانپور

الخ..."(۱)

یہ فرمان ۲۵ر ربیع الثانی ۱۱۶۳ھ کا جاری کردہ ہے، فرمان کے اخیر میں تاریخ اور مہر ثبت ہیں، مہر میں بادشاہوں کے اسما اس طرح درج ہیں:

"احمد اللہ شاہ بہادر سنہ ۱۱۶۴ھ راسخ الاعتقاد بادشاہ غازی ترخان صدر الصدور فدوی بہادر میر جمیلہ عبید خان سنہ ۱۱۶۴ھ"

وزیر بادشاہ عالم گیر نواب اسد خان بہادر اپنے ایک پروانے میں رقم کرتے ہیں:

"متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ حویلی شاہ آباد عرف قنوج بلہور مضاف صوبہ مستقر الخلافت اکبر آباد بدانند کہ درینوالا پروانگی بمہر شریعت پناہ فضیلت و کمالات دستگاہ قاضی القضات قاضی شیخ الاسلام حسب الضمن بدفتر خانہ والا رسیدہ کہ بموجب وانمودہ حاجی خرم خادم روضۂ منورہ قدوۃ العارفین زبدۃ الابرار حضرت سید بدیع الدین شاہمدار بعرض مقدس رسید کہ آنہا بعلت ابواب ممنوعہ مفصلہ ضمن بحال سکنہ مکن پور الخ..."(۲)

اس پروانہ کی تاریخ ربیع الاول سنہ ۲۶ھ ہے، مہر میں نواب کا نام "نقل پروانہ نواب اسد خان بہادر وزیر پادشاہ عالمگیر" کے طرز پر درج ہے۔

بادشاہ غضنفر جنگ بہادر اور محمد احمد خان بخشی اپنے ایک فرمان میں لکھتے ہیں:

"متصدیان مہمات حال و استقبال پرگنہ بلہور سرکار قنوج مضاف صوبہ اکبر آباد بدانند، از ابتدای آبادی مکنپور معافی مکنپور و موضع پہڑیہ وغیرہ اراضی انعامی و وجہ زمینداری و ریاست مکان مذکور در وجہ مدد معاش ابنائے حضرت

(۱)... مصدر سابق، جلد:۲، ص:۱۸۷، فصل دوازدہم، مطبع عزیزی کانپور

(۲).. مصدر سابق، ج:۲، ص:۱۹۰، فصل چہاردہم، مطبع عزیزی کانپور

سید ارغون و سید فنصور و سید طیفور واقع است، الحال ہم مد نظر غربا پرورے نمودہ وجہ مسطورہ بدستور قدیم باسم شاہ محمد امین و میر خدا بخش کہ ابنای سید مسطورین اند بحال و۔ برقرار داشتہ ، باید کہ احدی بعلت اخذ محصول و غیرہ بدعات مزاحم و متعرض نشوند کہ از حاصلات آن صرف معیشت خودہا نمودہ بدعاے ترقی دولت ابدی طراز اشتغال ورزند، ہر سال مجدد نطلبند دریں باب تاکید مزید دانند، تحریر پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۱۱۷۹ ہجری "(۱)

شروع میں مہر ثبت ہے، جس میں دونوں بادشاہوں کے نام اس طرح درج ہیں:

"شیر ہند بہادر الملک غالب جنگ غضنفر سپہ دار ظفر اقتدار بہادر جنگ غضنفر الدولہ محمد احمد خان بخشے امیر الامرا والممالک"

ان فرامین کے علاوہ رضا لائبریری رام پور اور سادات مکن پور شریف کے پاس ایسے خطوط دریافت ہوتے ہیں، جن میں حضرت قطب المدار اور مکن پوری سادات کو سید زادہ تحریر کیا گیا ہے، اس وقت عہدۂ قضا کے متحمل سید توثیق منصف جعفری نے مجھے انگنت ایسے شاہی کرم خوردہ خطوط دکھائے، جن میں سیادت و شرافت مذکور ہے۔ برسبیل مثال شہزادہ رفیع الشان کا ایک خط ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

حضرت میر سید بدیع الدین شاہ مدار

ھـــو

مقرر نمودیم کہ در میان درگاہ عالم زیارتگاہ اکمل قدوۃ الواصلین قطب الاقطاب قدس سرہ العزیز مشیخت و فضیلت مآب کہ شیخ محمد فیض حقانی خادم بہ وکالت دعاء حصول مطالب پیوستہ مشغول بودند وجہ توفد ازیں جانب بلا

(۱) ... مصدر سابق، ج:۲، ص:۱۸۹، مطبع عزیزی کانپور، سنہ اشاعت: ۱۳۲۲ھ

مشارکت دیگرے حق مشار الیہ است ہر کس کہ از قبائل بندہ بہ ارادت زیارت مکتفور عبور نماید بمعرفت مشار الیہ و فرزندان ایشاں آستاں بوسی بجا آرد فی التاریخ ہفدہم جمادی الاول ھ

(۴) کتب عامہ میں ثبوت سیادت:

اگر قدیم کتب تذکرہ و تاریخ پر نظر ڈالیں تو اکثر مشایخ نے آپ کی سیادت و شرافت کو تسلیم کیا ہے، اور آپ کے شجرۂ نسب کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے، درج ذیل مستند کتابوں کی عبارات نقل کی جاتی ہیں۔

عہد اکبری میں لکھی گئی کتاب ثمرات القدس من شجرات الانس میں آپ کا ذکر بایں طور منقول ہے:

"سید بدیع الدین قطب الادوار لقب بشاہ مدار قدس سرہ وی عیسیٰ المشتہر واز کبرائے مشایخ ہند الخ..."(۱)

ترجمہ: سید بدیع الدین قطب الادوار الملقب بشاہ مدار جو عیسوی المشرب سے مشہور ہیں، اور ہند کے بڑے بزرگوں میں سے ہیں الخ...

عہد اکبری میں تحریر کردہ دوسری کتاب نفحۃ الازہار شرح اذکار الابرار کے مصنف مفتی نجم الدین بدایونی تحریر کرتے ہیں:

"نام وی بدیع الدین، کنیت ابو تراب، لقب قطب المدار ست از نسل سادات عظام حلب بود"(۲)

---

(۱)... ثمرات القدس من شجرات الانس، ص:۲۱، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور سنہ اختتام تالیف:۱۰۰۶ھ

(۲) طبقات الاولیا فی مدینۃ الاولیا (قلمی)، ص:۱۱۹، طبقۂ سادسہ/باب دوم، بحوالہ نفحۃ الازہار، مملوکہ انوار صمدانی امروہہ

ترجمہ: آپ کا نام بدیع الدین، کنیت ابو تراب اور لقب قطب المدار ہے، حلب کے سادات عظام کی نسل سے ہیں۔

بحر زخّار کے مصنف شیخ وجیہ الدین اشرف اخبار الاخیار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"شیخ المحدثین شیخ عبد الحق دھلوی در اخبار الاخیار حضرت قطب المدار را سید نوشتہ"(۱)

ترجمہ: شیخ المحدثین حضرت شیخ عبد الحق دہلوی نے اخبار الاخیار میں حضرت قطب المدار کو سید زادہ لکھا ہے۔

شیخ سعد خیر آبادی کے خلیفہ شیخ کمال چشتی متوفیٰ ۱۰۱۷ھ تحریر فرماتے ہیں:

"نام حضرت شاہ بدیع الدین است ولقب شاہ مدار، ایشاں اویسی بودند، شاہ مدار از سادات حسینی بودند"(۲)

ترجمہ: نام حضرت شاہ بدیع الدین، اور لقب شاہ مدار ہے، یہ اویسی تھے، شاہ مدار حسینی سادات میں سے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے ایک مکتوب بنام عثمان کشمیری میں لکھتے ہیں:

"اور شاہ بدیع الدین مدار کا سلسلۂ نسب یہ ہے، بدیع الدین مدار ابن بہاء الدین ابن ظہیر الدین ابن سعید ابن احمد ابن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم"(۳)

---

(۱)... بحر زخّار، ج:۲، ص:۶۹۷، لمۂ چہارم، مرکز تحقیقات فارسی دانش گاہ اسلامی علیگر

(۲).. تحفۃ السعدا، ص:۱۶، مخطوطہ اورینٹل پبلک لائبریری

(۳).. نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ج:۲، ص:۱۹۰، مکتوب نمبر:۸۹، تحقیق و ترجمہ: مفتی نسیم

شیخ علی اصغر چشتی علیہ الرحمہ جواہر فریدی میں لکھتے ہیں:

"پانچویں فصل میں کاتب الحروف کے والد ماجد کا سلسلۂ شطاریہ میں منسوب ہونے کا بیان اور اجازت سلسلہ حضرت شیخ سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکن پوری جو کہ اپنے مرشد بزرگوار کی طرف سے خود سید السادات حضرت میراں سید حسین ساکن محمد آباد سے تذکرہ ہے"(۱)

شیخ فقیر اللہ بن عبد الرحمن حنفی نقش بندی اپنی کتاب "قطب الارشاد" میں مدار پاک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقد بالغ السيد شاه مدار رحمه الله تعالىٰ فى هذه الطر يقة بالتقوى و الطهارة و قال كبار مشائخ هذه الطر يقة: من دخل فى طر يقه و جعل نفسه من مر يديه، فإن خالف دقيقة من دقائق الشريعة يصير مردودا، فلا بد لمر يدى هذه الطر يقة العلية أن يحتاطو لأن لا يفوت شيئا من أحكام الشريعة المحمدية على صاحبها الصلاة و التحياة و بالله التو فيق"(۲)

ترجمہ: حضرت سید شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں تقوی و طہارت کا بہت اہتمام کیا ہے، اور سلسلۂ مداریہ کے مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ جو حضرت قطب المدار کے سلسلے میں داخل ہو اور خود کو ان کا مرید کہلائے، پھر اگر وہ شریعت کی ذرہ برابر بھی خلاف ورزی کرے، تو اس کی بیعت

احمد فریدی امروہوی، مطبع بھارت آفسیٹ دہلی ۱۹۹۸ء

(۱) ... جواہر فریدی، (مترجم)، ص:۶، مطبوعہ منشی نول کشور لاہور، سنہ تالیف: ۱۰۳۳ھ

(۲) .. قطب الارشاد، ص:۹۵۲، المقصد الحادی عشر فی ذکر طرق المشایخ، فصل فی سند الطریقۃ الطیفوریۃ الشامیۃ و اذکارھا، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

وارادت رد ہو جائے گی، تو اس بلند سلسلے کے مریدوں پر لازم ہے کہ وہ احتیاط برتیں کہ کہیں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ و التحیاۃ کا کوئی حکم فوت نہ ہو جائے، اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

ممتاز محقق حضرت شریف احمد شرافت نوشاہی ایک بزرگ شاہ مسکین قلندر مداری کا شجرۂ خلافت خلاصۃ السلاسل کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وہ مرید شاہ موسیٰ دیوان نوئیں والیہ کے، وہ مرید شاہ ابو بکر ننگا کے، وہ مرید شاہ حمزہ دیوان کے، وہ مرید شاہ آدی دیوان کے، وہ مرید شاہ حسین ماہ بلی کے، وہ مرید شاہ کمال نہال نوری کے، وہ مرید شاہ مکن مداری کے، وہ مرید شاہ کالا دیوان کے، وہ مرید شاہ سرمست کے، وہ مرید شاہ حسن سرمست کے، وہ مرید شاہ باونہ سرمست کے، وہ مرید بابا مان دریائی مدفون شہر بڑودھ کے، وہ مرید شاہ علم دریائی کے، وہ مرید میراں جمن جتی کے، وہ مرید سید ابو التراب بدیع الدین قطب المدار مکن پوری کے، وہ مرید شیخ محمد طیفوری شامی کے الخ..."[1]

صاحب انوار العارفین محمد حسین مراد آبادی اپنے شجرۂ مداریہ میں حضرت قطب المدار کا اسم گرامی اس طرح نقل کرتے ہیں:

"حضرت سید جلال عبد القادر صاحب قدس اللہ سرہ العزیز، حضرت سید مبارک صاحب قدس اللہ سرہ العزیز، حضرت سید اجمل صاحب قدس اللہ سرہ العزیز، حضرت سید شاہ بدیع الدین مدار صاحب قدس اللہ سرہ العزیز، حضرت شیخ عبد اللہ شامی قدس اللہ سرہ العزیز الخ..."[2]

---

(۱)... شریف التواریخ، ج:۱، ص:۴۰۳، مطبوعہ ادارہ معارف نوشاہیہ ساہن پال شریف گجرات

(۲).. سلاسل اربعین، ص:۶۹، مطبع بیت الشریف

حضرت سراج الحق قادری دہلوی ریاض الانوار میں اپنا شجرۂ مداریہ رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"...الٰہی بعجز و نیاز سید السادات معدن الکرامات و البرکات میر سید محمد کالپوی قدس اللہ سرہ العزیز کہ باتو داشت، الٰہی بعجز و نیاز شیخ المشایخ شیخ مخدوم جمال اولیا قدس اللہ سرہ العزیز کہ باتو داشت، الٰہی بعجز و نیاز شیخ المشایخ شیخ قیام الدین قدس اللہ سرہ العزیز کہ باتو داشت، الٰہی بعجز و نیاز شیخ المشایخ شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کہ باتو داشت، الٰہی بعجز و نیاز سید السادات حضرت سید شاہ عبد القادر شاہ جلال قدس اللہ سرہ العزیز کہ باتو داشت، الٰہی بعجز و نیاز سید السادات سید شاہ مبارک قدس اللہ سرہ العزیز کہ باتو داشت، الٰہی بعجز و نیاز سید السادات حضرت سید اجمل احمد قدس اللہ سرہ العزیز کہ باتو داشت، الٰہی بعجز و نیاز سید السادات حضرت سید بدیع الدین مدار قدس اللہ سرہ العزیز..."(۱)

شیخ نذیر اکرم نعیمی مرادآبادی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "حیات شاہ عالم" میں ریحانۃ الابرار سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سلطان الواصلین حضرت خواجہ سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۳۸ھ"(۲)

ماہر علم انساب صاحب تاریخ جلیلہ غلام دستگیر نامی ضمیمۂ اذکار قلندری میں حضرت موسیٰ ہاشمی ہنکاری کے بابت لکھتے ہیں:

"مداریہ سلسلہ کا خرقہ شریف آپ نے سلطان الاولیا، قطب العارفین

---

(۱)... ریاض الانوار، ص:۳۰۳، مطبع نصرت المطابع دہلی ۱۳۰۰ھ

(۲).. حیات شاہ عالم، ص:۹۵، ناشر خانقاہ شاہ عالم احمد آباد گجرات بحوالہ ریحانۃ الابرار (فارسی)، ص:۷۹

سید شاہ بدیع الدین قطب مدار متوفی ۸۳۸ھ مکن پوری سے پہنا، اور انھوں نے روح رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بطور اویسی پہنا"(۱)

حضرت حافظ شاہ علی انور قلندر کاکوروی مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد اخیر میں حضرت قطب المدار کے نسب کے متعلق اپنا موقف لکھتے ہیں:

"حضرت طیفور شامی بایزید بسطامی کہ پیر حضرت سید بدیع الدین مدار قدس سرہ اند"(۲)

ترجمہ: حضرت طیفور شامی بایزید بسطامی جو حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کے پیر ہیں۔

تاجدار سلسلۂ اشرفیہ اعلی حضرت علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ صحائف اشرفی میں تحریر کرتے ہیں:

"حضرت سید بدیع الدین مدار قدس سرہ نے حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو یہ دونوں سلسلہ عطا کر کے اپنا خرقۂ محبت پہنایا"(۳)

محقق زمن سید امیر حسن فضوری نور اللہ مرقدہ اپنی کتاب "تذکرۃ المتّقین" میں لکھتے ہیں:

"بدانکہ نام نامی حضرت سید بدیع الدین لقب قطب المدار عرف شاہ مدار کنیت ابو تراب است، قطب المدار منصبے است جلیل القدر، کسے کہ بایں عالی مرتبت رسد، او واسطۂ انتظام عالم و مرجع اولیا و اتقیا، صاحب تصرف می

---

(۱) ... ضمیمۂ اذکار قلندری، (د)، ص: ۲۵۲، مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور ۱۳۷۷ھ

(۲) .. انتصاح عن ذکر اھل الصلاح، ص: ۹۸، مطبوعہ اصح المطابع آسی پریس لکھنؤ

(۳) .. صحائف اشرفی، ج: ۲، ص: ۴۷، ناشر ادارہ فیضان اشرف بمبئی

شود، ویرا قطب الاقطاب، قطب العالم، قطب الارشاد، قطب کبریٰ، قطب اکبر ہم می گویند، حضرت حسنی و حسینی از سادات جعفریہ اند"(۱)

ترجمہ: جان لو نام نامی حضرت سید بدیع الدین، لقب قطب المدار المعروف شاہ مدار اور کنیت ابو تراب ہے، قطب المدار ایک جلیل القدر منصب ہے، جو کوئی اس بلند مرتبے پر فائز ہوتا ہے، وہ نظام کونی کا مرکز، اولیاو اتقیا کا مرجع اور صاحب تصرف ہو جاتا ہے، اس کو قطب الاقطاب، قطب العالم، قطب الارشاد، قطب کبریٰ اور قطب اکبر بھی کہتے ہیں، حضرت مدار اعظم حسنی حسینی سادات جعفریہ میں سے ہیں۔

تاریخ جدولیہ میں سید خادم علی تحریر کرتے ہیں:

"سید بدیع الدین ملقب شاہ مدار درویش کامل ہیں، مرقد منورہ آپکا مکن پور علاقہ اودھ میں ہے، کہتے ہیں کہ تین سو برس سے زیادہ عمر ہوئی تھی اور مرید شیخ محمد طیفور شامی کے، کہتے ہیں کہ آپ نے بارہ برس طعام نہیں کھایا، اور بسبب کمال حسن کے برقع سر پر ڈالے رہتے تھے تاکہ مردمان محو نظارہ نہ ہوں اور سجود سے باز رہیں"(۲)

شیخ احمد اختر گورگانی تذکرۃ الفقرا میں اپنا شجرۂ مداریہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"خواجہ اسحاق محدث گوشہ نشین کو سلسلۂ مداریہ داؤد سے، اون کو سید صدر الدین سے، اونکو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے اونکو حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار سے اون کو طیفور شامی سے الخ..."(۳)

---

(۱)... تذکرۃ المتقین، ج:۱، ص:۵، مطبع عزیزی کانپور

(۲).. تاریخ جدولیہ، ص:۸۴، نقشہ اولیاے نامی، مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ، سنہ تالیف: ۱۲۶۴ھ

(۳).. تذکرۃ الفقرا، ص:۳۹، مطبع فخر المطابع لکھنؤ ۱۳۲۴ھ

حضرت علامہ ضیاء القادری بدایونی علیہ الرحمہ اپنے ایک منظوم شجرۂ مداریہ مقتدریہ میں لکھتے ہیں:

بحق حضرت قطب المدار و شیخ تمکیں مدار اولیا و اتقیا سید بدیع الدین
عطا کر نور عرفاں نور ایماں ہر مسلماں کو منور رکھ سدا نور مبیں سے بزم امکاں کو[1]

اسما کا تقدم و تأخر قادح نسب نہیں:

مختلف کتابوں اور نوشتوں میں حضرت قطب المدار کے جو صحیح شجرات نسب دریافت ہوتے ہیں، ان میں بعض کے اندر اسما کا تقدم و تأخر، اختلاط اور حذف و سقوط ہے، جو کہ قادح نسب نہیں ہو سکتا، چوں کہ مرور زمانہ، تجدید نسل اور حدوث فتن کے باعث اکثر سادات کے شجرات میں ایسا ہوا کہ وسط سے کچھ اسما محو ہو گئے یا تقدم و تأخر ہو گیا کہ بیٹے کا نام مقدم ہو گیا اور والد بیٹے کی نسل سے ذکر ہوا، یا اسما کا اختلاط ہوا یعنی بیٹے کے نام کو والد کے ساتھ ملا دیا گیا اور پھر اسے والد کے نام کا جُز سمجھ لیا گیا، اس قدر اختلاف دو سو برس قدیم سادات کے شجرات میں نظر آتا ہے، جب کہ حضرت قطب المدار کو وفات پائے چھ صدیاں گزر چکی ہیں، چناں چہ مؤرخ کبیر محمود احمد عباسی امروہوی نسب میں تقدم و تأخر کی وضاحت کرتے ہوئے تحقیق الانساب میں لکھتے ہیں:

”جن خاندانوں کا نسب علی وجہ الشہرۃ مسلم ہے، ان کے شجرہائے نسب میں بعض ناموں کے تقدم و تأخر یا چند وسائط کی کمی پر کوئی لحاظ نہیں کیا گیا کیوں کہ بعد زمانی اور مختلف وقتوں اور زمانوں میں مختلف موروثوں کے نقل

(۱) ... ماہ نامہ آستانہ دہلی مرتبہ صاحبزادہ مستحسن فاروقی، ص:۱۸، اگست ۱۹۵۵ء

مکانی کی بنا پر نقائص سادات و شرفاے ہند کے اکثر مشہور و معروف خاندانوں کے شجرہاے نسب میں اختلاف پائے جاتے ہیں، اور قادح نسب نہیں خیال کیے جاتے "(۱)

قمر عباس اعرجی اپنی کتاب مدرک الطالب فی انساب آل ابی طالب میں ثبوت نسب کے متعلق لکھتے ہیں:

"پنجم: لکھے ہوئے شجرے یا وثیقے میں نقص ہونا عدم سیادت کے زمرے میں نہیں آتا، وثیقے یا شجرے میں نقل کی غلطی ہو سکتی ہے اور قرن در قرن یہی غلطی نقل ہوتی آرہی ہو؛ ممکن ہے... ہفتم: تمام انساب کا پشت در پشت ایک جیسا ہونا ناممکن ہے، یعنی ان میں حضرت امیر المومنین سے اب تک پشتوں کا کم یا زیادہ ہونا ممکن ہے، اور آج ۴۳۶/ سال بعد یہ فاصلہ ۷/ سے ۱۰/ پشتوں تک بھی ہو سکتا ہے "(۲)

کتب انساب اور نسب قطب المدار:

حضرت قطب المدار کا صحیح شجرۂ نسب مندرجہ ذیل ہے:

سید احمد بدیع الدین بن سید علی الاصم قدوۃ الدین حلبی بن سید حسین منتوف بہاء الدین بن سید احمد ظہیر الدین بن سید اسماعیل ثانی بن سید محمد مکتوم بن سید اسماعیل اعرج بن سید امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سید امام علی زین العابدین بن سید امام حسین بن حضرت فاطمۃ الزہراو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس بات پر جمیع نسابین کا اتفاق ہے کہ حضرت سید اسماعیل ثانی بن محمد مکتوم کی

---

(۱)... تحقیق الانساب، ج:۴، ص:۵، مطبوعہ جید برقی پریس دہلی

(۲).. مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالب، ص:۳-۴، مطبوعہ راولپنڈی پاکستان

نسل میں کوئی انقطاع نہیں، بلکہ کتب انساب میں یہ وضاحت ہے کہ آپ کی نسل ملک شام وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے، چناں چہ نسابہ ابو نصر بخاری متوفی ۳۵۷ھ لکھتے ہیں:

"أولاد إسماعيل بن محمد بن إسماعيل لا شك فى نسبهم و جعفر بن محمد بن إسماعيل أنا متوقف فى بقاء عقبه اليوم"(۱)

ترجمہ: حضرت اسماعیل بن محمد بن اسماعیل کی اولاد کے نسب میں کوئی شک و شبہ نہیں، ہاں جعفر بن محمد بن اسماعیل کی بقائے نسل کے متعلق میرا توقف ہے۔

نسابہ ابو معمر ابن طباطبا حسینی علوی متوفی ۴۷۸ھ لکھتے ہیں:

"إسماعيل الثاني بن محمد بن إسماعيل و ولده كثيرون بالعراق و مصر و الشام"(۲)

ترجمہ: اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل کی اولاد عراق، مصر اور شام میں بکثرت ہے۔

کتب انساب میں حضرت اسماعیل ثانی کے دو فرزند حضرت احمد اور حضرت محمد کا ذکر ملتا ہے، چناں چہ نسابہ جمال الدین ابن عنبہ متوفی ۸۲۸ھ لکھتا ہے:

"و أما إسماعيل الثاني ابن محمد بن إسماعيل بن جعفر الصادق، فأعقب من رجلين محمد و أحمد"(۳)

ترجمہ: اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کی نسل دو فرزند یعنی محمد و احمد سے جاری ہوئی۔

(۱) سر الأنساب العلوية، ص:۳٦، المكتبة الحيدرية ۱۹٦۳م
(۲) أبناء الإمام فى مصر و الشام، ص:۱٤٦، مكتبة جل المعرفة رياض
(۳) . عمدة الطالب فى انساب آل أبى طالب، ص:۲۲۰، مطبوعه مركز تحقيقات علوم اسلامى ايران

نسابہ عزیز الدین اسماعیل مروزی متوفی ۶۱۷ھ تحریر کرتے ہیں:

"و عقب إسماعيل الثاني ابن محمد بن إسماعيل الأعرج رجلان أحمد الأكبر صاحب الشامة ببغداد و محمد الثاني، أمهما فاطمة بنت علي الطيب العمري"(۱)

ترجمہ: حضرت اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل اعرج کی نسل میں دو فرزند احمد اکبر جو بغداد کے صاحب الشامہ تھے اور محمد ثانی شامل ہیں، ان کی والدہ فاطمہ بنت علی طیب عمری ہیں۔

نسابہ صفی الدین ابن طقطقی متوفی ۷۰۹ھ نے آپ کے چار فرزندوں کا ذکر کیا ہے، جن میں حضرت احمد بن اسماعیل ثانی بھی شامل ہیں، چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

"و أما إسماعيل الثاني بن محمد بن إسماعيل فله أربعة أولاد: علي له ذيل و يحي و محمد له ذيل كذا بخط عبد الحميد الأول و أحمد"(۲)

ترجمہ: اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل کے چار فرزند ہوئے، علی، یحییٰ، محمد جیسا کہ عبدالحمید اول کے خط میں ہے، اور احمد"

نسابہ فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

"أما إسماعيل الثاني فله من المعقبين اثنان أحمد صاحب الشامة و محمد أمهما فاطمة بنت على الطبيب ابن عبيد الله بن محمد بن عمر الاطراف"(۳)

---

(۱). الفخری فی انساب الطالبیین، ص: ۲٤، مکتبہ آیت اللہ العظمی قم ایران ۱٤۰۹ھ

(۲). الأصیلي فی أنساب الطالبین، ص: ۲۰۰، مکتبہ آیت اللہ العظمی ۱۳۱۸ ھ

(۳). الشجرة المبارکة فی انساب الطالبیة، ص: ۱۰۲، مکتبہ آیت اللہ العظمی قم ایران

ترجمہ: اسماعیل ثانی کی نسل دو فرزند احمد صاحب شامہ اور محمد سے جاری ہوئی، ان کی والدہ فاطمہ بنت علی الطبیب بن عبید اللہ بن محمد بن عمر الاطراف ہیں"

ان عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سید اسماعیل ثانی کے دو فرزند ہوئے، احمد اور محمد، حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمد بن اسماعیل ثانی کی نسل سے ہیں، قدیم شجرات میں آپ ظہیر الدین سے معروف ہیں، لیکن یہ آپ کا لقب ہے، اور اصل نام مرور زمانہ کے باعث حضرت سید اسماعیل ثانی کے نام کے ساتھ مخلوط ہو گیا، کسی شجرے میں ظہیر الدین احمد بن اسماعیل کی بجائے ظہیر الدین بن احمد اسماعیل ثانی کسی غلطی سے ہو گیا، بعد کے لوگوں نے اسی طرح نقل شروع کر دی، اسی طرح کسی شجرے میں ظہیر الدین احمد کے بجائے ظہیر الدین بن احمد ہو گیا اور لوگوں نے اسی طرح نقلیں کر ڈالیں۔

پھر سید احمد کے دو فرزند ہوئے، حسین منتوف اور اسماعیل ثالث، اور حسین المنتوف کی نسل مختلف فرزندوں سے جاری ہوئی، جن میں ایک نام سید علی کا بھی ہے، چناں چہ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب میں ہے:

"و من ولد أحمد بن إسماعيل الثاني الحسين المنتوف و إسماعيل الثالث ابنا أحمد، فمن بنى الحسين المنتوف جماعة كثيرة بمصر و غيرها"(۱)

ترجمہ: اور احمد بن اسماعیل ثانی کی اولاد میں سے حسین منتوف اور اسماعیل ثالث دو فرزند ہیں، اور حسین منتوف کی نسل مصر وغیرہ میں ایک بڑی

(۱) . عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب، ص:220، مطبوعہ مرکز تحقیقات علوم اسلامی ایران

تعداد میں ہے۔

فخر الدین رازی الشجرۃ المبارکہ میں لکھتے ہیں:

"أما أحمد صاحب الشامة فله اعقاب كثيرة و المعقب من ولده ثلاثة: إسماعيل الأحول بمصر و أكثر عقبه بها و الحسين النتيف و علي يلقب بحركات و لثلاثتهم أعقاب بدمشق"(۱)

ترجمہ: احمد صاحب الشامہ کی اولاد بکثرت ہوئی، ان کی نسل تین فرزندوں سے چلی، اسماعیل احول، مصر میں ان کی نسل بہت زیادہ ہے، اور حسین نتیف اور علی ملقب بہ حرکات، ان تینوں کی نسلیں دمشق میں ہیں۔

الدر الثمین فی انساب الطالبین میں ہے:

"والعقب من أحمد ابن اسمعيل ابن محمد ابن اسمعيل حسين المغربي الذى ذكرنا و اسمعيل"(۲)

ترجمہ: احمد بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل کی نسل سے حسین مغربی اور اسماعیل ہیں۔

نسابہ ضامن بن شدقم حسینی تحفۃ الازہار میں حسین نتیف کی اعقاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عقب أبى عبد الله الحسين المنتوف بن أبى علي أحمد العمري، و يقال لولده بنو المنتوف قال السيد فى الشجرة، فأبو عبد الله الحسين خلف ثلاثة بنين: عليا و الحسن و

---

(۱). الشجرة المباركة فى انساب الطالبية، ص: ۱۰۲، مكتبه آيت الله العظمى قم ايران

(۲). الدر الثمين فى انساب الطالبين، مخطوطه كتابخانه مجلس شورای ملی ايران

إسماعيل"[1]

ترجمہ: حضرت ابو عبداللہ حسین منتوف بن ابو علی احمد عمری کی نسل کو بنی منتوف کہا جاتا ہے، سید نے شجرے میں کہا ہے کہ ابو عبداللہ حسین نے تین فرزند چھوڑے، علی، حسن اور اسماعیل۔

ماہر انساب تواریخ شیخ تقی الدین بن علی مقریزی متوفی ۸۴۵ھ لکھتے ہیں:

"و ولد الحسين بن أحمد بن إسماعيل بن محمد بن إسماعيل بن جعفر زيدا مات ببغداد، و محمدا و إسماعيل النقيب بدمشق و أحمد و الحسن و عليا و جعفرا و لا عقب له"[2]

ترجمہ: اور حسین بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل کی اولاد میں زید جنھوں نے بغداد میں انتقال کیا، محمد، دمشق کے نقیب السادات اسماعیل، احمد، حسن، علی اور جعفر شامل ہیں، جعفر کی نسل نہیں چلی۔

سید قمر عباس اعرجی "مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالب" میں لکھتے ہیں:

"پہلی شاخ میں حسین المنتوف بن ابو عبداللہ احمد بن اسماعیل الثانی بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد دو فرزندوں سے چلی:

(۱)... ابو محمد اسماعیل عفیف الدین نقیب دمشق

(۲)... علی الاصم یلقب علوشا"[3]

یہی علی الاصم جو قدیم نوشتوں اور قلمی دستاویزوں میں قدوۃ الدین سید علی حلبی کے

---

(۱) تحفة الازهار و زلال الانوار فی نسب ابناء الأئمة الغفار، ج:۲، ص:۷۹، کتابخانه تخصصی تاریخ اسلام و ایران (تهران) ۱۳۷۸ھ

(۲) اتعاظ الحنفا باخبار الائمه الفاطمیین الخلفا، ج:۱، ص:۱۱۶، دار الکتب العلمیه بیروت

(۳).. مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالب، ص:۳۴۷-۳۴۸، مکتبہ کاظمیہ راولپنڈی ۲۰۱۷ء

نام سے موسوم ہیں، حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار کے والد گرامی ہیں، آپ کے والد بزرگ وار کے متعلق نسابہ ابن طباطبا حسینی علوی متوفی ۴۷۸ھ لکھتے ہیں:

"الحسين المنتوف بن أحمد بن إسماعيل الثاني و بنوه ذرية كثيرة جدا بالشام"(۱)

ترجمہ: حسین منتوف بن احمد بن اسماعیل ثانی کی اولاد شام میں بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہے۔

اسی طرح الفخری فی انساب الطالبین، الشجرۃ المبارکہ وغیرہ دیگر کتابوں میں تحریر ہے۔

عمدۃ الطالب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی بن حسین نتیف کے ایک فرزند علی ہوئے، اسی طرح ابن عنبہ کی اتباع میں دیگر متاخر نسابین نے لکھا، ابن عنبہ نے بھی حضرت علی الاصم کی اعقاب کا ذکر نہیں کیا بلکہ نسیب الملک عقیل کا شجرۂ نسب تحریر میں لائے، جس میں چھ واسطوں کے بعد علی بن علی الاصم کا نام آتا ہے، البتہ اتعاظ الخفا اور تاریخ دمشق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی الاصم کے دوسرے فرزند بھی ہوئے، جن میں حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار حلبی کا نام گرامی بھی شامل ہے، چناں چہ شیخ تقی الدین بن علی مقریزی متوفی ۸۴۸ھ علی بن حسین نتیف کی نسل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و ولد علي بن الحسين بن أحمد المحسن و أحمد و محمدا المعروف بأخي محسن كان سكن دمشق و لا عقب لأحمد و محمد هذين"(۲)

---

(۱) أبناء الإمام فی مصر و الشام، ص:۱٤۷، مكتبة جد المعرفة رياض

(۲) اتعاظ الحنفا باخبار الائمه الفاطميين الخلفا، ج:۱,ص:۱۱۷، دار الكتب العلميه بيروت

ترجمہ:علی بن حسین بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن جعفر سے محسن، احمد (بدیع الدین مدار) اور محمد معروف بہ اخو محسن تولد ہوئے، اخو محسن محمد نے دمشق میں سکونت اختیار کرلی تھی، احمد اور محمد کی نسل جاری نہیں ہوئی۔

اس اقتباس میں احمد سے مراد سید بدیع الدین قطب المدار ہیں، آپ غیر معقب ہیں، اصل نام احمد ہے، بدیع الدین آپ کا لقب ہے، اہل ہند کا یہ دستور رہا ہے کہ بزرگوں کے القاب اس قدر مشہور کر دیے گئے کہ ان کے اصل اسما مستور ہو گئے، مثلا خواجہ معین الدین چشتی اور قاضی حمید الدین ناگوری وغیرہ کہ ان کے اصل نام حسن اور محمد ہیں، اسی طرح سید بدیع الدین احمد قطب المدار کے جد بزرگوار حسین نتیف کو ہندی شجرات میں بہاء الدین سے ملقب کیا گیا، البتہ سیاق و سباق اور مرآۃ الانساب میں تحریر کردہ شجرۂ نسب سے آپ کا اسم گرامی حسین دریافت ہو جاتا ہے، چناں چہ نسابہ خلیل بن ابراہیم دیلمی زبیدی مختلف شخصیات کے اسما اور ان کے القاب لکھنے کے بعد رقم طراز ہیں:

”إن هناك ألقابا لحقت بكثير من الأسماء و أصبحت هذه الألقاب أو الصفات أكثر شهرة من الاسم الأول أو بديلا عنه و اليوم هناك عشاير و قبايل مشهورة حلت الصفة أو اللقب محل الاسم الحقيقي و اشتهرت به أكثر مما يعرفها الناس باسم جدها الحقيقي“[1]

ترجمہ: یقینا یہ ایسے القاب ہیں جو کثیر ناموں کے ساتھ لاحق ہیں، اور اب یہ القاب وصفات اپنے پہلے اصل نام سے زیادہ شہرت پذیر ہو گئے یا بدل

(۱). مقدمات فی علم الانساب، ص: ۸۱، مطبوعہ بغداد

دیے گئے، اور آج بھی ایسے بہت سے قبیلے اور خانوادے ہیں، جن پر حقیقی نام کی جگہ صفت یا لقب سرایت کر گیا اور وہ اس قدر مشہور ہو گیا کہ لوگ ان قبیلوں کو ان کے حقیقی جد کا نام سمجھنے لگے۔

ابن عساکر تاریخ دمشق میں آپ کا نسب نامہ اس طرح رقم کرتے ہیں:

"أحمد بن علي بن الحسين بن أحمد بن إسماعيل بن محمد بن إسماعيل بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب"(۱)

پس نتیجۃً مذکورہ کتب انساب سے ثابت ہوا کہ حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار صحیح النسب سادات میں سے حسینی جعفری سید ہیں۔

بعض مرجوح اقوال اور ان کا تحقیقی جائزہ:

تاریخی روایات اس بات پر شاہد ہیں کہ صحیح النسب سادات بھی طعن و جرح سے محفوظ نہیں، انھیں ان کی سیادت و شرافت میں مطعون کیا گیا، اسی لیے سرکار رسالت مآب ﷺ نے طعن فی الانساب کو شرک اصغر کہا چناں چہ حدیث کریم میں ہے:

"ثلاثة من الشرك بالله، التفاخر بالأحساب، و الطعن فی الأنساب و النياحة"

ترجمہ: تین چیزیں شرک اصغر ہیں، خاندانوں پر فخر کرنا، انساب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ خوانی کرنا۔

ایک دوسری حدیث میں اس طرح کے الفاظ ہیں:

"ثلاث من علم الجاهلية لا يتركهن الناس: الطعن فی

(۱). تاریخ مدینة دمشق، ج:۵، ص:۵۳، دار الفکر بیروت

النسب، والنياحة على الميت و الإستمطار بالأنواء"[1]

ترجمہ تین علم دور جاہلیت سے ہیں، جنھیں لوگ ترک نہیں کریں گے: نسب میں طعن کرنا، میت پر نوحہ کرنا، نچھتروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا۔

امام طبری نسب میں طعن کے متعلق اپنے عہد کی مرقع بیانی کرتے ہیں:

"أجرأ الناس على الطعن فى الأنساب، إنما هم القوم الذين لا ينتهون إلى محتد شريف و أصل منيف و إلا فالذي زكا مولده و طاب محتده يمنعه حرصه على نسبه أن يطعن بنسب غيره"

ترجمہ: آج لوگ نسبوں میں طعن پر جری ہوگئے، یہ وہ قوم ہے جو شریف نسب اور بلند حسب تک نہیں پہنچی، ورنہ جس کی پیدائش پاکیزہ اور نسب عمدہ ہو، اسے حرمت نسب دوسرے کے نسب میں طعن کرنے سے روکے گی۔

اس کے بعد شیخ ابوالہدی صیادی آفندی لکھتے ہیں:

"أقول كان هذا فى زمن الإمام الطبري و أما الآن فنحن فى زمن ينبح فيه الأنذال على أجلاء الرجال و تعبث فيه الأطراف بالأشراف و يهجم اللئيم على الكريم"[2]

ترجمہ: میں کہتا ہوں یہ حضرت امام طبری کے زمانے میں تھا، اور اب ہم ایسے دور میں ہیں، جس میں اجلاف جلیل القدر شخصیات کو بھونک رہے ہیں، ادنی لوگ اشراف کے ساتھ لہو و لعب پر آمادہ ہیں، اور حقیر النسب کریم

---

(۱). صوت الهزار و زيق العذار، ص: ۱۷۲، دار الكتب العلميه بيروت

(۲). الفرقان الدامغ بالحق أباطيل أهل البهتان، ص: ۱۸، مطبع هلال بالفجاله مصر ۱۹۰۶ء

النسب پر حملہ کررہا ہے۔

سرکار غوث اعظم کے نسب میں طعن:

شیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم سرکار قدس سرہ کی سیادت علی وجہ الشہرۃ مسلم و مسطور ہے، لیکن نسابین نے آپ کے نسب پر جرح کی ہے، اور یہ ثابت کیا ہے کہ آپ سید زادہ نہیں چناں چہ نسابہ ابن عنبہ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب میں لکھتا ہے:

”و قد نسبوا إلى عبد الله بن محمد بن يحي بن محمد بن الرومية و هو الأمير داؤد بن موسىٰ الثاني بن عبد الله بن موسى الجون بن عبد الله المحض الشيخ الجليل الباز الأشهب محي الدين عبد القادر الكيلاني، فقالوا:هو عبد القادر بن محمد بن جنكى دوست ابن عبد الله المذكور، و لم يدع الشيخ عبد القادر هذا النسب و لا أحد من أولاده و إنما ابتدأ بها ولده القاضي أبو صالح نصر بن أبى بكر ابن عبد القادر و لم يقم عليها بينة و لا عرفها له أحد، على أن عبد الله بن محمد ابن يحيٰ رجل حجازي و لم يخرج من الحجاز و هذا الإسم أعنى جنكى دوست أعجمي صريح كما تراه، و مع ذلك كله فلا طريق إلى إثبات هذا النسب إلا بالبينة الصريحة العادلة و قد أعجزت القاضي أبا صالح و اقترن بها عدم موافقة جده عبد القادر و أولاده له“[1]

(۱) . عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب، ص:۱۱۸، مرکز تحقیقات علوم اسلامی ایران

ترجمہ: اور کچھ لوگوں نے شیخ جلیل محی الدین عبد القادر جیلانی کو عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن رومیہ امیر داؤد بن موسیٰ ثانی بن عبد اللہ بن موسی الجون بن عبد اللہ محض کی طرف منسوب کیا ہے، اور کہا شجرۂ نسب اس طرح ہے کہ عبد القادر بن محمد بن جنگی دوست بن عبد اللہ مذکور، حالاں کہ شیخ عبد القادر نے اس نسب کا کبھی دعویٰ نہ کیا، اور نہ ہی ان کے بیٹے اس کے مدعی ہوئے، اس نسب کا دعویٰ ان کے پوتے قاضی ابو صالح نصر بن ابو بکر بن عبد القادر سے شروع ہوا، اور انھوں نے اس پر کوئی دلیل پیش نہ کی، اور نہ اس کا کسی نے اعتراف کیا، نیز عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ ایک حجازی شخص ہیں، اور یہ حجاز سے باہر نہیں نکلے، جب کہ جنگی دوست ایک عجمی نام ہے، جیسا کہ نام سے ہی واضح ہے، بایں ہمہ ان کے نسب سیادت کے ثبوت کو بغیر صریح اور درست دلیل کے تسلیم نہیں کیا جا سکتا، اور میں قاضی ابو صالح کو نسب ثابت کرنے سے عاجز کر چکا ہوں، جب کہ اس دعوائے سیادت پر ان کے دادا عبد القادر اور ان کی اولاد کی موافقت حاصل نہیں۔

نسابہ شیخ ابو المعالی سراج الدین مخزومی رفاعی متوفی ۸۸۵ھ صحاح الاخبار المعروف بحر الانساب میں لکھتے ہیں:

”و من المعلوم أن أبا صالح نصر بن أبی بکر عبد الرزاق ابن الشیخ عبد القادر الجبلي لما ابتدأ بهذه الدعوی، عورض علیها من علماء النسب و لم یقم علیها بینة شرعیة و بقیت هذه الدعوی مطویة تحت سجف الإنکار“[1]

(۱). صحاح الاخبار فی نسب السادة الفاطمیة الاخیار، ص:۴۸، مطبوعہ دار الکتب و=

ترجمہ:واضح ہو کہ جب ابو صالح نصر بن ابو بکر عبد الرزاق بن شیخ عبد القادر جیلانی نسب سیادت کا دعویٰ کرنے لگے، تو ان کے دعویٰ پر علماے نسب کی جانب سے اعتراض کیا گیا، لیکن انھوں نے اس پر کوئی شرعی دلیل پیش نہ کی، اور وہ دعویٰ پردۂ انکار میں مخفی ہو گیا۔

اس کے بعد شیخ مخزومی نے عدم ثبوت نسب پر اسباب و دلائل شمار کیے ہیں، علاوہ ازیں محقق سید عبد القادر بن محمد طبری مکی طاعنین کے اسما اس طرح نقل کرتے ہیں:

"و النسابة العمري و الرشي و ابن عبد الحميد صاحب المشكاة و تبعهم صاحب عمدة الطالب و إن كان ليس بعمدة إلا أنه وافق الجماعة فقالوا كلهم بعدم صحة هذه النسبة، فذكروا أشياء تؤيد قولهم و فصل أقوالهم العلامة ابن الساعي فى أخبار الخلفاء و جنح بعد تفصيلاته للتسليم و السكوت و كذلك الإمام سراج الدين الأحمدي المخزومي و ابن الأهدل و فى الزبدة أن الشيخ ليس بسيد، إنما هو بشتيري الأصل و آل بشتيري من هرامز فارس و قال آخرون بانقراض ذريته"(۱)

ترجمہ:نسابہ عمری، رشی اور ابن عبد الحمید صاحب مشکاۃ نے شیخ عبد القادر کے اس نسب کے صحیح نہ ہونے کا قول کیا ہے، صاحب عمدۃ الطالب نے انھی کی اتباع کی، اگر چہ وہ عمدہ نہیں، مگر اس نے جماعت کی موافقت کی، پھر

=الوثائق بغداد ۲۰۱۲ء

(۱). كشف النقاب عن أنساب الأربعة الأقطاب، ص:۱۱، فصل فى نسب القطب العارف المربى الشيخ عبد القادر الجيلانى رضى الله عنه، مطبعة خيريه ۱۳۰۹ھ

ان سب نے اپنے قول کی تائید میں چند چیزیں بھی ذکر کیں، علامہ ابن ساری نے اخبار الخلفا میں ان کے اقوال کی تفصیل نقل کی ہے، اور یہ بھی بعد تفصیل تسلیم و سکوت کی طرف مائل ہوئے ہیں، اسی طرح امام سراج الدین احمدی مخزومی اور ابن اہدل شیخ عبد القادر کے نسب سیادت کی صحت کے قائل نہیں، او زبدہ میں ہے کہ شیخ عبد القادر سید نہیں، بلکہ بشتیری ہیں، اور آل بشتیری فارس کے بڑے بادشاہوں میں سے ہے، بعض ان کی نسل کے منقطع ہونے کے قائل ہیں۔

نیز ابن طقطقی متوفی ۷۰۹ھ نے الاصیلی فی انساب الطالبین میں اور ابن زہرہ حلبی متوفی ۷۵۳ھ نے غایۃ الاختصار میں آپ کے نسب کا انکار کیا ہے، اور یہ ثابت کیا ہے کہ آپ عجمی النسل ہیں، نہ کہ ہاشمی و عربی و حسنی۔

امام کبیر شیخ احمد رفاعی کے نسب میں طعن:

آپ بھی سیادت و شرافت میں مشہور و معروف ہیں، لیکن جرح سے محفوظ نہیں، چناں چہ ابن طولون دمشقی متوفی ۹۵۳ھ لکھتے ہیں:

"و الحال أن سيدي أحمد بن الرفاعي لم يكن له عقب و لم يكن شريفا"(۱)

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ سیدی احمد رفاعی کی نہ نسل جاری ہوئی اور نہ ہی آپ سید تھے۔

نسابہ جمال الدین ابن عنبہ لکھتا ہے:

(۱). مفاكهة الخلان فی حوادث الزمان، ص:۲٤۸، دار الكتب العلميه بيروت

”و قد نسب بعضهم الشيخ الجليل سيدى أحمد بن الرفاعي إلى حسين بن أحمد الأكبر فقال:هو أحمد بن علي بن يحي بن ثابت بن حازم بن علي بن الحسن بن المهدي بن القاسم بن محمد بن الحسين المذكور و لم يذكر أحد من علماء النسب للحسين ولدا اسمه محمد و حكى لى الشيخ النقيب تاج الدين أن سيدى أحمد بن الرفاعي لم يدع هذا النسب و إنما ادعاه أولاد أولاد أولاده“[1]

ترجمہ:اور بعض نے شیخ جلیل سیدی احمد بن رفاعی کو حسین بن احمد اکبر کی طرف منسوب کیا ہے، اور ان کا شجرۂ نسب اس طرح بیان کیا: احمد بن علی بن یحی بن ثابت بن حازم بن علی بن حسن بن مہدی بن قاسم بن محمد بن حسین مذکور، جب کہ کسی نساب نے حسین کا کوئی محمد نامی فرزند ذکر نہیں کیا، اور مجھ سے شیخ نقیب السادات تاج الدین نے بیان کیا کہ سیدی احمد بن رفاعی نے اس نسب کا کبھی دعویٰ نہیں کیا، بلکہ ان کے پوتوں کی اولاد نے اس نسب کا دعویٰ کیا۔

آج پاکستانی ہمدانی شیعہ نسابین ابن عنبہ کی تقلید میں مذکورہ بالا دونوں شخصیتوں کے نسب پر جرح کرتے ہیں، اور عدم سیادت پر زور دیتے ہیں، لیکن احقر کا موقف یہی ہے کہ ان کی سیادت علی وجہ الشہرۃ مسلم الثبوت ہے۔

اسی طرح شیخ علاء الدین علی صابر کلیری، مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اور خواجہ معین الحق والدین چشتی سجزی قدس اللہ اسرارہم کے نسب میں بھی جرح کی گئی ہے،

---

(۱). عمدة الطالب فى انساب آل ابى طالب، ص:۱۹٤، عقب ابى المظفر هبة الله، مطبوعه مركز تحقيقات فارسى علوم اسلامى ايران

بلکہ صابر پاک کلیری کو صاحب مرآۃ الاسرار نے بنی اسرائیل کے انبیا کی نسل سے لکھ ڈالا، جب کہ راجح یہی ہے کہ آپ مقبول النسب سید زادہ ہیں۔

خلاصۂ امر یہ ہے کہ اکثر سادات کے نسب نامے جرح و طعن سے محفوظ نہیں، اسی طرح حضرت قطب المدار قدس سرہ کے نسب پر بغیر کسی دلیل کے مجروح اقوال نقل کیے گئے، جب کہ ان کے ضعف و سقم پر خود ان اقوال کا اختلاف شاہد ہے اور باعث استعجاب امر یہ ہے کہ ہندی تذکرہ نگاروں نے ایک شخص کو حسدا مختلف شخصیات کی نسل میں لکھ ڈالا، اب ہم مرجوح اقوال اور جعلی شجرات پر درج ذیل چند وجوہ سے گفتگو کرتے ہیں:

۱. بعضے کتب میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ حضرت قطب المدار قدس سرہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے ہیں، اس پر تین جہات سے تحقیق پیش ہے:

(ا) جن تذکرہ نگاروں نے آپ کو حضرت ابو ہریرہ کے فرزند عبد الرحمٰن کی نسل سے لکھا ہے، اور شجرہ تحریر کرتے ہوئے عبد الرحمٰن کی عقب میں مطہر پھر طاہر کے اسما ذکر کیے، جب کہ کتب انساب میں یہ کہیں ثابت نہیں کہ عبد الرحمن کے کوئی فرزند تھے، بلکہ نسب پر تحریر کردہ ایک قدیم کتاب جمہرۃ الانساب سے بھی فقط اس قدر ثابت ہے:

"و بنوه المحرز بن أبی هر یرة و عبد الرحمن بن أبی هر یرة و بلال بن أبی هر یرة و ابن ابنه عبد الرحمن بن بلال بن أبی هر یرة محدث و لأبی هر یرة أخ یقال له كُرَیم"[1]

(۱). جمهرة انساب العرب لابن حزم الاندلسی، ص:۳٦، دار المعارف مصر

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ کے فرزند محرز بن ابو ہریرہ، عبد الرحمن بن ابو ہریرہ اور بلال بن ابو ہریرہ ہیں، بلال بن ابو ہریرہ کے فرزند عبد الرحمن بن بلال بن ابو ہریرہ محدث ہیں، اور حضرت ابو ہریرہ کے ایک بھائی ہیں، جنھیں کریم کہا جاتا ہے۔

اس اقتباس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کے صاحب زادہ بلال کے ایک فرزند عبد الرحمن ضرور تھے، البتہ ان کی نسل جاری ہونے کے بابت بھی کتب انساب خاموش ہیں، کتب انساب کی خاموشی اس بات پر دال ہے کہ ان کی نسل منقطع ہے چناں چہ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے نسابہ محمد بن اسماعیل ہلالی عامری اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

”و خلاصة القول أن ذرية أبي هريرة من أولاده قد انقرضت من العامة ۱۵۰ھ، و لم يأت أحد من النسابة و المؤرخين و العلماء لهم على ذكر بعد ذلك التاريخ المشار إليه و أما ذريته من بناته أو بنات أولاده فهي الأخرى صحيحة“(۱)

ترجمہ: اور گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کی نسل سنہ ۱۵۰ھ سے منقطع ہو گئی، اور کسی نساب، مؤرخ اور عالم نے مذکورہ تاریخ کے بعد ان کی نسل کا ذکر نہیں کیا، ہاں ان کی صاحب زادیوں کی نسل یا حضرت ابو ہریرہ کے فرزندوں کی بیٹیوں کی نسل صحیح اور ثابت ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ کی نسل دوسری صدی ہجری میں ہی منقطع ہو چکی تھی، اور اسی پر کتب انساب دلالت کرتی ہیں کہ ان میں جلیل القدر صحابۂ

(۱) .. مجلة دروب الصحراء، نسل الصحابي أبو هريرة رضي الله عنه، ۲۲/مايو ۲۰۱۲م

کرام کی اولاد کا ذکر ہے، جب کہ حضرت ابو ہریرہ ایک عظیم مشہور صحابیِ رسول ہیں، کتب انساب میں ان کی اولاد کا عدم ذکر ان کے انقطاع نسب پر دال ہے۔

(۲) جن حضرات نے آپ کو نسل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکھا ہے، ان کے بیان کردہ شجرات علم الانساب کے مطابق قطعی درست ثابت نہیں ہوتے، بلکہ اصول علم نسب اور فن تاریخ کے بر عکس ہیں، مثلاً صاحب تحقیقات چشتی اور معارج الولایت نے جو شجرۂ نسب ذکر کیا ہے، اس میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت قطب المدار کے درمیان اٹھارہ واسطے ہیں، جب کہ صاحب منبع الانساب کے تحریر کردہ شجرے میں تیرہ واسطے مذکور ہیں، شجرات مندرجہ ذیل ہیں:

نمبرات	معارج الولایت	تحقیقات چشتی	منبع الانساب
۱	شاہ مدار	حضرت بدیع الدین شاہ مدار	شاہ بدیع الدین
۲	علی	محمد	علی
۳	شاہ طیفور	شاہ مغفور	شاہ کافور
۴	شاہ کافور	قطب الدین	قطب
۵	قطب	شاہ	اسماعیل
۶	اسماعیل	خلیل	محمد
۷	محمد	علی	حسن بصری
۸	حسن	حسن	بہاو الدین
۹	علی	علی	بدر الدین
۱۰	طیفور	مودود	عبد الحافظ

۱۱	بہاوالدین محمد شاہ	بہاوالدین	شہاب الدین
۱۲	بدرالدین	محمد	طاہر
۱۳	قطب الدین	شاہ	مطہر
۱۴	عمادالدین	بدرالدین	عبدالرحمٰن
۱۵	عبدالحافظ	قطب الدین	ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین (۱)
۱۶	شہاب الدین	منہاج الدین	
۱۷	طاہر	عبدالحافظ	
۱۸	مطہر	وہاب الدین	
۱۹	عبدالرحمٰن	طاہر	
۲۰	بوہریرہ (۲)	مطہر	
۲۱		عبدالباسط	
۲۲		حضرت ابوہریرہ (۳)	

تبصرہ: **اول** تو ان شجرات کے اسما کا باہمی شدید اختلاف و تضاد اس بات پر شاہد ہے کہ یہ جعلی شجرہ ہے، علم انساب میں شدبد مہارت رکھنے والا اسے قبول نہیں کر سکتا، دوم حضرت قطب المدار قدس سرہ کا سنہ ولادت ۲۴۲ھ ہے، اور حضرت ابو ہریرہ کا سال وصال ۵۹ھ ہے، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت قطب المدار کے مابین زمانہ دو صدی کو محیط ہے، مسٹر جارج کی بلیغ رائے کے مطابق ایک صدی میں زیادہ سے زیادہ پانچ پشتوں کے پیدا ہونے کا امکان ہے، بشرطے کہ رشتۂ ازدواج جلد طے

---

(۱) ... منبع الانساب، ص:۳۴۶، ترجمہ و تحشیہ: ڈاکٹر ساحل سہسرامی، ناشر مدرسہ فیضان مصطفیٰ زہرہ باغ علی گڑھ

(۲) .. معارج الولایت (قلمی)، ص:۱۰۸۱، بہ تقدیم و تحقیق: پروفیسر اقبال مجددی

(۳) .. تحقیقات چشتی، ص:۱۹۴، مطبوعہ الفیصل غزنی اسٹریٹ لاہور

ہوا ہو، نسابہ خلیل زبیدی نے وقت ازدواج بیس سال کی عمر مقرر کیا ہے، چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

"إذا كان الفرد يتزوج و عمره ۲۰/ سنة، فيكون عدد الأجيال ٥/ فی القرن"(۱)

ترجمہ: جب ایک شخص ۲۰/ سال کی عمر میں رشتۂ ازدواج سے منسلک ہو، تو پشتوں کی تعداد ایک صدی میں پانچ ہوگی۔

اس تفصیل سے واضح ہے کہ دو صدی میں اٹھارہ یا تیرہ پشتوں کا پیدا ہو جانا کسی طرح درست نہیں، بلکہ قواعد علم نسب کے بالکل خلاف ہے، اور یہ صرف جعلی اور وضع کردہ شجرہ ہے۔

(۳) معارج الولایت، منبع الانساب اور تحقیقات چشتی معتبر کتابیں نہیں، اور نہ ہی علم نسب کی اصولی کتابوں میں داخل، پروفیسر محقق اقبال مجددی معارج الولایت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"یہ کتاب قدیم تذکرہ نویسی کے طرز پر لکھی گئی ہے، غیر مستند اور سماعی باتیں بغیر نقد و تبصرہ کے نقل کر دی گئی ہیں، مشایخ چشت کے غیر مستند اور منسوب ملفوظات کے اقتباسات بغیر تردد و تأمل لیے گئے ہیں"(۲)

تحقیقات چشتی کے مصنف نور احمد چشتی ہیں، یہ کتاب لاہور کی تاریخ میں ایک ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، البتہ اس کے اندر بہت سی ایسی باتیں در آئی ہیں، جو عجلت اور بے اعتنائی پر مبنی ہیں، بالخصوص وہ شخصیات جو لاہور میں مدفون نہیں، بلکہ دوسری جگہ

---

(۱) ... مقدمات فی علم الانساب، ص:٦٨، مطبوعہ بغداد

(۲) .. احوال وآثار عبداللہ خویشگی قصوری، ص:۹۹-۱۰۰، مطبع اشرف پریس لاہور ۱۳۹۱ھ

ان کے مزارات ہیں، ان کے تعارف میں مصنف نے کافی عجلت پسندی اختیار کر کے کتاب میں تسامحات کو جگہ دی ہے، چناں چہ مصنف اپنی عجیب تحقیق پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت موصوف کی والدہ کا نام بی بی حاجرہ، حضرت والدین کے رشتہ سے قریشی ہیں، والدہ کی طرف سے جناب حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے اور والد کی طرف سے جناب حضرت ابو ہریرہ سے جا ملتے ہیں"(۱)

واضح ہو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش قبیلہ سے نہیں، بلکہ قبیلۂ ازد کی شاخ بنی دوس سے تعلق رکھتے تھے، چناں چہ علامہ ذہبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں:

"أبو هريرة الدوسي رضي الله عنه و دوس قبيلة من الأزد"(۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ اور دوس ازد کا ایک قبیلہ ہے۔

جمال الدین یوسف اتابکی متوفی ۸۷۴ھ لکھتے ہیں:

"و هو دوسي و دوس قبيلة من الأزد"(۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ دوسی ہیں اور دوس ازد کا ایک قبیلہ ہے۔

قبیلہ ازد اور قبیلۂ قریش دو الگ قبیلے ہیں، جس پر حضور ﷺ کی یہ حدیث کریم شاہد ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) ... تحقیقات چشتی، ص: ۱۹۴، مطبوعہ الفیصل غزنی لاہور

(۲). تاریخ الاسلام و وفیات المشاهیر و الاعلام، ج: 2، ص: 347، دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۹ھ

(۳) . النجوم الزاهرة فی ملوك مصر و القاهرة، ج: ۱، ص: ۱۹۷، دار الکتب العلمیه بیروت

"الأمانة فی الأزد و الحیاء فی قریش"(۱)

ترجمہ: امانت ازد میں اور حیا قریش میں ہے۔

علاوہ ازیں کتاب منبع الانساب کے متعلق جو کہا جاتا ہے کہ آج سے چھ سو سال قبل نویں صدی ہجری میں لکھی گئی ہے، درست نہیں، اس سلسلے میں قائل کی تحقیق غلط ہے یا کتاب الحاق و تحریف سے غیر محفوظ، کتاب میں ایسی بہت سی شخصیات کے تذکرے شامل ہیں، جن کا سال وصال و تولد دسویں یا گیارہویں صدی ہجری ہے، مثلاً شیخ محمد غوث گوالیاری، شیخ تاج الدین زکریا سنبھلی، شیخ جمال الدین محمد ابن فضل وغیرہ۔

دوم: اگر یہ کتاب اس قدر قدیم ہوتی تو ضرور اخبار الاخیار، کلمات الصادقین، اخبار الاصفیا وغیرہ قدیم تذکرہ جات میں بطور ماخذ اس کا استعمال ملتا، لیکن قدیم تذکرے اس کے ذکر سے خالی ہیں، بلکہ کتابت کردہ نسخے بھی تیرہویں صدی ہجری کے ہیں، مصنف کی نسل کے ایک صاحب زادہ سید منصور جھونسوی کے بقول اس کا صحیح قلمی نسخہ برٹش لائبریری لندن میں ہے، جو غدر کے وقت وہاں گیا، لیکن اس تک رسائی مشکل ہے۔

سوم: اس کتاب میں حضرت قطب المدار کا ذکر من وعن سفینۃ الاولیا سے ماخوذ ہے، اور سفینۃ الاولیا گیارہویں صدی ہجری کی کتاب ہے، اور یہ کہنا کہ صاحب سفینۃ الاولیا نے منبع الانساب سے نقل کیا ہے؛ اس لیے درست نہیں کہ دارہ شکوہ قادری نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے، ان کے اسما ذکر کیے ہیں، مثلاً اخبار الاخیار سے نقل کیا تو لکھا "شیخ عبدالحق دہلوی نوشتہ اند" اگر منبع الانساب بھی ان کے سامنے ہوتی تو ضرور اس کے حوالے سے نقل کرتے، اس لحاظ سے یا تو کتاب کسی حاسد کے الحاق کی شکار ہے یا

---

(۱) مجمع الزوائد، ج:۹، ص:۵۶۱، کتاب المناقب/رقم الحدیث:۱۶۴۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت

مصنف کتاب کا زمانۂ تصنیف گیارہویں صدی ہجری کے بعد تک محدود ہے۔

منبع الانساب کی فنی حیثیت پر نظر ڈالی جائے تو یہ کتاب اس قدر مستند نہیں کہ علم الانساب میں اس کو دیگر کتب پر ترجیح دی جائے، مصنف نے ایک مقام پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے فرزند کا نام محمد لکھا ہے، چناں چہ منبع الانساب کے مترجم نسخے میں ہے:

"حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پہلے فرزند کی نسل کا تذکرہ، اب حضرت امام جعفر صادق کے پہلے فرزند محمد کی اولاد کے بارے میں غور سے سنو..."(۱)

جب کہ حضرت امام جعفر صادق کے پہلے اور سب سے بڑے فرزند کا نام اسماعیل اعرج ہے، چناں چہ نسابہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

" كان إسماعيل من أكبر أولاد الصادق عليه السلام و أحبهم إليه، توفى فى حياة أبيه بالعريض فحمل على رقاب الناس إلى البقيع "(۲)

ترجمہ: حضرت اسماعیل امام جعفر صادق علیہ السلام کے سب سے بڑے فرزند تھے، اور امام صادق ان سے سب سے زیادہ محبت کرتے تھے، انھوں نے اپنے والد کے حین حیات عریض میں وصال فرمایا اور لوگوں کے کاندھوں پر جنت البقیع کی طرف ان کا جنازہ لے جایا گیا۔

صحاح الاخبار میں ہے:

---

(۱)... منبع الانساب، ص: ۹۴۳، بارہویں فصل، ناشر فیضان مصطفیٰ زہرہ باغ نیو آبادی علی گڑھ

(۲). الشجرة المباركة فى انساب الطالبية، ص: ۱۰۱، مكتبه آية الله العظمىٰ قم ايران

"أما اسمعيل و هو المعروف بالأعرج كان أكبر أولاد أبيه و أحبهم إليه...فدفن بالبقيع سنة ثلاث و ثلاثين و مأة"(۱)

ترجمہ: حضرت اسماعیل جو اعرج سے مشہور ہیں، حضرت امام جعفر صادق کے سب سے بڑے اور محبوب ترین فرزند تھے، آپ ۱۳۳ھ میں جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۲. بعضے کتب میں آپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے بھی لکھا گیا، لیکن وہاں یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ یہ فقط بعض کا ہی قول ہے، ورنہ جمہور اسی پر ہیں کہ آپ شریف النسب ہیں، مثلا مہربان علی کاتب بنارسی لکھتے ہیں:

"پدر بزرگوار ایشاں قاضی قدوۃ الدین نام داشت قوم سادات و برخی برانند کہ از فرزندان خلیفہ ثانی و قیل ثالث"(۲)

ان کے والد گرامی کا نام قاضی قدوۃ الدین ہے، قوم سادات سے ہیں، کچھ لوگوں کی یہ راے ہے کہ آپ خلیفہ ثانی اور کہا گیا خلیفہ ثالث کے فرزندوں میں سے ہیں۔

لہذا صدیقی النسل یا عثمانی النسل لکھنا بھی اقوال مرجوحہ میں سے ہے، جس کا کوئی اعتبار نہیں۔

۳. بعضے متاخر کتب میں مذکور ہے کہ آپ انبیاے بنی اسرائیل کی نسل سے ہیں،

---

(۱) صحاح الاخبار فی نسب السادة الفاطمية الاخيار، ص:٤٦، مطبوعه نخبة الاخبار بمبئی

(۲) .. رسالۂ نادرہ، ص:۱، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور سنہ کتابت: ۱۲۹۰ھ

اور شیخ ابو اسحاق شامی کے فرزند ہیں، اس کے مرجوح ہونے پر خود شیخ ابو اسحاق شامی کی ذات شاہد ہے، چوں کہ آپ بنی اسرائیل کی نسل سے نہیں، بلکہ حضرت علی کی اولاد سے ہیں۔

دوم: تمام تذکرہ نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کے والد گرامی کا نام قدوۃ الدین علی حلبی ہے نہ کہ ابو اسحاق شامی، اس لیے ابو اسحاق شامی کی طرف ولدیت کی نسبت اختراعی ہے۔

سوم: اس بات کو بلا دلیل تحریر کیا گیا ہے، جس کا ذکر کسی قدیم کتاب میں دریافت نہیں ہوتا، ایک کتاب بنام اقتباس الانوار میں ایمان محمودی تصنیف محمود کنتوری کا حوالہ دیا گیا ہے، لیکن اس نام کی کتاب آج تک مفقود ہے، جب کہ قاضی محمود کنتوری سیدنا قطب المدار کے نامور خلفا میں سے ہیں، اگر اس طرح کی کوئی کتاب موجود ہوتی، تو قدیم مصادر مداریہ یا پرانے تذکرہ جات میں اس کا حوالہ منقول ہوتا، یا خانوادۂ مداریہ و خانوادۂ کنتور کے پاس اس کا کوئی قلمی نسخہ محفوظ ہوتا، لیکن ہنوز بسیار تلاش و جستجو کے بعد ایسا کچھ حاصل کرنے سے قاصر رہا، ہاں قاضی محمود کنتوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف کردہ دوسری کتاب بنام "الرسالة الحالية فی معرفة المداریة" ضرور دریافت میں ہے، جس کا حوالہ تحفۃ الابرار، نزھۃ الخواطر اور تذکرۃ المتّقین میں بھی ملتا ہے، نیز اس کا ایک مطبوعہ نسخہ راقم الحروف کی نظر سے بھی گزرا ہے، اس رسالے میں قاضی محمود کنتوری درجات ولایت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فثبتت المداریة للقطب المدار أعنی السید بدیع الدین

الذی ھو ممن علیھم مدار العالم و ھم القطب إلخ...“[1]

ترجمہ: پس منصب مداریت حضرت قطب المدار یعنی سید بدیع الدین کے لیے ثابت ہے، اور یہ ان شخصیات میں سے ہیں، جن پر عالم کا مدار ہے، اور جو قطب ہیں۔

قاضی محمود کنتوری کا اس عبارت میں حضرت قطب المدار کو سید لکھنا اس بات پر صریح دلالت کرتا ہے کہ مدار پاک کو یہودی النسل کہنا ایک افترا و بہتان اور حاسدین کا وضع کردہ ہے۔

چہارم: حضرت قطب المدار کو بنی اسرائیل کی نسل سے لکھنا خود ان کی تحریرات کے خلاف ہے، جیساکہ سابق میں صاحب مرآۃ مداری کی دوسری کتاب گلستان مسعودیہ کا حوالہ گزرا۔

ثبوت نسب کے دیگر ذرائع اور سیادت قطب المدار:

۱. سادات کے اطوار و اخلاق میں اہل بیت کی اتباع و محبت کا وجود بھی ثبوت نسب میں ایک اہم شناخت رکھتا ہے چناں چہ مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالب میں ہے:

”متعلقہ خاندان کے اخلاق، علم، حلم، عمل میں اہل بیت کی پیروی ہونا بھی اہم ثبوت ہے، کسی کے سید ہونے کے ضمن میں انسان کا کردار اس کا آئینہ دار ہوتا ہے، اور جدید سائنس کہتی ہے انسان اپنے آباو اجداد سے جنسیاتی طور

---

(۱). نزھة الخواطر و بھجة المسامع و النواظر، ج:۳، ص:۲۳۹، الطبقة التاسعة فی اعیان القرن التاسع /حرف الباء، مطبوعہ دار ابن حزم بیروت ۱۹۹۹ء، بحوالہ رسالہ حالیہ

پر مشابہت رکھتا ہے، اور موروثی خصوصیات نسل در نسل منتقل ہوتی جاتی ہیں، ایک سید الفاطمی کو اہل بیت کے اسوہ پر گامزن ہونا چاہیے، البتہ نیک اور گنہ گار ہر جگہ موجود ہوتے ہیں، مگر ہر انسان اپنے اجداد سے ورثے میں کچھ نہ کچھ ضرور حاصل کرتا ہے"(۱)

واضح رہے کہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبلیغ اسلام کی وجہ سے شادی نہیں فرمائی، اخیر وقت میں جب آپ کا اپنے مادری وطن حلب میں ورود مسعود ہوا تو وہاں سے تین بھتیجے سید ابو محمد محمد ارغون، سید ابو تراب فضور اور سید ابوالحسن طیفور کو اپنے ہمراہ لے کر ہندوستان تشریف لائے، اور انھیں اپنی جانشینی میں قبول فرمایا، اس سفر کے واقعات بالعموم اکثر تذکرہ جات میں مرقوم ہیں، آج انھی ہر سہ خواجگان کی نسل مکن پور شریف ضلع کانپور میں رونق ہستی بنی ہوئی ہے، ان کا شجرۂ نسب اس طرح ہے:

"سید ابو محمد ارغون، سید ابو تراب فضور، سید ابوالحسن طیفور بن سید عبد اللہ بن سید کبیر الدین بن سید وجیہ الدین بن سید یٰسین بن سید محمد بن سید داؤد بن سید محمد بن سید ابراہیم بن سید محمد سید اسماعیل بن سید محمد بن سید اسحاق بن سید عبد الرزاق بن سید نظام الدین بن سید ابو سعید بن سید محمد بن سید جعفر بن سید محمود الدین برادر حضرت سید بدیع الدین احمد بن قدوۃ الدین علی حلبی بن سید بہاء الدین حسین بن سید ظہیر الدین احمد بن سید اسماعیل ثانی بن سید محمد مکتوم بن سید اسماعیل اعرج بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی رضی اللہ

(۱) ... مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالب، ص: ۳۔۴، مطبوعہ راولپنڈی پاکستان

تعالیٰ عنہم اجمعین"(۱)

جب ہم مشایخ مداریہ کے تذکرے پڑھتے ہیں تو ان میں محبت اہل بیت اور ان کی اتباع کا پہلو بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے، چناں چہ تذکرۃ المتّقین میں سید آل حسن قنصوری [ولادت: ۱۲۴۸ھ/وصال: ۱۳۱۹ھ کے ذکر میں تحریر ہے:

"ایشاں صائم الدہر قائم اللیل پیروِ سنت رسول اکرم ﷺ و متبع اتباع سلف صالحین خصوصا بر طریقہ حضرت سید بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار قدس سرہ عمر عزیز را بہ پابندی اوقات بسر فرمود و ریاضت و مشقت شاقہ بر خود اختیار نمود و از کسب حلال ہر روز بعد افطار روزہ نفل چہار یا پنج تولہ آرد پخت و پز نمودہ قوت خود می ساخت، و گاہ گاہی آنہم ناغہ می نمود و در جامۂ خود پیوند مختلف دوختہ داشت، از کثرت فاقہ کشی چادر بر شکم بستہ میداشت و بر کسی اظہار نمیکرد"(۲)

ترجمہ: یہ صائم الدہر اور شب بیدار تھے، رسول اکرم ﷺ کی سنتوں کے پیرو اور سلف صالحین بالخصوص حضرت سید بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار قدس سرہ کے اقوال و افعال پر کاربند تھے، اپنی عمر عزیز کو پابندیِ اوقات میں بسر فرمایا اور ریاضت و مشقت شاقہ اپنی ذات پر محبوب رکھی، ہر روز کسب حلال سے نفلی روزے کے افطار کے بعد چار یا پانچ تولہ آٹا پکا کر اپنی حیات کے لیے رکھتے تھے، اور کبھی کبھار ناغہ کر دیتے، اور اپنے کپڑے میں

---

(۱) ... ماہنامہ زندہ شاہ مدار، ص: ۲۸، اپریل ۲۰۰۷ء/آئینۂ نسب نامہ، ص: ۳۷، مطبع ابراہیم امین آباد لکھنؤ ۱۳۷۶ھ/مرآۃ الانساب، ص: ۱۵۷۔۱۵۸، مطبع رحیمی کراچی ۱۳۲۵ھ

(۲) .. تذکرۃ المتّقین، ج: ۱، ص: ۳۷، مطبع قیومی کان پور ۱۳۲۹ھ

مختلف پیوند لگائے رکھتے، فاقہ کشی کی کثرت کی وجہ سے چادر اپنے شکم پر بچھالیتے اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیتے تھے"

سید امیر حسن فنصوری سید محمد مرادار غونی متوفی ۱۲۹۹ھ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عالمی بود باعمل متقی وصائم الدہر قائم اللیل اتباع شریعت سرور عالم صلی اللہ اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بدرجہ کمال ملحوظ میداشت، در عشرۂ محرم اکثرہارا بہ بیداری زیارت جناب حسنین رضوان اللہ تعالیٰ عنہما بدیں طریق می کنانید کہ اول طالب غسل کردہ و روزہ نفل داشتہ حاضر شود، بآنوقت از شرف زیارت مشرف میشد"(۱)

ترجمہ: عالم باعمل، متقی، صائم الدہر اور قائم اللیل تھے، سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی بدرجۂ اتم ملحوظ رکھتے تھے، ماہ محرم میں اکثر حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت اس طرح کراتے تھے کہ زیارت کا خواہش مند پہلے غسل کرکے اور نفلی روزہ رکھ کے حاضر آتا اور پھر وہ اس حال میں شرف زیارت سے مشرف ہوتا"

اسی طرح تذکرۃ المتّقین جلد دوم میں بہت سے ایسے مکن پوری مشایخ کے احوال مذکور ہیں، جن میں اتباع شریعت و اہل بیت اور محبت حسینیت کے آثار نمایاں تھے، آج بھی اس خانقاہ میں ایسی اولو العزم شخصیات موجود ہیں، جن کے اخلاق و اطوار اتباع شریعت اور محبت اہل بیت سے لبریز ہیں، محبت اہل بیت کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ اس خانقاہ میں آج تک حضرات اہل بیت کے اعراس اور ان کی ولادتوں پر

(۱) ... مصدر سابق، ج:۲، ص:۶۳، فصل چہارم در ذکر مشایخ خادمان ارغوانی، مطبع قیومی کانپور

محافل آراستہ کی جاتی ہیں، اور گھر گھر فاتحہ خوانی ہوتی ہے، جابجا امام باڑے بنے ہوئے ہیں، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے کے نقشے برائے زیارت رکھے ہوئے ہیں، خاص طور پر محرم الحرام پورا مہینہ یاد کربلا سے موسوم ہوتا ہے، ان کے مبارک تذکروں سے گونجتا ہے۔

۲. حضرت شیخ محمود احمد عباسی تحقیق الانساب میں ثبوت نسب کے طریقوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کیا اس خاندان کی قرابت و مصاہرت بھی ابتدا سے ہم کفو خاندان سادات ہاشمی و فاطمی میں ہوتی رہی ہے"(۱)

اگر اس اصول کے اعتبار سے دیکھیں تو اس جزئیہ کا انطباق مشایخ مکن پور پر بدرجۂ اتم ہوتا ہے کہ آج تک اس خانوادے میں یہ دستور قائم ہے کہ رشتۂ ازدواج ہر سہ خواجگان کے علاوہ کسی سے منسلک نہیں کرتے، اور یہ ہر سہ خواجگان حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین بھتیجے حضرت سید ابو محمد ارغون، حضرت سید ابو تراب فضور اور حضرت سید ابو الحسن طیفور رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ذوات قدسیہ ہیں، حالاں کہ وہاں غیر سادات مسلم قومیں بھی آباد ہیں، انھی میں سے حضرت قاضی لہری قدس سرہ کی نسل ہے، حضرت قاضی لہری قطب المدار کے محبوب ترین خلیفہ اور آں حضرت کی درگاہ کے معمار بھی ہیں، حضرت قطب المدار کے ساتھ ماوراء النہر سے ہندوستان آئے، سید ابو محمد ارغون علیہ الرحمہ انھیں اپنا حقیقی بھائی مانتے تھے، آپ حضرت سید ابو محمد ارغون کے بغل میں مدفون ہیں، تاہم آج تک ہر سہ خواجگان کی اولاد ان کی نسل سے ازدواجی رشتہ منسلک نہیں کرتی، چوں کہ یہ غیر سادات میں سے ہیں۔

---

(۱)... تحقیق الانساب المعروف تاریخ امروہہ، ج:۴، ص:۳۲، مطبوعہ جید برقی پریس دہلی

۳. ثبوت سیادت میں یہ ایک اہم ضابطہ ہے کہ سادات پر زکات اور صدقہ لینا حرام ہے، چناں چہ حدیث صحیح میں حضرت عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن هذه الصدقات إنما هي أوساخ الناس و إنها لا تحل لمحمد و لآل محمد"(۱)

ترجمہ: بے شک یہ صدقات لوگوں کی گند گیاں ہیں، اور یہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔

مکن پوری ہر سہ خواجگان کی اولاد آج اس عمل پر سختی سے پابند ہیں کہ صدقہ و خیرات لینے سے گریز کرتے ہیں، بلکہ اپنے ادارے بھی صدقہ و زکات کے مال سے محفوظ رکھتے ہیں، یہ ان کی سیادت و شرافت پر قوی دلیل ہے۔

۴. علم انساب میں یہ قاعدہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور عام کتب انساب میں یہ درج ہے:

"الناس مأمونون على انسابهم و الناس فى انسابهم كالناس فى املاكهم"

یعنی لوگ اپنے نسبوں کے خود محافظ ہیں، اور لوگ اپنے نسبوں کے اسی طرح محافظ ہیں، جس طرح لوگ اپنے مالوں کے محافظ ہوتے ہیں۔

اسی قاعدے کی ترجمانی کرتے ہوئے محسن رضا کاظمی مدرک الطالب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

---

(۱). صحيح مسلم، ج:۲، كتاب الزكاة، باب ترك استعمال آل النبى على الصدقة، رقم الحديث:۱۰۷۲

”عرب سے وارد ہونے والے خاندان اپنے شجرات اپنے ہمراہ لائے، اور ہند میں بھی اس علم کو مروج کیا، ہزار سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود آج تک خاندان سادات میں شجرات کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ پاک و ہند میں بھی نسابین و مشجرین ورود سادات کے بعد ہر دور میں رہے ہیں، یہ شجرات خاندان میں نسل در نسل منتقل ہوتے رہے“(۱)

فتاوی رضویہ میں ایک سوال ”سادات سے ان کی سیادت کی سند مانگنا“ کے جواب میں تحریر ہے:

”اور یہ بھی فقیر بار بار فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی سید کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لیے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں، جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں، ہم ان کی تعظیم کریں گے، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں، نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے، اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا مطعون کرنا ہرگز جائز نہیں، الناس امناء علی انسابھم (لوگ اپنے نسبوں کے خود امین ہیں)“(۲)

فقیہ ابن حجر ہیثمی متوفی ۹۷۴ھ فتاوی حدیثیہ میں لکھتے ہیں:

”و أما من يشك فی شرفه و إن لم يثبت نسبه شرعا و ادعاه و لم يعلم كذبه، تعين التوقف عن تكذيبه لأن الناس مأمونون على أنسابهم فليسلم له حاله و لا ينبغي للإنسان أن يتحسى سما و هو قادر على السلامة و إذا كان المنسوبون لرجل صالح

---

(۱) ... مدرک الطالب، ص:۵، (مقدمہ) مطبوعہ راولپنڈی پاکستان

(۲) .. فتاویٰ رضویہ، ج:۲۹، ص:۵۸۸۔۵۸۹، رضا فاؤنڈیشن لاہور

يتوقاهم الناس و يعظمونهم لأجل ذلك، فما بالك بالمنسو بين إلى سيد الخلق كلهم ﷺ و شرف و كرم"[1]

ترجمہ: جس کی سیادت میں شک ہو، اور اصولی طور پر اس کا نسب ثابت بھی نہ ہو، لیکن وہ دعوائے سیادت کرے اور اس کا کذب معلوم نہ ہو، تو اس کی سیادت کی تکذیب سے توقف کرے، اس لیے کہ "الناس مأمونون علی انسابھم "(لوگ اپنے نسبوں کے خود محافظ ہیں) اور اس کے دعوائے سیادت کو تسلیم کرے، اور کسی شخص کے لیے زہر افشانی جائز نہیں، اگرچہ وہ اس پر قادر ہو، چوں کہ جو حضرات کسی نیک آدمی سے منسوب ہوں تو لوگ ان کی اس وجہ سے تعظیم و توقیر کرتے ہیں، پس ان حضرات کی کیا شان ہوگی جو ساری مخلوق کے سردار رسول کریم ﷺ اور ان کے شرف و کرم سے منسوب ہوں۔

اس قاعدے کی رو سے اگر سادات مکن پور شریف کے قدیم خاندانی نوشتوں کو دیکھا جائے تو آج تک ان نوشتوں میں جو شجرہ محفوظ ہے، وہ شجرۂ سیادت ہے، جس کی تفصیل ماسبق میں گزری، اور خاندان کے تمام افراد اس شجرۂ سیادت کی بلا افتراق تصدیق و تائید کرتے ہیں۔

---

(۱) الفتاوی الحدیثیة، ص:۲۹٤، مطلب ما الحکمة فی خصوص أولاد فاطمة بالشرف دون غیرهم من بناته ﷺ، دار الکتب العلمیه بیروت

باب سوم

بقیہ حالات زندہ شاہ مدار و تاریخ سلسلۂ مداریہ

آبائی وطن:

آپ قدس سرہ حلب میں پیدا ہوئے اور وہیں پروان چڑھے، مگر آپ کا آبائی وطن شہر مبارک مدینہ منورہ تھا، آپ کے والد گرامی نے بنو امیہ کے ظلم و تشدد سے تنگ آکر حلب کی طرف ہجرت فرمائی اور پھر وہیں پر طرح اقامت ڈالی، چناں چہ امام عروس شیخ محمد جانی بن احمد قانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "الکواکب الدراریہ" میں لکھتے ہیں:

"إن سيدنا المدار رضي الله عنه لما اتخذ آباءه طيبة مسكنا ومعاشهم فيها عيشة راضية مقطنا حاسدهم بنو اميه من الخارجين واشتد عليهم ظلم الباغين و الفاجرين فهرب منهم آباءه حين اميرهم غلب، وتوجهوا خائفين إلى مدينة حلب فسكنوا آمنين من الرهب والنهب و قاطنين بلا سغب ولا لغب، غانمين للمبرات بلا نصب ولا وصب و شاكرين الله في السر والعلن"[1]

(۱) ... الکواکب الدراریۃ، ص:، ۱۹، ۲۰، الحکایۃ الرابعۃ، مطبوعہ مجیدیہ مدراس

مولانا باقر جائسی علیہ الرحمہ نے الکواکب الدراریہ کے اردو نسخے میں اس عبارت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"سیدنا مدار رضی اللہ عنہ کے آبا اپنے پسندیدہ شہر یعنی مدینۃ الرسول علیہ التحیۃ والتسلیم میں اپنی زندگی پر سکون گزار رہے تھے، بنو امیہ کے خارجیوں نے بر بنائے حسد ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے، یہاں تک کہ فاجروں ظالموں کا امیر غالب آ گیا، تو اور بھی سختیاں بڑھیں، بالآخر آپ کے آبا نے ترک سکونت کا ارادہ کر لیا، ہر چند کہ جوار رحمت کو چھوڑنے کو جی نہ چاہتا تھا، بڑی حسرتوں سے خضریٰ کی طرف دیکھا اور بجانب حلب روانہ ہوئے، وطن عزیز کو مڑ مڑ کے دیکھتے تھے، بنو امیہ کے سب و شتم نے مجبور کر دیا اور حلب پہنچے، سکونت اختیار کر لی اور مخالفین کی طرف سے بے خوف و خطر مطمئن ہو گئے، اور تکان و بھوک کے باوجود اور درد و تکلیف کی اذیت محسوس کیے بغیر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا"(۱)

سید ولی شکوہ ارغونی علیہ الرحمہ و الرضوان اپنی کتاب "تحفۂ شکوہیہ" میں تحریر کرتے ہیں:

"آپ کے پدر بزرگوار نے خوارج کے ظلم و تشدد کی وجہ سے مدینۃ الرسول ﷺ سے ہجرت فرمائی اور شام کی طرف روانہ ہوئے شہر حلب میں پہنچے خلیفہ واثق باللہ کا دور تھا وہ بہت نیک تھا آپ کو یعنی حضرت سید قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ تعالی عنہ کو عہدۂ قضا سپرد فرمایا"(۲)

---

(۱).. الکواکب الدراریہ مترجم، ص:۲۰، ناشر ادارہ الجامعۃ العربیہ مدار العلوم مکن پور شریف

(۲)... تحفۂ شکوہیہ، ص:۱۴، مطبوعہ جبل پور ایم-پی

تعلیم وتربیت:

جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی، تو آپ کے پدر بزرگوار علی حلبی متوفیؒ ۳۱۶ھ نے آپ کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے حضرت سدید الدین حذیفہ بن قتادہ مرعشی شامی متوفیؒ ۲۵۶ھ کے سپرد کیا، آپ نے بہت ہی قلیل مدت میں حضرت حذیفہ بن قتادہ مرعشی شامی کے پاس رہ کر مختلف علوم وفنون میں دسترس حاصل کی، نیز علوم نادرہ ہیمیا سیمیار یمیا کیمیا وغیرہ بھی انھی سے حاصل کیے۔ چناں چہ صاحب مرآۃ الاسرار شیخ عبدالرحمٰن چشتی تحریر فرماتے ہیں:

”چوں آنحضرت بسن شعور صوری رسید، او را پیش استاد شریعت و طریقت آں قوم حذیفہ شامی بردند کہ تمام کتاب توریت و انجیل و دیگر کتب آسمانی حفظ داشت، وبر آں عامل بود، وبسیار خارق عادت ازوے ظاہر می شد، چنانچہ ہیچ کاہے در ولایت شام از حذیفہ شامی فوقیت نداشت، پس بدیدن جمال ولایت حضرت شاہ مدار محظوظ گشت، و آنحضرت را بفرزندیٔ معنوی قبول نمود واز کوشش تمام بتربیت آنحضرت مشغول شد، چوں آنحضرت چاشنیٔ علم لدنی در باطنش متمکن بود، در چند سال توریت وانجیل و دیگر آسمانی کتب یاد گرفت، وبر آں عامل گردید وعلم ریمیا، سیمیا، ہیمیا، کیمیا، نیز از حذیفہ شامی استاذ خود کما حقہ حاصل نمود“[1]

ترجمہ: جب حضرت مدار پاک ظاہری طور پر سن شعور کو پہنچے، تو اپنے گھرانے کے استاد شریعت وطریقت حضرت حذیفہ شامی کی بارگاہ میں لے

(۱) ... مرآۃ مداری، ص: ۱۴,۱۳، مخطوطہ خدابخش لائبریری پٹنہ

گئے، آپ مکمل کتاب توریت وانجیل اور دوسری آسمانی کتابوں کے حافظ وعامل تھے، اور بے شمار کرامتیں ان سے ظاہر ہوتی تھیں، ولایت شام میں کوئی بھی اس وقت حضرت حذیفہ شامی سے بڑھ کر نہیں تھا، آپ حضرت شاہ مدار کے جمال ولایت کو دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوئے، اور حضرت مدار پاک کو اپنی روحانی فرزندی میں قبول فرمالیا اور جان و دل سے آنحضرت کی تربیت میں مشغول ہوگئے، چوں کہ علم لدنی کی حلاوت حضرت مدار پاک کے دل میں جلوہ گر تھی، اس لیے چند سالوں میں توریت وانجیل اور دوسری آسمانی کتابوں کو یاد کرکے اس پر عامل ہوگئے، اور علم ریمیا، سیمیا، ہیمیا، کیمیا بھی اپنے استاذ حضرت حذیفہ شامی سے خوب خوب حاصل کیا"

تذکرۃ المتّقین میں ہے:

"وقتیکہ حضرت بعمر پنج سالگی رسیدند، والد ماجد آنجناب برائے تعلیم علم باستاذے کہ نامش مولانا حذیفہ شامی بود تفویض فرمود"(۱)

ترجمہ: جس وقت حضرت پانچ سال کی عمر کو پہنچے، تو آپ کے والد صاحب نے دینی تعلیم کے لیے ایک استاذ جن کا نام مولانا حذیفہ شامی تھا، سپرد فرمایا۔

مولوی محمد ظفر حسین صبا تذکرۂ روز روشن میں لکھتے ہیں:

"عارف کامل و واصل صاحب دل ست، از صغر سن بخدمت شیخ سدید الدین حذیفہ مرعشی رسیدہ، انواع علوم حتی کیمیا و سیمیا اکتساب نمودہ"(۲)

---

(۱) ... تذکرۃ المتّقین، ج:۱، ص:۵، ۶، مطبع عزیزی کانپور

(۲) .. تذکرۂ روز روشن، ص:۱۰۱، کتابخانہ رازی تہران ۱۲۹۶ھ

ترجمہ: حضرت بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ عارف کامل اور بلند رتبہ واصل تھے، چھوٹی عمر میں حضرت شیخ سدید الدین حذیفہ مرعشی کے پاس پہنچے، اور مختلف علوم وفنون بلکہ کیمیا وسیمیا کو بھی انھی سے حاصل کیا۔

دائرۃ المعارف میں ہے:

"ہمچنیں گفتہ اند کہ او علوم غریبہ ای چوں کیمیا و سیمیا را از شیخ سدید الدین حذیفہ مرعشی شامی آموختہ بود و در ایں علوم تبحری کم نظیر داشت"(۱)

ترجمہ: اسی طرح منقول ہے کہ حضرت قطب المدار نے نادر علوم مثلا کیمیا اور سیمیا کو شیخ سدید الدین مرعشی شامی سے سیکھا تھا، اور ان علوم میں تبحر حاصل کرنا کم یاب ہے۔

سید منظور فریدی اشرفی حضرت حذیفہ مرعشی شامی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ کا اصلی نام سدید الدین ہے، سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا، آپ اپنے وقت کے علامۂ دہر بھی تھے، آپ کی درسگاہ با فیض سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد لمبی ہے، آپ کے ایک مشہور شاگرد ملک العارفین حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار الحسنی الحسینی ہیں، جن سے سلسلۂ مداریہ کا اجرا ہوا"(۲)

علوم مذکورہ (کیمیا وسیمیا وریمیا وہیمیا) اور صوفیاے کرام:

علم کیمیا وغیرہ نادر اور نایاب علوم میں سے ہیں، اکثر چنیدہ صوفیاے کرام کو اس کے حصول کی طلب رہتی تھی، حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ

(۱) ... دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج:۱۱، ص:۵۸۹، مطبوعہ تہران ۱۳۸۱ھ

(۲) .. شان خواجہ، ص:۱۴۱، ناشر سید انور سادات فریدی چشتی راجستان انڈیا

عنہ وہ عظیم ترین ہستی ہیں جنھیں یہ جملہ علوم مستحضر تھے، بالخصوص آپ کی زیست میں ان نادر علوم کو لطائف اشرفی کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے، ان علوم کے بابت مولانا رومی قدس سرہ اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں۔

کیمیا و سیمیا و ریمیا　　کس نداند بجز ذات اولیا[1]

(کیمیا، سیمیا اور ریمیا ایسے علوم ہیں، جنھیں سوائے اولیا کے کوئی شخص نہیں جانتا)

حضرت غوث گوالیاری قدس سرہ چند الفاظ مخصوصہ نقل کرنے کے بعد جواہر خمسہ میں لکھتے ہیں:

"و إذا أراد حصول علم الكيميا و علم الهيميا و السيميا و الريميا، ينبغى له أن يشتغل بدعوة حركات الألفاظ المسطورة تحت كل إسم من هيميا و سيمبا و ريميا إلخ..."[2]

ترجمہ: اور جب کوئی علم کیمیا، ہیمیا، سیمیا اور ریمیا کے حصول کا ارادہ کرے، تو اسے ہیمیا، سیمیا اور ریمیا میں سے ہر اسم کے تحت ذکر کردہ الفاظ کی حرکتوں کی دعوت میں مشغول ہونا چاہیے۔

حضرت وزیر الدین چشتی نظامی اشعۃ اللمعات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"از علماے صوفیہ طریق شرائط خواندن اسم اعظم یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع دریابد، ایں مشترک ہم صفت جلالی و ہم صفت جمالی موصوف است و دعوت اسم مذکور جمیع اولیاء اللہ متقدم و متاخر کردہ اند، چنانچہ حضرت میر سید محی

---

(۱)... تاریخ سلاطین شرقی وصوفیاے جون پور، ج:۱، ص:۱۱۸۵، شیراز ہند پبلشنگ ہاوس جونپور

(۲). الجواهر الخمسة، جوهر دوم/فصل ثامن، ص:۱۰۳، دار الكتب العلميه بيروت

الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ و حضرت شاہ مدار بدیع الدین و حضرت نور قطب عالم و حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری و اکثر خواجگان چشت از تصرف ایں اسم متصرف بودہ اند چنانچہ میر سید علاو الدین کنوزی خلیفۂ حضرت سلطان نصیر الدین محمود چشتی در یک رسالہ جدا خاصیت اسم مذکور نوشتہ است کہ علم ہیمیاور یمیاو سیمیاو کیمیا ہر چہار علم از دعوت اسم مذکور نوشتہ اند الخ..."(۱)

ترجمہ: علمائے صوفیہ سے اسم اعظم "یا بدیع العجایب بالخیر یا بدیع" کے شرائط منقول ہیں، یہ اسم صفت جلالی و جمالی دونوں میں مشترک ہے، اور جملہ مقدم و موخر اولیائے کرام نے اس اسم اعظم کی دعوت دی ہے، جیسے: حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی، حضرت شاہ مدار بدیع الدین، حضرت نور قطب عالم، حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری اور اکثر خواجگان چشت اس اسم شریف کو اپنے تصرف میں لائے تھے، چناں چہ شیخ علاء الدین قنوجی خلیفہ سلطان نصیر الدین محمود چشتی عنہ نے اپنے ایک رسالے میں اس اسم کی ایک جدا خاصیت لکھی ہے کہ علم کیمیا، ہیمیا، سیمیا اور ریمیا چاروں علوم اسی اسم اعظم کی دعوت سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

بیعت و خلافت:

آپ رضی اللہ تعالی عنہ ۲۵۹ھ میں سلطان العارفین حضرت طیفور شامی المعروف بایزید بسطامی قدس سرہ متوفی ۲۶۱ھ سے بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت پایا، اس سے قبل آنحضرت ۲۵۶ھ میں اپنے والد گرامی سے بھی خلافت جعفریہ حاصل

(۱)... کفایت المفتی، ج:۲، ص:۸۲، فتوی حضرت وزیر الدین چشتی، دار الاشاعت اردو بازار کراچی

کر چکے تھے، چناں چہ شیخ حبیب اللہ قنوجی متوفی ۱۱۴۰ھ اپنی کتاب "مناقب الاولیا" میں لکھتے ہیں:

"حضرت شاہ کونین شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ پدرش علی حلبی و مادرش خاص ملک بود، شاہ از خوردسالی حلب گزاشتہ بصحبت فقرا افتاد، روے توجہ بانواع ریاضت نہاد، وبخدمت طیفور شامی عرف بایزید بسطامی استفادہ پذیرفت"(۱)

ترجمہ: حضرت شاہ کونین شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ کے والد علی حلبی اور والدہ خاص ملک تھیں، حضرت صغر سنی میں ہی حلب چھوڑ کر فقرا کی صحبت میں آ گئے تھے، اور ریاضات و مجاہدات پر توجہ مرکوز رکھی، اور حضرت طیفور شامی المعروف بایزید بسطامی سے فیض حاصل کیا۔

حضرت شیخ محمد صادق کشمیری دہلوی تلمیذ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب "کلمات الصادقین" میں تحریر فرماتے ہیں:

"زیادہ صحیح تحقیق یہ ہے کہ شاہ بدیع الدین شیخ محمد طیفور شامی کے مرید تھے، اور وہ شیخ یمین الدین کے مرید تھے، جو امام علمدار کے خاص خلیفہ تھے، یہ سلسلہ بہت ہی کم واسطوں کے باعث تمام سلاسل کی بنسبت حضور ﷺ سے قریب ہے۔"(۲)

حضرت شاہ مسعود علی قلندر الہ آبادی فصول مسعودیہ میں پیران مداریہ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

---

(۱) ... مناقب اولیا، ص:۱۰۲، مخطوطہ رضا لائبریری رامپور

(۲) .. کلمات الصادقین مترجم، ص:۵۶، مطبوعہ ادارہ نشر المعارف کراچی

”بدانکہ پیر اول حضرت سید المرسلین خاتم الانبیا ابو القاسم محمد رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیر دوم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیر سوم حضرت شاہ عبد العزیز مکی قلندر قدس سرہ؛ احوال ایشاں در سلسلۂ قلندریہ مذکور شد، پیر چہارم حضرت شاہ امین الدین شامی قدس سرہ، پیر پنجم حضرت شاہ طیفور عرف ابو یزید بسطامی قدس سرہ؛ احوال ایشاں در سلسلۂ طیفوریہ مذکور شد، پیر ششم حضرت قطب المدار بدیع الدین عرف حضرت شاہ مدار قدس سرہ“(۱)

ترجمہ: جان لے پیر اول حضرت سید المرسلین خاتم الانبیا ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، دوسرے پیر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، تیسرے پیر حضرت شاہ عبد العزیز مکی قلندر قدس سرہ ہیں، ان کے احوال سلسلۂ قلندریہ میں مذکور ہوئے، چوتھے پیر حضرت شاہ امین الدین شامی قدس سرہ ہیں، پانچویں پیر حضرت شاہ طیفور عرف ابو یزید بسطامی قدس سرہ ہیں، ان کے احوال سلسلۂ طیفوریہ میں مذکور ہو چکے، چھٹے پیر حضرت قطب المدار بدیع الدین حضرت شاہ مدار قدس سرہ ہیں۔

شیخ محمد عثمان پڑکھاوی سلسلۃ المشائخ میں لکھتے ہیں:

”در اسفار خویش بسیار مشایخ را دیدہ بود و خدمت کرد و از ایشاں فیض خلافت یافتہ نسبت ارادت ایشاں بہ حضرت بحر الحقائق و المعانی الشیخ طیفور شامی درست بود، آخر ایام شیخ طیفور خلافت دادہ مسند اقتدا و ارشاد مسلم فرمود، پس حضرت زندہ شاہ مدار اگر چہ خلافت و اجازت از بسیار مشایخ کرام یافتہ

(۱) ... فصول مسعودیہ، ص:۱۷۹، بیان پیران سلسلۂ مداریہ، مطبوعہ اصح المطابع آسی لکھنؤ ۱۳۳۱ھ

بودند، اما در شجرۂ ارادت خویش ایں سند را اختیار کردند کہ دریں سند وسائط قلیل اندو بہ فیض اقرب است من حضرت نبی ﷺ"(۱)

ترجمہ: حضرت قطب المدار نے اپنے اسفار میں بہت سے مشایخ سے ملاقات کی اور خدمت بجالائے، اور ان سے فیض خلافت پایا، ان کی نسبت ارادت حضرت بحر الحقایق و المعانی شیخ طیفور شامی سے مبنی بر صواب ہے، آخری ایام میں شیخ طیفور نے خلافت دے کر مسند ارشاد سپرد فرمایا، پس حضرت زندہ شاہ مدار نے ہر چند کہ بہت سے مشایخ سے خلافت و اجازت پائی تھی، مگر اپنے شجرۂ ارادت میں اس سند کو پسند فرمایا، چوں کہ اس سند میں کم واسطے ہیں اور نبی کریم ﷺ سے فیض میں قریب تر ہے۔

اسرار یہ کشف صوفیہ میں ہے:

"نیز گویند کہ شاہ مدار را ارادت بشیخ طیفور شامی است وے را بشیخ یمین الدین شامی إلخ..."(۲)

ترجمہ: نیز منقول ہے کہ شاہ مدار کو حضرت شیخ طیفور شامی سے شرف ارادت ہے، انھیں شیخ یمین الدین شامی سے۔

شیخ احمد اختر گورگانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "تذکرۃ الفقرا" میں خانوادۂ طیفوریہ کے بابت تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ سے جاری ہوا، آپ نے کئی خلیفہ کیے، ایک تو حضرت شیخ مسعود خرقہ شکر بار دوسرے ابراہیم خرقہ خشت

---

(۱)... سلسلۃ المشایخ، (قلمی) ذخیرۂ پروفیسر محمد اقبال مجددی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، اندراج نمبر: ۳۱۵

(۲).. اسرار یہ کشف صوفیہ، ص: ۳۱۱، ناشر رضا لائبریری رام پور

بار اور تیسرے شیخ محمود خرقہ ہزار میخی چوتھے شاہ عبداللہ مکی علم بردار، پانچویں شاہ احمد خرقہ زندہ صوف یعنی حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس اللہ سرہ، یہ حضرات طیفوریہ کہلاتے ہیں، وفات طیفور شامی کی ۱۴/ شعبان ۲۶۱ھ میں ہوئی، مزار پرانوار بسطام میں ہے"(۱)

شیخ نظام بدایونی قاموس المشاہیر میں لکھتے ہیں:

"شاہ مدار مشہور اولیاے کرام سے تھے، ان کا نام نامی بدیع الدین تھا، شیخ طیفور بسطامی کے مرید تھے، خاندان مداریہ انھی کے نام سے مشہور ہے"(۲)

علاوہ ازیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبت اویسیہ سے بھی سرفراز تھے، جب آپ ۲۶۰ھ میں حج کی سعادت سے مشرف ہوئے، تو حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں آپ کو اپنی خاص نعمتوں سے ممتاز فرمایا، بعد ازاں بحکم نبوی حضرت علی المرتضی اور آخر الزماں امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہما سے بھی فیض باطنی حاصل کیا، لہٰذا آپ کی نسبت ظاہری حضرت بایزید بسطامی سے اور نسبت باطنی حضور ﷺ اور دو روحانی شخصیتوں سے ہے، چناں چہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "ہمعات" میں رقم طراز ہیں:

"مگر آنکہ شخصے اویسی باشد، وبحسب ظاہر از جہت خرقہ بقومے منسوب گردد چنانچہ شیخ بدیع الدین مدار"(۳)

---

(۱)... تذکرۃ الفقرا، ص:۶، مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ

(۲).. قاموس المشاہیر، ج:۲، ص:۹، مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۹۲۶ء

(۳).. ہمعات، ص:۹، ہمعۂ سوم، مطبوعہ بیت الحکمت لاہور

ترجمہ: مگر اس سلسلے میں ایسا بھی ہوا کہ کوئی شخص اویسی ہوا اور ظاہری اعتبار سے کسی پیر سے بھی خرقہ پایا، جیسا کہ شیخ بدیع الدین مدار۔

شیخ وجیہ الدین اشرف اپنی کتاب "بحر زخار" میں لکھتے ہیں:

"در حقیقت از روح پیغمبر ﷺ و حضرت علی مرتضیٰ و امام مہدی تلقین و تربیت داشت بہ طریق اویسی، فاما بہ ظاہر بیعت از محمد طیفور طیفوری نمود"(۱)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ آپ نے حضور پیغمبر ﷺ، حضرت علی مرتضیٰ اور امام مہدی کی ارواح طیبہ سے بطریق اویسیہ تلقین و تربیت حاصل کی، اور ظاہری بیعت محمد طیفور طیفوری سے تھی۔

شیخ حبیب اللہ قنوجی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"از شجرہ خلیفہ رشید آں شاہ کہ شیخ مطہر بود، معلوم می شود کہ حضرت شاہ مدار از طیفور شامی خلافت داشت و او از امین الدین شامی و از عبد اللہ علمدار پیغمبر علیہ السلام و او از ابی بکر رضی اللہ عنہ و ایضًا انتساب سلسلہ بواسطۂ حضرت بایزید بسطامی بحضرت امام جعفر صادق و ایضًا طریقۂ اویسیہ داشت از روحانیت پیغمبر علیہ السلام نعمت یافت"(۲)

ترجمہ: آنحضرت کے خلیفۂ رشید حضرت شیخ مطہر ماوری کے شجرے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ مدار نے طیفور شامی سے خلافت پائی، اور انھوں نے امین الدین شامی سے، اور انھوں نے عبد اللہ علم دار پیغمبر علیہ السلام سے، اور انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے، نیز آپ کے سلسلے

---

(۱) ... بحر زخار، ج:۲، ص:۶۹۵، شعبۂ چہارم، مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی علی گڑھ

(۲) .. مناقب اولیا، ص:۱۰۲، ۱۰۳، مخطوطہ رضا لائبریری رامپور

کا انتساب حضرت بایزید بسطامی کے واسطے سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہے، علاوہ ازیں آپ نے روحانیت پیغمبر علیہ السلام سے طریقۂ اویسیہ کی نعمت پائی۔

سلسلۂ مداریہ اور اس کے خصائص:

سلسلۂ مداریہ مشہور سلاسل طریقت میں سے ایک ہے، جس کی تاریخ نہایت قدیم اور پرانی ہے، اس کے سرخیل و سرتاج حضرت شیخ سید بدیع الدین احمد قطب المدار حلبی قدس سرہ ہیں، آپ کے لقب "قطب المدار" سے ہی اس سلسلے کا انتساب والتحاق ہے، یہ سلسلہ زمانے کے اعتبار سے نہایت قدیم اور بہت کم واسطوں سے سرکار رسالت مآب ﷺ سے متّصل ہے، چناں چہ شیخ غوثی شطاری مندوی اپنی کتاب گلزار ابرار میں تحریر فرماتے ہیں:

"شیخ بدیع الدین مدار مرید شیخ محمد طیفور شامی ست، و او مرید بامراد شیخ یمین الدین شامی کہ خلیفۂ خاص امام علم دار است، ایں سلسلہ بجہت قلت وسائط از روے عدد اقرب سلاسل است"(۱)

ترجمہ: شیخ بدیع الدین مدار شیخ محمد طیفوری شامی کے مرید، اور شیخ طیفور شامی شیخ یمین الدین شامی کے مرید ہیں، جو امام علم دار کے خاص خلیفہ ہیں، یہ سلسلہ واسطے کم ہونے کی وجہ سے از روے عدد سب سلاسل میں حضور ﷺ سے قریب تر ہے۔

حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمہ اپنی کتاب جواہر خمسہ میں سلسلے کا ایک

---

(۱) ... گلزار ابرار، ص:۶۵، مطبوعہ خدا بخش لائبریری پٹنہ

عمل تحریر کرکے لکھتے ہیں:

"هذا عمل شاه مدار و هو الشيخ بديع الدين الطيفوري، و هو شيخ المدار يين، طر يقة منا إلى النبي - ﷺ - أقرب الطرق"(۱)

ترجمہ: یہ حضرت شاہ مدار شیخ بدیع الدین طیفوری کا عمل ہے، جو مداریوں کے پیرو مرشد ہیں، یہ طریقہ نبیِ کریم ﷺ سے قریب تر ہے۔

حضرت شیخ صادق دہلوی کشمیری اپنی کتاب طبقات شاہجہانی میں لکھتے ہیں:

"وے سلسلہ بجہت وسائط اقرب سلاسل در کشف و اشراق بر دلہا و ادراک معانی بغایت مرتبہ اعلی دارد"(۲)

ترجمہ: دیگر سلسلوں کی بنسبت آپ کا سلسلہ بہت کم واسطوں سے دلوں پر کشف و تجلی اور ادراک معانی کرنے میں بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے۔

شجرات طریقت اور قلت وسائط:

چوں کہ حضرت قطب المدار قدس سرہ کا سلسلہ دیگر سلاسل کی بنسبت حضور رسالت مآب ﷺ سے قریب تر ہے، لہذا ذیل میں آنحضرت کے چند موثوق بہ شجرات طریقت ذکر کیے جاتے ہیں:

شجرۂ مداریہ بصریہ:

حضرت شیخ الوقت بدیع الدین مدار، حضرت شیخ بایزید بسطامی، حضرت خواجہ حبیب عجمی، حضرت خواجہ حسن بصری، سیدنا امیر المؤمنین علی بن ابو طالب کرم اللہ

(۱). الجواهر الخمس، ص: ۳۱۰، مطبوعه بيروت

(۲) .. طبقات شاہجہانی، ص: ۶۸، باب اول، طبقۂ اولیٰ، عکسی مخطوطہ خانقاہ مکن پور شریف حویلی سجادگی

وجہہ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم "(۱)

یہ شجرہ نقل کرنے کے بعد حاشیے میں مصنف مولوی محمد عبد الرحیم ضیا تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت بدیع الدین مدار کو بیعت شیخ طیفور شامی سے بھی ہے، اور طیفور حضرت بایزید بسطامی کا نام ہے، و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ بدیع الدین مدار حضرت طیفور شامی کی طرف سے چار واسطوں سے حضرت رسالت پناہ ﷺ تک پہنچتے ہیں، اور بلاواسطہ نسبت اویسی بھی آنحضرت ﷺ سے رکھتے ہیں، وفات آپ کی ۱۷/جمادی الاول ۸۴۰ھ میں اور قبر موضع مکن پور میں کہ توابع قنوج سے ہے واقع ہے "(۲)

شجرۂ مداریہ شامیہ:

حضرت شیخ بدیع الحق و الدین قطب المدار مکن پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شیخ عبداللہ شامی، حضرت شیخ عبدالاول، حضرت شیخ امین الدین، حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سید المرسلین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ (۳)

شجرۂ مداریہ طیفوریہ:

حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار، حضرت شیخ بایزید بسطامی معروف بہ طیفور شامی، حضرت شیخ عین الدین شامی، حضرت شیخ یمین الدین شامی، حضرت عبداللہ علم بردار، خلیفۂ اول حضرت شیخ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور نبیِ کریم

(۱) ... مقالات طریقت المعروف فضائل عزیزیہ، ص:۱۷۸، مطبع متین حیدرآباد ۱۲۹۲ھ

(۲) .. مقالات طریقت، ص:۱۸۷، مطبوعہ حیدرآباد

(۳) .. النور والبہاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیا، ص:۳۷، مطبع وکٹوریہ بدایوں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (۱)

شجرۂ مداریہ طیفوریہ جعفریہ:

حضرت شیخ بدیع الدین قطب المدار مکن پوری، حضرت بایزید بسطامی، حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام محمد باقر، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم، سید الانبیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (۲)

سلسلۂ مداریہ کے دیگر اسما:

طیفوریہ اور صدیقیہ:

اگرچہ یہ سلسلہ حضرت قطب المدار سے منسوب ہوکر مشہور ہے، لیکن کتب بینی کے دوران اس کے دوسرے نام بھی سامنے آتے ہیں، بلاد عرب میں سلسلۂ مداریہ کو "طیفوریہ" اور "صدیقیہ" سے جانا جاتا ہے، چناں چہ شیخ سید کمال الدین حریری رفاعی قدس سرہ اپنی کتاب "تبیان وسائل الحقائق" میں لکھتے ہیں:

"المدار یة منسو بة إلى الشيخ العارف بالله تعالىٰ سيدى بديع الدين شاه مدار قدس سره و يقال لها الطيفور ية-نسبة إلىٰ شيخه الشيخ طيفور الشامي قدس سره السامي-كما أشر نا إليها فى باب الطاء المهملة و هي الطر يقة الصديقية أعني نسبتها إلى الإمام أبي بكر الصديق-رضي الله عنه-"(۳)

---

(۱)... السمط المجید فی سلاسل اھل التوحید، ص:۴۷، مطبوعہ حیدرآباد دکن، وکتب عامہ

(۲).. فصول مسعودیہ، ص:۵۷، مطبوعہ اصح المطابع آسی پریس لکھنؤ

(۳). تبیان وسائل الحقائق فی بیان سلاسل الطرائق، ج:۳، ص:۱۱۱، مخطوطہ استانبول

ترجمہ: سلسلۂ مداریہ حضرت شیخ عارف باللہ سیدی بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کی طرف منسوب ہے، اس سلسلے کو طیفوریہ بھی کہا جاتا ہے، اس کی نسبت حضرت بدیع الدین مدار کے شیخ طریقت طیفور شامی قدس سرہ السامی کی طرف ہے، جیساکہ ہم نے اس کی طرف طاے مہملہ کے باب میں اشارہ کیا، اور یہی سلسلۂ صدیقیہ سے موسوم ہے، اس کی نسبت حضرت امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف ہونے کی وجہ سے۔

طبقاتیہ:

علاوہ ازیں سلسلۂ مداریہ کو طبقاتیہ بھی کہا جاتا ہے، بہت سے مقامات پر سلسلۂ مداریہ کو فقط طبقاتیہ سے ہی تعبیر کیا گیا ہے، چناں چہ سید شاہ ابوالحسن قادری بیجاپوری علیہ الرحمہ اپنی کتاب مخزن السلاسل میں اپنا شجرۂ مداریہ لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"أما الخرقة الطبقاتية فواحدة وهو لبسها الفقير شاه أبو الحسن من عمه السيد نعمة الله و هو من أبيه الشاه أبو الحسن و هو من الشاه كمال الدين و هو من الشاه أحمد و هو من الشاه محمد و هو من الشاه عالم و هو من الشاه آدم و هو من السيد چمن و هو من ذى المعارف و الأسرار و التمكين و الوقار صاحب الإستقامة و الإستقرار بديع الدين الشاه مدار و هو من طيفور الشامي و هو من أمين الدين الشامي إلخ..."[1]

ترجمہ: خرقۂ طبقاتیہ کی فقط ایک سند ہے، اس کو فقیر شاہ ابوالحسن نے اپنے چچا محترم سید نعمت اللہ سے پایا، انھوں نے اپنے والد شاہ ابوالحسن سے، انھوں

(۱). مخزن السلاسل، ص: ۱۲۱، مطبوعہ انجمن دائرۃ المعارف و یلور

نے شاہ کمال الدین سے، انھوں نے شاہ احمد سے، انھوں نے شاہ محمد سے، انھوں نے شاہ عالم سے، انھوں نے شاہ آدم سے، انھوں نے سید چمن (سید جمال الدین عرف جمن جتی سے، انھوں نے صاحب معارف و اسرار، عالی مرتبت و بلند وقار، حامل استقامت و استقرار حضرت بدیع الدین شاہ مدار سے، انھوں نے طیفور شامی سے، انھوں نے امین الدین شامی سے الخ...

علاوہ ازیں صوفی محمد حسین مرادآبادی خیر البیان کے حوالے سے شیخ عبد الرزاق جھنجھانوی کے فرزند شیخ مزکی محمد مرادآبادی علیہما الرحمہ کی خلافت کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"چنانچہ جمال العالمین بندگی شاہ محمد را پنج پسر بودند، آنجناب ہماں مثال را بفرزند اعظم خود ابوالفتح شیخ مکرم از خود نوشتہ مرحمت فرمودہ بودند، و شیخ مکرم ابو الفتح را غیر از اولاد دختری در جہاں نماند، آنجناب ہماں مثال را از جانب خود نوشتہ با اجازت از خاندان قادریہ و دیگر خانوادہاے اویسیہ و چشتیہ و سہروردیہ و طبقاتیہ برادر حقیقی ولی النعمی ام قطب الزمان ابو الکرم شیخ مزکی محمد سلمہ اللہ تعالیٰ کہ امروز زیر سایۂ ذات شریف است، عنایت کردہ و قام مقام خود ساختند"(۱)

ترجمہ: چناں چہ جمال العالمین بندگی شاہ محمد کے پانچ بیٹے تھے، آنجناب نے وہی مثال خلافت اپنی جانب سے لکھ کر اپنے بڑے فرزند ابوالفتح شیخ مکرم کو مرحمت فرمادی تھی، اور شیخ ابوالفتح مکرم کا کوئی لڑکا بیٹیوں کے علاوہ دنیا میں باقی نہ رہا تھا، آنجناب نے وہی مثال خلافت اپنی طرف سے لکھ کر مع اجازت خاندان قادریہ، اویسیہ، چشتیہ، سہروردیہ و طبقاتیہ اپنے برادر حقیقی قطب

(۱)... انوار العارفین، ص:۶۱۹، مطبع منشی نول کشور

زمان، ابوالکرم شیخ مزکی محمد سلمہ اللہ تعالیٰ (جو اس وقت حضرت کے زیر سایہ تھے) کو عنایت کر کے اپنا قائم مقام بنایا۔

طبقاتیہ کی وجہ تسمیہ:

سلسلۂ مداریہ کو طیفوریہ شامیہ یا صدیقیہ کہنے کی وجہ ظاہر ہے کہ طیفوریہ حضرت بایزید بسطامی المعروف طیفور شامی کی طرف منسوب ہے، اور صدیقیہ کی نسبت خلیفۂ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب ہے، البتہ طبقاتیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جب بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے آں حضرت قطب المدار کو مقام صمدیت و اویسیت سے نوازا گیا اور دست رسالت سے نو شیریں لقمے تناول کیے تو آپ پر جملہ طبقات ارضی و سماوی منکشف ہو گئے تھے، طبق کی طرف نسبت کر کے سلسلۂ مداریہ کو طبقاتیہ بھی کہا جانے لگا، چناں چہ تذکرۃ المتّقین میں تحریر ہے:

"نہ لقمہ از دست خود نوش کنانید، لقمہ کہ از حلق فرو میرفت، احوال یک طبق از طبقات ارضی و سماوی بروی مکشوف میگشت، الغرض از عرش تا ثری بر حضرت مبرہن گردید"(۱)

حضور ﷺ نے نو لقمے اپنے دست مبارک سے حضرت قطب المدار کو کھلائے، ایک لقمہ حلق سے نیچے اترتے ہی آپ پر طبقات ارضی و سماوی کے ایک طبق کے احوال منکشف ہو گئے، غرض کہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کے احوال حضرت پر ظاہر ہو گئے۔

یہ واقعہ مرآۃ مداری میں بھی منقول ہے، پس معلوم ہوا کہ سلسلۂ مداریہ کو

---

(۱)... تذکرۃ المتّقین، ج:۱، ص:۸، مطبع عزیزی کان پور

طبقاتیہ اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت قطب المدار پر طبقات ارضی و سماوی منکشف ہو گئے تھے۔

مقامات کبریٰ سے سرفرازی:

اللہ تعالی نے آپ کو نہایت عظیم مقامات سے سرفراز فرمایا تھا، اگرچہ شہرت مقام قطب المدار سے حاصل ہوئی، لیکن اس مقام سے برتر مراتب مثلا مقام محبوبیت و صمدیت سے بھی آپ آراستہ تھے، چناں چہ شیخ لعل بدخشی [ولادت ۹۶۸ھ/م ۱۰۲۲ھ] اپنی کتاب ثمرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں:

"سید بدیع الدین قطب الادوار لقب بشاہ مدار قدس سرہ از کبرائے مشائخ ہند و عظمائے عرفائے آں دیار ست، بسیار عالی قدر و صاحب کرامات ظاہرہ و عادات فاخرہ بود، ومقامات علیہ و کمالات جلیہ و مواہب جزیلہ و احوالات سنیہ داشت"(۱)

ترجمہ: سید بدیع الدین قطب الادوار الملقب بشاہ مدار قدس سرہ ہندوستان کے کبار مشائخ اور عظیم عرفا میں سے ہیں، بہت عالی مرتبت، صاحب کرامات ظاہرہ اور عمدہ صفات والے تھے، بلند مقامات، روشن کمالات، کثیر النعم اور بلند احوال رکھتے تھے۔

مقام اویسیت:

یہ نہایت ہی اعلی مقام ہے، اس کی حصولیابی کے بعد کسی مقتدا کی حاجت نہیں رہتی، حضور ﷺ خود اپنے حجرہ انور سے اس کی رہ نمائی فرماتے ہیں، حضرت قطب

(۱)... ثمرات القدس من شجرات الانس، ص:۲۱، مخطوطہ رضا لائبریری رامپور

المدار قدس سرہ اس مقام پر فائز تھے، آپ کو بلاواسطہ حضور ﷺ، حضرت علی مرتضیٰ اور امام مہدی آخر الزماں رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے باطنی اویسی فیض حاصل ہوا، جیسا کہ سابق میں دلائل کے ساتھ گزرا، علاوہ ازیں حضرت شیخ سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی مقام اویسیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"شیخ بدیع الدین الملقب شاہ مدار ایشاں نیز اویسی بودہ اند وبسے مشرب عالی داشتند وبعضے علوم نوادر از ہیمیاو سیمیاو کیمیاو ریمیا ازایشاں معائنہ شد کہ نادر ازیں طائفہ کسے راباشد"(۱)

ترجمہ: شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار بھی اویسی تھے، اور بہت بلند مشرب رکھتے تھے، بعضے نادر علوم ہیمیا، سیمیا، کیمیا اور ریمیا ان سے ظہور پذیر ہوئے کہ نادر ہی گروہ اولیا میں سے کسی کو حاصل ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن چشتی [ولادت: ۱۰۱۹ھ/وفات: ۱۰۹۴ھ] تحریر کرتے ہیں:

"الغرض پیش از تشریف آوردن شاہ مدار در ہندوستان خانوادۂ اویسیہ انتشار نیافتہ بود، بعضے مشائخ ہند ازیں مقدمہ واقف نشدہ بودند، چوں حضرت شاہ مدار آمد وایں مشرب عالی قدر شائع ساخت"(۲)

ترجمہ: غرض یہ کہ حضرت شاہ مدار کی تشریف آوری سے قبل ہندوستان میں نسبت اویسیہ نہیں پھیلی تھی، بعضے مشائخ ہند اس نسبت اویسیہ سے ہی نا آشنا تھے، جب حضرت شاہ مدار تشریف لائے، تو انھوں نے اس عالی قدر مشرب کو شائع کیا۔

---

(۱) ... لطائف اشرفی، ۳۵۴، لطائف اشرفی، ج: لطیفہ چہاردہم، نصرۃ المطابع دہلی

(۲) .. مرآۃ مداری، ص: ۴۱، مخطوطہ خدابخش لائبریری پٹنہ

مقام قطب المدار:

آپ کو اس مقام پر اتنی شہرت ملی کہ یہ منصب آپ کا اسم ثانی بن گیا اور مطلق قطب المدار، مدار اعظم، مدار عالم، مدار العالمین وغیرہ سے آپ ہی کی ذات مفہوم ہونے لگی، حتیٰ کہ آپ کا سلسلہ بھی اسی نام سے موسوم ہوا، عرب وعجم میں کوئی ذات آپ کے علاوہ اس مقام ومنصب سے موسوم ومشہور نہیں، چناں چہ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم بزرگ شیخ غلام علی دہلوی علیہ الرحمہ اقطاب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حق سبحانہ اجرائے کارخانۂ ہستی و توابع ہستی قطب مدار را عطا می فرماید، و ہدایت و ارشاد و رہنمائی گمراہان بدست قطب ارشاد می سپارد، بعد ازاں فرمودند کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند"(۱)

ترجمہ: حق سبحانہ نظام دنیا اور اس کے متابعات کو چلانے کی خدمت قطب المدار کو عطا فرماتا ہے، اور گمراہوں کی رہ نمائی اور ہدایت قطب الارشاد ہی کے سپرد فرماتا ہے، اس کے بعد فرمایا کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ قطب المدار تھے۔

مقام صمدیت:

یہ بھی نہایت عظیم مقامات میں سے ہے، سالک اس مقام پر پہنچ کر کھانے اور پینے کی حاجت محسوس نہیں کرتا، اس پر انوار صمدیت ظاہر ہونے لگتے ہیں، چناں چہ خواجہ محمد پارسا [ولادت ۷۳۹ھ/م ۸۲۲ھ] اپنی کتاب "تحفۃ السالکین" میں تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱)... درالمعارف، ص: ۱۴۸-۱۴۷، مطبوعہ محبوب المطابع دہلی

"مقام جوع رامقام صمدیت گویند، وھو مقام عال لہ اسرار و تجلیات"(۱)

ترجمہ: مقام جوع (بھوک) کو مقام صمدیت کہتے ہیں، اور یہ ایک بلند مقام ہے، جس کے کافی اسرار و تجلیات ہیں۔

حضرت سید بدیع الدین احمد مدار حلبی قدس سرہ النوری اس مقام پر بدرجۂ اتم فائز تھے، حضور ﷺ نے آپ کو یہ مقام ساحل مالابار کے نزد کھمبات پر عطا فرمایا تھا، اس کے بعد آپ نے تمام عمر خورد و نوش اور حدث کی حاجت محسوس نہ کی، جنسی خواہش، تبدیل لباس اور سونے وغیرہ کی حوائج شرعیہ آپ کو لاحق نہ ہوئیں۔ چناں چہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "اخبار الاخیار" میں تحریر فرماتے ہیں:

"گویند کہ وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود، تا دوازدہ سال طعام نخوردہ، ولباسے کہ یک بار پوشیدہ، بار دیگر احتیاج بہ تجدید غسل او نشدہ"(۲)

ترجمہ: کہتے ہیں کہ آنحضرت مقام صمدیت پر فائز تھے، جو سالکوں کا ایک مقام ہے، بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا، لباس جو ایک بار پہنا دوسری مرتبہ اس کو دھونے کے حاجت محسوس نہ ہوئی۔

شیخ عبد الرحمٰن چشتی مرآۃ مداری میں لکھتے ہیں:

"حضرت شاہ مدار عین خارق عادت شدہ بود کہ طعام و آب نمی خورد و جامہا کہ بہ بدن مبارکش رسیدہ بودند، گاہے کہنہ و افسردہ نمی شدند، بعضے صوفیا مثل صوفی حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی وغیرہ در مصنفات خود می نویسد کہ چوں

---

(۱) ... تحفۃ السالکین، ص:۱۱، مطبوعہ افغانی دار الکتب لال کنواں دہلی

(۲) .. اخبار الاخیار، ص:۳۲۶، مطبوعہ تہران

عارف باللہ بمقام صمدیت می رسد دراں حال محتاج بہ اکل و شرب نمی شد"(۱)

ترجمہ: حضرت شاہ مدار مظہر کرامات ہو گئے تھے کہ نہ کھانا کھاتے اور نہ پانی پیتے، اور جو کپڑے آپ کے بدن مبارک سے لگ گئے، وہ نہ کبھی پرانے ہوتے اور نہ میلے، بعض صوفیا جیسے صوفی علاء الدولہ سمنانی اپنی تصنیفات میں رقم فرماتے ہیں کہ جب عارف باللہ مقام صمدیت پر فائز ہوتا ہے تو اس حالت میں کھانے پینے کا محتاج نہیں رہتا۔

مقام محبوبیت:

یہ مقام غوثیت و قطبیت سے بھی اونچا ہے، جسے رسول کریم ﷺ کی عنایت و توجہ کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا، چناں چہ شیخ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر "فتح العزیز" میں رقم طراز ہیں:

"ایں مرتبہ ازاں مراتب است کہ ہیچ کس را از بشر نہ دادہ اند، مگر بطفیل ایں محبوب مقبول (رسول اللہ ﷺ) برخے از اولیاے امت است، او را شمّۂ محبوبیت آں نصیب شدہ، مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم و سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرھما"(۲)

ترجمہ: یہ وہ مرتبہ ہے جو کسی انسان کو نصیب نہ ہوا، مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے مقام محبوبیت کا کچھ حصہ اولیاے امت تک پہنچا، پھر یہ حضرات اس کی برکت سے مسجود خلائق اور محبوب قلوب ہوئے، جیسے حضرت غوث الاعظم اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا قدس اللہ

(۱) ... مرآۃ مداری، ص:۵۸-۵۹، مخطوطہ خدا بخش لائبریری ۱۳۰۴ھ

(۲) .. فتح العزیز (تفسیر عزیزی، ص:۳۲۲، مطبوعہ افغانی دار الکتب لال کنواں دہلی

اسرار ہما۔

جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، تو اس میں چند نشانیاں نمودار ہو جاتی ہیں:

(۱) نورانیت اس کے جسم کے ذرے ذرے میں سرایت کر جاتی ہے، اور وہ جمال و جلال میں یگانہ بن جاتا ہے کہ کعبے کا پرتو اور طور کا جلوہ اس میں نظر آنے لگتا ہے۔

(۲) مرجع خلائق اور ہر دل عزیز ہو جاتا ہے۔

(۳) لوگ اس کے جمال ولایت کو دیکھ کر بے اختیار سجدہ کرنے لگتے ہیں، یعنی مسجود خلائق ہو جاتا ہے۔

شیخ عبد العزیز محدث دہلوی ان نشانیوں کے طرف اشارہ کرتے ہوے لکھتے ہیں:

"در نشیمن دوازدہم محبوب نازنینے، ماہ جبینے بلکہ کعبہ مثالی کہ تجلیٔ جمال الٰہی بدن او را آشیانہ خود ساختہ و طور تمثالی کہ انوار حسن ازلی بر آں تافتہ شاں بمحبوبیت الٰہی در و جلوہ گر شدہ صید دلہا بجاذبۂ محبت می کند، و ہزاران ہزار عاشق حسن ازلی دیوانہ وار بے توقع منفعت و استفادہ کمالی از دور دست بجاذبہ کمند او دویدہ می آیند، بر آستانۂ او سجدات می کند و مشتاق لمعہ از جمال او می شوند"(۱)

ترجمہ: اور بارہویں نشست گاہ میں ایک نازنین محبوب ماہ جبیں بلکہ کعبہ مثال محبوب جلوہ فرما ہے، جس کے جسم مقدس کو جمال الٰہی کی تجلی اپنا آشیانہ بنائے ہوئے ہے، اور وہ طور پیکر مطلوب، جس پر حسن ازلی کے انوار چمک رہے ہیں، اور اس میں محبوبیت الٰہی کی شان جلوہ گر ہے، اور وہ محبت کی کشش کے ساتھ دلوں کا شکار کر رہا ہے، اور حسن ازلی کے لاکھوں عاشق دیوانہ وار

(۱) ... تفسیر عزیزی، ص: ۳۲۲، مطبوعہ افغانی دار الکتب لال کنواں دہلی

کسی نفع اور کمال حاصل کرنے کی توقع کے بغیر دور دور سے اس کی کشش کی کمند میں ہاتھ ڈالے بھاگے آرہے ہیں، اور اس کے آستانے پر سجدہ کررہے ہیں، اور اس کے جمال کی ایک جھلک کے مشتاق ہیں۔

آپ قدس سرہ مذکورہ بالا تمام علامات کے جامع تھے، نورانیت آپ کے جسم مبارک میں جاگزیں ہوگئی تھی، اسی باعث آپ اپنے جمال جہاں آرا پر نقاب ڈالے رہتے تھے، ایک نقاب بھی اٹھ جاتا، مخلوق خدا سجدہ ریز ہوجاتی، بہت سے لوگ آپ کے جمال ولایت کو دیکھ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے، چناں چہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں:

"اکثر احوال برقع بر رو کشیدہ بودی گویند ہر کہ را نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجود کردے"(۱)

ترجمہ: زیادہ تر چہرے پر برقع ڈالے رہتے تھے، جس کی نظر آنحضرت کے جمال پر پڑتی، بے اختیار سجدے میں گر پڑتا۔

جب حضرت شیخ حسین معز بلخی فردوسی قدس سرہ نے آپ کے چہرۂ انور کو دیکھا، تو وہ بھی بے اختیار سجدہ ریزی سے محفوظ نہ رہ سکے، حالاں کہ وہ ایک متشرع عارف باللہ تھے، چناں چہ شیخ عبدالرحمٰن چشتی تحریر فرماتے ہیں:

"چوں حضرت حسین معز بلخی بخدمت حضرت شاہ مدار رسید، آنحضرت از کمال مہربانی برقع از روے مبارک کشید، شیخ حسین بمشاھدۂ جمال ولایت آنحضرت بے اختیار کشتہ سر بر زمین آوردو ایں بیت بداہتہً خواند ؎

کہ می گوید کہ حق صورت نہ بندد

---

(۱)... اخبار الاخیار، ص:۳۲۸، مطبوعہ تہران

من اینکہ دیدہ ام ذات مصور"(۱)

ترجمہ: جب حضرت حسین معز بلخی حضرت شاہ مدار کی خدمت میں پہنچے، تو آنحضرت نے کمال مہربانی سے اپنے چہرۂ مبارک سے نقاب اٹھا دیا، شیخ حسین نے آنحضرت کے جمال ولایت کو دیکھ کر سر زمین پر رکھ دیا، اور برجستہ یہ شعر پڑھنے لگے ؎

کہ می گوید کہ حق صورت نہ بندد

من اینکہ دیدہ ام ذات مصور

کون کہتا ہے کہ حق صورت اختیار نہیں کرتا، میں نے اس وقت ذات مصور کو دیکھا ہے۔

اسی طرح آپ مرجع خلائق بھی تھے، جہاں آپ طرح اقامت ڈالتے، وہاں لوگوں کا جم غفیر جمع ہو جاتا، اور لوگ آپ کی نقاب کشائی کے منتظر رہتے، چناں چہ فاتح بلگرام شیخ سید محمد صغریٰ بلگرامی متوفی [ولادت ۵۶۴ھ/م ۶۴۵ھ] شیخ بدر الدین غزنوی سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قطب الاولیا خواجہ سید عماد الدین بلگرامی نے خلوت میں دیکھا تمام انبیا اور اولیا کی روحیں عرش پر ذکر الٰہی میں مشغول ہیں، شاہ بدیع الدین مدار بھی حاضر ہیں، جب صبح ہوئی، شاہ بدیع الدین مدار کو بلا کر فرمایا، تمھارا مرتبہ بلند ہوگا اور مدعا حاصل ہوگا، میں آج تمھارے اخلاص سے متاثر ہوں، اس جگہ رہو تاکہ سلوک کی سیر کریں کہ ایک دوسرے کی صحبت غنیمت ہے، چند روز

---

(۱)... مرآۃ الاسرار، ص:۶۳۱، مخطوطہ اورینٹل پبلک لائبریری، سال کتابت ۱۲۲۰ھ/مرآۃ مداری، ص:۸۴، ۸۵، مخطوطہ خدا بخش لائبریری سنہ کتابت ۱۳۰۴ھ

ایک دوسرے کے ساتھ رہے، اس کے بعد لوگ شاہ بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ہجوم در ہجوم آنے لگے "(۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"طریق او بسیار جذب خلائق بود، عوام بسیار ایشاں گرد آمدند، و شہرتے عظیم شد "(۲)

ترجمہ: ان کا طریقہ مخلوق میں بہت کشش والا تھا، عوام بہت ان کے ارد گرد آتی اور حلقہ بگوش ہو جاتی، اس طرح ایک بڑی شہرت ہو گئی۔

شیخ نذیر اکرم نعیمی مرداآبادی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "حیات شاہ عالم" میں ریحانۃ الابرار سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت خواجہ سید محمد سراج الدین شاہ عالم رحمۃ اللہ تعالی علیہ خود ارشاد فرماتے ہیں ربیع الاول شریف ۸۳۴ھ کی ایک دل نواز رات کو حالت مراقبہ میں یکے بعد دیگرے پانچ بزرگان دین کی ارواح مقدسہ نے مجھے مرتبۂ محبوبیت عطا ہونے کی بشارت سے سرفراز فرمایا اور انت محبوب اللہ کہہ کر خطاب فرمایا ان بندگان دین کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) پیران پیر دستگیر حضرت سید عبدالقادر غوث اعظم جیلانی حسنی الحسینی المتوفی ۶۲۷ھ (۳)

(۲) سلطان الہند حضرت خواجہ سید غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۲۷ھ

---

(۱) ... رسالۂ عمادیہ، (قلمی) مملوکہ مولانا نور الحسن اویسی مصباحی سیف آبادی

(۲) .. اخبار الاخیار، ص: ۳۲۷، مطبوعہ تہران

(۳) .. اصل کتاب میں کتابت کے سہو یا کسی اور وجہ سے یہی سال وفات مذکور ہے، جو کہ غلط ہے، آپ کا صحیح سال وصال ۵۶۱ھ ہے۔

(۳) سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۲۵ھ

(۴) سلطان الواصلین حضرت خواجہ سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۳۸ھ

(۵) سید الاقطاب حضرت خواجہ سید جلال الدین حسین جہانیاں جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۸۵ھ"[1]

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو آپ دیگر اولیاے کرام کی بنسبت اس مقام پر بدرجۂ اتم فائز نظر آتے ہیں، اگر چہ آپ کو ان مراتب عظمی سے بھی بلند مرتبہ یعنی عبدیت پر بھی سرفرازی بخشی گئی، یہاں انھی مشہور مقامات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ہندوستان میں آمد:

حضرت سید بدیع الدین احمد حلبی ۲۸۲ھ بحکم نبوی ہندوستان تشریف لائے، سب سے پہلے آپ کا ورود مسعود گجرات کے اندر کھمبات کے نزد ایک اونچی پہاڑی پر ہوا، جہاں آپ کو حضور ﷺ نے مقام صمدیت سے شرف بخشا، چناں چہ سید امیر حسن فضوری تذکرۃ المتّقین میں لکھتے ہیں:

"حضرت نبی اکرم ﷺ دوبارہ مشمول عواطف فرمودہ بعطاے نعماے غیر مترقبہ سرفراز نمودند، و حضرت قطب المدار را حکم فرمودند کہ بہندوستان رفتہ در امر حق سعی بکار برے، چنانچہ از آنحضرت ﷺ اجازت حاصل کردہ عازم ہند گشتند... حضرت قطب المدار در نواحیٔ کالنجر و گجرات

(۱)... حیات شاہ عالم، ص:۹۵، ناشر خانقاہ شاہ عالم احمد آباد گجرات

وغیرہ افاضہ عام فرمودہ متوجہ دربلاد ہند گشتند "(۱)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری مرتبہ خصوصی عنایات فرماکر زریں نعمتوں سے سرفراز فرمایا، اور حضرت قطب المدار کو ہندوستان جاکر امر حق کی تعمیل کا حکم دیا، چناں چہ آنحضرت نے اجازت حاصل کرکے ہندوستان کا قصد کیا... حضرت قطب المدار کالنجر، گجرات وغیرہ علاقہ جات میں تبلیغ اسلام فرماتے ہوئے بلاد ہند کی طرف متوجہ ہوئے۔

چناں چہ ڈاکٹر محمد اقبال احمد جونپوری ہندوستان میں آپ کی آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"سرکار قطب المدار کی بلند اخلاقی اور فیض رسانیِ عالم کا اس بات سے اندازہ لگائیے کہ ہندوستان جیسے اوہام پرست ملک میں آپ تیسری صدی ہجری میں بحکم سرور کائنات ﷺ رونق افروز ہوئے، یہ وہ دور تھا جب یہاں مسلمانوں کا نام و نشان نہ تھا، فاتح سندھ محمد بن قاسم کی قائم کردہ حکومت زوال پذیر ہوچکی تھی "(۲)

آپ کے تبلیغی کارنامے:

آپ کا دائرہ تبلیغ وارشاد اس قدر وسیع وعریض ہے، جو حصار قلم میں نہیں آسکتا، تاہم متحدہ ہندوستان جس میں پاکستان بنگلہ دیش افغانستان برما اور شری لنکا بھی شامل تھے، ان کے علاوہ عرب، بصرہ، روم، ایران، عراق، روم، بخارا، سمرقند، تاشقند، افریقہ، امریکہ، جرمن، ترکی وغیرہ کے اسفار و رحلات کا تذکرہ تاریخی کتابوں میں

(۱)... تذکرۃ المتّقین، ج:۱، ص:۷، مطبع عزیزی کانپور

(۲).. تاریخ سلاطین شرقی وصوفیاے جونپور، ص:۱۴۳-۷، مطبوعہ شیراز ہند پبلشنگ ہاؤس

دریافت ہوتا ہے، چناں چہ سید محمد کبیر ابوالعلا دانا پوری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے، کہتے ہیں کہ وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے، اور نہ ان کا کپڑا کبھی میلا ہوتا تھا، اور نہ اس پر مکھی بیٹھی تھی، اور ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا، نہایت حسین اور جمیل تھے، چاروں کتب سماوی کے حافظ اور عالم تھے، لوگ کہتے ہیں کہ ان کی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی، واللہ اعلم، اور تمام دنیا کا سفر انہوں نے بھی کیا تھا، اور اپنے وقت کے قطب مدار تھے، اسی لیے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں"(۱)

ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی اپنی کتاب "تذکرۂ مشائخ عظام" میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت شاہ مدار کا دائرۂ تبلیغ و ارشاد کافی وسیع تھا اور درازی عمر کے سبب کافی سے کافی لوگوں کو آپ سے فیضیاب ہونے کا موقع میسر آیا، ایک ایک مجلس میں ہزار ہا ہزار لوگ تائب ہو کر بیعت ہوتے"(۲)

خلفاے قطب المدار:

آپ کے مجاز و ماذون خلفا کی ایک بڑی تعداد ہے، جنھوں نے آپ سے خرقۂ خلافت پایا، پھر وہ فیض اتصال تواترا جاری رہا، یہاں تک کہ متاخرین بھی اس سے مستفیض و مستنیر ہوئے، چناں چہ شیخ غوثی شطاری گوالیاری اپنی کتاب "گلزار ابرار" میں ایک درجن خلفا کے حالات رقم کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"دیگر ہر کدام ازیں بزرگواران نگارش دیدہ در ہر عصرے پیہم جانشین دارند کہ پیوستہ نام و کردار پیشوایان متّصف بودہ، کارگزاری و رسم سلسلہ داری بہ

(۱) ... تذکرۃ الکرام المعروف تاریخ خلفاے عرب و اسلام، ص:۴۹۳، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی
(۲) .. تذکرۂ مشائخ عظام، ص:۳۸۵، مطبوعہ کمال بکڈپو گھوسی

تقدیم می رسانند، امید کہ آرزو مندے دیگر بہ نگارش احوال صفوت مآل کسانے کہ ازما بہ غیب اندرند، سعادت نامہ برائے نجات آخرت خود مسجل گرداند"(۱)

ترجمہ: صدر الذکر بزرگواروں کے سوا ان میں سے ہر ایک کے جانشین بھی علی الاتصال ہر ایک عہد میں ہوئے ہیں، جو ہمیشہ اپنے پیشواوں کے احوال و افعال کے ساتھ متّصف تھے، کارگزاری اور رسم سلسلہ داری ادا کیا کرتے تھے، امید ہے کہ کوئی اہل شوق صاحب ان اصحاب کا تذکرہ جن کے حالات پر راقم کو علم حاصل نہیں؛ لکھ کر اپنی اخروی نجات کے واسطے سعادت نامہ مزین بہ مہر فرمائے۔

شیخ صادق کشمیری دہلوی اپنی کتاب "طبقات شاہجہانی" میں تحریر فرماتے ہیں:

"احیائے اموات وعدم اکل و شرب و سپیدی جامہ ہا بے شست و شوے گاذر از اجلہ کرامات اوست، واورا خلفائے نامدار واصحاب کامگار بسیار بودند، ہمہ بظاہر شریعت آراستہ"(۲)

ترجمہ: مردوں کو زندہ کر دینا، کھانے اور پینے سے بے نیاز ہونا، دھوبی کے دھوئے بغیر کپڑوں کا سفید رہنا آنحضرت کی عظیم کرامات میں سے ہیں، ان کے مشہور اور اقبال مند خلفا بہت ہوئے ہیں، سب ظاہر شریعت سے آراستہ تھے۔۔۔

شیخ حبیب اللہ قنوجی اپنی کتاب "مناقب اولیا" میں لکھتے ہیں:

---

(۱)... گلزار ابرار، ص:۶۷، مطبوعہ خدا بخش لائبریری پٹنہ

(۲) .. طبقات شاہجہانی، ص:۶۸، طبقۂ اولیٰ، باب اول در بیان سادات واولیا، عکسی مخطوطہ خانقاہ مکن پور شریف حویلی سجادگی

"کمالات و سیر مقامات آں شاہ در عالم ظاہر است، احتیاج بیان ندارد و منجملہ خلفاے آں شاہ قاضی محمود گرگ دانشمندان و پسرش متھے مدار کہ مزارش در کنتور ظاہر است و شیخ سیلکے عاشق شاہ کہ مرقدش در ماور باہر است و از شیخ حمید خلافت یافت و از او شیخ عبد الغفور کہ در کوالیار مزارش ہویدا است و منجملہ خلفاے رشید اجمل بود کہ از او شیخ بڈھن بہرائچی خلافت یافت و از او شیخ درویش قاسم اودھی و از او شاہ عبد القدوس و از او شیخ درویش قاسم و از او شیخ جلال تھانیسری و از او شیخ نظام تھانیسری خلافت داشت منجملہ خلفا مولانا حسام الدین بود و خلیفہ رشید سید جمال اللہ عرف جمن کہ در ہیلسہ مزارش پیدا ے و بابا سدھن کجراتی و لعل دیوانہ و برق دیوانہ شیخ بھیکہ و شیخ ہبت اللہ و قاضی شہاب پرکالہ آتش و سید احمد بادیا و سلطان شمس الدین ثانی و خواجہ طیفور و ارغون و فنصور"(۱)

ترجمہ: آنحضرت کے کمالات و مقامات دنیا میں ظاہر ہیں، محتاج بیان نہیں، آنحضرت کے جملہ خلفا میں سے قاضی محمود گرگ دانشمندان اور ان کے لڑکے میٹھے مدار ہیں، ان کا مزار کنتور میں مرجع خلائق ہے، اور شیخ عاشق شاہ سیلکے جن کا مزار شریف ماور میں مرجع خلائق ہے، انھوں نے شیخ حمید سے خلافت پائی, اور انھی سے شیخ عبد الغفور نے خلافت پائی(۲) کہ گوالیار میں ان کا مزار شریف مرجع انام ہے، اور آنحضرت کے جملہ خلفا میں سے خلیفۂ رشید

---

(۱) ... مناقب اولیا، ص: ۱۰۳، مخطوطہ رضا لائبریری رامپور

(۲) .. شیخ عبد الغفور عرف باباکپور گوالیاری قاضی حمید سے بیعت نہیں تھے، بلکہ حضرت سید راجے دہلوی سے بیعت ہوئے، جو حضرت شیخ حمید سے بیعت و مجاز تھے

سید اجمل [بہرائچی] تھے، جن سے شیخ بڈھن بہرائچی نے خلافت پائی، اور ان سے شیخ درویش قاسم اودھی نے، اور ان سے شاہ عبد القدوس [گنگوہی] نے، اور ان سے شیخ جلال تھانیسری نے، اور ان سے شیخ نظام تھانیسری نے خلافت پائی، آنحضرت کے جملہ خلفا میں سے مولانا حسام الدین تھے، نیز سید جمال اللہ عرف جمن بھی آپ کے ہی خلیفۂ رشید ہیں، کہ [ہیلسہ] بہار میں ان کا مزار شریف زیارت گاہ خاص و عام ہے، اور بابا سدھن گجراتی، لعل دیوانہ، برق دیوانہ، شیخ بھیکہ، شیخ ہبت اللہ، قاضی شہاب پرکالہ آتش، سید احمد بادیاپا، سلطان شمس الدین ثانی، خواجہ طیفور، ارغون، فنصور آنحضرت کے خلفا میں سے ہیں۔

صاحب تحفۃ الکرام میر علی شیر قانع تتوی متوفی ۱۲۰۳ھ تحریر فرماتے ہیں:

"آں قطب مدار آسمان ولایت طریقہ خاصے داشتہ، مستفیدان آں طریقہ لاتعد ولا تحصٰی، بچند رجال اشہر صحابش، اصحاب اعقابش اکتفامی رود و مدفنش در مکن پور، فوتش ۸۴۰ھ"(۱)

ترجمہ: وہ آسمان ولایت کے قطب المدار ایک مخصوص سلسلہ رکھتے ہیں، اس سلسلے کے فیض یافتگان انگنت ہیں، چند مشہور خلفا و جانشین اور بعد کے مشایخ مداریہ کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں، آنحضرت کا مدفن مکن پور میں ہے، سنہ وصال ۸۴۰ھ ہے۔

اس کے بعد مصنف موصوف نے کئی درجن خلفا اور وابستگان مداریہ کے اسما شمار کیے ہیں، جسے یہاں طوالت کے باعث ترک کیا جاتا ہے۔

(۱) ... معیار سالکان طریقت، ص: ۹۴, ۴۹۳، ادارہ معارف نوشاہی ساہن پال شریف گجرات

آپ کے چند مشہور خلفا کے اسما درج ذیل ہیں:

- شیخ ابوالعباس احمد بن مسروق خراسانی
- شیخ احمد بادپا بغدادی مئوی
- شیخ زاہد سجستانی رومی
- شیخ سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی
- شیخ صدر جہاں سید اجمل بہرائچی
- شیخ سکندر دیوانہ
- شیخ جلال الدین جہانیاں گشت بخاری
- شیخ بڈھن سندیلوی
- شیخ حسام الدین سلامتی جونپوری
- شیخ سید راجے دہلوی
- سلطان شمس ثانی لکھنوی
- شیخ حسین بن معز بلخی فردوسی
- شیخ سید فنصور بن عبداللہ حلبی
- شیخ سید جمال الدین جمن جتی بغدادی بہاری
- شیخ ظہیر الدین دمشقی
- شیخ یوسف اوتاد بخاری
- شیخ قاضی شہاب الدین دولت آبادی
- شیخ مسعود سالار غازی
- قاضی محمود کنتوری
- شیخ فخر الدین صوفی
- شیخ محمد جہندہ بدایونی
- قاضی مطہر قلہ شیر کالپوی
- شیخ جلال الدین شاہ دانا بخاری بریلوی
- شیخ سید ارغون بن عبداللہ حلبی
- شیخ سید طیفور بن عبداللہ حلبی

-رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و أرضاھم عنا-

ان کے علاہ مزید خلفا کے اسما اور ان کے تفصیلی احوال و کوائف ثمرات القدس، بحر زخار، منتخب التواریخ، اخبار الاصفیا، اور تذکرۃ المتّقین وغیرہ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

باب چہارم

عرب و عجم کی خانقاہیں اور سلسلۂ مداریہ

چند عظیم خانقاہوں میں فیضان سلسلۂ مداریہ:

خانقاہ فریدیہ پاکپٹن شریف:

یہ خانقاہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی طرف منسوب ہے، آپ کو شیخ تاج برہنہ ادموری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت حاصل تھی، چناں چہ مولانا غلام علی ہمدم قادری مصباحی نے اپنی کتاب "الشجرات الرفاعیہ" میں شجرۂ رفاعیہ کے ضمن میں آپ کا شجرۂ مداریہ بایں طور درج کیا ہے:

"صلی اللہ علی النبي الأمي و آله و أصحابه و سلم و علیٰ سیدنا أمیر المؤمنین أبي بکر الصدیق رضي اللہ تعالیٰ عنه و علیٰ سیدنا السید عبد اللہ علم دار رضي اللہ تعالیٰ عنه و علی سیدنا الشیخ یمین الدین الشامي رضي اللہ تعالی عنه و علیٰ سیدنا الشیخ عین الدین رضي اللہ تعالی عنه و علی سیدنا

الشیخ بایز ید بسطامي طیفور شامي رضي اللہ تعالیٰ عنه و علی سیدنا الشیخ بدیع الدین شاہ مدار رضي اللہ تعالیٰ عنه و علی سیدنا الشیخ جمن جتي بہاري رضي اللہ تعالی عنه و علی سیدنا الشیخ شاہ سدھن رضي اللہ تعالی عنه و علی سیدنا الشیخ بندکي سید صادق رضي اللہ تعالیٰ عنه و علی سیدنا الشیخ تاج برھنه ادموري رضي اللہ تعالیٰ عنه و علی سیدنا السید خواجه فرید مسعود کنج شکر رضي اللہ تعالیٰ عنه و علی سیدنا السید عبد الرحمن مختار اللہ الرفاعي رضي اللہ تعالیٰ عنه إلخ"(۱)

آج بھی خانقاہ فریدیہ میں جنتی دروازے کی قفل کشائی سے قبل شربت قطب المدار بنایا جاتا ہے، اور اس پر حضرت قطب المدار کی فاتحہ خوانی ہوتی ہے، بعد ازاں اسے سجادگان نوش کرتے ہیں، چناں چہ میاں اللہ بخش طارق تاریخ پاکپٹن میں لکھتے ہیں:

"اس موقع پر روضہ مبارک کے اندر ہر دو مزارات پر مٹی کی پیالیوں میں شربت جس پر شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار کے نام کا ختم پڑھا جاتا ہے، سجادہ نشین اور آپ کے ہمراہ اس ختم خواندہ شربت کو پیتے ہیں پھر نوری دروازے سے باہر آتے ہیں"(۲)

چوں کہ خانوادۂ فریدیہ میں یہ سلسلہ حضرت شیخ جمال الدین جمن جتی قدس سرہ کے توسط سے پہنچا ہے، اور آپ کے پیرو دیوانگان کہلاتے ہیں، لہذا آج بھی خانقاہ فریدیہ میں سجادگان اپنے نام کے آگے دیوان لکھنا باعث افتخار سمجھتے ہیں، اس خانقاہ

---

(۱) ... الشجرات الرفاعیہ، ص:۳۰۶، مطبوعہ گجرات

(۲) .. تاریخ پاکپٹن، ص:۱۹۴، مطبوعہ الفرید اکیڈمی ۱۹۹۴ء

سے سلسلۂ مداریہ دیگر خانقاہوں میں بھی پہنچا، مثلاً خانقاہ رفاعیہ بڑودہ گجرات۔

خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف:

درج بالا خانقاہ شریف حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی ذات باعظمت سے انتساب رکھتی ہے، ہر چند کہ سلسلۂ مداریہ خانقاہ اشرفیہ میں بانیِ سلسلہ سے ہی جاری و ساری ہے، جیسا کہ لطائف اشرفی اور صحائف اشرفی سے واضح ہے، اعلی حضرت سید علی حسین اشرفی میاں قدس اللہ سرہ شیخ مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرۂ مداریہ اشرفیہ بایں طور نقل کرتے ہیں:

"حضرت محبوب یزدانی کو حضرت بدیع الدین مدار قدس سرہ سے، ان کو حضرت عبداللہ شامی قدس سرہٗ سے خلافت اور اجازت حاصل ہوئی، ان کو حضرت شیخ عبدالاول قدس سرہ سے، ان کو حضرت شیخ امین الدین قدس سرہٗ سے، ان کو حضرت سیدنا امام علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ سے، ان کو حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے"(۱)

علاوہ ازیں خانوادۂ اشرفیہ میں مارہرہ شریف سے بھی سلسلۂ مداریہ پہنچا، اور حضرت آل رسول احمدی میاں علیہ الرحمہ نے اس خلافت کے بعد کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا، چناں چہ محمد طیب الدین صدیقی اپنی کتاب "سیرت اشرفی" میں اس خلافت نامے کو بایں طور نقل کرتے ہیں:

---

(۱)... صحائف اشرفی، ج:۲، ص:۴۷، ناشر ادارہ فیضان اشرف بمبئی

نقل سند خلافت مع سلاسل خمسہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علیٰ سید المرسلین محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

چوں صاحبزادہ سید ابو احمد علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ شریف از اولاد امجاد غوث الصمدانی محبوب سبحانی حضرت شیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ قادری چشتی اجازت سلاسل خمسہ قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ و مداریہ از فقیر خواستند، لہذا فقیر صاحبزادہ مذکور را بہ سلاسل موصوفہ بمجاز و ماذون ساختہ، صاحبزادہ مذکور را لازم کہ اعمال و اخلاق خود را موافق طریقۂ انیقہ اسلاف کرام مہذب و آراستہ ساختہ، ہر کسے کہ ارادۂ بیعت ظاہر نماید، او را داخل سلسلہ سازند، واز اذکار و اشغال و اوراد خاندانی بقدر استعدادش مامور نماید۔

والمسئول من اللہ سبحانہ الاستعانۃ علی جادۃ أکابر تلك الطُرُق، شکر اللہ مساعیھم الجمیلۃ.

فقیر آل رسول احمد خادم سجادہ برکاتی

تاریخ تحریر: یکم ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ"[1]

---

(۱) ... سیرت اشرفی، ص:۱۹، مطبوعہ رضا آفسیٹ بمبئی

خانقاہ قادریہ محمدیہ امجھر شریف بہار:

یہ خانقاہ حضرت شیخ سیدنا محمد قادری بغدادی ثم ہندی رضی اللہ تعالی عنہ سے نسبت رکھتی ہے، آپ حضور سیدنا و سندنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں، اور سرزمین ہند پر سلسلۂ قادریہ کو لانے والے سب سے پہلے قادری بغدادی بزرگ مانے جاتے ہیں، آپ کو خلیفۂ قطب المدار حضرت شیخ جمال الدین جمن جتی قدس سرہ سے سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت حاصل تھی، چناں چہ سید شاہ ابوالفیض فضل الحق قادری اپنی کتاب "تذکرۃ الولی" میں لکھتے ہیں:

"اس مقام پر یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت سیدنا رضی اللہ تعالی عنہ کے بہار اور اس کے علاوہ دیگر صوبہ جات کے بزرگان سلاسل سے بھی گہرے تعلقات تھے، جن میں کے بعض سے آپ نے ان کے مخصوص سلسلے کی اجازتیں لیں، مثلا سلسلۂ مداریہ، سلسلۂ سہروردیہ، سلسلۂ چشتیہ وغیرہ"(۱)

مصنف موصوف ان کا شجرۂ خلافت تحریر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"حضرت سیدنا محمد قادری البغدادی ثم الہندی الامجھری رضی اللہ تعالی عنہ نے سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت حضرت سید جمال الدین جان من جنتی ہلسوی مداری سے حاصل کی، انھوں نے حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے..."(۲)

اس خانقاہ سے سلسلۂ مداریہ کا فیضان خانقاہ ردولی شریف کے بزرگوں کو بھی پہنچا۔

---

(۱)... سید الہند اور آپ کا اسلامی مشن مسمی بہ تذکرۃ الولی، ص:۱۱۵، مکتبہ سیدنا رضائے دار الفیض

(۲).. ایضًا، ص:۱۱۸، مکتبہ رضائے سیدنا دار الفیض امجھر شریف

خانقاہ شیخ بڈھن سندیلہ:

آپ قاضی بہاء الدین پیر نورانی سہروردی کی چھٹی پشت میں گزرے ہیں، حافظ امام بخش نورانی نے نسب نامہ میں آپ کے تفصیلی احوال نقل کیے ہیں، خان بہادر چودھری نبی احمد فاروقی اسی نسب نامہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"واضح باد کہ حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ بوقتے از اوقات در سندیلہ تشریف فرما شدہ بمکان شیخ بڈھن رونق افروز شدند، شیخ مذکور شرائط تعظیم و تکریم بجا آوردہ شاہ قطب المدار از راہ تفضلات خرقۂ خلافت خود بشیخ بڈھن پوشانیدند، چنانچہ بعض تبرکات ایں وقت بخانۂ شیخ عبد اللہ ولد شیخ محمد فاخر از اولاد شیخ عبد اللہ حقانی موجود اند"

ترجمہ: واضح رہے کہ شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ کسی وقت سندیلہ میں تشریف لاکر شیخ بڈھن کے مکان پر رونق افروز ہوئے، شیخ مذکور شرائط تعظیم و تکریم بجالائے، شاہ قطب المدار نے از راہ کرم شیخ بڈھن کو اپنا خرقۂ خلافت پہنایا، چناں چہ کچھ تبرکات اس وقت شیخ عبد اللہ حقانی کی اولاد میں شیخ محمد فاخر کے صاحب زادے شیخ عبد اللہ کے گھر میں موجود ہیں۔

مصنف موصوف مزید لکھتے ہیں:

"اور شیخ عبد الواحد بلگرامی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ قطب المدار نویں صدی ہجری میں سندیلہ تشریف لائے تھے اور حضرت شیخ بڈھن کو خرقۂ خلافت مرحمت فرمایا تھا"(۱)

(۱)... تذکرۂ مشاہیر سندیلہ، ص: ۳۴، مطبع نامی پریس لکھنؤ ۱۹۳۸ء

خانقاہ مکان شریف پنجاب:

یہ خانقاہ حضرت شیخ دانیال سامرائی قدس سرہ کی طرف منسوب ہے، اس خانقاہ میں بڑے بڑے اصحاب طریقت پیدا ہوئے، حضرت شیخ دانیال کا اصل وطن سامرہ ہے، شیخ قائم الدین امرتسری آپ کی ولادت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"آپ کے والد گرامی (سید فتح اللہ) حج کو تشریف لے گئے، احرام اتارنے اور بال ترشوانے کے وقت آپ نے ایک درویش طریقۂ مداریہ کو دیکھا کہ اس نے ہر دو سنتوں کی پیروی نہ کی، علمائے وقت نے آپ کو حرم میں داخل نہ ہونے دیا اور باہر نکال دیا، آپ اس درویش کو اپنے ہاں سے کھانا بھجواتے رہے اور خود بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، ایک روز جب آپ اس درویش کی خدمت میں حاضر تھے، اس نے کہا کہ "بخانۂ شما فرزند دلبند پیدا شدہ است، مبارک باشد چوں بخدمت بہ خانہ روی، نامش دانیال بنہ، صاحب فضل وبرکت خواہد شد" (تمھارے گھر میں ایک فرزند عزیز پیدا ہوا ہے، مبارک ہو، جب تم اس کے پاس جاؤ تو اس کا نام دانیال رکھنا، یہ لڑکا صاحب فضیلت وبرکت ہوگا) آپ نے گھر پہنچ کر بموجب فرمان درویش اپنے صاحبزادہ کا نام دانیال رکھا، آپ نے ۸۲۹ھ میں جبکہ دانیال خوردسال تھے رحلت فرمائی"(۱)

شیخ دانیال قدس سرہ کے مکمل تفصیلی حالات خاندانی قلمی کتاب آیات قیومیہ میں مرقوم ہیں، آپ حضرت سیدنا قطب المدار قدس سرہ سے بیعت ومجاز تھے اور سلسلۂ

---

(۱) ... تالیف منیف در حالات مشایخ سادات مکان شریف، ج:۱، ص:۴۲، اسلامی کتابخانہ اقبال روڈ سیالکوٹ ۱۹۴۰ء

مداریہ کی نعمتوں سے مالامال تھے، جب آپ ہندوستان آئے تو آپ کو اشارۂ غیبی ہوا کہ آپ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں جائیں، وہ آپ کی رہ نمائی فرمائیں گے، چناں چہ قائم الدین کتاب ذکر مبارک میں آیات قیومیہ کے حوالے سے تفصیل نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میں (شیخ دانیال علیہ الرحمہ) نے ایک درویش سے اپنا ماجرائے سفر بیان کیا، انھوں نے کہا کہ استخارہ کرکے اس کے متعلق جواب دوں گا، صبح جب میں ان سے ملا تو انھوں نے فرمایا کہ تم سیدھے مکن پور چلے جاؤ، اس وقت قیوم زماں حضرت بدیع الدین شاہ مدار ہیں، ان کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا حال بیان کرو، تمھاری عقدہ کشائی وہاں ہو سکے گی، جو حکم وہاں سے ملے، اس کی تعمیل کرنی چاہیے، میں ان کے فرمان کے مطابق مکن پور پہنچا اور عرض حال کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، مگر دیکھا تو آپ حالت سکر میں تھے اور ایسی حالت میں آپ کے ہر بن مو سے خون کے فوارے ابل رہے ہیں، مجبوراً کچھ دن وہاں قیام کرنا پڑا، جب آپ ہوش میں آئے تو میں نے اپنا حال مفصل آپ سے بیان کیا اور عرض کیا کہ میں مدت سے آوارۂ دشت غربت ہوں اور مارا مارا پھرتا ہوں، آپ نے مہربانی فرماکر پہلے مجھے بیعت کیا، پھر فرمایا کہ تمھارا ملک میں آنا خالی از حکمت نہیں ہے، اس میں کئی مصلحتیں ہیں، اور اب تمھارا سفر عنقریب ختم ہونے والا ہے اور جس جگہ خدائے تعالیٰ کو آپ کو پہنچانا منظور ہے، آپ وہاں پہنچ جاویں گے، جس بزرگ نے آپ کو عرب سے ہندوستان روانہ کیا ہے، اس نے بلاوجہ آپ کو نہیں بھیجا، بلکہ حکم الٰہی اسی طرح تھا، آپ کو جودانۂ انگور کھلائے گئے ہیں، اس

کی تعبیر یہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد آپ کی نسل سے دو مردان خدا پیدا ہوں گے، جن کی برکات وانوار سے زمانہ روشن ہو جائے گا... پھر فرمایا کہ آپ دہلی چلے جاؤ اور وہاں سے لاہور پہنچ کر حضرت داتا گنج بخش کے مزار مبارک پر اعتکاف کرنا، وہاں سے جس طرح ارشاد ہو، تعمیل کرنا، آپ کو اس غرق شدہ شہر کی آبادی دوبارہ آباد کرنا ہے، اس لیے آپ نکاح بھی کریں، دانیال صاحب نے عرض کیا کہ میرے قوائے جسمانی بہت کمزور ہو گئے ہیں، اور میں اب نکاح کے لائق نہیں ہوں، آپ نے فرمایا کہ اس غرق شدہ ویرانہ میں جہاں میں نے چلہ کشی اور عبادت الٰہی کی ہے، ایک نان پختہ تم کو ملے گی، اس کے کھانے سے آپ کو تقویت جسمانی پورے طور پر حاصل ہو جائے گی۔ میں آپ کے فرمان کے مطابق براستہ دہلی لاہور پہنچا، کچھ عرصہ بعد وہ جگہ مل گئی، جس کے لیے اس قدر صعوبات سفر برداشت کی تھیں، یہ جگہ دریائے راوی کے کنارے سرسبز اور دلکشا معلوم ہوتی تھی، ٹیلہ اونچا تھا اور دریائے راوی کا پانی اس کے نیچے بہ رہا تھا، یہ روایت گو تحریری کہیں نہیں ملی مگر عوام میں بہت مشہور ہے کہ جب حضرت دانیال رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں اقامت اختیار کی تو جوگیوں نے مخالفت کی اور اپنا دیرینہ قبضہ بیان کیا، حضرت نے فرمایا میرا قبضہ تم سے زیادہ دیرینہ ہے، چنانچہ ان جوگیوں کے روبرو ایک جگہ کھود کر جو آپ کو کشف سے معلوم ہو گئی تھی، وہ نان پختہ جس کا ذکر حضرت شاہ مدار نے فرمایا تھا نکالی، جس پر جوگی مجذوب ہو کر وہاں سے چلے گئے اور انھوں نے اپنا استھان چکھوڑ میں جا قائم کیا"(۱)

(۱)... تالیف منیف در حالات مشایخ سادات مکان شریف، ج:۱، ص:۴۵-۴۸، اسلامی کتابخانہ اقبال روڈ سیالکوٹ ۱۹۴۰ء

خانقاہ غوثیہ قلندریہ جون پور:

یہ خانقاہ حضرت قطب الدین بینا دل قلندر سرانداز غوثی قدس سرہ کی طرف منسوب ہے، آپ سلسلۂ قلندریہ میں عظیم مقام رکھتے ہیں، ۶۷۷ھ میں پیدا ہوئے، ذکر غوثیہ کے وقت آپ کا سر اور دھڑ الگ الگ ہو جاتا تھا، اسی وجہ سے آپ کو سرانداز غوثی کہا جاتا ہے، شخی پورہ جون پور میں آپ کا مزار سڑک اور جیل کے درمیان واقع ہے، آپ کے فضائل و کمالات فصول مسعودیہ وغیرہ میں بالتفصیل مذکور ہیں، آپ کو سلسلۂ مداریہ تین بزرگوں سے پہنچا، چناں چہ حضرت تقی حیدر قلندر قدس سرہ نفحات عنبریہ میں لکھتے ہیں:

"اور سلسلۂ مداریہ کی اجازت حضرت سید جمال معروف بہ جمن جتی سے تھی اور ان کو حضرت شاہ مدار قدس سرہ سے"(۱)

مولوی عبدالحئ لکھنوی آپ کی دوسری نسبت مداریہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و إنه أخذ الطريقة القادرية و الجشتية عن الشيخ نجم الدين المذكور و الطريقة السهروردية و المدارية عن الشيخ شمس الدين ظفر آبادي و الطريقة الفردوسية عن الشيخ حسين بن معز البلخي و كان من الأولياء السالكين المرتاضين"(۲)

ترجمہ: حضرت قطب الدین بینا دل قلندر قدس سرہ نے سلسلۂ قادریہ و مداریہ شیخ نجم الدین مذکور سے، سلسلۂ سہروردیہ و مداریہ شیخ شمس الدین ظفر

---

(۱) ... النفحات العنبریہ، ص:۷۸، مطبوعہ شاہی پریس لکھنؤ

(۲) .. نزهة الخواطر، ص:۳۹۸، دار ابن حزم بیروت ۱۹۹۹ء

آبادی سے اور سلسلۂ فردوسیہ شیخ حسین بن معز بلخی سے حاصل کیا، اور آپ مرتاض اور سلوک یافتہ اولیا میں سے ہیں۔

اسی کو تذکرۂ جیبی میں حافظ شاہ علی حیدر قلندر کاکوری قدس سرہ نے یوں نقل کیا ہے:

"حضرت قطب الدین بینا دل قلندر کو اجازت ملی حضرت حاجی بڈھن [شمس الدین ظفر آبادی (ولادت: ۷۷۴ھ)] سے ان کو حضرت شیخ ابو الفتح سے ان کو حضرت شیخ قاضن سے، ان کو حضرت مولانا حسام الدین سلامتی سے، ان کو حضرت بدیع الدین قطب المدار سے ان کو حضرت ابو یزید بسطامی سے الخ..."(۱)

آپ کو سلسلۂ مداریہ شیخ حمید سے بھی پہنچا، جس کا ذکر حضرت شاہ امین احمد تبات فردوسی نے سلسلۃ اللآلی میں یوں کیا ہے:

"شیخ طیفور شامی، شیخ عبد اللہ شامی، شیخ بدیع الدین مدار، شیخ حسام الدین جون پوری، شیخ قاضن، شیخ ابو الفتح سرمست، شیخ حمید، شیخ سر انداز غوثی الخ..."(۲)

نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ موسویہ فیصل آباد:

یہ خانقاہ حضرت شیخ موسیٰ ہاشمی ہنکاری قدس سرہ کی طرف منسوب ہے، جو پنجاب کے ضلع فیصل آباد کی ایک بستی پنڈی شیخ موسیٰ میں آسودہ خاک ہیں، آپ کو حضرت شیخ مٹھن کنتوری قدس سرہ سے سلسلۂ مداریہ میں خلافت حاصل تھی، جو حضرت قاضی محمود کنتوری قدس سرہ کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کو بارگاہ قطب المدار

(۱)... تذکرۂ جیبی، ص:۹۶، بترتیب و حواشی: پروفیسر مسعود انور علوی کاکوروی ناشر ایوبیروز اکیڈمی علی گڑھ ۱۴۳۵ھ

(۲) .. سلسلۃ اللآلی، ص:۴۱-۴۲، مطبع: انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۰۰ھ

سے فیض اویسی ملا اور آپ ان کی روحانیت سے خوب خوب مستفیض ہوئے، یہاں تک کہ آپ کے قیام گاہ اور مدفن کی نشان دہی بھی حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی، چناں چہ مؤرخ غلام دستگیر نامی ضمیمۂ اذکار قلندری میں لکھتے ہیں:

"مداریہ سلسلہ کا خرقہ شریف آپ نے سلطان الاولیا قطب العارفین سید شاہ بدیع الدین قطب مدار المتوفی ۸۳۸ھ مکن پوری سے پہنا اور انھوں نے روح رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بطور اویسی پہنا اور انھوں نے حضرت جل و علا سے، کیوں کہ حضرت شیخ موسیٰ بھی اویسی تھے، اس لیے ظاہری بیعت آپ نے کسی بزرگ سے بھی نہیں کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت ظاہری و باطنی تمام و کمال حضور سید الکونین سلطان الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک نے فرمائی اور تاج مداریت اس وقت حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار کے پاس تھا جو کہ قطب الارشاد بھی تھے، بحکم رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید بدیع الدین صاحب نے خرقہ پہنانے کے بعد آپ کو ایک کلاہ زریں جو کہ بمنزل تاج زریں ولایت کے تھا عطا کیا اور لباس سبز بہشتی بھی عطا کیا اور اپنا عصاے خاص و مصلی و مسواک دے کر اپنی جاے رہائش کی تلاش میں روانہ فرما دیا اور فرمایا کہ جا جس جگہ تجھے غلہ جوار کی روٹی شہد کے ساتھ اور اونٹنی کے شیر کی لسی ایک وقت میں میسر آئے اور یہ مسواک سبز ہو جائے وہی تیرا مقام و مسکن ہوگا، چنانچہ جب حضور وہاں پہنچے جہاں اب آپ کا مزار مقدس ہے تو مندرجہ بالا فرمان پورا ہوا"[1]

اسی طرح مؤلف مذکور غلام دستگیر نامی نے اپنی دوسری کتاب تاریخ جلیلہ میں

(۱)... ضمیمۂ اذکار قلندری، (د)، شائع کردہ نامی متولی ۱۳۷۷ھ

اس واقعے کو قلمبند کیا ہے، علاوہ ازیں نور عالم فریدی تذکرۂ شاہ رکن عالم میں لکھتے ہیں:

"اور مداریہ سلسلہ کا خرقہ آپ نے سلطان الاولیا قطب العارفین شاہ بدیع الدین قطب مدار مکن پوری سے پہنا، انھوں نے آپ کو مصلی خاص، عصا مبارک اور مسواک عنایت کرکے رخصت فرمایا"(۱)

بعض نے اس روحانی نسبت کو ظاہری نسبت سمجھا، جب کہ یہ مبنی بر صواب نہیں، چوں کہ شیخ موسیٰ ہاشمی قدس سرہ کا سال ولادت ۸۵۵ھ ہے، جب کہ حضرت قطب الاقطاب سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ ۸۳۸ھ میں وصال فرما چکے تھے، صحیح یہی ہے کہ آپ کی نسبت ظاہری قاضی محمود کنتوری کے فرزند شیخ مٹھن کنتوری قدس سرہما سے ہے اور حضرت قطب المدار سے آپ کو اویسی نسبت حاصل ہوئی، مندرجہ بالا معاملات بھی عالم باطن میں طے ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ بیر پور گجرات:

اس خانقاہ کا انتساب قاضی محمود دریائی قدس سرہ کی طرف ہے، احمد آباد کے مشہور بزرگ شاہ عالم بخاری موسوی [م ۸۸۰] نے آپ کو میاں محمود سے مخاطب کیا، آپ کا گوجری کلام بہت مشہور ہے، بلکہ اس زبان میں آپ کا ایک دیوان بھی شائع ہو چکا ہے، آپ کی ولادت ۸۷۳ھ میں احمد آباد کے علاقہ سارنگپور میں ہوئی، اور ۹۴۱ھ بحالت وجد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، مزار شریف بیر پور ضلع راج کوٹ میں ہے، آپ شاہ عالم کے سلسلۂ سہروردیہ کے علاوہ حضرت بدیع الدین قطب المدار کے روحانی فیض کی بدولت سلسلۂ مداریہ کی خلافت سے بھی سرفراز تھے، چناں چہ شیخ

(۱)... تذکرۂ شاہ رکن عالم ملتانی، ص:۳۸۶، ناشر قیصر الادب جگو والا براہ لودھراں ملتان ۱۳۸۱ھ

منصور بن چاند محمد تحفۃ القاری میں تحریر کرتے ہیں:

"حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی و حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس اللہ سرہم اجمعین از جانب خود خلافت دادہ مبارکبادیٔ خطاب محبوبیت بداد، پس از ہفت طبق آسمان و ہفت طبق زمین آواز مبارکبادی وی بر آمد"(۱)

ترجمہ: حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس اللہ سرہم اجمعین نے قاضی محمود کو اپنی اپنی خلافتیں عطا کر کے خطاب محبوبیت کی مبارک باد دی، پس سات طبق آسمان اور سات طبق زمین سے مبارک بادی کی آواز بلند ہوئی۔

خانقاہ غوثیہ شطاریہ گوالیار شریف:

حضرت شیخ محمد بن خطیر الدین عطار المعروف غوث گوالیاری قدس سرہ اس خانقاہ شریف کے سرخیل و سرتاج ہیں، اس خانقاہ شریف کو بھی سلسلۂ مداریہ میں بیعت کرنے کی اجازت و خلافت حاصل ہے، چناں چہ بانیِ خانقاہ شیخ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمہ اپنی کتاب "اوراد غوثیہ" میں اپنا شجرۂ مداریہ رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"شجرۂ خلافت پیران طیفوری المعروف مداری قدس اللہ اسرارھم

(۱) ... تحفۃ القاری، منصور بن چاند محمد، مخطوطہ پیر محمد شاہ لائبریری احمد آباد، سنہ کتابت: ۱۳۰۲ھ

نسبت فقیر حقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث حضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ، ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ، ان کی نسبت حضرت شیخ محمد قاضن قدس سرہ، ان کی نسبت حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری قدس سرہ سے، ان کی نسبت حضرت شاہ بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سے، ان کی نسبت حضرت شیخ ظہور شامی طیفور قدس سرہ سے، ان کی نسبت حضرت شیخ عین الدین شامی قدس سرہ سے، ان کی نسبت حضرت شیخ عبداللہ علم دار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، ان کی نسبت حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، ان کی نسبت حضرت رسالت مآب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے"(۱)

آپ سے سلسلۂ مداریہ عرب میں بھی پہنچا، شیخ وجیہ الدین اشرف گجراتی، شیخ سید صبغۃ اللہ بروجی، شیخ حسن بن علی عجیمی، شیخ عبداللہ بن سالم بصری، شیخ ابوالمواہب احمد شناوی، شیخ محمد عقیلہ مکی، شیخ امام ابن عابدین شامی فقیہ دمشق، شیخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، سید محمد شہباز بھاگلپوری وغیرہ اکابرین کو سلسلۂ مداریہ شیخ محمد غوث گوالیاری کے ہی توسط سے حاصل ہوا۔

خانقاہ مجددیہ سرہند شریف پنجاب:

اس عظیم خانقاہ کا تعلق قطب الاقطاب مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ الجلی سے ہے، آپ کو عالم باطن و ظاہر میں سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت حاصل ہے، ظاہری نسبت مداریہ آپ کو اپنے والد بزرگوار شیخ عبدالاحد قدس سرہ سے

(۱) ... اوراد غوثیہ مترجم، ص: ۱۳۴، ۳۵، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

حاصل ہے، چناں چہ غلام علی مجددی دہلوی مجدد صاحب کے مجاز سلاسل کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"ایشاں اولا بیعت از والد ماجد خود خاندان عالی شان چشتیہ نمودہ بودند، و اجازت و خلافت ایں خاندان یافتہ بودند بلکہ از والد بزرگ وار اجازت طرق دیگر مثل سہروردیہ وکبرویہ و قادریہ و شطاریہ و مداریہ ہم یافتہ بودند"(۱)

ترجمہ: یہ اولا اپنے والد بزرگوار سے خاندان عالی شان چشتیہ میں بیعت ہوئے تھے، اور اس خاندان کی خلافت واجازت بھی پائی تھی، بلکہ والد بزرگوار سے دوسرے سلاسل مثلا سہروردیہ، کبرویہ، قادریہ، شطاریہ اور مداریہ میں بھی مجاز وخلیفہ تھے۔

تذکرۃ المتّقین ودیگر کتب مجددیہ میں آپ کا شجرۂ مداریہ بایں طور درج ہے:

"شیخ احمد الفاروقی السرہندی ایشاں را از پدر خود شیخ عبد الاحد زین العابدین ایشاں را از پیر خود شیخ رکن الدین ایشاں را از پدر خود شیخ عبد القدوس گنگوہی ایشاں را از درویش محمد بن قاسم اودھی ایشاں را از سید بڈھن بہرائچی ایشاں را از پدر خود سید اجمل بہرائچی، ایشاں را از حضرت قطب الاقطاب سید بدیع الدین قطب المدار قدس اللہ تعالیٰ سرہ"(۲)

نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ مجددیہ:

شاہ مراد اللہ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی باطنی نسبتوں میں سلسلۂ

(۱) ... در المعارف، ص:۱۳۲، مجلس بست وششم شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ، مکتبۃ الحقیقۃ استانبول ترکی

(۲) .. تذکرۃ المتّقین، ج:۲، ص:۱۳۸، مطبع عزیزی کانپور، السبع الاسرار فی مدارج الاخیار، ص:۱۲۴، مطبعۃ سی استانبول

مداریہ بھی شامل کیا ہے، چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

"جس وقت حضرت شاہ سکندر نے کیتھل سے آکر سلسلۂ قادریہ میں آکر خلافت عطا کی، تو آپ کو خیال پیدا ہوا کہ مرید تو ہوں خاندان نقشبندیہ کا اور خرقہ مل رہا ہے خاندان قادریہ میں، مبادا پیران سلسلہ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے، اسی وقت ایک حالت طاری ہوئی، کیا دیکھتے ہیں کہ حضور غوث پاک، خواجہ معین الدین غریب نواز، شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی، خواجہ بہاء الدین نقشبند، شیخ نجم الدین کبریٰ اور شیخ مدار صاحب تشریف فرما ہوئے، اور اسی وقت ہر ایک بزرگ نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا، اس روز مراقبہ کی حالت تھی، صبح سے لے کر تا وقت ظہر سر جھکائے رہے، اور ان بزرگان عظام کی زیارت ہوتی رہی، اور اسی مجلس قدس میں تمام معاملات جانشینی و خلافت طے ہو گئے"(۱)

اس واقعے کو صاحب زادہ مستحسن فاروقی نے روحانیت کے تاجدار میں بھی نقل کیا ہے۔

شیخ مجدد سرہندی سے سلسلۂ مداریہ کا فیضان دیگر مجددی خانقاہوں میں بھی پہنچا، جن میں سے چند کے اسما درج ذیل ہیں:

(۱) خانقاہ مظہریہ دہلی: شیخ مرزا مظہر جان جاناں کی طرف منسوب ہے۔

(۲) خانقاہ جمالیہ رامپور: شیخ حافظ جمال اللہ رامپوری قدس سرہ کی طرف منسوب ہے۔

(۳) خانقاہ شیریہ پیلی بھیت: شیخ حاجی شاہ جی محمد شیر میاں قدس سرہ کی طرف منسوب ہے۔

---

(۱) ... سیر الاخیار مسمی بہ محفل اولیا، ص: ۴۷۷، کتب خانہ امجدیہ دہلی

(۴) خانقاہ نیازیہ بریلی: شیخ نیاز شاہ بریلوی قدس سرہ کی طرف منسوب ہے۔

(۵) خانقاہ شرافتیہ بریلی: شاہ شرافت میاں قدس سرہ کی طرف منسوب ہے۔

(۶) خانقاہ آبادنیہ فریدیہ بدایوں: صوفی شاہ آبادانی سیالکوٹی ثم دہلوی قدس سرہ کی طرف منسوب ہے۔

(۷) خانقاہ شاہ درگاہی رام پور: شیخ شاہ درگاہی محبوب الٰہی قدس سرہ کی طرف منسوب ہے، انھیں سلسلۂ مداریہ دو حضرات سے پہنچا، سب سے پہلے آپ نے سلسلۂ مداریہ ایک مداری بزرگ سے حاصل کیا، جس کے بابت امام الدین مجددی حضرت شاہ درگاہی علیہ الرحمہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میں مداری سلسلے کے ایک فقیر کے ساتھ رہنے لگا، وہ عارف معارف الٰہی اور ناسک مناسک آگاہی تھا، میں نے اس کی صحبت سے بہت نفع حاصل کیا"(۱)

حافظ احمد علی شوق لکھتے ہیں:

"کچھ دنوں ایک مداری سلسلہ کے فقیر سے بھی فیض حاصل کیا"(۲)

علاوہ ازیں حافظ شاہ جمال اللہ رام پوری نے آپ کو سلسلۂ مداریہ عطا کیا، جس کی سند کتابوں میں مذکور و مشہور ہے۔

(۸) حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہ کو بھی حضرت مجدد الف ثانی سے بلا واسطہ سلسلۂ مداریہ پہنچا، آپ کی کوئی خانقاہ نہیں، جنت البقیع میں مدفون ہیں، آپ کو حضرت مجدد الف ثانی سے دیگر سلاسل کے ساتھ سلسلۂ مداریہ میں اجازت و

---

(۱) ... مجمع الکرامات، ص:۷۷، بہ ترجمہ: حامد حسن قادری، مطبع لبرٹی آرٹ پریس نئی دہلی ۲۰۰۰ء

(۲) .. تذکرۂ کاملان رام پور، ص:۱۲۵، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ۱۹۲۹ء

خلافت حاصل تھی، چناں چہ اظہار سعد بنوری لکھتے ہیں:

"سلاسل عالیہ نقش بندیہ قادریہ چشتیہ کے علاوہ سہروردیہ شطاریہ مداریہ صابریہ اور طریقۂ اویسیہ میں بھی آپ کو نسبت حاصل تھی"(۱)

ماہنامہ آستانہ دہلی مرتبۂ صاحبزادہ مستحسن فاروقی میں شیخ آدم بنوری کے متعلق تحریر ہے:

"مجدد صاحب قدس سرہ نے اپنے فیض صحبت اور کمال توجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں کامل و مکمل ولی اور خدا شناس بناکر سلاسل قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ صابریہ، شطاریہ، مداریہ، سہروردیہ کی اجازتیں مرحمت فرماکر قطب الاقطاب کے درجۂ عالیہ پر فائز فرمایا"(۲)

(۹) خانقاہ رحمانیہ گنج مرادآباد: اس خانقاہ کا انتساب حضرت شیخ فضل رحمن گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ سے ہے، آپ اپنی نسبت مداریہ بیان کرتے ہوے رقم طراز ہیں:

"ہم کو طریق چشتیہ اپنے والد سے پہنچا، اور حضرت مرشد علیہ الرحمہ سے چشتیہ قادریہ نقشبندیہ پہنچا، بلکہ ہم کو سلسلۂ مداریہ بھی حضرت مرشد علیہ الرحمہ سے پہنچا ہے، فالحمدللہ کہ فضل رحمن کی سب جگہ کار فرمائی ہے"(۳)

سید امیر حسن فنصوری علیہ الرحمہ نے شیخ فضل رحمن علیہ الرحمہ کی نشان دہی کے مطابق ان کا شجرۂ مداریہ بایں طور نقل کیا ہے:

"مولوی فضل رحمٰن ایشانرا اجازت از حضرت شاہ محمد آفاق و ایشانرا از

---

(۱)... سوانح حیات سید آدم بنوری: ۴۱، المنور پرنٹرز لاہور ۲۰۰۳ء

(۲).. ماہنامہ آستانہ دہلی، ص: ۵۰، اکتوبر ۱۹۷۰ء

(۳).. افضال رحمانی، ص: ۱۱۵، مطبوعہ گنج مرادآباد

حضرت خواجہ ضیاء الدین وایشانرا از حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد زبیر وایشانرا از حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی وایشانرا از حضرت خواجہ محمد معصوم وایشانرا از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الخ...“(۱)

(۱۰) خانقاہ تیغیہ مظفر پور بہار: اس خانقاہ کا انتساب حضرت شاہ محمد تیغ علی مظفر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے، یہ خانقاہ یہاں اس لیے قابل ذکر ہے کہ اس میں سلسلۂ مداریہ شیخ آدم بنوری قدس سرہ کے واسطے سے پہنچا ہے، چناں چہ حضرت محمد حنیف حنفی قادری آبادانی نے ہدایۃ المریدین میں شیخ تیغ علیہ الرحمہ کا شجرۂ مداریہ اس طرح نقل کیا ہے:

”الٰہی بحرمت سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ، الٰہی بحرمت شیخناو مرشدنا امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، الٰہی بحرمت شیخناو مرشدنا حضرت عبد اللہ علمبردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الٰہی بحرمت شیخناو مرشدنا عین الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت شیخناو مرشدنا حضرت شیخ طیفور شامی رحمۃ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت شیخناو مرشدنا حضرت بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت شیخناو مرشدنا حضرت سید اجمل بہڑائچی رحمۃ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت شیخناو مرشدنا حضرت سید بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت شیخناو مرشدنا حضرت درویش بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ۔

اب یہاں سے امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ سے حضرت آدم بنوری و حضرت پیر محمد خان لودھی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا حضرت صوفی آبادانی رحمۃ اللہ علیہ سے بسلسلہ حضرت مرشدی و مولائی حضرت شاہ محمد تیغ علی

(۱)... تذکرۃ المتقین، ج:۲، ص:۱۴۰، فصل پانزدہم در ذکر مشایخ اجملی، مطبع عزیزی کانپور

مظفر پوری رحمۃ اللہ علیہ تک، ان سے خادم الفقراء و الحفاظ فقیر محمد حنیف غفرلہ قادری حمیدی آبادانی فریدی و حضرت سجادہ نشین صاحب و دیگر خلفاے حضرت شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ تک "(۱)

خانقاہ شاہ ولی اللہ دہلی:

آپ ہند کی ان بلند ترین ہستیوں میں سے ہیں، جن کا ذکر شرق و غرب میں پھیلا ہوا ہے، آپ کی تصانیف و تآلیف آپ کی عظمت و رفعت پر شاہد ہیں، آپ اور آپ کے والد گرامی شیخ عبد الرحیم قدس سرہ دہلی کے قبرستان مہندیان میں مدفون ہیں، آپ کی قبر مزار نما ہے، جہاں پر ہر سال ماہ محرم الحرام کی ۲۹/ تاریخ کو عرس کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے، حضرت محدث دہلوی کو دیگر سلاسل کے مانند سلسلۂ مداریہ بھی پہنچا، چناں چہ آپ خود اپنی نسبت مداریہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بالجملہ از منن حضرت حق سبحانہ بریں بندۂ ضعیف آں است کہ باجمیع خانوادہ ہائے گزشتہ اکثر آں بحسب ظاہر وے را ارتباط واقع شدہ چنانکہ فی الجملہ بیان آں در انتباہ فی سلاسل اَولیاء اللہ کردہ شد، ارتباط بعض خانوادہا کسے کہ مطلع بر احوال جماعت باشد از کلام مذکور استنباط تواند کرد، چنانکہ مداریہ بواسطۂ شیخ حسام الدین مانکپوری کہ یکے از اصحاب شیخ بدیع مدار است و جلالیہ و گازونیہ و غیر آں بواسطۂ مخدوم جہانیاں و جامیہ بواسطۂ خواجہ مودود چشتی و یسویہ بواسطۂ خواجہ نقشبند "(۲)

ترجمہ: مجھ ضعیف پر حق سبحانہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے ان تمام

(۱) ... ہدایت المریدین، ص:۴۵ء۴۶، بہ اہتمام مولانا محمد شاہ محمد علی براھیمی سجادہ نشین خانقاہ آبادانیہ مظفر پور
(۲) .. ھمعات، ہمعۂ سوم، ص:۹، مطبع بیت الحکمت لاہور

خانوادوں میں سے اکثر کے ساتھ ظاہری اعتبار سے ربط پیدا کرنے کی سعادت بخشی، چناں چہ اس کا ذکر میں نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اَولیاء اللہ میں کر دیا ہے، نیز اس سلسلے میں جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے، اگر کسی صاحب کو ان خانوادوں کے حالات کی خبر ہو تو وہ آسانی سے میری ان تحریروں سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ مجھے کن خانوادوں سے ربط و ارتباط ہے، اس ضمن میں مثال کے طور پر صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ مجھے سلسلہ مداریہ سے بواسطۂ شیخ حسام الدین مانکپوری جو شیخ بدیع الدین مدار قدس سرہ کے جانشینوں میں سے تھے، اور جلالیہ و گازونیہ سلاسل سے بواسطۂ مخدوم جہانیاں قدس سرہ اور جامیہ سلسلے سے بواسطۂ خواجہ مودود چشتی قدس سرہ اور یسویہ سلسلے سے بواسطۂ خواجہ نقشبند قدس سرہ نسبت حاصل ہے۔

آپ اپنے ایک مکتوب بنام عثمان کشمیری میں لکھتے ہیں:

”اس فقیر نے اپنے والد ماجد شاہ عبد الرحیم فاروقی دہلوی سے اور انھوں نے اپنے پیر و مرشد خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی سے سلسلۂ مداریہ کے بعض اشغال مثلاً شغل آئینہ اخذ کیے ہیں“(۱)

شیخ عبد الرحیم ضیا علیہ الرحمہ نے ملفوظات عزیزیہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا شجرۂ مداریہ یوں نقل کیا ہے:

”مداریہ طریقہ بھی ہے، سند اس طریقے کی لکھی جاتی ہے، پس ملی خلافت طریقۂ مداریہ کی حضرت شاہ عبد العزیز کو شاہ ولی اللہ سے، اونکو شیخ ابو طاہر مدنی سے، اونکو شیخ ابراہیم کردی سے، اونکو شیخ احمد قشاشی سے، اونکو شیخ احمد

(۱)... نادر مکتوبات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ج:۲، ص:۱۹۰، ناشر حضرت شاہ ولی اللہ اکادمی پھلت مظفر نگر ۱۹۹۸ء

شناوی سے، اونکو سید صبغۃ اللہ سے، اونکو وجیہ الدین گجراتی سے، اونکو محمد غوث گوالیاری سے، اونکو شیخ حاجی حصور سے، اونکو شیخ ہدایت اللہ سرمست سے، اونکو شیخ محمد قاضن سے، اونکو شیخ حسام الدین مداری سے، اونکو حضرت شیخ الوقت بدیع الدین مدار سے، اونکو شیخ بایزید بسطامی سے، اونکو خواجہ حبیب عجمی سے، اونکو خواجہ حسن بصری سے، اونکو سیدنا امیر المومنین علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ سے، اونکو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے "(۱)

اس سند سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو سلسلۂ مداریہ کی خلافت واجازت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے ملی۔

علاوہ ازیں محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے والد گرامی حضرت شیخ عبد الرحیم فاروقی قدس سرہ بھی اس سلسلے میں مجاز وماذون تھے، اور آپ سے اس سلسلے کا اجرا بھی ہوا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حقیقی ماموں اور حضرت شیخ عاشق پھلتی قدس سرہما کے والد گرامی حضرت عبید اللہ بن محمد صدیقی دہلوی حضرت شیخ عبد الرحیم فاروقی سے سلسلۂ مداریہ میں خلافت یافتہ تھے، چناں چہ شیخ عاشق پھلتی علیہ الرحمہ [۱۱۱۰ھ-۱۱۸۷ھ] نے القول الجلی میں حضرت شیخ عبد الرحیم فاروقی قدس سرہ کا خلافت نامہ یوں نقل کیا ہے:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذى هدانا الصراط المستقيم و وفقنا العروج إلى معارج المنهج القويم و الصلاه على رسوله محمد صاحب الخلق العظيم و آله و أصحابه الهداه إلى النعيم المقيم أما بعد:

(۱)... فضائل عزیزیہ، ص:۱۸۷، ۱۸۸، مطبع متین حیدرآباد ۱۲۹۱ھ

فیقول العبد الضعیف النحیف الراجي إلی رحمة الرب المعین عبد الرحیم بن وجیه الحق و الدین غفر الله له و لوالدیه و أحسن إلیهما و إلیه لما تفتشت الشیخ عبید الله بن مخزن الحقایق و المعارف الشیخ محمد قدس سره أشغال الطر یقه القادر یه و الجشتیه و النقشبندیه و المدار یه زاد الله لأهلهم شرفا و عزا، رأیت فیه آثار الفناء و البقاء و أنوارها و أسرارها فأجزته الارشاد للطالبین و السالکین إلی الله و ألبسته خرقه المشایخ قدس الله أسرارهم کما أجازني و ألبسني مشایخ الطرق المذکورة، فمن صحبه فکأنما صحبني و یده کیدي، فمن بایعه فکأنما بایعني و أیضا أجزته إلخ . . . "[1]

ترجمہ: سب تعریف اس اللہ کے لیے ہی ہے، جس نے ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت دی اور راہ سلوک کی معارج کی طرف عروج کی توفیق دی، اور درود ہو اس کے رسول محمد ﷺ پر جو صاحب خلق عظیم ہیں اور ان کی آل و اصحاب پر جو نعیم مقیم کی جانب ہدایت دینے والے ہیں، اما بعد بندۂ ضعیف و نحیف رب معین کی رحمت کا امیدوار عبد الرحیم بن وجیہ الدین (اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے اور اس کے اور ان کے ساتھ نیک سلوک فرمائے) کہتا ہے کہ جب میں نے شیخ عبید اللہ بن مخزن حقائق و معارف شیخ محمد قدس سرہ میں طریقۂ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اور مداریہ (اللہ تعالیٰ ان

---

(۱) . . . القول الجلی فی آثار الولی، ص:۴۷۶، مترجم و شارح مولانا حافظ شاہ نقی انور علوی مد ظلہ العالی، ناشر مسلم کتابوی لاہور ۱۹۹۱ء

کے اہل کو شرف و عزت بخشے) کے سلسلے میں تفتیش کی تو ان میں فنا و بقا کے آثار اور اس کے انوار و اسرار مشاہدہ کیے، پس میں نے ان کو طالبین و سالکین کی رشد و ارشاد کی اجازت دی اور ان کو مشایخ کرام قدس اللہ اسرار ہم کا خرقہ پہنایا، جس طرح مشایخ طرق مذکورہ نے مجھے مجاز کیا اور خرقہ پہنایا، جس نے ان کی صحبت اٹھائی، اس نے در حقیقت میری صحبت اٹھائی، ان کا ہاتھ عین میرا ہاتھ ہے، جس نے ان سے بیعت کی اس نے مجھ سے بیعت کی الخ...

نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ کوڑہ جہاں آباد:

ضلع فتح پور کے مضافات میں ایک علاقہ کوڑہ جہاں آباد ہے، جہاں حضرت شیخ العارفین سید جمال اولیا کوڑوی قدس سرہ [۹۷۳ھ/۱۰۴۷ھ] کا مزار بزم خلائق بنا ہوا ہے، مذکورہ خانقاہ کا انتساب اسی عظیم ہستی سے ہے، اگرچہ آپ کو دو بزرگوں سے سلسلۂ مداریہ میں خلافت ظاہری حاصل تھی، اولاً شیخ قیام الدین سے آپ کو سلسلۂ مداریہ پہنچا، چناں چہ آثارات پھلواری شریف میں آپ کا شجرۂ مداریہ بایں طور منقول ہے:

"شیخ جمال کو طریقۂ مداریہ کی اجازت حضرت شیخ قیام الدین سے، ان کو اپنے والد شیخ قطب الدین سے، ان کو شیخ جلال الدین بن عبد القادر سے، ان کو سید مبارک سے، ان کو سید اجمل بہڑائچی سے، ان کو حضرت قطب المدار بدیع الدین مکن پوری سے پہونچی ہے، قدست اسرارھم"(۱)

پھر جب آپ مکن پور شریف زیارت کے واسطے گئے تو وہاں کے صدر سجادہ نشین نے آپ کو خلافت مداریہ سے نوازا، چناں چہ مولوی نذیر احمد تذکرۃ العابدین میں

(۱)... آثارات پھلواری شریف، ص: ۵۴، ناشر دار الاشاعت خانقا مجیبیہ پھلواری شریف ۱۹۴۷ء

رقم طراز ہیں:

”بعد ازاں آپ مکن پور شریف تشریف لے گئے اور اس وقت میں صاحب سجادہ شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار صاحب رونق افروز مکن پور تھے، آپ کو مہمان فرمایا اور اپنے خاندان کی خلافت عطا فرمائی“(۱)

علاوہ ازیں آپ کو حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلا واسطہ نسبت اویسیہ مداریہ حاصل تھی، چناں چہ عبد المجتبیٰ رضوی علیہ الرحمہ تذکرۂ مشایخ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں لکھتے ہیں:

”آپ نے بلا واسطہ ارواح مبارکہ سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خواجہ بہاء الدین نقش بند اور حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فیض اویسیہ حاصل فرمایا اور بزرگان عصر سے فیض و خرقۂ خلافت چاروں سلاسل کا اخذ فرمایا“(۲)

خانقاہ رشیدیہ جون پور:

اس خانقاہ کی نسبت صاحب مناظرۂ رشیدیہ شیخ دیوان رشید مصطفیٰ عثمانی قدس سرہ کی طرف ہے، خانقاہ رشیدیہ میں دیگر سلاسل کے مانند سلسلۂ مداریہ بھی جاری وساری ہے، چناں چہ شیخ عبد المجید کاتب رشیدی اپنی کتاب سمات الاخیار میں تحریر فرماتے ہیں:

”اس خاندان (خاندان رشیدی) میں مندرجہ ذیل سلسلے اب تک جاری ہیں:

---

(۱) ... تذکرۃ العابدین، ص:۱۷۶، دلی پرنٹنگ ورکس ۱۳۳۳ھ

(۲) .. تذکرۂ مشایخ قادریہ برکاتیہ رضویہ، ص:۳۱۰، المجمع المصباحی جامعہ اشرفیہ مبارک پور ۱۴۲۳ھ

چشتیہ احمدیہ، چشتیہ طیبیہ، چشتیہ اشرفیہ، چشتیہ مصطفائیہ، قادریہ احمدیہ، قادریہ طیبیہ، قادریہ شمسیہ، مداریہ، قلندریہ، سہروردیہ، جنیدیہ، زاہدیہ فردوسیہ"(۱)

خانقاہ رشیدیہ میں سلسلۂ مداریہ کئی طریقوں سے پہنچا ہے، چناں چہ شیخ عبدالمجید رشیدی صاحب مناظرۂ رشیدیہ کی تین مداری نسبتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت قطب الاقطاب کو جن جن بزرگوں سے نعمتیں پہنچی ہیں ان کی تفصیل آپ کی ایک خاص تحریر سے یوں معلوم ہوئی:

خرقہ و مثال سلسلہ چشتیہ و قادریہ، مثال سہروردیہ و مداریہ... حضرت مخدوم شیخ طیب بنارسی قدس سرہ نے عطا کیا، خرقہ و مثال حضرت قادریہ و مداریہ... سید السادات حضرت میر سید شمس الدین کالپی نے عطا کیا... مثال سلسلۂ مداریہ و فردوسیہ... حضرت شیخ عبدالقدوس قلندر جون پوری نے عطا کیا"(۲)

شیخ عبداللہ خویشگی قصوری صاحب مناظرۂ رشیدیہ کا ایک خلافت نامہ نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین و بعد فیقول العبد العاصی محمد رشید مصطفیٰ العثمانی اجزت لاخ الصالح النقی فلان و استخلفتہ علی ان یاخذ المرید خلافہ منی کما اجازنی مرشدی

---

(۱)... تذکرۂ مشائخ رشیدیہ المعروف سمات الاخیار، ص: ۴۳، ۴۴، مطبوعہ شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن، دہلی

(۲).. ایضاً، ص: ۶۴، مطبوعہ شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن

سیدی شمس الدین محمد الحسینی البخاری و هو مجاز من حاج الحرمین الشریفین الشیخ أبی یز ید و هو مجاز من شیخه شاه فخر الدین زنده دل و هو مجاز من السید السند سید جمن هرمزی المشهور بجتی وهو مجاز من قطب الادوار شاه بدیع الدین مدار وهو مجاز من سید الکونین ختم المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ وهو تأدب بتادیب ربه جل جلاله"[1]

خانوادۂ رشیدیہ کے اہم ماخذ گنج ارشدی میں آپ کا دوسرا شجرۂ مداریہ شمسیہ بایں طور درج ہے:

"الٰہی بحرمت شیخ الاسلام والمسلمین قطب العالم ابوالبرکات شمس الحق حضرت شیخ محمد رشید مصطفیٰ اعفی عنہم، الٰہی بحرمت حضرت قدوۃ المسترشدین و زبدۃ المحققین بندگی شیخ عبد القدوس قدس سرہ، الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین حضرت قاضی حاجی بڈھن قدس سرہ، الٰہی بحرمت شیخ الاسلام و المسلمین حضرت قاضی حسام الدین قدس سرہ، الٰہی بحرمت قدوۃ العارفین حضرت شیخ ابوالفتح قدس سرہ العزیز، الٰہی بحرمت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ قاذن قدس سرہ العزیز، (الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ حسام الدین اصفہانی جونپوری قدس سرہ العزیز) الٰہی بحرمت قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ العزیز، الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبداللہ مکی قدس سرہ العزیز، الٰہی بحرمت خواجہ خواجہ عبدالاول قدس سرہ العزیز، الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ

---

(۱) ... معارج الولایت، ص:۱۰۸۱، عکسی مخطوطہ پروفیسر اقبال مجددی

العزیز، الٰہی بحرمت خواجہ حسن بصری قدس سرہ العزیز، الٰہی بحرمت حضرت امیر المؤمنین ابی الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، الٰہی بحرمت حضرت سید الکونین والثقلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"(۱)

صاحب مناظرۂ رشیدیہ کے والد گرامی شیخ محمد مصطفیٰ جمال الحق عثمانی قدس سرہ بھی سلسلۂ مداریہ میں مجاز تھے، چناں چہ شیخ عبد المجید بلیاوی آپ کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آپ ولیِ کامل اور عارف بے نظیر تھے، آپ کو حضرت سرور کائنات علیہ الصلاۃ کی روح اقدس سے بہت فیض پہنچا ہے، آپ نے بچپن میں حضرت بندگی شیخ محمد ولد حضرت شیخ نظام الدین امیٹھوی قدس سرہ سے بیعت کی تھی، اور وقتاً فوقتاً پیر کی خدمت میں رہ کر کمالات حاصل کیے، علاوہ بریں خلافت و اجازت سلسلۂ چشتیہ و قادریہ و مداریہ و سہروردیہ حضرت قیام الدین بن قطب الدین قدس سرہ سے پائی ہے"(۲)

نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ رشیدیہ:

اس خاندان کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ بارگاہ قطب المدار سے بلا واسطہ روحانی فیض پہنچا، حضرت بدر الحق شیخ محمد ارشد قدس سرہ جو حضرت شیخ محمد رشید مصطفیٰ قدس سرہ کے منجھلے بیٹے اور ان کی درگاہ کے صاحب سجادہ تھے، آپ نے حضرت قطب الارشاد حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عالم باطن میں استفادہ کیا، چناں چہ سید اقبال احمد جون پوری لکھتے ہیں:

---

(۱)... گنج ارشدی، ج:۲، ص:۲۰، مخطوطہ رضا لائبریری رامپور

(۲).. سمات الاخیار، ص:۳۶، شاہ عبد العلیم آسی فاؤنڈیشن

"آپ کو علاوہ ان تمام سلسلوں کے یہ چند نعمتیں اولیاء اللہ کی ارواح پاک سے عام معاملہ میں ملی تھیں، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی قدس سرہ نے شغل نقش اللہ بتایا، حضرت سلطان المشایخ حضرت محبوب الٰہی نے بھی شغل اللہ بتایا، حضرت شیخ عبد العزیز جون پوری ثم دہلوی نے شغل ھو بتایا، حضرت مخدوم شیخ یخشی رومی قدس سرہ جن کا مزار مبارک سکلائی ضلع فیض آباد میں ہے، ذکر اللہ بتایا، حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی نے ذکر چہار ضربی بتایا، حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ نے شغل ھو سکھایا، حضرت مخدوم نور قطب العالم پنڈوہ قدس سرہ نے فرمایا کہ جونپور میں جاکر بیٹھو اور صلاۃ العشق و صلاۃ المعکوس و ذکر یحلونکم و صلاۃ الجہر ادا کرتے رہو، حضرت مدار العالمین زندہ شاہ قطب المدار قدس سرہ نے مکن پور میں ذکر ھو تلقین فرمایا الخ..."(۱)

اس خانقاہ سے سلسلۂ مداریہ دیگر خانقاہوں میں پہنچا، جن میں سر فہرست خانقاہ کاظمیہ قلندریہ کاکوری شریف ہے۔

نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ قلندریہ لاہر پور:

اتر پردیش کے ضلع سیتاپور کے اطراف میں ایک مقام لاہر پور ہے، جہاں حضرت عبد الرحمٰن جانباز قلندر قدس سرہ سے منسوب خانقاہ قلندریہ مرجع خلائق ہے، انھیں اگرچہ حضرت عبد السلام قلندر قدس سرہ سے سلسلۂ مداریہ کی خلافت پہنچی تھی، مگر آپ کو بارگاہ قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلا واسطہ فیض اویسی بھی حاصل

(۱) ... تاریخ سلاطین شرقی و صوفیاے جون پور، ص:۱۲۲۶، ناشر شیراز ہند پبلشنگ ہاوس جون پور

ہوا، اور حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی آپ کے مدفن شریف کی تعیین فرمائی، چناں چہ حضرت شاہ محمد تقی حیدر قلندر اذکار الابرار میں لکھتے ہیں:

"آپ کی بیوی نے آپ سے پوچھا کہ میں اپنے اور آپ کے لیے روضہ بنوانا چاہتی ہوں، کہاں بنواؤں، آپ نے فرمایا کہ میں غیب سے دریافت کر کے بتاؤں گا، چنانچہ ایک روز واقعہ میں حضرت قطب المدار شیخ بدیع الدین و حضرت مخدوم اخی جمشید قدس سرہما کو آپ نے دیکھا، حضرت قطب المدار نے دائرہ میں کھڑے ہو کر چار خط کھینچ کر فرمایا کہ یہاں بناؤ، آپ نے بیدار ہو کر دائرہ میں چار مربع خط کھچے پائے، ان سے انھیں خطوط پر عمارت بنانے کو کہا، انھوں نے روضہ بنوایا، اس کے لیے بسواں سے پتھر منگوایا، حاکم قصبہ نے روکا اور اسی پتھر سے اپنے پیر کا روضہ بنوانا چاہا، آپ نے فرمایا کہ اس کی عمارت ناتمام رہے گی، وہ عنقریب مرجاوے گا، اور میرا روضہ بن جاوے گا، چنانچہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہی ہوا، یہ روضہ آپ کی زندگی میں ۹۴۶ھ میں تیار ہو گیا تھا"(۱)

اسی واقعے کو حضرت شاہ مجا قلندر لاہرپوری مختصر انداز میں یوں لکھتے ہیں:

"بی بی سیدہ رائے ملک نے حضرت قطب المدار کے حکم کے مطابق گنبد تعمیر کرنا چاہا، اس وقت کنکڑ کی کان بسوہ کے پرگنہ میں تھی، وہاں کے حاکم نے لاہرپور کنکڑ لانے سے منع کیا اور خود اپنے پیر کے لیے گنبد کی تعمیر شروع کی

---

(۱)... اذکار الابرار، ص:۱۱۸، شاہی پریس لکھنؤ ۱۳۵۷ھ

الخ۔۔۔"(۱)

اسی واقعے کو حضرت فرید احمد عباسی نقش بندی اس طرح نقل کرتے ہیں:

"چوں کہ حضرت جانباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اویسیہ طریقہ سے بھی فیض حاصل تھا، چنانچہ جب آپ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا: ہم تمھارے آخرت کے مکان کے لیے ایک جگہ خط کھینچ دیتے ہیں، یہیں تم اپنی قبر بنوانا، چنانچہ صبح کو جو اٹھے، دیکھا کہ اس جگہ جہاں اشارہ فرمایا تھا، نشان بنے ہوئے ہیں، چنانچہ آپ نے حضرت شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے موافق اسی جگہ مزار بننے کی ہدایت فرمائی اور اپنی بی بی سیدہ کا مزار وہیں بنوایا، اسی طرح خاندان مداری کے حضرات ہمیشہ آپ کے عرس میں حاضر ہوا کرتے تھے"(۲)

حضرت جانباز قلندر قدس سرہ کے وصال کے بعد ان کی درگاہ کے خاص متولی اور جانشین حضرت مجتبیٰ عرف مجا شاہ قلندر علیہ الرحمہ ہوئے، یہ صاحب تصانیف بزرگ تھے، تصوف میں انیس العاشقین آپ کی بڑی جامع کتاب ہے، جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے، ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک راجستھان میں اس کا ایک قلمی نسخہ باصرہ نواز ہوا، انھیں حضرت شاہ جانباز قلندر علیہ الرحمہ سے بھی سلسلۂ مداریہ پہنچا، نیز حضرت شیخ عبد القدوس قلندر قدس سرہ سے بھی سلسلۂ مداریہ حاصل تھا، جیسا کہ

---

(۱)... مناقب الخلفا، بترجمہ و ترتیب: حضرت شاہ عین الحیدر قلندر مد ظلہ العالی، کتب خانہ انوریہ کاکوری شریف، سنہ تالیف: ۱۰۸۲ھ

(۲).. مدار اعظم، ص: ۱۳۴، دلی پرنٹنگ ورکس دہلی ۱۳۳۳ھ

فصول مسعودیہ میں مرقوم ہے:

"بعدش حضرت شاہ مجا قلندر قدس سرہ در خدمت پیر و مرشد خود تا بچہاردہ روز بہمہ وجوہ تلقین اذکار و افکار و اسرار شدہ واصل بحق گردیدہ باخلافت سلاسل سبعہ قلندریہ طیفوریہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ فردوسیہ مداریہ رخصت شدند"(۱)

ترجمہ: اس کے بعد حضرت شاہ مجا قلندر قدس سرہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں چودہ دن تک تلقین اذکار و اسرار کی تمام اقسام سے شرابور ہو کر سات سلاسل قلندریہ، طیفوریہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، فردوسیہ اور مداریہ کی خلافت سے سرفراز ہوئے۔

خانقاہ محمدیہ کالپی شریف:

یہ خانقاہ حضرت سید محمد ترمذی کالپوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے نسبت رکھتی ہے، آپ کو حضرت شیخ جمال اولیا کوڑوی قدس سرہ سے سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت حاصل تھی، چناں چہ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی اپنی کتاب مآثرالکرام میں لکھتے ہیں:

"و اکثر در حلقۂ شیخ جمال اولیا کوڑوی قدس سرہ گزرانید، و در فضیلت صوری رتبۂ بلند حاصل کردند و فاتحہ فراغ از شیخ جمال اولیا گرفتند، و ہم با حضرت شیخ در طریقۂ عالیہ چشتیہ بیعت کردند و اجازت سلاسل قادریہ و سہروردیہ و مداریہ یافتند"(۲)

---

(۱) ... فصول مسعودیہ، ص: ۶۳، اصح المطابع آسی پریس لکھنؤ ۱۳۳۱ھ

(۲) .. مآثرالکرام فی تاریخ بلگرام، ص: ۷۲، مکتبۃ احیاء العلوم الشرقیہ لاہور

ترجمہ: زیادہ تر شیخ جمال اولیا کوڑوی قدس سرہ کے حلقے میں وقت گزارا، اور فضیلت صوری میں بلند رتبہ حاصل فرمایا، ابتدائی تعلیم بھی شیخ جمال اولیا سے ہی لی، نیز حضرت شیخ جمال اولیا سے سلسلۂ چشتیہ میں بیعت کی اور سلاسل قادریہ، سہروریہ اور مداریہ میں اجازت بیعت پائی۔

آپ قدس سرہ سے سلسلۂ مداریہ خانقاہ واحدیہ کے متأخر الزمان مشایخ کرام مثلا میر سید لطف اللہ بلگرامی، سید نوازش بلگرامی وغیرہ کو پہنچا۔

علاوہ ازیں آپ کو بانیِ سلسلۂ ابو العلائیہ شیخ ابو العلا احراری قدس سرہ سے بھی سلسلۂ مداریہ کی خلافت و اجازت پہنچی، چناں چہ حضرت عبد المجتبیٰ رضوی اعظمی علیہ الرحمہ آپ کے احوال میں رقم طراز ہیں:

"بعدہٗ آپ کئی ماہ حضرت میر ابو العلا قدس سرہ کی صحبت بابرکت میں رہے، اور جب آپ واپس ہونے لگے، تو آپ کو حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کی ایک تسبیح عنایت فرمائی، اور بیعت و خلافت سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ مداریہ ابو العلائیہ سے سرفراز فرمایا، یہاں تک کہ اپنے وطن کالپی تشریف لائے"(۱)

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف:

ہر چند کہ یہ خانقاہ کافی بزرگوں سے نسبت رکھتی ہے، لیکن اس کا خاص انتساب حضرت شاہ برکت اللہ بلگرامی ثم مارہروی قدس سرہ سے ہے، یہ خانقاہ دیگر سلاسل کی نسبتوں سے سرشار ہے، لیکن سلاسل خمسہ بشمول سلسلۂ مداریہ کی امانتیں زیادہ مشہور ہیں، چناں چہ حضرت مولانا طفیل صدیقی بدایونی اپنی کتاب برکات مارہرہ میں لکھتے ہیں:

(۱)... تذکرۂ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ، ص، ۳۴۸، مطبوعہ اکبر بک سیلرز لاہور

”سلاسل بیعتی میں شاید ایسا سلسلہ کوئی مشکل سے ملے، جس کی اجازت خاندان مارہرہ میں نہ ہو، تمام سلاسل خاندانی کے شجروں کے جمع کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے، اس موقع پر میں چند مروجہ شجرہاے سلاسل آبائی و خلفائی درج کروں گا“(۱)

اس کے بعد بدایونی علیہ الرحمہ نے فقط سلاسل خمسہ بشمول سلسلۂ مداریہ کے شجرہ جات بیان کیے ہیں، علاوہ ازیں تذکرۂ نوری مؤلفہ غلام شبر قادری بدایونی میں حضرت آل رسول احمدی میاں علیہ الرحمہ کا خلافت نامہ بایں طور درج ہے:

”نقل سند خلافت و اجازت حضور قدس سرہ

اللہ ولا سواہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و آلہ أجمعین أما بعد:

می گوید فقیر حقیر آل رسول احمدی کہ چوں نور دیدہ و سرور سینہ، قرۃ عینی و فواد قلبی سید ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب طول عمرہ و زید قدرہ را اجازت سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ و نقش بندیہ و سہروردیہ و مداریہ قدیمہ و جدیدہ و قادریہ رزاقیہ و علویہ منامیہ و ہم اجازت جملہ اذکار و اشغال و اوراد معمولہ خاندان برکاتی بہ ہیچ کہ فقیر را از جناب عموی و مرشدی و مولائی حضرت سید شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے صاحب انار اللہ تعالیٰ برھانہ و ہم از جناب

---

(۱)... برکات مارہرہ، ص:۱۴۷، ۱۴۸، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ

ابوی و قبلہ گاہی حضرت سید آل برکات عرف ستھرے صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ اجازت رسیدہ است دادم مجاز و ماذون گردانیدم ہر کسے کہ ارادۂ بیعت نماید و مرید شود او را داخل سلسلۂ عالیہ نمایند و مرید کنند و موافق استعداد او از ذکر و شغل ورد خاندانی مامور سازند۔

و المسؤلة من الله سبحانه الإستقامة على جادة أكابر تلك الطر يقة و الله المستعان و عليه التكلان

تحریر تاریخ دوازدہم ربیع الاول ۱۲۶۷ ہجری نبوی [۱۵/ جنوری ۱۸۵۱ء]

آل رسول احمدی (۱)

شیخ ابو الحسین نوری میاں قدس سرہ اپنی کتاب ”النور و البہا“ میں خود اپنا شجرۂ مداریہ بایں طور نقل کرتے ہیں:

”بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين و الصلاة و السلام على رسوله و آله و صحبه اجمعين، اما بعد فيقول الفقير ابو الحسين عفى عنه اجازنى بالسلسلة البديعية المدار ية جدي و مرشدي السيد آل الرسول الأحمدي قدس سره عن الحضرة اچھے صاحب عن أبيه(السيد حمزه المارهروى) عن جده(السيد آل محمد المارهروى) عن صاحب البركات عن السيد فضل الله عن أبيه(السيد أحمد الترمذى)عن جده (السيد محمد الترمذى)

(۱) ... تذکرۂ نوری، ص:۱۵۰، تاج الفحول اکیڈمی، سنہ تالیف ۱۳۳۴ھ

عن جمال الأولياء عن الشيخ قيام الدين عن الشيخ قطب الدين عن السيد جلال عبد القادر عن السيد مبارك عن السيد أجمل عن العارف الأجل الكامل الأكمل مولانا بديع الحق و الدين المدار المكن فوري- رحمة الله تعالى عليه-عن الشيخ عبد الله الشامي عن الشيخ عبد الأول عن الشيخ أمين الدين عن أمير المؤمنين علي رضي الله تعالىٰ عنه عن سيد المرسلين محمد صلى الله تعالى عليه و عليهم و سلم"[1]

نسبت اویسیہ مداریہ اور خانقاہ مارہرہ:

یہ خانقاہ دیگر مداری نسبتوں کے علاوہ نسبت اویسیہ مداریہ سے بھی سرفراز ہے، اس خانقاہ کے دو بزرگ حضرت برکت اللہ مارہروی اور حضرت حمزہ مارہروی قدس اللہ اسرار ہما کو بارگاہ قطب المدار سے روحانی فیض حاصل تھا، چناں چہ شیخ الاصفیا سید شاہ محمد حمزہ مارہروی قدس سرہ کاشف الاستار میں دعاے بشمخ کے بابت لکھتے ہیں:

"جان لو! یہ دعا فقیر کے خاندان میں بہت رائج ہے، درویشوں نے اس کے چلے پورے کیے ہیں، دنیادار لوگ بھی اسے پڑھتے ہیں، میرے جد امجد حضور صاحب البرکات قدس سرہ کو حضرت شاہ مدار قدس سرہ کی روح مبارک سے اس کی سند اجازت ملی ہے، یہ دعا حضرت بدیع الدین قطب المدار کی پیش کی ہوئی ہے، ان سے پہلے اس دعا کا رواج نہیں تھا، اس فقیر نے جب اپنے وطن مالوف بلگرام سے مارہرہ مطہرہ آنے کا قصد کیا تو دوران

(۱). النور البهاء فی اسانید الحدیث و سلاسل الاولیاء، ص:۷۲، ۷۳، مطبع وکٹور یہ بدایوں ۱۲۰۷ھ

سفر قنوج میں سارا سامان چھوڑ کر بالکل خالی ہاتھ ۴/ ذی الحجہ ۱۱۵۷ھ کو مکن پور کی زیارت کے لیے گیا، رات کے اخیر حصے میں حضرت قطب المدار قدس سرہ کے روشن چاند جیسے جمال جہاں آرا کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے فقیر کو بھی یہ دعا مرحمت فرمائی"(۱)

خانقاہ مکلی ٹھٹھہ سندھ:

یہ خانقاہ محدث اعظم محمد ہاشم ٹھٹھوی قدس سرہ کی طرف منسوب ہے، آپ کی ذات اہل علم سے پوشیدہ نہیں، آپ اپنے وقت کے یگانۂ آفاق فقیہ، محدث مفسر سیرت نگار اور قادر الکلام شاعر تھے، جملہ علوم وفنون میں آپ کی قلمی کاوشیں نظر آتی ہیں، دنیا کی بڑی لائبریریوں میں آپ کی کتابیں قلمی صورت میں ہنوز محفوظ ہیں، آپ کو شیخ عبد القادر مکی سے سلسلۂ مداریہ حاصل تھا، چناں چہ فقیر اللہ بن عبد الرحمٰن حنفی شکارپوری آپ کی سند مداریہ نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"أخذ الشيخ العلامة محمد هاشم التتوي عن الشيخ عبد القادر بن أبی بكر الصديقي مفتی الحنفية بمكة و هو عن شيخه المذكور حسن بن علي العجيمي و هو عن الشيخ صفي الدين أحمد بن محمد المدني القشاشي و هو أخذ عن والده العارف بالله تعالیٰ محمد بن يونس الملقب بعبد النبي بن أحمد الدجاني القشاشي و شيخه ولي الله أبی المواهب أحمد بن علي الشناوي و هما عن السيد السند صبغة الله بن روح الله عن الشيخ المعتمد وجيه الدين العلوي، عن السيد محمد

(۱)... کاشف الاستار، ترجمہ از ساحل شہسرامی

الغوث بن السيد خطير الدين الملقب بقطب العالم، عن الإمام مظهر النور الحاج حصور- لأنه ما تزوج أبدا و بلغ من العمر مأة و عشرين سنة - عن الشيخ الكامل أبى الفتح هدية الله سرمست، عن الشيخ الكبير محمد علاء الدين قاضن الشاه المداري - نسبة إلى شيخ شيخه بديع الدين الآتى ذكره - عن حسام الدين الشاه المداري، عن بديع الدين الملقب بشاه مدار، عن الشيخ طيفور الشامي "[1]

ترجمہ: شیخ علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی نے سلسلۂ مداریہ مفتی عبد القادر بن ابو بکر صدیقی مکی حنفی سے حاصل کیا، انھوں نے اپنے مذکور شیخ حسن بن علی عجیمی سے، انھوں نے شیخ صفی الدین احمد بن محمد مدنی قشاشی سے، انھوں نے اپنے والد گرامی عارف باللہ محمد بن یونس عبد النبی بن احمد دجانی قشاشی اور اپنے شیخ ولی اللہ ابو المواہب احمد بن علی شناوی سے انھوں نے سید سند صبغۃ اللہ بن روح اللہ سے، انھوں نے شیخ معتمد وجیہ الدین علوی سے، انھوں نے سید محمد غوث بن خطیر الدین ملقب بہ قطب عالم سے، انھوں نے امام مرجع نور حاجی حصور سے - انھوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی، لیکن شادی نہیں کی - انھوں نے شیخ کامل ابو الفتح ہدایت اللہ سرمست سے، انھوں نے شیخ کبیر علاء الدین قاضن شاہ مداری سے - یہ ان کے شیخ کے شیخ بدیع الدین کی طرف نسبت ہے، جن کا ذکر آئندہ آئے گا - انھوں نے حسام الدین شاہ مداری سے، انھوں نے شیخ بدیع الدین المقلب شاہ مدار سے، انھوں نے شیخ طیفور شامی سے۔

شیخ ہاشم ٹھٹھوی سے سلسلۂ مداریہ صاحب کتاب شیخ فقیر اللہ بن عبد الرحمٰن

---

(۱) ... قطب الارشاد، ص:۵۴۶، ۶۳۳، مکتبہ امیر حمزہ

قدس سرہ کو پہنچا، ان کی سند مداریہ بھی قطب الارشاد میں مذکور ہے۔

خانقاہ مجیدیہ بدایوں شریف:

یہ خانقاہ حضرت شیخ عین الحق عبدالمجید قادری علیہ الرحمہ کی طرف منسوب ہے، اس خانقاہ کی عبقری شخصیات میں تاج الفحول شیخ عبد القادر بدایونی اور فضل رسول بدایونی قدس سرھما قابل ذکر ہیں، بانیِ خانقاہ شیخ عین الحق عبدالمجید علیہ الرحمہ سلسلۂ مداریہ میں مجاز و ماذون تھے، چناں چہ شیخ فضل رسول قادری علیہ الرحمہ حضرت تاج الفحول کے لیے اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"ان دو تحریروں میں جو کچھ مذکور ہے، اس کی تمھیں اجازت دیتا ہوں، اور جملہ اوراد و اذکار اور اشغال و اعمال کی بھی اجازت دیتا ہوں، جس کا میں حضور قبلۂ جاں و کعبۂ ایماں (شاہ عین الحق عبد المجید قادری) قدسنا اللہ بسرہ المجید سے مجاز ہوں، نیز تمھیں تمام سلاسل عالیہ قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و مداریہ میں ان کے شرائط و لوازم کے ساتھ بیعت کرنے کی اجازت دیتا ہوں"(۱)

خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف:

یہ خانقاہ عظیم خانقاہوں میں سے ہے، اس کا انتساب حضرت مخدوم شاہ محمد مجیب اللہ قادری پھلواروی قدس سرہ سے ہے، آپ کو سلسلۂ مداریہ دو بزرگوں سے حاصل ہوا، حضرت ہلال احمد قادری پھلواروی نے اپنی کتاب "سیرت پیر مجیب" میں دونوں خلافتیں بایں طور نقل کی ہیں:

---

(۱)... اکمل التاریخ، ص:۲۹۹، تاج الفحول اکیڈمی

"مداریہ معزیہ جمالیہ: حضرت بدیع الدین مدار مکن پوری، حضرت جمال جنتی ہلسوی قدس سرہ، حضرت قطب الدین بینا دل قدس سرہ، حضرت سید فضل اللہ گوسائیں، حضرت سید محمود قطبی، حضرت سید نصیر الدین قطبی، حضرت شاہ ابراہیم کرجوی، حضرت شاہ معز الدین کرجوی، حضرت تاج العارفین شاہ مجیب اللہ قادری قدس سرہ۔

مداریہ جمالیہ عمادیہ: حضرت بدیع الدین مدار مکن پوری، حضرت سید اجمل بہرائچی قدس سرہ، شیخ جلال الدین، عبد القادر بن مبارک، شیخ قطب الدین، شیخ قیام الدین، ملا جمال اولیاکڑوی، جنید ثانی پھلواروی، مخدوم برہان الدین، حضرت خواجہ عماد الدین قلندر، حضرت تاج العارفین شاہ مجیب اللہ قادری پھلواروی"(۱)

یہ شجرات مداریہ آثارات پھلواری شریف میں بھی مذکور ہیں۔ (۲)

خانقاہ منعمیہ قمریہ پٹنہ:

یہ خانقاہ حضرت مخدوم منعم پاک باز قدس سرہ سے منسوب ہے، آپ کو دیوان سید خلیل الدین قطبی قادری سے سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت حاصل تھی، شیخ قیام الدین نظامی فردوسی اپنی کتاب "شرفا کی نگری" میں لکھتے ہیں:

"حضرت دیوان خلیل کو اپنے والد اور انھیں اپنے والد و دیگر شیوخ سے مختلف سلاسل طریقت مستند واسطوں سے پہنچے تھے، اور سوائے سلسلۂ نقشبندیہ کے تمام سلاسل طریقت کی اجازت دیوان خلیل قادری کو تھی، حضرت مخدوم کو دیوان خلیل

(۱) ... سیرت پیر مجیب، ص: ۱۳۳، دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ پٹنہ

(۲) .. آثارات پھلواری شریف، ص: ۱۵۱-۱۵۲، ناشر دار الاشاعت پھلواری شریف ۱۹۴۳ء

نے تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی"[1]

حضرت سید قائم رضوی قتیل داناپوری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شجرات جنت میں مخدوم صاحب کا شجرۂ خلافت مداریہ بایں طور نقل کیا ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین.

ہر کہ خواہد خلد باشد مسکن و جاے قرار

ورد سازد اسمہاے سلسلۂ قطب المدار

- الٰہی بحرمت راز و نیاز سید المرسلین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت عبد اللہ خلیفۂ اول خیر البشر ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ عبد اللہ مکی علم بردار رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ امین الدین شامی قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ طیفور شامی قدس سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ حسام الدین بنارسی قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ محمد علا عرف حضرت شاہ قاضن قدس اللہ سرہ

---

(۱) ... ایضًا، حصہ دوم، ص: ۱۲۷، نظامی اکیڈمی کراچی

العزیز

- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ بن حضرت شاہ قاضن قدس سرہم
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ بدن عرف حاجی حمید قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید عبدالسلام عرف شاہ علی سرانداز غوثی قدس سرہ
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سید نصیر الدین قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سید تقی الدین قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سید نظام الدین بہاری قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سید اہل اللہ عرف حضرت میر سید مبارک حسینی قدس سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سید محمد جعفر خنگ سوار قدس سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم المشایخین حضرت سید خلیل الدین بہاری قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز سلطان الواصلین امام الطرق قطب العالم محرم خاص حریم ربانی حضرت مخدوم شاہ محمد منعم قدس سرہُ العزیز"[1]

خانقاہ اجملیہ الٰہ آباد (دائرۂ شاہ اجمل الٰہ آباد):

یہ خانقاہ حضرت شیخ اجمل الٰہ آبادی قدس سرہ کی طرف منسوب ہے، جو حضرت شیخ خوب اللہ الٰہ آبادی کے پوتے اور حضرت ناصر الٰہ آبادی علیہما الرحمہ کے مرید و خلیفہ

(۱) ... شجرات الانس، ص:۵۱,۱۵۰، مخطوطہ خانقاہ چشتیہ نظامیہ دانا پور

ہیں، جب کہ حضرت شیخ افضل الہ آبادی علیہ الرحمہ آپ کے پیر زادوں میں آتے ہیں، آپ کو حضرت شیخ ناصر الہ آبادی سے سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت حاصل تھی، آپ اپنے ایک طویل خلافت نامے میں حضرت مراد شاہ قلندری کو خلافت دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"چوں ایں فقیر از جانب والد مرحوم و ہم از جانب برادر مرحوم خود مجاز و ماذون در طرق خمسہ است، ہم چناں بحقائق آگاہ، معارف دست گاہ، عزیز دلہا، عزیز سلالۃ الکرام، نتیجۂ اولیا، مقبول قلوب اہل اللہ، میاں شاہ مراد سلمہ اللہ تعالیٰ الی مایبقاہ... را اجازت سلاسل خمسہ چشتیہ و قادریہ و مداریہ و سہروردیہ و نقش بندیہ دادم"(۱)

ترجمہ: جس طرح یہ فقیر اپنے والد مرحوم اور برادر مرحوم کی جانب سے پانچ سلاسل میں مجاز و ماذون ہے، اسی طرح میں نے حقائق آشنا، صاحب معارف، محبوب قلوب، نتیجۂ اولیا، مقبول قلوب اہل اللہ میاں شاہ مراد سلمہ اللہ تعالیٰ وبقاہ کو سلاسل خمسہ چشتیہ، قادریہ، مداریہ، سہروردیہ اور نقش بندیہ کی اجازت و خلافت سے نوازا۔

حضرت سید حضرت سید قائم رضوی قتیل دانا پوری علیہ الرحمہ نے آپ کا شجرۂ خلافت مداریہ بایں طور نقل کیا ہے:

- "الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امام المسلمین امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

---

(۱)... اذکار قلندری، ص:۳۶، سنہ خلافت نامہ ۱۲۰۸ھ، ناشر نامی متولی

- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ امین الدین قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین حضرت ابی الربیع المقدسی عبد الاول قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین ؟ حضرت شیخ عبد اللہ شامی قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین قطب الابرار حضرت سید شاہ بدیع الدین مدار قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید اجمل محمد بن امجد قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید مبارک بن امجد قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید جلال عبد القادر قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ جمال اولیا کڑوی قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید السادات رفیع الدرجات شیخ الاسلام والمسلمین حضرت میر سید محمد کالپوی قدس اللہ سرہ العزیز

- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ المشایخ کامل اکمل حضرت شاہ محمد افضل الٰہ آبادی قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ المشایخ قطب الٰہ باد حضرت شاہ خوب اللہ الٰہ آبادی قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ المشایخ برگزیدۂ معاصر حضرت شاہ محمد ناصر الٰہ آبادی قدس اللہ سرہ العزیز
- الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ المشایخ ولیِ افضل حضرت شاہ محمد اجمل الٰہ آبادی قدس اللہ سرہ العزیز"(۱)

علاوہ ازیں صاحب اذکار قلندری شیخ حمایت پیر فرح بخش متوفی ۱۲۵۶ھ آپ کا شجرۂ مداریہ بایں طور نقل کرتے ہیں:

سپاس و ثنائے بے انتہا	بذات خداوندِ ارض و سما
درود و سلامِ فزوں بے	بِشاہنشۂ خطۂ اختیار
بآل کرام و کبارانِ او	باتباع فرخندہ کارانِ او
سپس میکشم بجو درّ ثمین	مداریہ طریقہ بنظم متین
شہ اجملؔ آں مفخر روزگار	گرمایہ تاج مہ و ستار
شہنشاہ اقلیم فضل و کمال	سرفراز دہیم جاہ و جلال
جہان کرم کان جود و سخا	محیطۂ کوہائے صدق و صفا
خدیو جہان معارف بحق	امام گروہ اعارف بحق
زلال نہال فیوضش مدام	بما ناد بر فرق ہر خاص و عام

(۱)... شجرات جنت، ص:۱۰۵، ۱۰۴، مخطوطہ خانقاہ چشتیہ نظامیہ دانا پور

زوالد ربودست فیضِ خدا	شہنشاہِ دیں قدوۂ اولیا
محمد بناصرؔ شہیر جہاں	براہِ خدا دستگیرِ جہاں
دگر بارہ اجملؔ جہانِ کرم	درخشاں مہِ آستانِ کرم
ز ابنِؔ عم خویشتن یافت کام	کہ بودست فیضش چو خورشید عام
بخلقِ خدا ہادیٔ راہِ حق	شہ قطبؔ دیں خاص درگاہ حق
وے از والدِ پیر والائے خویش	شدہ فائز قسطِ اوفائے خویش
شہ فاخرؔ آں پیشوائے کرام	بحق رہنمایندۂ خاص و عام
شہے ناصرؔ و حضرت فاخرؔم	شہانِ سریر فیوض و کرم
ز فیضِ پدر کامیاب آمدند	ضیا یاب زاں آفتاب آمدند
امامِ ہدا قطبؔ مشام پاک	کہ بودست خوب اللہش نام پاک
وے از افضلؔ وقت قطبِ کبار	بملکِ ولایت شہ نامدار
وے از پیر خود سید الاولیا	محمد شہؔ کالپی متکا
وے از پیر خود مرشدِ دیں جمال	حد و جہانِ جمال و جلال
وے از شیخ اربابِ عرفاں قیام	کہ شد خطۂ جونپورش مقام
وے از قطبؔ دیں ور دلِ شاہ دیں	امام اساتینِ دینِ متیں
وے از قدوۂ دہر سید جلال	سرِ دیں پژوہان ارباب حال
وے از سید عبد قادرؔ ولی	شناسائے رازِ خفی و جلی
وے از سید زمرۂ اصفیا	مبارک سرِ اہل صدق و صفا
وے از سید اجملؔ ذو الکرم	بدرگاہِ یزداں بسے محترم
وے از قطبِ دوراں بدیعؔ مدار	سر و سرورِ اولیائے کبار

وے از شیخ عبد اللہ آں فیض عام	کہ بودست چوں ماہ شامش مقام
وے از عبّد اول شہِ عارفاں	ضیا بخشِ عرفاں نگہ عارفاں
وے از صحبت شیخ اہل صفا	امیّں دیں اندر جہاں پیشوا
وے از خدمتِ سرور لا فتا	شہنشاہِ محروسۂ اِنّما
وصی نبی نفس خیر الورا	اخی مصطفیٰ زوج خیر النساء
سپہدارِ دیں حیدر نامدار	علیِ ولی شاہِ دلدل سوار
جہانبانِ ملک امامت بحق	امامِ جہانِ کرامت بحق
امیرِ عرب بادشاہِ عجم	ملاذِ دو عالم پناہِ امم
وے از خسروِ خطۂ اصفیا	شفیع الورا آں شہِ ابتیا
امامِ رسل قبلہ گاہِ انام	چراغِ سبل کعبۂ خاص و عام
سبب بہر ایجادِ کون و مکاں	مراز وئے وجودِ زمین و زماں
ز گلزارِ تکویں نخستیں گلے	ز باغِ رسالت پسیں بلبلے
قدم گاہِ او فرق ایمانیاں	نہ بل حدقۂ چشم روحانیاں
ز خوانِ نوالش فلک ذلّہ خوار	ز انعام عامش ملک کامگار
فلک پایۂ سُلّمِ بامِ او	قضا بندۂ او - قدر رامِ او
کلیّم از رقیبانِ درگاہِ او	سلیماں یکے بندۂ جاہِ او
مہ از نور رخسارِ او مستنیر	شب از زلفِ مشکیں او مایہ گیر
نوازش گریہا کنِ خاکیاں	سر افراز فرمائے افلاکیاں
خدایا بآں سرگروہِ رُسل	شہنشاہِ والا شکوہِ رسل
بقرب مقاماتِ ایں اولیا	بدرگاہِ او اہلِ عزّ و علا

کہ از جرمِ عصیانِ ما در گذر	سرا سر ز اثم و خطا در گذر
خطہ عفو بر حرفِ عصیانِ ما	بکش از قلمہائے جود و نوال
ز نفس و ز شیطاں خلاصیم دہ	وزیں ہر دو دشمن مناصیم دہ
بسوئے خودم روئے راہِ نما	مرا راہِ آں بارگاہے نما
بخویشم بخواں وارہاں از منم	کہ من خویشتن را بجاں دشمنم (۱)

صاحب رسالۂ تسویہ حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی علیہ الرحمۃ و الرضوان سرزمین الہ آباد کے بڑے علما و فضلا میں سے ہیں، آپ کے تعلق سے حضرت شیخ امیر حسن فضوری قدس سرہ النوری اپنی کتاب "تذکرۃ المتّقین" میں لکھتے ہیں:

"شیخ محب اللہ الہ آبادی قدس سرہ سید محمد قنوجی را خلیفۂ خود گردانید، شجرۂ پنج خانوادہ عنایت فرمود، منہا شجرۂ مداریہ بدیں وسائط: شیخ محب اللہ الہ آبادی، شاہ موسیٰ خدادوست،، شیخ عبد القادر یمنی، شاہ مقیم سرمست، معرفت شاہ، فتح اللہ شاہ، اسماعیل خاکسار، شاہ ابو القاسم، قدوۃ العارفین حضرت قاضی مطہر، قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار قدس اللہ تعالیٰ سرہ، شیخ عبد اللہ مکی، شیخ ابو الربیع مقدسی، شیخ یمین الدین شامی، حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم"(۲)

ترجمہ: شیخ محب اللہ الہ آبادی نے سید محمد قنوجی (ان کے احوال فرحت الناظرین میں مذکور و مشہور ہیں) کو اپنا خلیفہ بنایا اور انھیں پانچ خانوادوں کا شجرہ

---

(۱) ... اذکار قلندری، ص: ۱۸۳-۱۸۵، ناشر: نامی متولی، سنہ اشاعت: ۱۳۷۷ھ

(۲) .. تذکرۃ المتّقین، ج: ۲، ص: ۱۰۳، فصل ہفتم در ذکر مشایخ عاشقان، مطبع عزیزی کانپور سنہ اشاعت ۱۳۲۲ھ

عنایت فرمایا جس میں شجرۂ مداریہ ان وسائط کے ساتھ مذکور ہے، شیخ محب اللہ الہ آبادی، شاہ موسیٰ خدا دوست، ، شیخ عبد القادر یمنی، شاہ مقیم سرمست، معرفت شاہ، فتح اللہ شاہ، اسماعیل خاکسار، شاہ ابو القاسم، قدوۃ العارفین حضرت قاضی مطہر، قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار قدس اللہ تعالیٰ سرہ، شیخ عبداللہ مکی، شیخ ابوالربیع مقدسی، شیخ یمین الدین شامی، حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

خانقاہ رزاقیہ بانسہ شریف:

یہ خانقاہ حضرت شیخ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ کی ذات سے موسوم و منسوب ہے، علماے فرنگی محل لکھنؤ آپ ہی کے فیضان سے سرشار و شاد کام ہیں، حضرت شیخ محمد ظفر علی قادری نے آپ کا شجرۂ مداریہ بایں طور نقل کیا ہے:

”حضرت مولانا قطب الآفاق و سید المشتاق سید شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ و ھو عن حضرت شاہ دوست محمد عرف شاہ دوسی لکھنوی قدس سرہ و ھو عن حضرت مولانا تراب قدس سرہ و ھو عن حضرت مولانا میر سید علی شاہ قدس سرہ و ھو عن حضرت مولانا شیخ محمد علی بنگالی قدس سرہ معروف بہ شیخ قاضن قدس سرہ و ھو عن حضرت مولانا شاہ شیخ پیادہ جونپوری قدس سرہ و ھو عن حضرت مولانا شاہ شیخ ابی القاسم قدس سرہ و ھو عن حضرت مولانا شاہ بھیکا قدس سرہ و

هو عن حضرت شاه ابو الخير قدس سره و هو عن حضرت مولانا شاه حسام الدين قدس سره و هو عن حضرت مولانا شاه بديع الدين قطب المدار قدس سره"(۱)

ان کے علاوہ بھی بیشتر خانقاہیں ہیں، جن میں سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت پہنچی ہے، پس طوالت کے باعث مذکورہ بالا چند خانقاہوں کے ذکر پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

عرب میں سلسلۂ مداریہ:

یہ حقیقت ہے کہ سلسلۂ مداریہ کا خاص مرکز تبلیغ ہندوستان رہا کہ آج غیر منقسم ہندوستان بنگلادیش، پاکستان، شری لنکا، افغانستان اور نیپال میں آپ کے بکثرت آثار اور خانقاہیں موجود ہیں، ایران اور برما بھی نقوش قطب المدار سے مالامال ہے، ایران میں ایک مدرسہ کے بابت ڈاکٹر محمد ہانی قحطانی اپنی کتاب "مبادئ العمارۃ الاسلامیہ" میں لکھتے ہیں:

"أصبحت الزخارف المعمارية كما تجلت فى هياكل ميدان شاه و مدرسة مدار شاه فى أصفهان"(۲)

ترجمہ: تعمیراتی رعنائیاں شاہ کے ہیکلوں اور اصفہان میں واقع مدرسہ مدار شاہ میں خوب واضح اور روشن ہیں۔

عرب بھی فیضان قطب المدار سے سرسبز و شاداب رہا، شیخ ظہیر الدین دمشقی،

---

(۱) ناصر السالکین علی طریق العارفین، ص:۱۸٦، مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، مختار اشرف لائبریری کچھوچھہ شریف

(2). مبادئ العمارة الاسلامية و تحولاتها المعاصرة، ص:۲۳٤، مركز دراسات الوحدة الحربية بيروت

حضرت عباس مصری وغیرہ آپ کے خلفامیں شامل ہیں، علاوہ ازیں اس پربزرگوں کی لکھی گئیں اثبات و اسانید شاہد ہیں، بلکہ حضرت ملاعلی قاری ہروی اپنی کتاب "فتح أبواب الدین شرح آداب المریدین" میں سلسلۂ مداریہ کودور اول کے سلاسل میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و اشتهروا بهذا فإنهم مستفيضون عن الأكثر دوائر الأولىٰ مشايخ الصديقية و النقشبندية و الأحمدية و الشطار ية و المدار ية و الغزالية و غيرهم و الدوائر الثانية مشايخ أهل البيت و العلو ية و الإمامية إلخ..."(۱)

ترجمہ: اور وہ اسی سے مشہور ہوئے، چوں کہ وہ دور اول کے اکثر سلاسل صدیقیہ، نقش بندیہ، احمدیہ، شطاریہ، مداریہ، غزالیہ وغیرہ کے مشایخ اور دور ثانی کے علویہ وامامیہ اور مشایخ اہل بیت سے مستفیض ہیں۔

شیخ محمد کمال الدین بن عبد الرحمٰن حلبی حریری متوفی ۱۲۲۱ھ اپنی کتاب "تبیان وسائل الحقایق" میں لکھتے ہیں:

"و الطيفور ية منسو بة إلى الشيخ طيفور الشامي رضي الله عنه و يقال لها المدار ية و هنا ذكرها الشيخ عبد الرحمٰن بافقيه فى رفع الاستار و غيره"(۲)

---

(۱). فتح أبواب الدين فى آداب المر يدين، مخطوطه دار الكتب المصريه دمشق، رقم:۱۵۱۵/تصوف:۲۷۵ بحواله فهرس مخطوطات دار الكتب الظاهر يه (تصوف، ج:۲، ص:۳۳۲، مطبعة الحجاز دمشق ۱۳۹۸ھ)

(۲). تبيان وسائل الحقايق فى بيان سلاسل الطرايق، ج:۲، ص:۲٦۸، مخطوطه سليمانيه كتب خانه استنبول سنه اختتام تاليف ۱۷۹۷ء

ترجمہ:اور طیفوریہ جو حضرت شیخ طیفور شامی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، اسے مداریہ بھی کہا جاتا ہے، اور شیخ عبد الرحمن بافقیہ نے رفع الاستار وغیرہ میں اسے باب المیم میں ذکر کیا ہے۔

حضرت شیخ سعد سلونی بریلوی متوفی ۱۱۳۸ھ اپنی کتاب "الرسالہ فی سلاسل الصوفیۃ" میں لکھتے ہیں:

"سلسلۂ طیفوریہ شامیہ میں فیض الٰہی سید المصطفین محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا، پھر فیض یابی کی ترتیب یہ رہی: سید المصطفین محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ان دونوں حضرات سے شیخ عبد اللہ کو پہنچا جو رسول اللہ کے پرچم بردار تھے، شیخ یمین الدین شامی، شیخ طیفور شامی، شیخ بدیع الدین شاہ مدار، قطب الاقطاب شاہ مسعود اسفرائنی، ہمارے آقا قطب الاقطاب سید عبد الشکور دائم الحضور، محمد سعد اللہ خاکپائے اہل اللہ۔ (۱)

ان تمام تفصیلات کے بعد درج ذیل ایسی چند شخصیات یا خانقاہوں کا ذکر کیا جاتا ہے، جن سے سلسلۂ مداریہ کا اجرا ہوا اور انھوں نے اس نسبت کو اپنی کتابوں میں فخرا نقل بھی کیا:

خانقاہ سنوسیہ لیبیا:

اس خانقاہ کے بانی اور مؤسس عارف کبیر ابو عبد اللہ محمد بن علی سنوسی مکی قدس سرہ ہیں، جنھیں عالم عرب میں ایک عظیم متصوف اور عارف باللہ کی حیثیت سے جانا

(۱) ... الرسالہ فی سلاسل الصوفیہ، (عربی) مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، سنہ تالیف: ۱۱۳۰ھ

جاتا ہے، صاحب تصانیف اور خانقاہی بزرگ تھے، آپ کے اساتذہ میں محدث اثری، شارح موطا شیخ احمد مکی، صاحب مختصر ابریز شمس محمد بن عامر معدانی وغیرہ نام شامل ہیں، طریقت میں آپ نے شیخ حسن عجیمی کے پوتے قاضی مکہ شیخ عبدالحفیظ اور شیخ احمد شناوی سے استفادہ کیا۔

آپ کی خانقاہیں طرابلس اور لیبیا کے اطراف واکناف میں منتشر ہیں، اور سنوسی تکیوں سے متعارف ہیں، آپ کی خانقاہ دیگر سلاسل کے مانند سلسلۂ مداریہ سے بھی سرشار ہے، چناں چہ شیخ علی سنوسی قدس سرہ اپنی کتاب "السلسبیل المعین" میں سند مداریہ بایں طور نقل کرتے ہیں:

"و أما الطريقة السادة الشاه مدارية فوصلت طريق الكمل من هذه الطائفة إلى شيخنا من شيخه الشناوي و هو من جماعة منهم الشيخ محمود و هو من ابن عمه الشيخ طيفور و هو من الشيخ حسام الدين الشاه المداري و هو من الشيخ بديع الدين الشاه مدار و هو من الشيخ طيفور الشامي إلخ..."(۱)

ترجمہ: اور مجھے کامل سادات شاہ مداریہ کا سلسلہ اپنے شیخ شناوی سے پہنچا، انھوں نے ایک جماعت سے حاصل کیا، جن میں ایک شیخ محمود ہیں، انھوں نے اپنے برادر زادہ شیخ طیفور سے اخذ کیا، انھوں نے شیخ حسام الدین شاہ مداری سے انھوں نے شیخ بدیع الدین شاہ مدار سے، انھوں نے شیخ طیفور شامی سے۔

---

(۱)... السلبيل المعين فی الطرايق الأربعين، ص: ۱۰۰، معرفة وزارة الاعلام و الثقافة ليبيا ۱۳۸۸ھ

شیخ صفی الدین احمد قشاشی شافعی [ولادت:۹۹۱ھ / وفات:۱۰۷۱ھ]:

آپ عرب کی نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک ہیں، آپ مقام قطبیت کبریٰ پر فائز تھے، آپ کے بابت شیخ عبداللہ بن محمد عیاشی اپنے سفرنامے میں رقم طراز ہیں:

"كان رضي الله عنه إماما فى العلوم الظاهرة و الباطنة ، رأسا فى علوم الحقايق، صدرا فى صدور أهل هذه المأة، قد أقر له بالتقديم علماء زمانه و كبراء أوانه و شهد له بالقطبانية العظمى و الصديقية الكبرى أهل البصائر الصوفية"(۱)

ترجمہ: شیخ قشاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علوم ظاہرہ و باطنہ کے امام، علوم حقیقت کی بنیاد اور اس صدی والوں کے مجدد ہیں، ان کے ہم عصر کبار علما ان کے بلند مرتبے کے معترف ہیں، اور صاحب بصیرت صوفیا نے ان کی قطبانیت کبری اور صدیقیت عظمی کی شہادت دی ہے۔

آپ تصوف میں شیخ احمد شناوی سے مجاز و ماذون ہیں، ابتداءً آپ مالکی المسلک تھے، لیکن جب آپ مدینہ منورہ میں حضرت شیخ احمد شافعی شناوی کے تلمذ میں آئے تو شافعیت کا غلبہ ہوا اور اسی مسلک پر فتویٰ دینے لگے، آپ صاحب تصانیف بزرگ ہیں، ۷۰/ سے زائد تصانیف آپ کے حیطۂ قلم سے منظر عام پر آئیں اور مقبول عام و خاص ہوئیں، آپ جنت البقیع مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

آپ کو اپنے شیخ طریقت حضرت ابو المواھب احمد شناوی سے سلسلۂ مداریہ کی خلافت حاصل تھی، چناں چہ شیخ قشاشی کتاب "السمط المجید" میں اپنی سند مداریہ نقل

---

(۱) الرحلة العياشية، ص:۱۳۷، دار الكتب العلمية بيروت

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سند شجرة خلافة السادة الطيفور ية المعروفة بشاه مدار ية أعنى الصديقية نسبتها إلى الصديق رضي الله تعالىٰ عنهم و قدس أسرارهم و هو من أخذ الفقير الحقير أحمد التلقين و الوصية بذلك من أستاذه أحمد و هو من السيد صبغة الله الحسيني و هو من المولى سلطان العلماء وجيه الدين العلوي و هو من القطب السيد محمد غوث و هو من سلطان الطر يقة الحاج حضور و هو من الشيخ هدية الله سر مست و هو من الشيخ الكبير محمد علاء الدين قاضن الشاه المداري و هو من الشيخ حسام الدين الشاه المداري و هو تلقن من الشيخ بديع الدين الشاه مدار و هو من الشيخ طيفور الشامي و هو من الشيخ يمين الدين الشامي و هو من الشيخ الأجل عبد الله حامل راية النبي صلى الله تعالى عليه و آله و سلم و هو من خليفة رسول الله أبى بكر الصديق رضي الله تعالى عنه و هو تلقن من النبي صلى الله عليه و آله و سلم“[1]

ترجمہ: سادات طیفوریہ معروف بہ شاہ مداریہ کے شجرۂ خلافت کی سند، جسے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے صدیقیہ بھی کہا جاتا ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقدس اسرارھم، فقیر حقیر احمد نے اس سلسلے میں تلقین و وصیت اپنے استاد احمد شناوی سے حاصل کی، انھوں نے سید صبغۃ اللہ

(۱) السمط المجید فی سلاسل أهل التوحید، ص: ۹۵، ۹۶، فصل فی السند، دار الکتب العلمیه بیروت

حسینی بھڑوچی سے، انھوں نے حضرت سلطان العلما وجیہ الدین علوی سے، انھوں نے حضرت قطب عالم سید محمد غوث سے، انھوں نے سلطان الطریقہ حاجی حصور سے، انھوں نے شیخ ہدایت اللہ سرمست سے، انھوں نے شیخ کبیر محمد علاو الدین قاضن شاہ مداری سے، انھوں نے شیخ حسام الدین شاہ مداری سے، انھوں نے شیخ بدیع الدین شاہ مدار سے، انھوں نے شیخ طیفور شامی سے، انھوں نے شیخ یمین الدین شامی سے، انھوں نے شیخ اجل عبد اللہ علم دار نبی کریم ﷺ سے، انھوں نے خلیفۂ رسول کریم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

آپ سے دیگر سلاسل کے مانند سلسلۂ مداریہ کا اجرا بھی ہوا، اور شیخ علاء الدین حصکفی جیسی عظیم شخصیات آپ کے دامن خلافت سے وابستہ ہوئیں، چناں چہ شیخ عبد الحق انصاری "شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشایخ" میں لکھتے ہیں:

"قطب زماں شیخ احمد قشاشی سے خلق کثیر فیض یاب ہوئی، جن میں شیخ برہان الدین ابراہیم بن حسن کردی کورانی شافعی مدنی مفتیِ احناف دمشق و صاحب کتاب "الدر المختار فی شرح تنویر الابصار" شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، مولانا عبد الخالق بن عبد الکریم حسنی ہندی مہاجر مکی، سید عبد الرحمٰن ادریسی، شیخ عیسیٰ جعفری، شیخ حسن عجیمی وغیرہ اکابرین کے نام ہیں"[1]

شیخ محمد باسط مکی:

آپ نویں صدی ہجری کے عظیم صوفیاے کرام میں سے ہیں، آپ کے والد ماجد

(۱)... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشایخ، ص:۱۰، مطبوعہ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور ۱۴۳۷ھ

سید محمد کاظم ہند سے مکہ معظمہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے، آپ کو بارگاہ بایزید بسطامی سے یہ حکم ہوا کہ تمھیں حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے نوازا جائے گا، چناں چہ سید امیر حسن فنصوری تذکرۃ المتّقین میں لکھتے ہیں:

"چوں سن تعلیم رسید، پدرش باوستادے تفویض کرد، درس آغاز شد، روزے بعالم روحانیت بزرگے سر و چشمش را بوسہ داد و در کنار گرفت وکمال مرحمت بروے فرمود، ایں احوال سید از اوستاد خود بیان فرمود، اوستاد را آثار بخت بلندی وے از عنوانش معلوم میشد، گفت ایں راز بر کسے اظہار نکنے، شب دیگر چنیں حالت باز رو نمود، آں بزرگ چند سیب ویرا عطا فرمود از انگشت خود بر سینہ اش حرفے نوشت وگفت انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب فارغ التحصیل خواہی شد و حق تعالیٰ ترا از علم عرفان ہم بانصیب خواہد کرد، سید اسم مبارک دریافت نمود، گفت بایزید بسطامی و ترا فیض از ذات قطب المدار نصیب خواہد شد...، در سنہ ہشتصد وسے ونہ بماہ ذی الحجہ قالب عنصری رادر پاک زمین مکۂ معظمہ سپرد"(۱)

ترجمہ: جب سید باسط علم حاصل کرنے کی عمر کو پہنچے، تو ان کے والد نے انھیں ایک استاذ کے سپرد کیا، درس کا سلسلہ شروع ہوا، ایک دن عالم روحانیت میں کسی بزرگ نے ان کے چہرے اور آنکھ کو بوسہ دیا اور بغل گیر ہوئے اور ان پر بہت کرم نوازی فرمائی، یہ احوال سید نے اپنے استاذ سے بیان کیے، استاد کو ان پر بلندی کے آثار معلوم ہوئے، اور کہا کہ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا، دوسری رات یہی منظر پھر باصرہ نواز ہوا، اور ان بزرگ نے چند سیب انھیں

---

(۱)... تذکرۃ المتّقین فی احوال خلفاء السید بدیع الدین، ج:۱، ص:۱۱۴-۱۱۵، مطبع عزیزی کانپور ۱۳۱۵ھ

عطا فرما کر اپنی انگلی سے ان کے سینے پر کچھ حروف لکھے اور فرمایا، عنقریب تم فارغ التحصیل ہوگے اور حق تعالیٰ تم کو علم و عرفان سے بھی مالامال کرے گا، سید باسط نے نام مبارک دریافت کیا، فرمایا: بایزید بسطامی، اور آپ کو ذات قطب المدار سے فیض نصیب ہوگا، حضرت سید باسط ماہ ذی الحجہ سنہ ۸۳۹ھ میں مکہ معظمہ کی پاک زمین میں مدفون ہوئے۔

اسی طرح تذکرۃ المتّقین جلد اول میں ایک درجن ایسے مشایخ مداریہ کے احوال مذکور ہیں، جو مصر، بخارا، دمشق، چین روم، نیشاپور وغیرہ ممالک میں مدفون ہیں، مثلا شیخ عباس مصری، ظہیر الدین دمشقی، خلیل اللہ کرمانی، عبد النعیم نیشاپوری وغیرہ۔

شیخ تاج الدین زکریا مکی (وفات: ۱۰۵۱ھ):

آپ صاحب تصانیف عظیم القدر بزرگ ہیں، تصوف میں شیخ اللہ بخش شطاری سے مستفیض ہیں، مکتوبات مجددیہ میں بھی آپ کا جابجا ذکر ملتا ہے، آپ کی قبر مکہ مکرمہ میں جبل قعیقعان پر مرجع خواص ہے، آپ کے مکمل حالات تحفۃ السالکین فی ذکر تاج العارفین میں مذکور ہیں، جسے آپ کے شاگرد خاص سید محمود بن اشرف حسنی نے تحریر کیا ہے، چناں چہ شیخ امین محبی خلاصۃ الاثر میں ان کی نسبت مداریہ نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”إعلم أن الشيخ مجاز من الشيخ الله بخش بالطر يقة العشقية و الطر يقة القادر ية و الجشتية و المدار ية و له بحسب الباطن إجازة من رئيس كل طر يق“[1]

(۱) ... خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الثانی عشر، ج:۱، ص:۱۶۹، مطبوعہ بیروت

ترجمہ: معلوم ہو کہ حضرت شیخ مکی شیخ اللہ بخش سے طریقہ عشقیہ، قادریہ، چشتیہ اور مداریہ میں اجازت یافتہ ہیں، بلکہ آپ کو باطنی طور پر ہر سلسلے کے شیخ سے اجازت ہے۔

شیخ احمد بن علی شنّاوی [ولادت:۹۷۵ھ / وفات:۱۰۲۷ھ] :

آپ کے والد شیخ علی بن عبد القدوس شناوی امام الصوفیہ عبد الوہاب بن احمد شعرانی کے شاگرد و خلیفہ تھے، ابو المواہب عباسی النسب شافعی المسلک تھے، آپ نے طریقت میں شیخ مجد الدین صبغۃ اللہ بڑوجی مہاجر مدنی سے خلافت پائی، آپ صاحب تصانیف بزرگ ہیں، اور جنت البقیع میں شیخ سید صبغۃ اللہ کے پہلو میں مرقد شریف ہے، آپ کو شیخ سید صبغۃ اللہ حسینی بڑوجی مہاجر مدنی [وفات:۱۰۱۵ھ] سے سلسلۂ مداریہ میں بھی خلافت حاصل تھی، آپ کی اسناد مداریہ رسالۃ العجمی فی الطرق، السمط المجید فی سلاسل أهل التوحید، قطب الارشاد، الروضة المقصودة و الحلل الممدودة وغیرہم میں مذکور ہیں، درج ذیل قطب الارشاد سے آپ کی سند خلافت مداریہ نقل کی جاتی ہے:

أخذ الشيخ أبو المواهب أحمد الشناوي عن السيد السند صبغة الله بن روح الله عن الشيخ المعتمد وجيه الدين العلوي، عن السيد محمد الغوث بن السيد خطير الدين الملقب بقطب العالم، عن الإمام مظهر النور الحاج حصور- لانه ما تزوج أبدا و بلغ من العمر مأة و عشرين سنة- عن الشيخ الكامل أبى الفتح هدية الله سر مست، عن الشيخ الكبير محمد علاء الدين

قاضن الشاه المداري-نسبة إلى شيخ شيخه بديع الدين الآتى ذكره- عن حسام الدين الشاه المداري، عن بديع الدين الملقب بشاه مدار، عن الشيخ طيفور الشامي "[1]

ترجمہ: شیخ ابوالمواہب احمد شناوی نے سلسلۂ مداریہ سید سند صبغۃ اللہ بن روح اللہ سے حاصل کیا، انھوں نے شیخ معتمد وجیہ الدین علوی سے، انھوں نے سید محمد غوث بن خطیر الدین ملقب بہ قطب عالم سے، انھوں نے امام مرجع نور حاجی حصور سے -انھوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی، لیکن شادی نہیں کی -انھوں نے شیخ کامل ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست سے، انھوں نے شیخ کبیر علاو الدین قاضن شاہ مداری سے -یہ ان کے شیخ کے شیخ بدیع الدین کی طرف نسبت ہے، جن کا ذکر آئندہ آئے گا-انھوں نے حسام الدین شاہ مداری سے، انھوں نے شیخ بدیع الدین المقلب شاہ مدار سے، انھوں نے شیخ طیفور شامی سے۔

صاحب اجازت حضرت شیخ ابوالمواہب احمد شناوی قدس سرہ نے یہ سند خلافت اپنی کتاب "بیعۃ الاطلاق فی السلاسل والخرق" میں بھی تحریر کی ہے، جو ابھی غیر مطبوع ہے۔

خانقاہ فہریہ فاس مغرب:

اس خانقاہ کا انتساب ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن فاسی کی طرف ہے، آپ ۱۰۵۸ھ کو سرزمین فاس پر پیدا ہوئے، شیخ ابو سالم عیاشی، زرقانی وغیرہ سے استفادہ کیا، صاحب تصانیف بزرگ ہیں، ابن حجر عسقلانی کی کتاب "تمییز الصحابہ" کا اختصار

(۱). قطب الارشاد، ص: ۹۵۱، دار الکتب العلمیہ بیروت

آپ کی خاص تالیف ہے، آپ اپنی سند مداریہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"أما المدار یة فمن طر یق الشناوي عن جماعة منهم الشیخ محمود عن ابن عمه الشیخ طیفور عن والده عبد الرحمن عن عمه علا شاه قاضن الأنصاري عن حسام الدین الشاه المداري عن بدیع الدین الشاه مدار عن طیفور الشامي إلخ..."[1]

ترجمہ: سلسلۂ مداریہ شیخ شناوی کے واسطے سے مجھے حاصل ہوا، انھیں ایک جماعت سے سلسلۂ مداریہ پہنچا، ان میں ایک نام شیخ محمود ہے، انھیں اپنے برادر زادہ شیخ طیفور سے، انھیں اپنے والد شیخ عبد الرحمٰن سے، انھیں اپنے چچا شیخ علا شاہ قاضن انصاری سے، انھیں شیخ حسام الدین شاہ مداری سے، انھیں شیخ بدیع الدین شاہ مدار سے، انھیں طیفور شامی سے۔

شیخ سید مرتضی زبیدی مصری:

آپ کی خدمات محتاج تعارف نہیں، تاج العروس، اتحاف السادۃ المتّقین فی شرح احیاء علوم الدین آپ کی ایسی تصانیف میں شامل ہیں، جنھیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، آپ کی تصانیف اور جملہ علوم پر مہارت اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ بارہویں صدی ہجری کے مجدد تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو سرچشمۂ علوم و فنون بنایا تھا، اپنے وقت کے کبار علما نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا، آپ کا اصل مولد و وطن سرزمین ہند کا خطۂ بلگرام ہے، بعد میں تعلیم کے لیے عرب چلے گئے تھے، اور مصر میں طاعون کا شکار ہو کر سنہ ۱۲۰۵ھ میں دار بقا کی طرف کوچ کر گئے، مزار مبارک

(۱).. المنح البادیة فی الأسانید العالیة، مخطوط جامعة الملك سعود ۱۹۵۷م

قاہرہ مصر میں مرجع خلائق ہے۔

آپ کو سلسلۂ مداریہ دو واسطوں سے پہنچا، دونوں کا ذکر آپ کی کتابوں میں مذکور ہے، چناں چہ شیخ زبیدی اپنی کتاب عقد الجوھر الثمین میں اپنی سند مداریہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”المدار یة منسو بة إلى **القطب السيد بديع الدين الملقب بشاه مدار** المتوفى ٨٤٠ بالسند إلى أبى المواهب عن السيد صبغة الله البروجي عن الشيخ وجيه الدين العلوي عن الشيخ محمد الغوث عن الحاج حضور عن هدية الله سر مست عن محمد بن علي بن قاضن عن الشيخ حسام الدين المداري عن صاحب الطر يقة (السيد بديع الدين الملقب بشاه مدار).

و أخذ أبو المواهب أيضا عن الشيخ محمود المداري عن ابن عمه الشيخ طيفور المداري عن والده الشيخ عبد الرحمن المداري عن عمه محمد بن علي بن قاضن بسنده و أخذ صاحب الطر يقة هذه عن الشيخ طيفور الشامي عن سيدى عبد الله المكي المعروف بعلمدار عن أبى بكر الصديق رضي الله عنه“[1]

ترجمہ: سلسلۂ مداریہ قطب الاقطاب سید بدیع الدین ملقب بشاہ مدار متوفی ۸۴۰ھ کی طرف منسوب ہے، مجھے یہ سلسلہ ابو المواہب کی سند سے پہنچا، ابو المواہب نے سید صبغۃ اللہ بھڑوچی سے اخذ کیا، انھوں نے شیخ وجیہ

---

(۱). عقد الجوهر الثمين فى الذكر و طرق الالباس و التلقين، مخطوطه مكتبه تيمور يه دمشق، سنه كتابت: ١٢٠٤ھ

الدین علوی سے، انھوں نے شیخ محمد غوث سے، انھوں نے حاجی حصور سے، انھوں نے ہدیۃ اللہ سرمست سے، انھوں نے محمد بن علی بن قاضن سے، انھوں نے شیخ حسام الدین مداری سے، انھوں نے بانیِ طریقہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے۔

ابو المواہب نے یہ سلسلہ شیخ محمود مداری سے بھی حاصل کیا، شیخ محمود مداری نے اپنے چچا کے بیٹے شیخ طیفور مداری سے حاصل کیا، انھوں نے اپنے والد شیخ عبد الرحمٰن مداری سے، انھوں نے اپنے چچا محمد بن علی بن قاضن سے سابقہ سند کے ساتھ، بانیِ طریقہ نے شیخ طیفور سے، شیخ طیفور شامی نے سیدی عبد اللہ مکی معروف بعلم دار سے، انھوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

آپ اپنی دوسری کتاب اتحاف الاصفیا میں سند مداریہ دو واسطوں سے نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”المدارية منسوبة إلى الشيخ القطب الكامل المعمر السيد بديع الدين محمد الشاه مدار المدفون بمكن بور عن شيخنا السيد محي الدين الحسيني عن الشيخ حياة الله عن برهان المتوكلين پيرمحمد الكفوري عن عبد الله السياح عن بايز يد المتوكل عن الشيخ دانيال پارسا عن الشيخ داود عن عبد الكريم الشامي عن الشيخ عثمان الشامي عنه.

و من طريق الشناوي عن الشيخ محمود عن ابن عمه الشيخ طيفور عن والده عبد الرحمن عن عمه علا شاه

الأنصاري و قاضن الشطاري المار فى الشطار ية عن حسام الدين المداري عن السيد شاه مدار و هو عن الشيخ طيفور الشامي عن الشيخ امين الدين الشامي عن عبد الله علمدار المكي عن أمير المومنين عثمان ابن عفان رضي الله عنه و أخذ أمين الدين الشامي أيضا عن حبيب العجمي عن الحسن البصري عن علي بن أبى طالب رضي الله عنه"[1]

ترجمہ:طریقۂ مداریہ شیخ قطب کامل معمر سید بدیع الدین احمد شاہ مدار مدفون مکن پور شریف کی طرف منسوب ہے، یہ سلسلہ مجھے سید محی الدین حسینی سے پہنچا، انھیں شیخ حیات اللہ سے، انھیں برہان المتوکلین پیر محمد کفوری سے، انھیں عبداللہ سیاح سے، انھیں بایزید متوکل سے، انھیں شیخ دانیال پارسا سے، انھیں شیخ داود سے، انھیں عبد الکریم شامی سے، انھیں شیخ عثمان شامی سے، انھیں صاحب طریقہ قطب کامل سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے۔

اور شناوی کی سند سے اس طرح پہنچا کہ شیخ شناوی کو شیخ محمود سے، انھیں اپنے برادر زادہ شیخ طیفور سے، انھیں اپنے والد عبد الرحمن سے، انھیں اپنے چچا علا شاہ انصاری قاضن شطاری سے، جن کا ذکر طریقۂ شطاریہ میں گزرا، انھیں حسام الدین مداری سے، انھیں سید شاہ مدار سے، انھیں شیخ طیفور شامی سے، انھیں شیخ امین الدین شامی سے، انھیں عبد اللہ علمدار مکی سے، انھیں امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے۔امین الدین شامی نے حبیب عجمی سے بھی فیض پایا، حبیب عجمی نے حسن بصری سے، انھوں نے حضرت علی

(۱) . اتحاف الاصفیاء برفع سلاسل الاولیاء، مخطوطہ اسام استانبول، سنہ کتابت: ۱۲۰۵ھ

بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے۔

شیخ ابراہیم بن حسن کورانی شافعی [ولادت:۱۰۲۵ھ / وفات:۱۱۰۱ھ] :

وقت کے عظیم مجدد اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں، آپ کے مشایخ میں عبد القادر صفوی دمشقی، عیسی ثعالبی، عبد الباقی حنبلی وغیرہ شامل ہیں، سنہ ۱۱۰۱ھ میں وصال پاکر بقیع الغرقد مدینہ منورہ میں دفن کیے گئے، شیخ مرادی سلک الدرر میں ان کے بابت لکھتے ہیں:

"الشيخ الإمام العلامة خاتمة المحققين، عمدة المسندين، صاحب المؤلفات العديدة المحقق المدقق الأثري المسند النسابة و كان جبلا من جبال العلم، بحرا من بحور العرفان"[1]

ترجمہ: شیخ امام علامہ خاتم المحققین، عمدۃ المسندین، صاحب تصانیف کثیرہ محقق مدقق اثری، مستند نساب علم کا کوہ ہمالہ اور تصوف کا بحر ناپیدا کنار تھے۔

ان کو شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہ سے سلسلۂ مداریہ میں خلافت حاصل تھی، ان کی سند مداریہ مقالات طریقت وغیرہ میں مرقوم ہے، نیز شیخ کورانی نے اپنی کتاب "انباء الانباہ بتحقیق اعراب لا الہ الا اللہ" میں شیخ حسن بن علی عجیمی کے واسطے سے سند مداریہ بایں طور نقل کی ہے:

"و هو حسام الدين تلقن من شيخه بديع الدين الشاه مدار و هو تلقن من الشيخ طيفور الشامي و هو تلقن من سيدنا عبد الله حامل راية النبي صلى الله عليه وسلم و هو و

(۱) . سلك الدرر فی اعیان القرن الهادی عشر، ج:۱، ص:۶۰۵، دار الکتب العلمیه بیروت

سلمان الفارسي تلقنا من خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم سيدنا أبى بكر الصديق و هو و سيدنا عمر و علي تلقنوا من سيد المرسلين المنزل عليه صلى الله عليه وسلم"[1]

ترجمہ: شیخ حسام الدین نے اپنے شیخ بدیع الدین شاہ مدار سے تلقین پائی، انھوں نے شیخ طیفور شامی سے، انھوں نے سیدنا عبد اللہ علم بردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، انھوں نے اور سلمان فارسی نے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق سے، حضرت ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور حضرت علی نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے تلقین پائی۔

ان سے یہ سلسلہ شیخ ابوطاہر کردی مدنی اور عرب کی ایک بڑی جماعت کو پہنچا۔

حافظ اسماعیل آفندی مدنی:

عظیم القدر مشایخ میں سے ہیں، آپ نے درود و سلام کے فضائل پر ایک کتاب بنام "ادل الخیرات فی الصلاۃ والسلام علی سید السادات" تصنیف کی، آپ کے فرزند شیخ محمد زاہد مدنی کتاب مذکور کی تقدیم میں لکھتے ہیں:

"هذا المجموع المسمى بأدل الخيرات فى الصلاة والسلام على سيد السادات تأليف العلامة المحقق النحرير و الفهامة المدقق الخبير إمام المرشدين و مربى السالكين الجامع بين الظاهر و الباطن و الطريقة و الشريعة و الحقيقة شيخ الطرايق

(۱) إنباء الأنباه بتحقيق إعراب كلمة لا إله إلا الله، ص:۹۸، مخطوطه دار الكتب القطريه/ رقم:۹۳۸

العلية المدار ية و القادر ية و السهرور دية و الكبرو ية و الجشتية و النقشبندية الدال على الله و الفاني فى محبة رسول الله سيدى الحافظ إسماعيل آفندى الأيدبخكلي مولدا المدني وفاة"(۱)

ترجمہ: یہ مجموعہ بنام ادل الخیرات فی الصلاۃ والسلام علیٰ سید السادات علامہ عظیم محقق، دور اندیش مدقق، امام المرشدین، معلم السالکین ظاہر و باطن، شریعت و طریقت اور حققیت کے جامع سلاسل عالیہ مداریہ، قادریہ، سہروردیہ، کبرویہ، چشتیہ اور نقش بندیہ کے شیخ و مرشد، رہ نمائے حق، محبت رسول میں فنا ہونے والی ذات سیدی حافظ اسماعیل آفندی کی تالیف ہے، آپ ایدبخکل میں پیدا ہوئے، مدینہ شریف میں وصال فرمایا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلسلۂ مداریہ میں بھی مجاز بیعت تھے، آپ کے زیادہ تر حالات مستور ہیں۔

شیخ حسن عجیمی قدس سرہ:

آپ عظیم علمائے عرب میں سے ہیں، عرب کی ایک بڑی جماعت آپ سے اجازت یافتہ ہے، آپ کو فصاحت و بلاغت میں اپنے دور کی مشہور شخصیات پر فوقیت حاصل تھی، چناں چہ نواب صدیق حسن قنوجی ابجد العلوم میں لکھتے ہیں:

"الشيخ حسن العجيمي واحد من شيوخ الحديث جامع لفنون العلم، فاق أقرانه فى الفصاحة و الحفظ و جودة الفهم و صحب الشيخ عيسى المغربي و استفاد منه كثيرا"(۲)

(۱).. ادل الخیرات فی الصلاۃ والسلام علیٰ سید السادات، ص: ۱۵، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۲). بجد العلوم، ص: ۱۳۷، القسم الثالث، دار الکتب العلمیہ بیروت

ترجمہ:شیخ حسن عجیمی محدثین میں سے ایک عظیم محدث اور جملہ علوم و فنون کے جامع تھے، آپ فصاحت وبلاغت، قوت حافظہ اور سرعت فراست میں اپنے دور کے علما پر فائق تھے، شیخ عیسی مغربی کی صحبت پائی، آپ سے کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔

ان کے تفصیلی حالات احقر کی کتاب "الذکر المختصر فی القطب المزدھر" میں ملاحظہ کریں۔

انھیں بھی سلسلۂ مداریہ پہنچا، جس کے بابت آپ اپنی کتاب رسالۃ العجیمی فی الطرق میں رقم طراز ہیں:

"و قد وصلت طريق الكمال من هذه الطائفة التي شيخنا من شيخه الشناوي و هو من جماعة منهم الشيخ محمود و هو عن ابن عمه الشيخ طيفور و هو من والده الشيخ عبد الرحمن و هو من عمه الشيخ علا شاه القاضي الأنصاري و هو من الشيخ حسام الدين الشاه المداري و هو من الشيخ بديع الدين الشاه المدار و هو من الشيخ طيفور الشامي إلخ..."[1]

ترجمہ:اور مجھے یہ کامل سلسلہ اپنے شیخ شناوی سے پہنچا، انھیں ایک جماعت سے پہنچا، جن میں شیخ محمود ہیں، شیخ محمود نے اپنے برادر زادہ شیخ طیفور سے پایا، انھوں نے شیخ عبد الرحمٰن سے، انھوں نے شیخ علا شاہ قاضن انصاری سے، انھوں نے شیخ حسام الدین شاہ مداری سے، انھوں نے شیخ بدیع الدین شاہ مدار سے، انھوں نے شیخ طیفور شامی سے۔

(۱). رسالۃ العجیمی فی الطرق، مخطوطہ مرکز جمعۃ الواجد دبئی، سنہ کتابت:۱۰۷۳ھ

خانقاہ عیاشیہ مغرب:

اس خانقاہ کا انتساب صاحب ماء الموائد حضرت شیخ ابو سالم عیاشی قدس سرہ کی طرف ہے، آپ کو حضرت شیخ حسن بن علی عجیمی سے دیگر سلاسل کے ساتھ سلسلۂ مداریہ میں بھی خلافت حاصل تھی، چناں چہ آپ اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں:

"و قد جمع صاحبنا هذا رسالة استوعب فيها طرق أيمتنا الصوفية الموجودة فى هذه الأزمنة غالبا... و بعد الرجوع من مكة كتبت إليه من طرابلس أطلبها منه و أستجيز فيها و فيما اشتملت عليه من الطرق، فبعث إلي منها نسخة هي من مسوداته، و كتب إلي معها كتابا"[1]

ترجمہ: ہمارے ساتھی نے ایک رسالہ تحریر کیا ہے، جس میں انھوں نے اس زمانے کے اکثر سلاسل صوفیہ کے ذکر کا التزام کیا... مکہ مکرمہ سے واپسی کے بعد میں نے انھیں طرابلس سے ایک خط لکھا کہ وہ مجھے جمیع طرق کی اجازت عطا کردیں، تو انھوں نے میری طرف اپنے مسودات میں سے ایک نسخہ بھیجا اور اس کے ساتھ ایک خط بھی لکھا۔

اس کے بعد شیخ ابو سالم عیاشی نے اپنے سفرنامے میں شیخ عجیمی کا تحریر کردہ مکمل رسالہ نقل کیا ہے، جس میں ایک مقام پر شیخ حسن بن علی عجیمی تحریر کرتے ہیں:

"و أكدتم فى طلب الرسالة التي كنت جمعتها فى الطرق و هي مشتملة على أربعين طريقا مع التمييز بين كل منها،

(۱). الرحلة العياشية للبقاع الحجازية، ج:۲، ص:۲۸۷، دار الكتب العلمية بيروت

فأقول:أجزتم و كل من علمتم أهليته من أولادكم و أحبابكم روايتها و إلباس الخرقة و تلقين الذكر"[1]

ترجمہ:اور تم نے رسالے کو لینے پر زور دیا، جسے میں نے سلاسل کے متعلق جمع کیا ہے، اور وہ چالیس ممتاز سلاسل پر مشتمل ہے، پس میں کہتا ہوں:تمھیں اور جسے تم اپنی اولاد و احباب میں لائق سمجھو، اجازت حاصل ہے کہ ان سلاسل کو بیان کرو، خرقہ پہناؤ یا ذکر تلقین کرو۔

اس کے بعد سلسلۂ مداریہ کے بابت مرقوم ہے:

"و أما المدار ية فإلى الشيخ بديع الدين الشاه المدار"[2]

ترجمہ:حاصل شدہ سلاسل میں ایک سلسلۂ مداریہ ہے، جس کی نسبت شیخ بدیع الدین شاہ مدار کی طرف ہے۔

راقم الحروف کے پاس رسالۃ العجیمی کے دو قلمی نسخے موجود ہیں، جو مجھے جمعۃ الواجد دبئ سے موصول ہوئے، جن میں ایک نسخہ وہ ہے جو شیخ عجیمی نے شیخ ابو سالم عیاشی کے لیے تحریر کیا، شیخ ابو سالم عیاشی سے سلسلۂ مداریہ شیخ عبد اللہ بن سالم بصری علیہ الرحمہ کو بھی پہنچا۔

شیخ عبد الرحمن بن عبد اللہ بلفقیہ:

آپ حضر موت کے عظیم فقہا و مشایخ میں سے ایک ہیں، آپ کو آپ کے استاد شیخ عبد اللہ بن علوی حداد نے علامۃ الدنیا کا لقب دیا، شیخ حسن بن علی عجیمی، ابراہیم بن حسن کردی، عبد اللہ بن علوی شافعی، عبد الرحمن بن محمد عیدروس وغیرہ آپ کے مشایخ

(۱) مصدر سابق، ص:۲۸۸، ۲۸۹، ملخصا، دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۲) مصدر سابق، ص:۲۹٤، دار الکتب العلمیۃ بیروت

واساتذہ میں شامل ہیں، آپ کا سال وصال ۱۱۶۲ھ ہے اور یمن کے مقبرہ زنبل تریم میں مدفون ہیں، آپ کو کثیر مشایخ سے نسبت طریقت حاصل تھی، آپ خود اپنے حاصل شدہ سلاسل کی بابت لکھتے ہیں:

"و اتصلت لی بواسطتهم طرایق الصوفية الصفية على الكمال من طريق تزيد على عشرين طريقا منسوبة إلى المشايخ الكبار المشهورين فی الأقطار"

ترجمہ: اور مجھے ان کے واسطے سے بیس سلاسل سے زائد صوفی طریقے بر طریق کمال پہنچے، جو بڑے مشایخ کی طرف منسوب اور دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

اس کے بعد آپ نے اپنے حاصل شدہ طرائق کے اسما شمار کیے ہیں، جن میں سلسلۂ مداریہ طیفوریہ کا بھی ذکر ہے، چناں چہ مصنف موصوف لکھتے ہیں:

"و الجشتية المنسوبة إلى الشيخ أبی اسحق الجشتي و الطيفورية (المدارية) المنسوبة إلى الشيخ طيفور الشامي"[1]

ترجمہ: اور چشتیہ جو شیخ ابو اسحاق چشتی کی طرف منسوب ہے، اور طیفوریہ مداریہ جو شیخ طیفور شامی کی طرف منسوب ہے۔

---

(۱). رفع الأستار عن مفاتيح الأسرار، مخطوط مكتبة الأحقاف للمخطوطات تريم، سنه كتابت ۱۲۵۰ھ

باب پنجم

ہم عصر صوفیاے کرام

معاصرین قطب المدار:

اولیاے امت میں حضرت قطب المدار سید بدیع الدین احمد حلبی بہت طویل العمر، معمر اور شیخ کبیر بزرگ ہیں، آپ کے سنہ پیدائش ۲۴۲ھ اور سنہ وصال ۸۳۸ھ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پانچ سو چھیانوے سالہ عمر دراز پائی، اسی لیے آپ کے زمانے میں بڑی عبقری شخصیات دنیاے گیتی پر جلوہ گر ہوئیں، اور آپ کے حین حیات ہی انتقال کر گئیں، درج ذیل مشہور معاصرین کے اسما تحریر کیے جاتے ہیں:

(۱) حضرت شیخ جنید بغدادی [ولادت: ۲۱۵ھ/وصال ۲۹۸ھ]

(۲) حضرت شیخ حارث محاسبی [ولادت: ۱۷۰ھ/وصال: ۲۴۳ھ]

(۳) حضرت شیخ امام غزالی [ولادت: ۴۵۰ھ/وصال: ۵۰۵ھ]

(۴) حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی [ولادت: ۴۹۰ھ/وصال: ۵۶۳ھ]

(۵) حضرت علامہ حافظ ذہبی [ولادت: ۶۷۳ھ/وصال: ۷۴۸ھ]

(۶) حضرت شیخ بدر الدین عینی [ولادت: ۷۶۲ھ/وصال: ۸۵۵ھ]

(۷) حضرت ابن حجر عسقلانی [ولادت: ۷۷۳ھ/وصال: ۸۵۲ھ]

(۸) حضرت فرید الدین عطار [ولادت: ۵۱۳ھ/وصال: ۵۸۹ھ]

(۹) حضرت علامہ امام نووی [ولادت: ۶۳۱ھ/وصال: ۶۷۶ھ]

(۱۰) حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی [ولادت: ۵۴۵ھ/وصال: ۵۸۶ھ]

(۱۱) حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ [ولادت: ۵۴۰ھ/وصال: ۶۱۸ھ]

(۱۲) حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند [ولادت: ۷۲۸ھ/وصال: ۷۹۱ھ]

(۱۳) حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری [ولادت: ۶۶۱ھ/وصال: ۷۸۶ھ]

(۱۴) حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری [ولادت: ۴۰۰ھ/وصال: ۴۵۴ھ]

(۱۵) حضرت نظام الدین اولیا دہلوی [ولادت: ۶۳۶ھ/وفات: ۷۲۵ھ]

(۱۶) حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی [ولادت: ۵۷۸ھ/وصال: ۶۶۱ھ]

علاوہ ازیں اولیا و علما میں ایک ایسی بڑی تعداد ہے، جن سے حضرت قطب المدار حلبی قدس سرہ کی معاصرت و ملاقات دونوں ثابت ہیں، بعض نے آپ سے خرقۂ خلافت بھی پایا، چند کے اسما درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوالعباس احمد بن مسروق [ولادت: ۲۱۴ھ/وفات: ۲۹۸ھ]

(۲) حضرت عبداللہ شطار [وصال: ۸۳۲ھ]

(۳) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی [ولادت: ۴۷۰ھ/وصال: ۵۶۱ھ]

(۴) حضرت خواجہ معین الدین چشتی [ولادت: ۵۳۶ھ/وصال: ۶۳۳ھ]

(۵) حضرت شیخ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی [ولادت: ۷۰۷ھ/وصال: ۸۲۸ھ]

(۶) حضرت قاضی حمید الدین ناگوری [ولادت: ۴۶۳ھ/ووصال ۶۴۳ھ]

(۷) بابا رتن حاجی بن نصر اللہ ترمذی [وفات: ۶۹۵ھ]

(۸) حضرت شیخ بدر الدین غزنوی [وصال: ۷۱۷ھ]

(۹) حضرت عماد الدین شامی بلگرامی [وصال: قرن خامس]

(۱۰) حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر [ولادت: ۵۸۹ھ/وصال: ۶۶۶ھ]

(۱۱) حضرت جلال الدین جہانیاں گشت بخاری [ولادت: ۷۰۷ھ/وصال: ۷۸۵ھ]

(۱۲) سلطان محمود غزنوی [ولادت: ۳۹۲ھ/وصال: ۴۵۱ھ]

(۱۳) حضرت قطب الدین بختیار کاکی [ولادت: ۵۸۲ھ/وصال: ۶۳۰ھ]

(۱۴) حضرت شہاب الدین دولت آبادی [۷۶۱ھ/وصال: ۸۴۹ھ]

(۱۵) حضرت شیخ عیسیٰ جونپوری [وصال: ۸۴۰ھ]

(۱۶) حضرت سالار مسعود غازی [ولادت: ۴۰۵ھ/وفات: ۴۲۴ھ]

(۱۷) حضرت سکندر دیوانہ [وصال: ۴۲۴ھ]

(۱۸) حضرت حکیم ترمذی [ولادت: ۲۱۵ھ/وصال: ۳۰۰ھ]

(۱۹) ابو عبد اللہ محمد ابن بطوطہ [ولادت: ۷۰۳ھ/وصال: ۷۸۹ھ]

(۲۰) حضرت شاہ دانا بریلوی [وصال: ۷۳۱ھ]

(۲۱) حضرت مخدوم اخی جمشید قدوائی [وصال: ۸۰۱ھ]

حضرت سالار مسعود غازی [ولادت: ۴۰۵ھ / شہادت: ۴۲۴ھ] اور

حضرت قطب المدار:

حضرت ساہو سالار غازی حضرت مسعود سالار غازی کے والد گرامی ہیں، جو نہایت جلیل القدر اور ہوشیار غازی تھے، جب آپ اجمیر مظفر خان کی مدد کرنے آئے تو دوران راہ مختلف شخصیات سے ملاقات ہوئی، حضرت قطب المدار سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی، آں حضرت قدس سرہ نے انھیں مسعود سالار نامی ایک فرزند تولد

ہونے کی بشارت دی، چناں چہ غزانامہ مسعود میں ہے:

"سالار ساہو سلطان کے ہمراہ غزنین سے قندھار آئے، پھر نویں ذی الحجہ سنہ ۴۰۱ھ کو لشکر جرار اور چار شتر سوار لے کر ٹھٹہ کی راہ سے اجمیر تشریف لائے، راہ میں تین منزل برابر مردان لشکر غیب قراولان لشکر کے سامنے عیاں ہوئے اور بشارت فتح ہندوستان و تولد فرزند نرینہ کی دے کر نظروں سے نہاں ہوئے، سالار ساہو سجدہ شکر کا ادا کر کے آگے رواں ہوے، اجمیر سے تین منزل کے فاصلے پر لب دریا مقام کیا، شتر سواروں کو حکم دیا تم آگے بڑھ جاؤ، مظفر خاں کو ہماری خبر پہنچاؤ"(۱)

چناں چہ ذوالفقار بدیع میں تواریخ محمودی سے نقل ہے:

"چنانچہ نقل است از تواریخ محمودی کہ تصنیف ملا محمود غزنوی است، کہ چوں ساہو سالار نزدیک اجمیر رسیدند برائے امداد مظفر خان اجمیری بر آب جو خیمہ نصب کردند، و بخدمت درویشے کبیر انش مستفیض گشتند و آں حضرت سید بدیع الدین مدار کہ خبر تولد شدن سالار مسعود غازی بزبان مبارک فرمودند، کہ ہفت نام خود کہ ہفت آسمان ملائک بامر اللہ تعالیٰ تسبیح می کند بساہو سالار برائے ترقیِ درجات و کفایت مہمات عطا فرمود"(۲)

ترجمہ: چناں چہ ملا محمود غزنوی کی تصنیف تواریخ محمودی سے نقل ہے کہ جب ساہو سالار مظفر خان اجمیری کی امداد کے لیے اجمیر کے قریب پہنچے تو ایک تالاب کے پاس خیمہ نصب کیا اور ایک بڑے درویش کی خدمت سے

---

(۱) ... غزانامہ مسعود، ص: ۲۲، مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۷ھ

(۲) .. ذوالفقار بدیع، مطبع قیومی کان پور ۱۳۴۴ھ بحوالہ تواریخ محمودی

فیض یاب ہوئے، اور وہ درویش حضرت سید بدیع الدین قطب المدار تھے، اپنی زبان مبارک سے سالار مسعود غازی کے پیدا ہونے کی بشارت دی، اور آپ نے اپنے وہ سات نام جن کے ذریعہ ساتوں آسمانوں پر بحکم الٰہی تعالیٰ فرشتے تسبیح کرتے ہیں، ساہو سالار کو ترقیٔ درجات اور کفایت مہمات کے لیے عطا فرمائے۔

شیخ محمد ملیح اودھی کرامات مسعودیہ میں اس واقعے کو تفصیل سے رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سیدنا سکندر دیوانہ فرماتے ہیں کہ میں سلطان محمود غزنوی کی بدولت عمدہ عمدہ نفیس کپڑے پہنتا رہا، جب ۴۰۱ھ میں سلطان نے سید سالار ساہو کو جو کہ میرے حقیقی نانا ہیں، ایک زبردست فوج کے ساتھ قندھار سے مظفر خاں کی امداد کے لیے اجمیر بھیج دیا تو اس وقت مظفر خان راے بھیروں، راے سوم کرپا، راے سنگھ بھیر، راے سوکن، راے مہندر، راے مکھن، راے جگن وغیرہ انتالیس راجاوں کے نرغے میں محصور تھا، میں اس وقت خاص سلطان کا اردلی تھا، اور نانا ے معظم حضرت سید سالار ساہو غازی مجھ سے بے حد محبت فرماتے تھے، مجھے ان کی جدائی ہرگز گوارا نہ ہوئی، گھر کا انتظام ظہیر فرزانہ کو گیارہ سال کی عمر میں سپرد کرکے اور سلطان محمود غزنوی سے اجازت لے کر حضرت سید سالار ساہو غازی کے ساتھ ٹھٹھ کے راستے اجمیر پہنچا، راستے میں حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے ملاقات ہوئی، جیسے ہی ان کی نظر حضرت سید سالار ساہو غازی پر پڑی، فورا کہا: سید سالار مسعود غازی کے باپ ادھر آؤ، میں یہ سن کر متعجّب ہوا کہ یہ زندہ

شاہ مدار کیا فرمارہے ہیں؟ مگر سید سالار ساہو کو اس کی آرزو ضرور ہے، غرضیکہ حضرت سید سالار ساہو غازی اس مقام سے آگے بڑھے، اور سب راجاوں کو شکست دے کر کافروں سے مسلمانوں کو نجات دلائی، چند اور صوبہ جات فتح کر کے سلطانہ حکومت میں شامل کیا، جب ذرا اطمینان ہوا تو نانی معظمہ مخدومہ کو غزنی سے ہندوستان بلوایا، قدرت خدا سے ۴۰۵ھ میں سید سالار ساہو غازی کے ایک فرزند آفتاب کی روشن پیدا ہوا، اس کا نام مسعود رکھا گیا، مفصل حال تواریخ محمودی میں درج ہے، میرا اعتقاد حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے ساتھ مضبوط ہو گیا اور ارادہ کیا کہ ان کے ساتھ چل کر فقیری اختیار کروں، ایک دن حضرت سید سالار ساہو غازی نے کچھ تحفے تحائف دے کر مجھے حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم آگے چلو میں بھی آتا ہوں، میں تو خدا سے یہی چاہتا تھا، فورا تحفے لے کر حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پاس حاضر ہوا اور ان کے سامنے جاکر تحائف کو پیش کر دیا اور قدم چومے اور میں دست بستہ عرض کیا کہ حضرت مجھے اپنے سلسلے میں داخل کر لیجیے، زندہ شاہ مدار نے کہا تم تو عمدہ لباس پہنتے ہو، عیش و عشرت میں زندگی بسر کر رہے ہو، فقیری میں یہ آرام کہاں؟ میں نے سن کر اپنے سب کپڑے پھاڑ ڈالے، ستر چھپانے کے لیے ایک تہبند رکھ لیا اور سلسلۂ عالیہ مداریہ میں داخل ہو گیا، ایک روز بعد حضرت سید سالار ساہو غازی اپنے فرزند کو لے کر حاضر ہوئے، اور زندہ شاہ مدار کے سامنے پیش کیا، مسعود کی آنکھ جیسے ہی حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار پر پڑی، سلام کے لیے ہاتھ اٹھایا، زندہ شاہ مدار نے خیریت پوچھی، آپ نے دائیں بائیں گردن ہلائی،

حضرت سید سالار ساہو نے آپ کو حضرت زندہ شاہ مدار کے قدموں پر ڈالنا چاہا تو آپ نے زور و شور سے رونا شروع کیا اور منھ آسمان کی جانب بلند کیا، ہر چند حضرت سید سالار ساہو غازی گردن ان کی پھیرنا چاہتے مگر بے سود رونا ان کا کم نہیں ہوتا تھا، حضرت زندہ شاہ مدار نے اٹھ کر گود میں لیا، ہاتھ پیروں کو چوما، پیشانی پر بوسہ دیا، اس وقت مسعود چپ ہوئے، حضرت زندہ شاہ مدار نے مسعود کو میری گود میں دیا، اور یہ فرمایا کہ آج سے تو ہمیشہ اس کے ساتھ رہا کر، اس کی مصاحبت سے تجھے شہادت کا رتبہ ملے گا اور میں آج سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت و خلافت سے تمھیں نواز رہا ہوں إلخ..."(۱)

محمود رضا مسعودی حسنی عظمت سرکار مسعود غازی میں لکھتے ہیں:

"جب اسلامی لشکر مجاہدین وقت بڑے ہی شان و شوکت کے ساتھ حضرت سید سالار ساہو غازی سپہ سالار اعظم کی رہبری میں ٹھٹھ کے راستے سے اجمیر شریف پہونچے تو راستہ طے کرنے کے بعد شہر اجمیر میں داخل ہوتے ہیں، حضرت سید سالار ساہو غازی اس وقت آپ کے رازدار اور چہیتے حضرت سید سکندر دیوانہ برہنہ بابا کے ساتھ تھے، اس وقت سید سالار ساہو کی ملاقات سرخیل الاولیا، رہبر رہ روان عشق شمس الطائفہ حضور سیدنا سرکار حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے ہوئی، جیسے ہی ان کی نظر حضرت سید سالار ساہو غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی، فوراً کہا سالار مسعود غازی کے والد ادھر آئیے، یہ بات سن کر آپ کو بہت ہی تعجب ہوا کہ زندہ شاہ مدار کیا کہہ رہے ہیں، یہ بھی وہ ہی فرما رہے ہیں، جو اکثر مقام پر سنتے ہوئے

---

(۱)... کرامات مسعودیہ مترجم، ص:۲۵ تا ۲۸، مطبع المجمع المسعودی بمبئی

آئے، اب آپ کو یقین کامل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسا فرزند عطا فرمائے گا، جس کے بدولت ہندوستان میں چہار جانب اسلام کا پرچم بلند ہو گا اور اسلام کی روشنی سارے ملک میں پھیل جائے گی"(۱)

ہندی ادب کے ایک مشہور ساتیہ کار پنڈت آچاریہ چترسین نے اپنی کتاب سومناتھ میں لکھا ہے:

"एक प्रहर रात्री बीत चुकी थी। सारा नगर रास रंग में मस्त था। ऐसे ही समय में दो व्यक्ति छिपी नजर से यह सब समारोह देखते अत्यंत सावधानी से नगर के मुख्य बाजारों में होते हुए बीच में गली कूचों को पार करते चुप चाप चले जा रहे थे। उन्होंने साधारण नागरिक का वेश धारण किया था।

इस समय अजमेर नगर के पूर्वी कोण में जो शाह मदार की टेकरी है। उसी टेकरी की तलहटी में एक पुराना शिवालय था। शिवालय के चारो और बहुत छोटे बड़े मंदिर थे। मंदिर का प्रवेश द्वार पूर्व दिशा में था और उत्तर में पुजारियों के घर थे। पुजारियों के अनेक वहां पुत्र परिजन के साथ रहते थे उन्हीं पुजारियों के मकानों से तनिक हट कर टेकरी के ऊपर एक छोटी सी खानकाह थी जिस में प्रसिद्ध सूफी संत शाह मदार रहते थे। शाह मदार मस्त और दौला मौला आदमी थे। वे बेलोस और फक्कड़ प्रसिद्ध थे। खुश मिजाज और मिलनिसार थे अजमेर के आस पास उनकी बहुत मान्यता थी वे गंडे

---

(۱) ... عظمت سرکار مسعود غازی، ص:۱۳۸، ۱۳۹، بحوالہ تواریخ محمودی، ناشر جامعہ فیضان مسعود غازی دار التصوف بہرائچ

ताविज मंत्र दुआ देते लोगों की खैर मनाते। खानकाह के पास एक पुराना मठ था पर वो सूना ही रहता था कोई भूला भटका साधु वहां ठहर जाता था शाह मदार बहुधा किसी वृक्ष के नीचे चुपचाप बैठे रहते थे।

घूमते फिरते यह दोनों व्यक्ति टेकरी के पास जा पहुंचे शाह साहेब इस समय ध्यान मुद्रा में वृक्ष के नीचे बैठे थे दो भक्तगण सम्मुख बैठे उनकी मुख मुद्रा निहार रहे थे। दोनो वियक्तियो ने हिन्दू पद्धति से धरती पर माथा टेक कर उन्हे पृणाम किया। परंतु फकीर ने उन की तरफ आंख उठा कर भी नहीं देखा। दोनो वियक्ति चुपचाप दूसरे मनुष्यों के बीच में जा बैठे। बहुत देर तक कोई बातचीत नहीं हुई। बैठे हुए जनों में अनेक उठकर चले गए। ऐकाएक साधु ने नेत्र उधार कर इन आगंतुकों को देखा और और आप ही गुनगुनाते हुए कहा अय नादान खुदा की बंदगी कर और उनके जलाल का जहूर देख।

दोनो अगंतुको ने पृथ्वी पर फिर माथा टेका इसी समय एक पुरुष ने उनका कंधा छू कर अपने पीछे आने का संकेत दिया। दोनो व्यक्ति उठ कर उसके पीछे पीछे चल दिए वह आदमी मठ के द्वार पर खड़ा हो गया और उन्हें भीतर जाने का संकेत किया दोनो व्यक्ति मठ में घुस गए और वह व्यक्ति मठ के द्वार पर इस तरह खड़ा हो गया की एक मक्खी भी द्वार में प्रविष्ट ना हो सके।

भीतर एक युवक बैचैनी से टहल रहा था। युवक के वस्त्र बहुमूल्य तलवार कीमती और मुख मुद्रा सुंदर थी उसकी आयु छब्बीस वर्ष के लगभग थी रग उसका गोरा था और मस्तक की पगड़ी में एक मूल्यवान हीरा भी चमक रहा था।दोनो वियक्तियों ने हाथ जोड़ कर युवक को पृणाम किया और करबद्ध खड़े हो गए ।युवक ने उन्हे घूर कर देखा फिर कहा संकेत?सोमनाथ । ठीक है कहो किया कहना चाहते हो। सुलतान को लाचार सुलह करनी पड़ी वे जख्मी हुए और फौज बिलकुल बर्बाद हो गई। फिर,सुलह की शर्त के अनुसार हमे आज ही छावनी उठा कर लोटना आवश्यक हो गाया है, अमीर के सारे मंसूबे धूल में मिल गए। तो में किया करूं,यदि वादे के अनुसार आपकी मदद मिलती तो ऐसा ना होता,किया छावनी उठा दी गई है,जी हां।अमीर किया घोड़े पर सवार होने योग्य हैं?सवार हो सकते हैं, लड़ नहीं सकते,अमीर की सेना में कोई जीवट का सोनापति है?है।और अमीर का वादा?पक्का है। जामिन? शाह मदार। उनके मुंह से सुनना चाहता हूं?चलो,तीनों व्यक्ति शाह के पास आए आकर चुपचाप बैठ गए इस समय शाह साहेब अकेले चुपचाप बैठे थे,युवक ने कहा शाह जामिन हैं?शाह ने धीरे से कहा खुदा भी जामिन है,तब ठीक है।युवक शाह को पृणाम कर चल दिया उसके पीछे दोनो पुरुष भी। बाहर अश्व बैठे थे अश्व पर सवार हो कर उन्होंने तेजी से पुष्कार

की घाटी में अपने अश्व फेंक दिए।शाह ने आंखे उठाकर आसमान की और देखा और अंगड़ाई ली।"(1)

شیخ علاو الدین علوی مسعودی اپنی کتاب کنز السلاسل فی مجمع الافاضل میں حضرت سالار مسعود غازی کا شجرۂ مداریہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و خلیفتہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم و خلیفتہ حضرت عبد اللہ علم بردار و خلیفتہ حضرت عین الدین شامی و خلیفتہ حضرت شیخ طیفور شامی و خلیفتہ حضرت سید بدیع الدین الحلبی قطب المدار و خلیفتہ حضرت سید سالار مسعود غازی"(۲)

اس کے بعد مصنف نے سید سکندر دیوانہ، ظہیر فرزانہ اور اسلم غازی وغیرہ کا شجرۂ مداریہ نقل فرمایا ہے، اس کتاب کی تقریظ میں شیخ وصی احمد محدث سورتی رقم طراز ہیں:

"کنز السلاسل فی مجمع الافاضل میں سلاسل طریقت جو مختلف واسطوں و مشاہیر اولیاے کرام سے ہوکر سلسلۂ علویہ غازیہ مسعودیہ میں ضم ہوئے اور دیگر سلاسل کی اجازتیں و خلافتیں جو خانوادۂ غازیہ مسعودیہ سرکار سرکاراں کے مشائخ کو حاصل تھیں ان سب کا مجموعہ ہے، در حقیقت سلاسل معروفہ قدیم و جدید کا مجمع البحرین ہی نہیں بلکہ سلسلۃ الذہب ہے"(۳)

شیخ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی اس کتاب کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

(1) सोमनाथ, पृष्ठ:141,राजपाल एंड संज़ दिल्ली .

(۲) .. کنز السلاسل فی مجمع الافاضل، ص:۱۹، بحسب فرمائش حاجی سید وارث دیوہ شریف، مطبوعہ ممبئ

(۳) .. تقریظ بر کنز السلاسل فی مجمع الافاضل، ص:۴، مطبوعہ ممبئ

”راقم السطور کو بڑی مسرت ہوئی کہ کنز السلاسل فی مجمع الافاضل کے نام سے ایک مختصر رسالہ آپ نے تدوین فرمایا، حضور مخدوم اعظم سید علاء الدین حسن کلیم علوی المسعودی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ غازیہ مسعودیہ سرکار سرکاراں بہرائچ شریف علمائے ربانیین میں سے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے متعدّد و متنوع کمالات سے نوازا ہے، خاکسار کو یہ توقع ہے کہ کنز السلاسل فی مجمع الافاضل خلفا و مریدین و علما میں مقبولیت عامہ کا شرف حاصل کرے گی اور لوگ پڑھ کر مستفیض ہوں گے۔“(۱)

شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت قطب المدار:

کتب تذکرہ میں ملک العارفین قطب صمدانی حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار حلبی قدس سرہ اور حضرت غوث صمدانی سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے مابین دو ملاقاتوں کا ذکر فراہم ہوتا ہے، جن میں سے ایک ملاقات اور واقعہ کی تائید عوام الناس کے مابین شہرت پذیر ہے، ایک ملاقات کے وقت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جلال طاری تھا، چناں چہ شیخ جانی محمد بن احمد قانی المعروف امام عروس قادری علیہ الرحمہ اپنی کتاب ”الکواکب الدراریة“ میں لکھتے ہیں:

”و قد بلغنا أن سیدنا و مولانا قطب الأقطاب و غوث الأحباب السید عبد القادر الجیلي-رضي الله عنه و أرضاه عنا- لاقاه القطب زندا شاه المدار رضي الله عنه، و صاحبه و خالله أیاما فرآه کأنه صار علی الناس إماما و بالخلافة

(۱)... تقریظ بر کنز السلاسل فی مجمع الافاضل، ص:۲، مطبوعہ ممبئی

المحمدية قواما و فى إحياء دينه مقدما و هماما إلا أنه مغلوب عليه بأسماء الله الجلالية و المطلوب غلبة أسمائه الجمالية، فلأجل هذا ظهر منه فى بعض الجذبات قول" أنا الله و لم يشعر أنه به فاه، و أيضا خرت من نظره حدأة طائرة حين شوشت على جماعته الدائرة و إذا غضب على أحد من الجيل، حضر إليه ساعتئذ عزرائيل و إذا غاظ على الدار، لتحرق بالنار، فلما كان هذا حاله فى بداية أمره و قد التهب من شمس محياه، لظى نظره، و ارتهب كل من حر قهره، استدفأها شيخنا المدار و استطفأها بمكة، و قال يا أخي و يا عين مخي لا بد أن نعود نحن إلى مقام جدنا سيد المرسلين الذي خاطبه المولىٰ" و ما أرسلنك إلا رحمة العالمين"...فأنت أحق بالتأسي بجدك من غيرك و أمته واجبة إلى رحمتك و برك إنتهى.أوتيته من القهار...فمنذ ذلك انتقل إلى هذا المقام الرحمة و الإنعام"[1]

حضرت مولانا باقر علی جائسی و قاری تغمدہ اللہ بغفرانہ ورحمتہ اس عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

"حضرت سیدنا و مولانا قطب الاقطاب، غوث الاحباب سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ملاقات جب حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ سے ہوئی، اور صحبت میں کچھ عرصہ گزرا تو غوث پاک کی کیفیت کو دیکھا کہ خلافت محمدیہ کے امام اور اصلاح کرنے والے ہیں دین کے، اور عالی

(١). الكواكب الدرارية، ص: ٦١ـ ٦٢، الحكاية العشرون، المطبعة المجيدية مدراس

ہمت ہیں دین کے زندہ رکھنے میں؛اس کے باوجود حال پر اسمائے جلالیہ کا غلبہ ہے، اور منھ سے جذبات میں "انا اللہ" نکل جاتا ہے اور سمجھ بھی نہ پائے کہ میں کیا کہ گیا اور غضب و جلال کا یہ حال کہ نظر اوپر اٹھائے تو اڑتے ہوئے پرندے جل بھن کر نیچے گر جاتے اور جیلان کے ایک شخص پر غضب فرمایا، جو آپ کی جماعت سے نکلا ہوا تھا اور غیظ فرمایا، گھر کو اس کے آگ لگ گئی اور جل کر خاک ہو گیا، شعلے بھڑک اٹھتے تھے چہرے کی تابانی سے اور ہر ایک خوف زدہ ہوتا تھا گرمیٔ قہر سے، ان تمام کیفیات کا حضور سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ نے جب مشاہدہ فرمایا تو اپنی خصوصی توجہ سے بجھا دیا اس غیظ و غضب کو جو انھیں قہر سے ملا تھا اور فرمایا اے عزیز وسیع النظر! ہم کو اپنے جد کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خصوصی پر گامزن ہونا چاہیے، جس کو مولی تعالیٰ نے خطاب فرمایا ہے "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" اے عزیز! ہمارے جد کریم کی امت ہماری نرم دلی اور خوش اخلاقی کی زیادہ سے زیادہ حقدار ہے، پس ہمارے شیخ قطب المدار رضی اللہ عنہ کی توجہات نے ان کی کیفیت جلال کو جمال میں تبدیل کر دیا"(۱)

جب حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغداد شریف میں دوسری مرتبہ ورود مسعود ہوا، تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری ملاقات ہوئی اور اس دوران خوب راز و نیاز کی باتیں ہوئیں، اس ملاقات میں سرکار غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو ہمشیر زادے حضرت شیخ جمال الدین محمد جمن جتی

---

(۱). الکواکب الدراریہ(اردو مترجم)ص:۵۲-۵۳، مطبوعہ ادارہ الجامعۃ العربیہ مدار العلوم مکن پور شریف

اور شیخ احمد بادیا پا رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت قطب المدار قدس سرہ کے ہمراہ تبلیغ اسلام کے لیے عطا فرمائے، اور ان کی تعلیم و تربیت پر خاص زور دیا، یہ دونوں شہزادے حضرت بی بی نصیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ہیں، جو حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے پیدا ہوئے تھے، حضرت بی بی نصیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار غوث اعظم قدس سرہ کی ہمشیرہ ہیں، اور حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا مادری نسب نامہ انھی کے واسطہ سے سرکار رسالت مآب ﷺ تک منتہی ہوتا ہے، جیساکہ صحائف اشرفی میں مرقوم ہے:

"اور سلسلۂ نسب مادری حضرت محبوب یزدانی کا حضرت بی بی نصیبہ رحمۃ اللہ علیہا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ معظمہ سے ملتا ہے۔"(۱)

مرزا لعل بیگ بدخشی [۹۶۸ھ/۱۰۲۲ھ] اپنی کتاب ثمرات القدس میں دوسری ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"گویند خدمت وے در اول خدمت حضرت شاہ عبد القادر گیلانی قدس روحہ می کرد، چوں حضرت شاہ از برائے دریافت شیخ انس و جن مذکور ببغداد رفت، وو یرا دریافت شیخ انس و جن از قدوم وے بسیار استبسار نمود، تا سہ روز باوے صحبت داشت، روز چہارم روے بخدمت شاہ آورد و گفت مدتہاست کہ ما از برائے شما سفید مرغا ترا در دام آوردہ نگاہ داشتیم، اکنوں آنرا با نعمتہائے دیگر حوالہ شما می رود، پس دست شیخ احمد مذکور را بگرفت و بدست شاہ داد و گفت کشائش ایں جوان بدست شماست، زنہار کہ ازوے غافل نباشی، ایں بگفت و

(۱) ... صحائف اشرفی، ج:۲، ص:۵۴، ناشر ادارہ فیضان اشرف بمبئی ۱۹۸۴ء

شاہ راوداع کردو شاہ براہ سمرقند وایں سرزمین متوجہ ہند گشت "(۱)

ترجمہ: منقول ہے کہ حضرت شیخ احمد بائیں پا ابتدائے حال میں حضرت شیخ الثقلین شاہ عبد القادر جیلانی قدس روحہ کے پاس تعلیم حاصل کر رہے تھے، جب قطب صمدانی حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ بغداد میں حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی سے ملنے گئے، اور ان سے ملاقات ہوئی، تو حضرت غوث اعظم آں حضرت قطب المدار کی آمد سے بہت خوش ہوئے، اور تین دن تک ایک دوسرے کی صحبت میں رہے، چوتھے دن حضرت غوث اعظم اپنے بھانجے کو حضرت قطب المدار کے پاس لائے، اور کہا کہ ہم نے مدتوں سے ایک سفید پرندہ آپ کے لیے اپنے جال میں محفوظ رکھا ہے, اب اس کو دوسری نعمتوں کے ساتھ آپ کے حوالے کیا جاتا ہے، پس شیخ احمد کے ہاتھ کو پکڑ کے حضرت قطب المدار کے حوالے کر کے فرمایا کہ اس جوان کی تعلیم و تربیت آپ کے ہاتھ میں ہے، ہرگز اس سے غافل نہ ہوں، یہ کہہ کر حضرت شاہ مدار کو وداع کیا، حضرت قطب المدار سمرقند کی راہ سے ہوتے ہوئے سرزمین ہند کی طرف متوجہ ہوئے۔

حضرت شیخ وجیہ الدین اشرف بحر زخّار میں اس ملاقات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"و سید احمد را از حضرت غوث الاعظم دست گرفتہ بہ شاہ مدار سپردہ کہ کشائش ایں مرد بہ تلقین تو مقرر شدہ، از تربیت او غافل نشوی "(۲)

---

(۱) ... ثمرات القدس من شجرات الانس، ص: ۳۰، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور

(۲) .. بحر زخار، ج: ۲، ص: ۱۱۷، شعبۂ چہارم، مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی علی گڑھ

ترجمہ: اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید احمد کا ہاتھ پکڑ کر حضرت شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا، اور فرمایا کہ اس مرد کی فلاح و بہبود تمھاری تلقین پر موقوف ہے، پس آپ ان کی خاص تربیت پر توجہ فرمائیں۔

محقق زمن حضرت سید امیر حسن فنصوری علیہ الرحمہ تذکرۃ المتّقین میں سرکار مدار اعظم کا بغداد معلیٰ میں دوبار وارد ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"در کاظمین شریفین زیارات مزارات امامین کردہ در بغداد پرتو در وفگندند، خبر آمد والا بی بی نصیبہ خواہر حضرت محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ حاضر آستانہ شدند و ایشاں را ہیچ از اعقاب نبود و بدعاے حضرت قطب المدار صاحب اولاد گردیدند، حضرت از آنجا بدر کوس رفتہ مدتے بیاد حق مصروف بودہ، باز بہ بغداد تشریف آوردند و صاحبزادگان بی بی نصیبہ موصوفہ اعنی حضرت سید محمد، برادر خورد سید احمد و میر شمس الدین حسن عرب و میر رکن الدین حسن عرب برادر زادگان بی بی نصیبہ مرحومہ بہزار دل و جان خریدار نقدر فاقت حضرت بودہ در حلقۂ ارادت کیشاں در آمدند"(۱)

ترجمہ: کاظمین شریفین میں دونوں اماموں (حضرت امام موسیٰ کاظم و امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے مزارات کی زیارت کرکے حضرت قطب المدار قدس سرہ بغداد میں تجلی ریز ہوئے، ہمشیرۂ حضرت محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بی بی نصیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت والا کی آمد کی خبر سن کر حاضر دربار ہوئیں، ان کی کوئی اولاد نہیں تھی، حضرت قطب المدار کی دعا سے صاحب اولاد ہوئیں، حضرت وہاں سے مقام

(۱)... تذکرۃ المتّقین (فارسی)، ج:۱، ص:۸-۹، مطبع عزیزی کانپور

بدر کوس تشریف لے گئے اور کچھ مدت کے لیے یاد خدا میں مشغول ہوگئے، کچھ مدت کے بعد پھر حضرت قطب المدار بغداد میں تشریف لائے، اور حضرت بی بی نصیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہا کے دونوں صاحب زادوں یعنی حضرت سید محمد، چھوٹے بھائی حضرت سید احمد اور دونوں بھتیجوں یعنی حضرت میر شمس الدین حسن عرب اور حضرت میر رکن الدین حسن عرب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دل وجان سے اپنی رفاقت میں قبول فرماکر حلقۂ ارادت میں شامل کرلیا۔

فقیہ عصر شیخ عبد الباسط قنوجی علیہ الرحمہ اپنے رسالہ "مدار الاسرار" میں تحریر کرتے ہیں:

"سید جمال الدین و سید احمد الدین فرزندان سید محمود بودند، نام مادر ایشاں بی بی نصیبہ دختر میر ابو صالح ہمشیرہ سید محی الدین عبد القادر جیلانی است، وقتیکہ حضرت قطب المدار بمیر موصوف در بغداد بایک دیگر ملاقات فرمودہ بودند، میر موصوف قدس اللہ اسرارہم سید جمال الدین و سید احمد را حوالہ و تسلیم حضرت شاہ مدار نمودند کہ ایں مردمان از شما بہرہ مند خواہند شد"(۱)

ترجمہ: سید جمال الدین اور سید احمد الدین دونوں حضرت سید محمود کے فرزند تھے، ان کی والدہ کا نام بی بی نصیبہ بنت ابو صالح ہے، جو شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی بہن تھیں، جس وقت حضرت قطب المدار حضرت غوث اعظم سے دوسری بار ملاقات کے لیے بغداد میں تشریف لائے، تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید جمال الدین اور سید احمد کو حضرت شاہ مدار کے حوالے فرمایا کہ یہ دونوں مرد آپ سے فیضیاب

(۱) ... مدار الاسرار فی خوارق شاہ بدیع الدین مدار، مخطوطہ اسلامیہ کالج پشاور

ہوں گے۔

حضرت سید عبداللہ ارغونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب منتخب العجائب میں حضرت قطب المدار اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ملاقات پر سیر حاصل بحث کی ہے، اس کتاب کا اردو مترجم نسخہ رضا لائبریری رام پور کے اندر شعبۂ مطبوعات میں موجود ہے، احقر کی نگاہ سے خانقاہ مکن پور شریف میں اس کے متعدّد فارسی قلمی نسخے گزرے ہیں۔

دوسری ملاقات کے متعلق اگر تاریخی تعین کیا جائے، تو یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ ملاقات چھٹی صدی ہجری میں ۵۲۹ھ کے بعد ۵۴۰ھ یا ۵۴۱ھ میں واقع ہوئی ہوگی، چوں کہ حضرت شیخ جمال الدین محمد جمن جتی اور شیخ احمد بادپار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سال پیدائش ۵۲۹ھ ہے، جیساکہ چندا میاں طالب پاکستانی کی قلمی کتاب سعید ازل میں تحریر ہے، اور دوسری ملاقات ان دونوں شخصیتوں کے درمیان اس وقت وقوع پذیر ہوئی، جب دونوں ہمشیر زادے عمر کا کچھ حصہ بسر کر چکے تھے، البتہ پہلی ملاقات کا ۵۲۹ھ سے قبل واقع ہونا متیقن ہے، صاحب گلستان مدار کے بقول یہ ملاقات ۵۰۵ھ میں ہوئی، لیکن بہتر یہی ہے کہ اس کا تاریخی تعین مطلق رکھا جائے۔

حضرت سید عبد اللہ ارغونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منتخب العجائب میں ان دونوں ملاقاتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ونیز از کتابے دیگر دیدہ شد کہ حضرت قطب المدار بعد وفات حضرت غوث باز از سفر حج الوداع در بغداد آمد“(۱)

---

(۱)... منتخب العجائب، ص:۱۹، مخطوطہ مکن پور شریف

ترجمہ: اور ایک دوسری کتاب میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حج کے سفر سے لوٹ کر بغداد میں پھر تشریف لائے۔ (۱)

اگرچہ ان ملاقاتوں کا ذکر قدیم مصادر عربیہ میں دریافت نہیں ہوتا، لیکن عدم ذکر عدم شے کو مستلزم نہیں، جس طرح بعض ہندی مصادر سے حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ملاقات ثابت ہے، لیکن عربی قدیم مصادر اس ملاقات کے ذکر سے خاموش ہیں، اسی طرح حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غوث پاک سے ملاقات ثابت ہونا کوئی امر بعید نہیں، چوں کہ آپ قدس سرہ نے ہندوستان سے سات مرتبہ حرمین شریفین کے لیے سفر کیا اور ان اسفار سے واپسی کے وقت آپ کا عراق اور بغداد جانا ثابت ہے، اسی لیے دونوں کے مابین متعدّد ملاقاتیں ہونا غیر متوقع امر نہیں، چناں چہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ماہر استاذ حضرت مفتی محمد رضا مصباحی اپنی کتاب ”نیپال میں اسلام کی تاریخ“ میں لکھتے ہیں:

”قدیم تذکرہ، سوانح اور انساب کی کتابیں حضرت قطب المدار کے تذکرہ سے خالی نظر آتی ہیں، اس کے مختلف اسباب ہیں: ایک تو یہ کہ آپ تیسری صدی ہجری کے اخیر میں ہی ہندوستان تشریف لا چکے تھے، اس زمانے میں تاریخ و سوانح لکھنے کا کوئی مزاج نہ تھا، اور نہ کسی نے اس کی طرف توجہ کی، دوسری وجہ آپ نے خود کو گوشۂ گمنامی ہی میں زیادہ رکھا اور استتار کو پسند کیا، تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کا بے شمار بار بغداد شریف آنا جانا رہا، وہاں کے علما و مورخین نے ضرور کہیں نہ کہیں آپ کا تذکرہ کیا ہوگا، لیکن بغداد کا

---

(۱) ... منتخب العجائب، ص:۱۶، ترجمہ از ظہیر الدین بدایونی، مطبع احمدی ریاست رام پور

سارا علمی و تاریخی سرمایہ فتنۂ تاتار میں تباہ کردیا گیا، وہاں کی ساری کتابیں دریاے دجلہ میں بہادی گئیں، تین دنوں تک دریاے دجلہ کا ایک کنارہ ۲۰/ لاکھ انسانوں کے خون سے سرخ ہوکر بہتا رہا اور دوسرا کنارہ کتابوں کے مسودات اور مخطوطات کی سیاہی سے سیاہ ہوکر بہتا رہا"(۱)

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اور حضرت سیدنا قطب المدار:

حضرت خواجہ معین الحق والدین حسن سجزی ثم اجمیری اور حضرت قطب المدار حلبی ثم مکن پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان فقط ایک ملاقات ثابت ہے، جب حضرت قطب المدار بغداد شریف سے تیسری بار ہندوستان کے لیے روانہ ہوئے، تو اس سفر میں آپ کا ورود مسعود اجمیر شریف میں بھی ہوا، اور آپ وہاں کوکلا پربت کے ایک ٹیلے پر معمول کے مطابق ریاضت کشی میں مشغول ہوگئے، جسے آج اجمیر شریف میں مدار پہاڑی سے یاد کیا جاتا ہے، راقم الحروف کو وہاں حاضری کا شرف حاصل ہے، حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی قدس سرہ اس وقت اجمیر شریف میں آرام فرما تھے یا نہیں، اس بارے میں دو قول ہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ جس وقت حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چلہ تکمیل کو پہنچا تو آپ کا ورود مسعود اجمیر شریف میں ہوا، اور حضرت قطب المدار سے ملاقات ہوئی، چناں چہ منتخب العجائب میں ہے:

"تیسرا قول اس بارے میں یوں ہے کہ حضرت قطب المدار صاحب حضرت معین الحق چشتی سے پہلے ہندوستان میں تشریف لاکر رونق افروز ہوئے اور کوہ مذکور پر مقیم ہوئے، اور جس وقت کہ معین الحق پہنچے آپ کو چلہ

(۱)... نیپال میں اسلام کی تاریخ/باب سوم، ص:۱۴۱، مطبوعہ مکہ پبلشر مٹیا محل جامع مسجد دہلی

کے استعمال سے فراغت ہو چکی تھی، یہ مضمون رسالہ ملوک احقر میں ہے "(۱)

ایک قول یہ ہے کہ جب حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر شریف میں وارد ہوئے، تو حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں موجود تھے، اور تبلیغ دین فرما رہے تھے، اسی دوران آپ دونوں کے مابین ملاقات ہوئی، چناں چہ سید امیر حسن فنصوری تحریر کرتے ہیں:

"در اجمیر رسیدند و بر کوکلا پہاڑی فرمودند، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ برائے ملاقات والا تشریف آوردند و در ہر دو بزرگواران باہم کمال اتحاد راہ یافت "(۲)

ترجمہ: حضرت قطب المدار قدس سرہ نے اجمیر میں پہنچ کر کوکلا پہاڑی پر قیام فرمایا، حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ملاقات کے واسطے تشریف لائے، اور دونوں بزرگوں کے درمیان آپسی محبت اور یک جہتی کا سلسلہ جاری رہا۔

حضرت شیخ فرید احمد نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"آپ نے ہندوستان تشریف لانے سے پیشتر اکثر حصہ روے زمین کی سیر کی تھی، جب ہندوستان میں آئے، تو اجمیر شریف بھی پہنچے، اور کوکلا پہاڑی پر قیام فرمایا، حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی "(۳)

---

(۱) ... منتخب العجائب (مترجم)، ص:۲۱، مطبع احمدی ریاست رامپور

(۲) .. تذکرۃ المتقین، ج:۱، ص:۹، مطبع عزیزی کانپور

(۳) .. مدار اعظم، ۵۶، مطبوعہ پرینٹڈ وارکس دہلی/سنہ اشاعت: ۱۳۳۳ھ

شیخ عبد الرحمن چشتی مرآۃ مداری میں اس ملاقات کا ذکر کرنے کے بعد کوہ مداری کے بابت رقم طراز ہیں:

"چنانچہ تا امروز متّصل شہر اجمیر بر سر کوہی فقرا میباشند و چراغ می افروزند و مردم بہ نیاز مندی آنجا می روند کہ حضرت شاہ مدار درینجا بودہ است، وآں کوہ را کوکلا بہاری مینامند، بزرکی خوش کفتہ است/ہر زمینے کہ نشان کف پای تو بود، سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود/"(۱)

ترجمہ: چناں چہ آج تک اجمیر شریف کے قریب ایک پہاڑی کی چوٹی پر فقرائے کرام اکٹھا ہوتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں اور لوگ عقیدت کے ساتھ وہاں حاضری دیتے ہیں کیوں کہ حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام پر قیام فرما ہوئے تھے، اور اس پہاڑی کو کوکلا پہاڑی کہتے ہیں، کسی بزرگ نے بہت خوب کہا ہے۔ع/جس زمین پر تیرے قدموں کے نشان ہوں گے، سالوں سال اللہ والے وہاں سجدہ کرتے رہیں گے/۔

اس ملاقات کا ذکر مرآۃ مداری، قصر عارفاں سمیت دیگر چشتی کتب و رسائل میں موجود ہے، لیکن چشتی روایات میں یہ بات خصوصی طور پر در آئی ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے اشارے پر مکن پور شریف گئے، یا خواجہ معین الدین چشتی نے آپ کی جائے پناہ کی طرف رہ نمائی فرمائی، لیکن چشتی کتب کے علاوہ اس کا ذکر کسی کتاب میں دریافت نہیں ہوتا، بلکہ مداری روایات اس کے بالکل خلاف ہیں، چناں چہ حضرت سید امیر حسن لکھتے ہیں:

"بعد حصول نعماے دو جہانی و دولت جاودانی بحکم حضرت نبی ﷺ

---

(۱) ... مرآۃ مداری، ص:۵۵،۵۶، مخطوطہ خدا بخش لائبریری، سنہ کتابت: ۱۳۰۴ھ

برای ہدایت ملک ہند ماذون و مامور گشتند و آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمودند کہ متّصل قنوج دشتی است کہ دراں میان جنوب تالاب ست، از وے صدایا عزیز پیہم می آید و آں زمین حق تعالیٰ برائے تو مخصوص کردہ است، آں اراضی مرجع خلائق خواہد شد و مضجع و مدفنت درانجا خواہد گردید"(۱)

ترجمہ: حضرت قطب المدار دونوں جہاں کی نعمتوں سے سرفراز ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق ملک ہندوستان کی رہ نمائی کے لیے مامور ہوئے، اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قنوج کے قریب ایک جنگل ہے، جس کے جنوب میں تالاب ہے، وہاں سے "یا عزیز" کی آواز مسلسل آئے گی، وہی زمین حق تعالیٰ نے تمھارے لیے مخصوص فرمائی ہے، وہ زمین مرجع خلائق ہوگی، اور تمھارا مسکن و مدفن اسی جگہ ہوگا۔

اس اقتباس سے واضح طور پر مستفاد ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے آپ کے آخری جاے اقامت کی نشان دہی خود فرمائی اور اس کی جدا خاصیت بیان کی، یہی راجح ہے۔ صاحب گلستان مدار کے مطابق حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ملاقات سنہ ۵۸۵ھ میں ہوئی، یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے، چوں کہ صاحب معین الارواح کے مطابق حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ ۵۸۵ھ میں سر زمین اجمیر پر تشریف لائے، لہذا اس سال ملاقات ہونا ممکن الوقوع ہے۔

واضح رہے کہ حضرت قطب المدار قدس سرہ اجمیر شریف میں چوتھی صدی ہجری میں ہی تجلی فرما چکے تھے، جب حضرت ساہو سالار غازی کا اجمیر شریف سے گزر

---

(۱)... تذکرۃ المتّقین، ج:۱، ص:۱۰، مطبع عزیزی کانپور، سنہ اشاعت:۱۳۱۵

ہوا، تو حضرت قطب المدار سے ان کی ملاقات ہوئی اور فتح جنگ کے لیے دعا کی درخواست کی، حضرت قطب المدار نے ان پر خاص عنایات بھی فرمائیں، اس کی مکمل تفصیل سابق میں مسعود سالار غازی کے بیان میں گزر چکی ہے۔

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور حضرت قطب المدار:

جب حضرت قطب المدار تبلیغ اسلام کرتے ہوئے سرزمین جونپور پہنچے، تو وہاں کی عوام آپ کے باطنی تصرفات دیکھ کر دین اسلام سے منسلک ہوئی، کبار علما و سادات نے آپ سے عوارف المعارف کا درس لیا اور آپ کے دامن بیعت سے سرفراز ہوئے، جونپور میں ایک ایسا گروہ بھی نمودار ہوا جو آپ کے ظاہری حالات دیکھ کر آپ پر معترض ہوا، اور بعد میں وہی گروہ تسلی بخش جوابات پاکر معتقدین و مریدین میں شامل ہو گیا، انھی میں ایک نام حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے، جو اس وقت علما و فضلا میں عبقری شخصیت کے حامل تھے، سلاطین و امرا آپ کے علم و فضل کے مدح خواں تھے، آپ بھی اولا حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین و منکرین میں سے تھے، بعد میں اصل حالت سے آگاہ ہو کر آں حضرت کے معتقدین میں شامل ہو گئے، چناں چہ شیخ عبد الصمد بن افضل محمد اپنی کتاب اخبار الاصفیا میں تحریر کرتے ہیں:

"نقل ست قاضی شہاب الدین دولت آبادی کہ اوائلاً از منکران وے بود و اواخرا از معتقدان او گشت، پرسید حدیث صحیح پیغمبر علیہ السلام "العلماء ورثۃ الانبیاء" اشارے بکدام علما است، فرمود مراد ازیں دانشوران اند کہ سر آرزو بتعلیم ظاہری فرو نیاوردہ، بعلم لدنی کامیاب گشتہ اند، زیرا کہ ورثہ بملک

حاصل نمی شود"(۱)

ترجمہ: منقول ہے کہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شروع میں حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکرین میں تھے، اور آخر میں آں حضرت کے معتقدین میں شامل ہو گئے، انھوں نے حضرت قطب المدار سے حدیث صحیح "العلماء ورثۃ الانبیاء" کے بارے میں پوچھا کہ اس حدیث میں کون سے علما مراد ہیں، آپ نے فرمایا: اس حدیث سے وہ اہل علم مراد ہیں، جنھوں نے ظاہری علم میں سے کچھ بھی نہ پایا ہو اور علم لدنی سے سرفراز ہوئے ہوں، چوں کہ وراثت ملک کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی۔

مشہور اہل حدیث مؤرخ قاضی اطہر مبارک پوری اپنی کتاب "دیار پورب میں علم اور علما" میں لکھتے ہیں:

"جب تک شاہ مدار کے ظاہری احوال قاضی صاحب کے سامنے تھے، ان کے منکروں میں رہے، مگر بعد میں جب افہام و تفہیم اور خط و کتابت کے ذریعے اصل حقیقت معلوم ہو گئی، اس وقت قاضی صاحب ان کی مشیخت کے قائل ہو گئے۔ (۲)

جب قاضی شہاب الدین دولت آبادی آپ کے معتقدین میں شامل ہو گئے، تو حضرت قطب المدار نے ان کو خرقۂ خلافت سے بھی نوازا چناں چہ حضرت سید امیر حسن فنصوری علیہ الرحمہ اپنی کتاب تذکرۃ المتّقین میں لکھتے ہیں:

"حضرت قطب المدار از آنجا متوجہ بجونپور شدند واقع کالپی، چوں کہ

---

(۱) ... اخبار الاصفیا، ص:۱۶۶، مطبوعہ علی گڑھ

(۲) .. دیار پورب میں علم اور علما، ص:۱۸۱، مطبوعہ جمال پرنٹنگ پریس دہلی ۱۹۷۹ء

بوجہ شہرت گوش گزار سلطان ابراہیم شرقی شدہ بود، پیشوائی کردہ بکمال عجز و انکسار مع اراکین سلطنت قدم بوسی حاصل نمود، و بدار الامارت خود آوردہ از نعمت بیعت مع اعیان سلطنت سرفراز شد، حضرت قاضی شہاب الدین ملک العلما بر بحث و اعتراض آمادہ شدہ، خصومتے از آنجناب اختیار نمود، و بدربار سلطان مذکور خبرہائے دور از کار رسانید، مگر باوجود وقعتش کہ سلطان می کرد، اصلا دریں معاملہ بدو ملتفت نشد، وقتیکہ کرامات باہرات کہ از آنجناب ہر روز می شدند، دید بخاطر خود منفعل گردید، و بغرض سلسلہ جنبانی دو سوال نوشتہ بخدمتش ارسال داشت، در جوابش حضرت قطب المدار مکتوبے ارقام فرمودند... بمعائنۂ جواب بدیار جہاں مدار حضرت حاضر شدہ بحلقۂ ارادت در آمد واز نعمت خلافت ہم مفتخر گردید"(۱)

ترجمہ: حضرت قطب المدار کالپی سے جونپور کی طرف متوجہ ہوئے، چوں کہ حضرت قطب المدار کی شہرت کی خبر سلطان ابراہیم شرقی کو بھی پہنچ چکی تھی، اسی لیے سلطان ابراہیم اراکین سلطنت کے ساتھ نہایت عجز و انکساری اختیار کرتے ہوئے آپ کی بارگاہ ناز میں حاضر ہوا، اور آں حضرت کو اپنے دار الحکومت میں لاکر مع اعیان سلطنت کے بیعت سے سرفراز ہوا، لیکن حضرت قاضی شہاب الدین ملک العلما آں حضرت مدار اعظم سے بحث و اعتراض پر آمادہ ہوئے، اور ان کے ظاہری حالات سے غیر متأثر ہوکر اختلاف برقرار رکھا، سلطان ابراہیم شرقی کے دربار میں اس اختلاف کی خبر پہنچی، مگر وہ آں حضرت کی تعظیم کے پیش نظر اس معاملہ میں رخنہ انداز نہ ہوئے، یہاں

(۱)... تذکرۃ المتّقین، ج:۱، ص:۱۳-۱۷، مطبع عزیزی کانپور

تک کہ حضرت قطب المدار سے ہر روز کرامات باہرہ کا صدور ہونے لگا، قاضی صاحب انھیں دیکھ متاثر ہونے لگے، قاضی صاحب نے اولا حضرت قطب المدار کی بارگاہ میں دو سوال لکھ کر بھیجے، حضرت قطب المدار نے ان کے جواب میں ایک مکتوب رقم فرمایا... حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوابات دیکھ کر دربار حضرت قطب المدار میں حاضر ہوئے، اور حلقۂ ارادت میں آکر نعمت خلافت سے سرفراز ہوگئے۔

تجلیِ نور کی ایک روایت کا تحقیقی جائزہ:

مولوی نور الدین زیدی جونپوری اپنی کتاب "تجلیِ نور" میں لکھتے ہیں:

"قاضی شہاب الدین متبع شریعت کمال بود، گاہے امور خلاف شرع را محظور خاطر نداشت، مشہور است کہ حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار کہ بظاہر اسباب غیر مقلدان بودند، و موئے برویت شان دراز و خلاف شرع بود، حسب اتفاق دراں زماں قطب المدار بجونپور تشریف آوردہ و قاضی را ہفت پسر جواں و فارغ التحصیل بودند، الغرض قاضی بجہت ملاقات حضرت شاہ مدار رفت، و دید کہ بزرگے خلاف شرع ظاہرے اند، ایں باعث اشتعال طبع گشت، اولا بحث نمود مگر چوں اثر نہ آورد و مقراضی طلبیدہ خواست کہ موئے برویت اوشاں بتراشد، ہماں وقت از خانۂ قاضی خبر آمد کہ پسر کلاں فوت کرد، المختصر قاضی ہفت بار مقراض راند و ہر بار خبر فوت پسراں شنید الا ازاں باز نہ آمد و راضی برضاے مولیٰ گشت، تعمیل شرع نمود، بعد ش بخانہ آمدہ، ہر ہفت پسراں مردہ را گور و کفن داد"[1]

(۱)... تجلی نور، ج:۲، ص:۳۶، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور

ترجمہ: حضرت قاضی شہاب الدین شریعت ظاہری کے بہت پابند تھے، اور کسی بھی حالت میں خلاف شرع امور کو برداشت نہ کرتے تھے، یہ بات بہت ہی مشہور ہے کہ حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار کا ظاہر مقام تقلید سے خارج تھا، اور ان کی مونچھیں لمبی اور خلاف شرع لگتی تھیں، حسن اتفاق کہ حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار اسی زمانہ میں جونپور تشریف لائے، حضرت قاضی صاحب کے سات بیٹے جوان اور علوم ظاہری سے فارغ التحصیل تھے، حضرت قاضی صاحب نے جب حضرت قطب المدار کی آمد کی خبر سنی تو آپ ان کی ملاقات کو تشریف لے گئے اور دیکھا کہ آپ ظاہری شریعت کے خلاف ہیں، آپ کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی، پہلے آپ نے حضرت قطب المدار سے اس معاملہ میں بحث کی، لیکن اس کا اثر اور نتیجہ بر آمد نہیں ہوا، پھر آپ نے قینچی طلب کی اور چاہا کہ موے لب تراش دیں، اسی وقت حضرت قاضی صاحب کے گھر سے خبر آئی کہ آپ کا پسر کلاں فوت ہو گیا، اسی طرح قاضی صاحب نے سات بار مقراض کی کوشش کی اور ہر بار ایک لڑکے کے موت کی خبر سنی، لیکن حضرت ملک العلما اس خبر سے پریشان نہ ہوئے اور رضاے الٰہی پر قانع رہ کر تعمیل شرع کو ظاہر کیا، اس کے بعد آپ گھر آئے اور سات مردہ بیٹوں کی تجہیز و تکفین کی۔

اس روایت میں یہ لاحقہ درست نہیں کہ حضرت قطب المدار کی مونچھیں لمبی تھیں، چوں کہ آں حضرت حلبی قدس سرہ کے چہرۂ انور پر سات نقاب پڑے رہتے تھے، کوئی شخص آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھنے کی سکت نہیں رکھتا تھا، چہرے سے نقاب الٹ جاتا تو دیکھنے والا دم بخود ہو کر زمین پر گر جاتا، چناں چہ شیخ عبدالوالی بدایونی باقیات صالحات میں لکھتے ہیں:

"چنانچہ از روے کتب معتبرہ مثل تاریخ وصاف و اخبار الاخیار و معارج الولایت و تذکرۃ العاشقین و مناقب الاصفیا و غیرہ بہ ثبوت پیوستہ کہ وی در مقام صمدیت کہ مقامات سالکان ست بود، تا دوازدہ سال طعام نخوردہ و لباس کہ یکبار می پوشید، کہنہ و چرکیں نشدے، اکثر احوال روی مبارک خود را بہ برقہ پوشیدہ داشتے، از آنکہ ہر کرا نظر بر جمال او افتادے بے اختیار سجدہ کردے"(۱)

ترجمہ: چناں چہ کتب معتبرہ مثلا: تاریخ وصاف، اخبار الاخیار، معارج الولایت، تذکرۃ العاشقین اور مناقب الاصفیا وغیرہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آں حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام صمدیت جو سالکوں کے مقامات میں سے ہے، پر فائز تھے، بارہ سال تک کھانا نہ کھایا اور جو لباس ایک بار پہنا تھا، کبھی پرانا اور میلا نہ ہوا، اکثر چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے، جس کی نظر آں حضرت کے جمال پر پڑتی، بے اختیار سجدے میں گر پڑتا۔

مزید بر آں اس روایت کے مرجوح ہونے پر اہم دلیل خود قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ کا قول و عمل ہے کہ جب حضرت قطب المدار قدس سرہ نے قاضی صاحب کے سامنے اپنے چہرۂ انور سے نقاب ہٹایا تو آپ دیدار کی تاب نہ لاکر زمین پر گر گئے، چناں چہ معروف مؤرخ سید اقبال احمد جونپوری "تاریخ سلاطین شرقی و صوفیاے جونپور" میں لکھتے ہیں:

"یہی ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی ثم جونپوری ہیں، جو حضرت قطب المدار کے سامنے بے اختیار سجدہ کرنے پر کفر کا فتویٰ دیا کرتے

---

(۱) الباقیات الصالحات مع طبقات الاولیا (مخطوطہ) طبقۂ سادسہ/باب دوم، ص: ۱۱۸، مملوکہ محترم انوار صمدانی امروہہ

تھے، لیکن جب قاضی موصوف حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور آپ نے چہرۂ مبارک سے نقاب الٹی اور ملک العلما قاضی شہاب الدین کی نظر روے انور پر پڑی تو آپ نے ہوش و حواس کھو دیے اور بے ہوش ہو کر سجدہ میں گر گئے اور جب ہوش آیا تو کہا کہ یا نور الانوار! میں اپنی غلطیوں پر توبہ کرتا ہوں اور معافی کا خواست گار ہوں "(۱)

حضرت ملا لعل بدخشی اپنی کتاب ثمرات القدس میں لکھتے ہیں:

"عالم کامل قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی ثم الجونپوری رحمۃ اللہ علیہ از خدمت وی سوالی چند نمودہ از تلامذۂ مستعد خود بہ اسم شیخ سراج فرستادہ تا بہ جواب آں سوالہا مطلع گردیدہ بہ خدمتش باز آید، بعضی از آں سوالھا ایں است؛ اول آنکہ شنیدہ ام کہ شما دائم برقع بر روی خود می گذارند و دوم آنکہ خلق شمارا سجدہ می نمایند و شما منع نمی کنید... آں تلمیذ بہ خدمت وی رسید و ایں سوالہارا جواب خواست، وی فرمود: جواب از سوال اول و دویم آنکہ اگر من برقع بر روی فرو نگذارم، خلق بیشتر ازیں در تیہ ضلالت می افتند، اگر یقینت نیست، بنگر! ایں گفت و برقع از روی خود برداشت، آں تلمیذ فی الحال بہ سجدہ رفت و باز فرو ہشت "(۲)

ترجمہ: عالم کامل حضرت قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے چند سوالات لکھ کر اپنے ایک باصلاحیت شاگرد شیخ سراج نامی کو حضرت قطب المدار کی بارگاہ میں بھیجا کہ جوابات پاکر ان کی خدمت میں

---

(۱)... تاریخ سلاطین شرقی وصوفیاے جونپور، ج:۲، ص:۱۳۹۷، ناشر شیراز ہند پبلشنگ ہاؤس جونپور

(۲).. ثمرات القدس من شجرات الانس، ص:۲۲، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور سنہ تصنیف:۱۰۰۹ھ

واپس آئے، بعض سوالات یہ ہیں، پہلا یہ کہ میں نے سنا ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رہتے ہیں، دوسرا یہ کہ مخلوق آپ کے آگے سجدہ کرتی ہے اور آپ منع نہیں کرتے... وہ شاگرد حضرت قطب المدار کی بارگاہ میں پہنچا اور سوالات کے جوابات کا طالب ہوا، حضرت قطب المدار نے فرمایا: پہلے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر میں اپنے چہرے پر نقاب نہ ڈالوں تو بیشتر مخلوق گمراہیت کے گڑھے میں گر جائے گی، اگر تجھے یقین نہ ہو تو دیکھ، یہ کہا اور اپنے چہرے سے نقاب اٹھا لیا، قاضی صاحب کے شاگرد صاحب اسی وقت سجدے میں گر گئے، پھر آپ نے نقاب ڈال لیا۔

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور حضرت قطب المدار:

خط و کتابت:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں:

"قاضی شہاب الدین دولت آبادی در عہد او بود، مکتوبے در مردم ہست کہ گویند شاہ مدار آں را بہ جانب قاضی شہاب الدین نوشتہ بود"(۱)

ترجمہ: قاضی شہاب الدین دولت آبادی بھی آپ کے ہم عصر تھے، ایک خط کے متعلق لوگوں میں بہت مشہور ہے کہ یہ خط شاہ بدیع الدین مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی شہاب کو لکھا تھا۔

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ذہنی خلش کو دور کرنا چاہتے تھے، اسی لیے انھوں نے بارگاہ قطب المدار میں دو سوالات ارسال

(۱)... اخبار الاخیار، ص:۳۲۷، مطبوعہ تہران

فرمائے اور ان کے تشفی بخش جوابات چاہے، حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے نہایت بلیغ اور پر اسرار جوابات رقم فرمائے، آج یہ جوابات کتب عامہ میں مکتوبات مداریہ سے متعارف ہیں، اور بر صغیر پاک و ہند کی عظیم لائبریریوں میں زینت ہیں، راقم الحروف نے رضا لائبریری رام پور، مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، مکتبہ آصفیہ حیدرآباد اور ندوۃ العلما لکھنؤ کی فہرستوں میں ان مکتوبات کا اندراج پایا ہے، میرے سامنے اس وقت رضا لائبریری رام پور کے مکتوبات کا ایک مخطوطہ ہے، جسے ترجمہ کے ساتھ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

"برادرم قاضی شہاب الدین ابن شمس عمر دولت آبادی کو معلوم ہو کہ مکتوب آں برادر نبیرہ سید المرسلین سید طاہر دام سیادتہ و نظام الدین اس درویش کو پہنچا، آپ کے خط میں ایسا دیکھا گیا کہ لوگوں سے سنا جاتا ہے کہ سید مذکور کو صرف آپ سے ہی خاص ملاقات کیوں میسر ہے، کوئی شخص اس بند دروازے کو نہیں کھولتا کہ کیوں کر ایسا ہے، دوسرا یہ کہ العلماء ورثۃ الانبیاء سے مراد یہی علم ہے، جو ہم نے حاصل کیا یا کوئی اور علم مقصود ہے، ان دو لفظوں کا جواب حل فرما کر مطمئن فرمائیے۔

جواب: اے برادر عوام کو حضرات الوہیت کے اسرار کا جاننا بہت مشکل ہے، آگاہ ہو کہ وہ لوگ خانقاہ عدم کے گوشہ نشین اور نفخت فیہ من روحی کے وسیع میدان کے شہ سوار ہیں، اور لوگوں کو ان کے اسرار و رموز مخفیہ میں کچھ دخل نہیں، چوں کہ یہ مقام قرب و اختصاص میں ہیں، اور اپنے سایۂ حدوث سے دور ہیں، اور ایک قدم میں دو عالم سے باہر آجاتے ہیں اور صحرائے الوہیت سے عالم لا مکاں جو لا محدود و لا متناہی

ہے؛ کی طرف جولانیت کر جاتے ہیں، "لیس عند اللہ صباح" ان کا مقام ہے، "عالم یمحوا اللہ مایشاء و یثبت" میں محو رہتے ہیں اور تمام مخلوق سے بے نام و نشاں ہیں، حق تعالیٰ اس قوم کی عزت کو عوام کی نظر سے محفوظ و مستور رکھتا ہے، مگر یہ کہ جس کو وہ چاہے، "مقالید السموات و الارض" انھی کے لیے خاص ہے، یہ درویش بند دروازے کھول رہا ہے، جس کا یہ بحکم الٰہی مامور ہے، اور قول "واللہ غالب علی امرہ" پیش نظر ہے، اور خود کو لباس بشریت میں اس لیے رکھتا ہے کہ تو جان لے کہ یہ درویش اسی کا مامور ہے، جب برادر تجھے کما حقہ معلوم ہو چکا تو العلماء ورثۃ الانبیاء کے متعلق جو آپ نے سوال کیا ہے، اسے باغور سنیے، چوں کہ عدم کے پوشیدہ خزانے سے منزل وجود کی طرف بموجب "یخرج من بین الصلب و الترائب" نکل کے مقبولان بارگاہ ازل نے جب روز میثاق حق تعالیٰ جل جلالہ و جبرہ سے بے حرف و صوت ندا سنی، تو لبیک کہا، ابھی تک انھوں نے اس ندا کو فراموش نہیں کیا ہے، اس حالت کا ان میں اثر باقی ہے، ان کے مقام میں نہ ماضی ہے اور نہ مستقبل، جو کچھ کتاب ازل میں موجود ہے، وہ ان سے واقف ہیں، یہ انبیا کی میراث ہے، اے برادر اسی کی وراثت انبیا متقاضی ہے، انھیں حدیث "اِن م-ن ال-ع-لم ک-ھی-ئۃ الم-کنون لا یع-ل-مہ اِلا ال-ع-لماء باللہ" کے موافق وہ مناصب الٰہی اور اسرار لامتناہی حاصل ہیں، جو تمام مخلوقات عالم سے نہاں ہیں، اور جو کچھ لوح محفوظ میں ہے، اس کا وہ معائنہ و مشاہدہ کرتے ہیں، اور اس پر اطلاع رکھتے ہیں، اور بقاے عالم سے جو کچھ دخول

جنت و دوزخ ہوا یا ہو گا، اسے ماہ بماہ (واضح طور پر) جانتے ہیں، کل اور پرسوں کی خبر رکھتے ہیں اور وہی خبر رکھتے ہیں "وامتازو الیوم آیھا الم۔جرمون" کی، جس دن اللہ فرمائے گا کہ ان مجرموں کو ظہور کے لیے علاحدہ کرو "ف۔ری۔ق فی الج۔۔۔ن۔۔۔ۃ و فریق فی النار" حشر کے دن سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر الگ کیا جائے گا، اور ان مجرموں کو مخلصوں سے علاحدہ کر دیا جائے گا تا کہ سعید و شقی کو پہچانا جا سکے، اور یہ لوگ عالم الوہیت میں محیط ہیں، انھیں حق تقدم ہے کہ العلماء ورثۃ الانبیاء کہا جائے، حالاں کہ لوگ تھوڑے علم پر مغرور، تھوڑے زہد پر مشہور، اور تھوڑے شکر پر مسرور ہو جاتے ہیں، کیا کیا جاے کہ ہر شخص کے لیے وہی میسر ہے، جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا، اور جو علم اے برادر آپ نے حاصل کیا ہے، اس علم کے واسطہ سے اس راز سربستہ کی تہ تک پہنچنا ممکن نہیں، اس علم کی سطروں میں لکھا ہوتا ہے کہ علماے ظاہر حقیقت کے احوال سننے کی طاقت نہیں رکھتے، اگر ایسا ہو تو وہ تہس نہس ہو جائیں گے، اور اس کی حقیقت ظاہر شریعت کو مغلوب کر دیتی ہے، ہلاکت کے خواہش مند بہت سے اولیا اس راہ میں قتل ہو گئے اور مطلوب و مقصود تک نہ پہنچے کہ العلماء ورثۃ الانبیاء کے مقام پر فائز نہیں تھے، علم کی کئی قسمیں ہیں، اگر اس راہ میں مختصر بیان کروں تو بہت طویل ہو جائے، اور تمام علوم سے مقصود باری عز اسمہ کی معرفت حاصل کرنا ہے، بعض علماے ظاہر نے یہ جانا کہ معرفت باری تعالیٰ اسی سے حاصل ہو گی، تو علم ظاہری کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے، اور نتیجۃً انھوں نے

"ال ـــ ع ـــــ لم ح ـ ج ـــــ اب الاک ـــ بر" کے بموجب معرفت باری تعالیٰ علم حقیقت میں دیکھی، اے برادر اسی طرح وراثت انبیا کا مفہوم جاننا چاہیے، اور وہ علم جو تمھیں حاصل ہے، کسب اور بہت جد وجہد پر مبنی ہے، جبکہ علم وراثت میں کسی کسب یا رنج کا ذکر نہیں ہے، جو شخص اس مقام پر ہے، عرش سے لے کر تحت الثریٰ اس کے زیر قدم ہے، جنت بخشنا اور دوزخ سے بچانا ان کے حوالے ہے، صلب پدر اور رحم مادر سے ہی میراث یافتہ ہیں۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۱ (اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے، پھر ان کو ملائکہ کے روبرو پیش کیا، اور کہا تم مجھے ان ناموں کی خبر دو اگر تم سچے ہو) کے اصل مصداق یہی حضرات ہیں، اور یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی مناجات کے وقت موجود تھے، اور جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج مقام قاب قوسین او ادنی پر نوے ہزار کلام فرمائے، تو درویشوں کی ایک جماعت نے وہ نوے ہزار کلام حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے اور وہ در حقیقت وہاں موجود تھے اور درویش اصحاب نے آپ کے ساتھ مصافحہ بھی کیا اور وہ حیات وممات میں ان کے ساتھ حاضر تھے، اور وہ کُل کو حاصل کر چکے ہیں، جز کی کیا حقیقت ہے، اور ایسے درویشوں کی ایک قوم تھی اور اب بھی ہے اور رہے گی، جب سلطانِ لو لاک لما خلقت الافلاک ولما أظھرت الربوبیۃ نے بارگاہ الٰہی میں ان درویشوں کا مقام و مرتبہ بلند دیکھا تو ان مسکینوں کی طرف متوجہ ہو کر خدائے تعالیٰ سے دعا

کی: ”اللھم احینی مسکینا و أمتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و أصحابہ أجمعین برحمتک یا أرحم الـــراحمین“ (اے اللہ تو مجھے مسکینی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینوں کی حالت میں موت دے، اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر فرما اور اے باری تعالیٰ! مخلوق میں سب سے افضل محمد ﷺ اور ان کے جمیع آل واصحاب پر درود بھیج، اے ارحم الراحمین!“[1]

ملا عبدالقادر بدایونی نے نجات الرشید میں اس مکتوب کا ذکر اس طرح کیا ہے:

”ملک العلما قاضی شہاب الدین جونپوری رحمۃ اللہ علیہ بسلطان درویشان آں دیار بدیع الحق والملۃ والدین شاہ مدار قدس اللہ سرہ العزیز مکتوبی نوشت و پرسید کہ بموجب ایں حدیث صحیح کہ العلماء ورثۃ الانبیاء مرا وارث انبیا می توان گفت شاہ فرمود: نے، بایں دلیل کہ میراث آں است کہ بوارث بی جدوجہد میسر گردد و شما بدودۂ چرغ و محنت بسیار ایں نقشی چند وہمی را بدست آوردہ اید، وارثان رسول علیہ السلام طائفہ فقرا اند کہ علم الٰہی رابی کسب بطریق موہبت یافتہ، وآں مکتوب وبسط موجود است“[2]

ترجمہ: ملک العلما قاضی شہاب الدین جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس دیار کے درویشوں کے سلطان بدیع الحق والملۃ والدین شاہ مدار قدس اللہ سرہ العزیز کو ایک مکتوب لکھا اور دریافت کیا کہ کیا حدیث صحیح ”العلماء ورثۃ الأنبیاء“ کے بموجب مجھے وارث انبیا کہہ سکتے ہیں؟ حضرت شاہ مدار نے

---

(۱) ... مکتوبات مداریہ، (قلمی)، صفحات (۹)، رضا لائبریری رام پور

(۲) نجات الرشید، ص: ۱۷۳، فصل دوم، بہ ترتیب وحواشی: سید معین الحق، مطبوعہ ادارۂ تحقیقات پاکستان پنجاب لاہور

فرمایا: نہیں! چوں کہ میراث وہ ہے جو وارث کو بغیر جدوجہد کے حاصل ہو، اور تم نے سخت مطالعہ اور محنت شاقہ سے چند وہمی نقوش حاصل کیے ہیں، رسول علیہ السلام کے وارث وہ فقرا ہیں، جنھوں نے علم الٰہی بغیر کسب کے وہبی طور پر پایا ہے۔ یہ مکتوب اور اس کی تفصیل کتابوں میں موجود ہے۔

حضرت شیخ عماد الدین بلگرامی اور حضرت قطب المدار:

شیخ عماد الدین شامی بلگرامی قدس سرہ بلگرام کی قدیم شخصیات میں سے ہیں، آپ مستور الحالی کو پسند رکھتے تھے، چناں چہ آپ کی شان اجاگر کرتے ہوئے سید شریف بن سید عمر حسینی بلگرامی مرآۃ المبتدئین میں رقم طراز ہیں:

”خواجہ عماد الدین بلگرامی قطب وقت و صاحب ولایت بود، ہیچ کس را مرید و خلیفہ نہ گرفت و خود را پنہاں می داشت و از متقدمین است“[1]

ترجمہ: خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہ اپنے وقت کے قطب اور ولیِ کامل تھے، آپ نے کسی کو اپنا مرید و خلیفہ نہ بنایا، اور اپنے آپ کو پوشیدہ رکھا، آپ متقدمین میں سے ہیں۔

آپ کا سنہ وصال صاحب مآثر الکرام کے مطابق ۶۳۲ھ ہے، جب کہ اس کے حاشیے میں اس پر زور دیا گیا ہے کہ آں حضرت بلگرامی قدس سرہ نے پانچویں صدی ہجری کی حدود میں وصال فرمایا، چناں چہ شیخ محمد عبدہ لائل پوری لکھتے ہیں:

”صاحب تنقیح الکلام فی تاریخ بلگرام نوشتہ خواجہ عماد الدین مرید و خلیفہ خواجہ ابو محمد چشتی است، شرائف عثمانی بحوالہ مرآۃ الاسرار و کشف المحجوب و

(۱) ... مآثر الکرام، ص:۱۰، فصل اول در ذکر فقرا، بحوالہ مرآۃ المبتدئین، مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ لاہور

روضۃ الصفا خواجہ ابو محمد مصاحب محمود غزنوی بود در معرکہ سومنات، پس بیان میر غلام علی دور از قیاس است، نیز از احوال و قرائن مترشح می شود کہ وفات خواجہ عماد الدین در حدود مائۃ خامسہ است، پس توفی ایشاں در سنہ ۶۳۲ھ قرار دادن نیز صحیح نیست"(۱)

ترجمہ: صاحب تنقیح الکلام فی تاریخ بلگرام نے لکھا ہے کہ خواجہ عماد الدین خواجہ ابو محمد چشتی کے مرید و خلیفہ ہیں، صاحب شرائف عثمانی نے مرآۃ الاسرار، کشف المحجوب اور روضۃ الصفا کے حوالے سے خواجہ ابو محمد کو محمود غزنوی کا ہم نشین لکھا ہے، پس میر غلام علی کا بیان قیاس سے دور ہے، نیز احوال وقرائن سے واضح ہوتا ہے کہ خواجہ عماد الدین کی وفات پانچویں صدی کے حدود میں واقع ہوئی، لہذا ان کی وفات سنہ ۶۳۲ھ میں قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

حضرت شیخ عماد الدین بلگرامی اور حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین سرزمین حلب پر ملاقات ہوئی، چناں چہ سید محمد حیات بن سید علی نقی بلگرامی رسالۂ عمادیہ میں لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ محمد فاتح بلگرام سید محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ فرماتے ہیں: حضرت بدر الدین غزنوی کی زبان سے میں نے سنا کہ حلب میں قطب الاولیا عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت سے انسان اندھے، مریض اور محتاج وغیرہ حاضر ہوتے اپنی اپنی حاجت کی درخواست پیش کرتے، ایک دن حضرت قطب المدار شاہ بدیع الدین قدس سرہ ملاقات کے لیے آئے، دیکھ کر بہت خوش ہوئے، اور دل میں کہا کہ فقیر صاحب نسبت ہے، صحبت کے

(۱) ... حاشیۂ مآثر الکرام، ص: ۱۰، مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ لاہور

ذریعہ فیض حاصل کرنا چاہیے، قطب الاولیا کی نظر جب شاہ بدیع الدین کے چہرے پر پڑی، دل میں یہ ظاہر ہوا کہ نور الٰہی کے آثار اس شخص کی پیشانی سے ظاہر ہیں، یہ شخص صاحب کمال ہوگا، تعظیم بجالائے، اور درمیان میں کوئی بات نہیں ہوئی، شاہ بدیع الدین مدار دل میں سوچنے لگے، اگر اللہ تعالیٰ اس طرح ہجوم مجھے بخشے، میں کسی سے آزردہ دل نہ ہوں گا اور خدمت خلق انجام دوں گا، قطب اولیا پر شاہ بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ علیہ کے دلی خیالات منکشف ہو گئے، آپ نے تبسم فرمایا، حضرت قطب المدار کو آپ کے متبسم ہونے پر حیرت ہوئی، جب لوگوں کا ہجوم ختم ہوا تو حضرت قطب الاولیا نے شاہ بدیع الدین قدس سرہ سے فرمایا: آپ لوگوں کے ہجوم کو بہت پسند کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو کرامت بخشے، حضرت قطب المدار آداب نیاز بجا لائے، حضرت قطب الاولیا نے دوگانہ ادا کیے، پھر سجدے میں سر رکھ کر دعا کی: خلقت کا ہجوم اس درویش کو عطا کر اور مجھے تنہائی سے نواز کیوں کہ مجھے تنہائی زیادہ محبوب ہے، یہ دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی، حضرت قطب المدار کو حضرت قطب الاولیا کی شان بے نیازی سے حیرت ہوئی اور دل میں فرمایا: یہ سچ ہے کہ صاحبان ہمت سب سے بے نیاز ہوتے ہیں، شاہ بدیع الدین نے رات وہیں گزاری، قطب الاولیا نے خلوت میں مشاہدہ کیا کہ سارے انبیاے کرام اور اولیاے عظام کی ارواح طیبات عرش پر یاد الٰہی میں مشغول ہیں، شاہ بدیع الدین بھی حاضر ہیں، جب صبح ہوئی تو شاہ بدیع الدین کو طلب فرمایا اور یہ مژدہ سنایا تمھارا مرتبہ بلند اور مدعا حاصل ہوگا خلقت کا ہجوم تمھاری جانب رجوع کرے گا، میں آج تمھارے اخلاص سے متاثر ہوا ہوں اس جگہ رہو تاکہ سیر سلوک کریں کہ ایک دوسرے

کی صحبت غنیمت ہے، دونوں بزرگ چند دن ساتھ رہے پھر خلقت کا ہجوم حضرت قطب المدار قدس سرہ کی جانب بڑھ گیا اور لوگ جوق در جوق آآکر فیض یاب ہونے لگے۔ (۱)

حضرت شیخ عبد اللہ شطار اور حضرت قطب المدار:

حضرت شیخ عبد اللہ شطار قدس سرہ سلسلۂ شطاریہ کے بانی اور نویں صدی ہجری کے عظیم صوفیا میں سے ہیں، سرزمین ہند پر سلسلۂ مداریہ کے بعد آپ کا دوسرا طریق ہے، جسے طریقۂ طیفوریہ سے یاد کیا جاتا ہے، سرزمین ہند کی طرف سفر کے دوران آپ کی ملاقات حضرت قطب المدار سے ہوئی، جس کے بابت شیخ عبد الوالی چشتی بدایونی عہد اکبری کی تحریر کردہ کتاب نفحۃ الازہار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"در اثنای راہ با شیخ عبد اللہ شطاری طیفوری ملاقی شد، مزارش در مالوہ شہر مندو است، او ہم در ھندوستان می آمد بمعیت وی، راہ سفر بکلمہ و کلام تصوف طی شد، چوں در ھندوستان داخل شدند، شیخ عبد اللہ شطاری بجانب مانکپور روانہ شدند و قطب المدار در علیگڈ واز آنجا بگجرات روانہ شدند"(۲)

ترجمہ: سفر کے دوران حضرت شیخ عبد اللہ شطاری طیفوری سے ملاقات ہوئی، جن کا مزار مالوہ شہر مندو میں ہے، اور یہ انھی کے ساتھ ہندوستان آئے، راہ سفر تصوف کی گفتگو میں طے ہوئی، جب ہندوستان میں داخل ہوئے، تو شیخ عبد اللہ شطاری مانکپور کی جانب روانہ ہو گئے، اور قطب المدار علی گڑھ

(۱) ... رسالۂ عمادیہ (فارسی قلمی) مخطوطہ نور الحسن اویسی سیف آبادی/نسخۂ مترجم ملحقہ صغروی سادات بلگرام، ص:۳۴۵، سلطان شیر شاہ سوری پبلیکیشنز شہسرام

(۲) .. طبقات الاولیا مع شرح باقیات صالحات (قلمی) ص:۱۲۰، طبقۂ سادسہ/باب دوم، مملوکہ انوار صمدانی امروہہ

ہوتے ہوئے گجرات کی طرف روانہ ہوگئے۔

حضرت صدر جہاں سید اجمل بہرائچی اور حضرت قطب المدار:

حضرت سید اجمل بہرائچی قدس سرہ جونپور کے مقتدر اولیاے کرام میں سے ہیں، حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ آپ کی ذات سے غایت درجہ عقیدت و محبت رکھتے تھے، اور آں حضرت اجمل بہرائچی کو اپنے مکتوبات میں نتیجۃ السادات، صحیح النسب، سلالۃ النقبات، ملیح الحسب، قدوۃ االسادات، عمدۃ النقبات، مفخر الاعیان، میر صدر جہاں اور صدر الصدور جیسے عظیم القاب و آداب سے یاد کیا ہے۔[1] آپ کا نام عبد الملک اور مشہور ترین لقب صدر جہاں ہے، بادشاہ جونپور سلطان ابراہیم شرقی آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا، اور آپ کو مناصب جلیلہ سے نوازا، آپ صحیح النسب سادات سے تھے، امام النحو قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے آپ کی رضا جوئی کے لیے ایک کتاب بنام ”مناقب السادات“ تحریر کی، ہر چند کہ آپ کا فی سلاسل سے وابستہ تھے، مگر سلسلۂ مداریہ سے جو آپ کو خاص ربط و اتصال تھا، وہ بے مثال ہے، آپ کو حضرت قطب المدار سے بلا واسطہ اجازت و خلافت حاصل تھی، جب آپ نے مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہ سے مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی، تو بارگاہ اشرف سے جواب آیا کہ آپ کا نصیبہ ایک یگانۂ آفاق کے ہاتھوں بلند ہوگا، جن کو میں عرب سے ہند کی جانب لانے پر مامور ہوں، چناں چہ مولانا امیر حسن فنصوری قدس سرہ اپنی کتاب ”تذکرۃ المتّقین“ میں لکھتے ہیں:

”در اول حال اعتقاد ارادت و نیت ببیعت بمیر سید اشرف جہانگیر

---

(۱)... مکتوبات اشرفی، مکتوب:۲۱، ۲۰، ص:۲۱۹

داشت، فرمود نصیب تو پیش یکے از نوادر ایں طائفہ است، و من مامورم کہ او را از عربستان بہندوستان کشم، ہمدران ایام سید رو بسفر حجاز نہاد و میر سید صدر جہاں سالہا در انتظار مقدم قطب المدار بود، بعد از آنکہ از حج معاودت فرمود، بمیر سید صدر جہاں مژدہ قدوم شاہ مدار داد...“(۱)

ترجمہ: حضرت صدر جہاں کو ابتدائی مرحلے میں حضرت میر سید اشرف جہانگیر سے بیعت و ارادت کی خواہش تھی، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے ان سے فرمایا کہ تمھارا نصیب گروہ اولیا میں سے ایک نادر الوجود شخصیت کے زیر داماں ہے، اور میں اس بات پر مامور ہوں کہ انھیں عرب سے ہندوستان لاؤں، انھی ایام میں سید مخدوم اشرف علیہ الرحمہ حجاز کے سفر کے لیے نکلے اور میر سید صدر جہاں سالوں تک حضرت قطب المدار کی آمد کے منتظر رہے، حضرت مخدوم اشرف علیہ الرحمہ نے حج سے واپسی کے بعد میر سید صدر جہاں کو حضرت شاہ مدار کی آمد کا مژدہ دیا۔

صاحب مرآۃ الاسرار شیخ عبد الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

”حضرت میر سید صدر جہاں کہ سید عالی نسب و جامع علوم و مفتیٔ عہد سلطان ابراہیم شرقی بود، بر کمال حال و صدق مقال حضرت شاہ مدار بخدمت آں حضرت پیوست و مخلص و معتقد کشت و متابعان او نیز منقاد شدند“(۲)

ترجمہ: حضرت میر سید صدر جہاں جو عالی نسب سید، ماہر علوم اور سلطان ابراہیم شرقی کے عہد میں مفتی تھے، حضور بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ

---

(۱)... تذکرۃ المتقین، ج:۲، ص:۱۴۷، فصل دوازدہم در متفرقات، مطبع عزیزی کانپور، سنہ اشاعت: ۱۳۱۲ھ

(۲).. مرآۃ مداری، ص:۸۶، مخطوطہ خدا بخش لائبریری، سنہ تصنیف: ۱۰۶۴ھ

تعالیٰ عنہ کے صدق مقال اور کمال حال پر آگاہ ہوکر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اور آپ کے مخلص عقیدت مند بن گئے، ان کے پیرو کار بھی حضرت قطب المدار کے ارادت مند ہوگئے۔

حضرت صدر جہاں حضور قطب المدار کے شاگردوں میں بھی شامل ہیں کہ آپ نے حضرت قطب المدار سے عوارف المعارف کا درس لیا، عوارف المعارف کی تکمیل کے بعد فصوص الحکم کا درس لیناچاہا، لیکن یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا، چناں چہ میر سید یوسف حسینی واسطی بلگرامی اپنی کتاب "سلاسل انوار فی سیر الاخیار" میں لطائف اشرفی سے نقل کرتے ہیں:

"چنانچہ در لطائف اشرفی ظاہر می شود، وی از اجلہ خلفاے و تلامذہ قطب المدار بود، بعد از روزہ طے بملازمت قطب المدار می رسد، و درس عوارف المعارف می کرد، آئین تعلیم چنان بود کہ بعد ازانکہ دربستہ بروے می کشود وی، روبروے نشستہ کتاب مذکور را وا می کرد، و ساعتی مراقب بودہ اورا گریہ و بکا دست می داد، بعد ازاں برخاستہ رفتہ طعام تناول می فرمود، باز سہ روز امتناع از طعام می نمود، تا بقراءت درس آمادہ شدہ می آمد، چوں عوارف المعارف بآخر رسید، التماس فصوص الحکم کرد، قطب المدار فرمود کہ بعد از قراءت تعرف فی علم التصوف اگر نصیبہ خواہد بود، خواہید خواند"(۱)

ترجمہ: لطائف اشرفی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سید اجمل بہرائچی جو حضرت قطب المدار کے خلفا و تلامذہ میں سے ہیں، دو دن کا سفر طے کرنے کے بعد حضرت قطب المدار کی خدمت میں جاتے تھے، اور عوارف

(۱)... سلاسل انوار فی سیر الاخیار، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری، سنہ کتابت: ۱۱۷۴ھ

المعارف کا سبق لیتے، پڑھانے کا طریقہ یہ تھا کہ سامنے بیٹھ کر کتاب کھول کر درس لیتے، کچھ دیر مراقبہ فرماتے، گریہ و زاری ہوتی، اس کے بعد اٹھ جاتے، جاکر کھانا کھاتے اس کے بعد تین دن تک کھانا نہیں کھاتے، تاکہ سبق پڑھنے کے لیے تیار ہو جائیں، جب عوارف ختم ہوئی، تو فصوص الحکم کے لیے درخواست کی، حضرت قطب المدار نے فرمایا کہ تعرف فی علم التصوف کے پڑھنے کے بعد اگر نصیبہ ہے تو پڑھو گے"

حضرت صدر جہاں قدس سرہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ایک کتاب بزبان عربی بھی تصنیف فرمائی تھی، اس کتاب کا ایک نادر نسخہ خانقاہی لائبریری میں موجود تھا، لیکن غدر کے وقت انگریزوں نے دیگر مخطوطات کے ساتھ اس نادر نسخے کو بھی ضائع کر دیا، چناں چہ حضرت سید امیر حسن فنصوری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"وے را در بیان حالات و مقامات حضرت سید بدیع الدین کتابے است، طویل الذکر بزبان عربی"[1]

ترجمہ: حضرت سید بدیع الدین کے احوال و مقامات کے بیان میں حضرت عبد الملک بہرائچی قدس سرہ کی ایک کتاب بزبان عربی کافی مطول ہے۔

سلسلۂ مداریہ کی نشر و اشاعت میں حضرت سید اجمل بہرائچی قدس سرہ کا اہم کردار رہا ہے، اس کا اندازہ شجرات مداریہ سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے، آپ کو حضرت سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ سے بھی نسبت مداریہ حاصل تھی،

---

(۱)... تذکرۃ المتقین، ج:۱، ص:۴۸، مطبع عزیزی کانپور

بہت سی اسناد اجازت ایسی ہیں، جن میں آپ کو بواسطۂ حضرت جلال الدین بخاری طریقۂ مداریہ پہنچا، چناں چہ عہد جہانگیری میں لکھی گئی کتاب تحفۃ الابرار میں ہے:

"بسیارے از خلفاے رادریں سلسلہ علیہ تربیت کرد، چنانچہ از وی بمیر سید مبارک امجد فیض رسیدہ إلخ... آں مفخر سادات جہان بدیع زمان میر سید صدر جہاں بلا واسطہ مرید میر سید جلال بخاری قدس سرہ است"(۱)

ترجمہ: حضرت میر صدر جہاں نے اس سلسلۂ عالیہ کے بہت سے خلفا کی تربیت فرمائی، چناں چہ آپ سے یہ سلسلہ حضرت میر سید مبارک امجد کو پہنچا إلخ... آپ فخر سادات حضرت میر سید صدر جہاں سلسلۂ مداریہ میں بلا واسطہ حضرت سید جلال بخاری سے بھی مرید ہیں۔

مصنف اکبر علی دہلوی اپنی کتاب مجموعۂ فوائد عثمانی میں حضرت شیخ عثمان دامانی قدس سرہ کا شجرۂ مداریہ نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"الٰہی بحرمت شفیع المذنبین وخاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی بحرمت خلیفۂ رسول اللہ امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، الٰہی بحرمت عبد اللہ علم بردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الٰہی بحرمت شیخ یمین الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ طیفور شامی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت امام الطریقہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت سید اجمل بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ إلخ..."(۲)

---

(۱)... تحفۃ الابرار فی مناقب قطب المدار، ص:۶۵-۶۶، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، سنہ کتابت:۱۰۲۵ھ

(۲) .. مجموعۂ فوائد عثمانی، (فارسی)، ص:۱۵۸، بہ مہر مبارک حضرت حاجی دوست محمد قندھاری، مطبوعہ استقلال پریس لاہور، سنہ تالیف:۱۳۱۶ھ

اس شجرہ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت سید اجمل بہرائچی قدس سرہ نے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری قدس سرہ سے بھی سلسلۂ مداریہ کی اجازت پائی، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض یافتہ ہیں، اس بابت صاحب زادہ محمد مستحسن فاروقی لکھتے ہیں:

"حضرت مخدوم کو چودہ خانوادوں سے خلافت ملی ہے، اور ان تمام سلاسل میں آپ بیعت بھی کرتے تھے، حضرت شاہ بدیع الدین مدار نے بھی آپ کو خرقۂ خلافت عطا کیا تھا"(۱)

سید رئیس احمد جعفری ندوی اپنی کتاب انوار اولیا میں اور مشہور تذکرہ نگار مرزا محمد اختر دہلوی اپنی کتاب تذکرۂ اولیاے پاک و ہند میں تحریر کرتے ہیں:

"کتب تواریخ صوفیہ سے ثابت ہے کہ حضرت مخدوم کو خرقۂ خلافت حضرت شاہ بدیع الدین مدار سے بھی پہنچا تھا"(۲)

مولوی عبد السلام نعمانی تذکرۂ مشایخ بنارس میں لکھتے ہیں:

"صدر جہاں کا سلسلہ سید جلال بخاری خلیفۂ قطب المدار سے ملتا ہے"(۳)

حضرت سید اجمل بہرائچی کے علاوہ حضرت سید صدر الدین راجو قتال کو بھی حضرت شیخ جلال الدین بخاری قدس سرہ سے سلسلۂ مداریہ پہنچا ہے، چناں چہ مرزا

---

(۱)... روحانیت کے تاجدار، ص:۱۰۹، ناشر آستانہ بکڈپو جامع مسجد دہلی

(۲).. تذکرۂ اولیاے پاک و ہند کلاں، ص:۴۷۲، مطبوعہ جہانگیر آفسیٹ پریس دہلی، سنہ اشاعت:۱۹۹۱ء/انوار اولیا، ص:۴۲۷، مطبوعہ غلام علی پرنٹرز لاہور، اشاعت ہفتم ۱۹۸۵ء

(۳).. تذکرۂ مشایخ بنارس، ص:۳۱، مطبوعہ سلیمی پریس الہ آباد ۱۹۶۱ء

احمد اختر گورگانی اپنا سلسلۂ مداریہ رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"... سلسلۂ مداریہ حضرت داود کو حضرت سید صدر الدین سے ان کو مخدوم جہانیاں گشت سے ان کو حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار سے ان کو طیفور شامی سے الخ..."(۱)

ان تمام شواہد کی روشنی میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت یافتہ ہیں۔

حضرت نوشتہ توحید حسین معز بلخی اور حضرت قطب المدار:

حضرت سیدنا حسین معز بلخی قدس سرہ سرزمین بہار کے نامور اولیاے عظام سے ہیں، اور سلسلۂ فردوسیہ کی مایہ ناز ہستیوں میں سے ایک ہیں، آپ کو اپنے عم محترم شیخ مظفر بلخی، شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اور حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اجازت و خلافت حاصل تھی، آپ کے تفصیلی حالات اخبار الاخیار وغیرہ میں مذکور ہیں، حضرت قطب المدار نے آپ کی وحدت غرقی کو دیکھ کر آپ کو سمندر توحید کا لقب عطا کیا تھا، جیسا کہ شیخ عزیز اللہ حسام الدین بنارسی گوہرستان میں لکھتے ہیں:

"شیخ حسین بن معز شمس بلخی مقتدائے وقت خود بود و پیشوائے ارباب توحید در روزگار، بنوشتہ توحید زبان زد است، و شیخ بدیع الدین مدار وے را سمندر توحید خواندے"(۲)

---

(۱) ... تذکرۃ الفقرا و اسرار الواصلین، ص:۳۹، مطبع فخر المطابع لکھنؤ، سنہ اشاعت: ۱۳۲۴ھ

(۲) .. گوہرستان، مخطوطہ خدا بخش لائبریری، سنہ کتابت: ۱۱۱۶ھ

ترجمہ: شیخ حسین بن معز شمس بلخی اپنے وقت کے امام اور دنیا میں ارباب توحید کے رہ نما تھے، نوشتہ توحید سے مشہور ہیں، اور شیخ بدیع الدین مدار نے آپ کو سمندر توحید سے یاد کیا۔

آپ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ سے عوارف المعارف کا درس لے رہے تھے کہ حضرت یحییٰ منیری قدس سرہ نہایت ناتواں اور ضعیف العمر ہو گئے، انھیں اشارۂ غیبی سے معلوم ہوا کہ وقت مرگ قریب ہے، حضرت کی یہ حالت درس دینے سے مانع تھی، آپ نے حضرت حسین معز بلخی کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد حضرت بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں گے، آپ انھی سے درس عوارف المعارف لینا، چناں چہ عبد الرحمن چشتی مرآۃ الاسرار میں اس واقعہ کو تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"گویند کہ شیخ حسین بلخی نصف کتاب عوارف المعارف پیش حضرت شرف الدین یحییٰ منیری خواندہ بود، و آنحضرت از کمال جوہر شناسی او را نوشتۂ توحید می گفت، چوں وقت وفات آنحضرت قریب رسید، متردد گشت، آنحضرت چشم باز کردہ فرمود کہ باباحسین غم مخور کہ بعد از من حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار دریں ولایت خواہد رسید، و تو ایں نصف عوارف بخدمت وے تعلیم خواہی گرفت، پس بعد از چند سال حضرت شاہ مدار در جونپور تشریف برد، و شیخ حسین از بہار قصد کردہ بخدمتش رسید، حضرت شاہ مدار رارسم بود کہ برقع بر روی مبارک می گذاشت، بمجرد آمدن شیخ حسین برقع از روی کشیدہ فرمود کہ بیا سمندر توحید نیک آمدے، از مدت منتظر تو بودم، پس شیخ حسین سر بر زمین آوردہ ایں بیت بدیہہ خواند ؎

کہ می گوید کہ حق صورت نہ بندد
من اینک دیدہ ام ذات مصور

حضرت شاہ مدار راوقت خوش شد، اورادر کنار گرفت و نواز شہا کرد، بود ازاں موافق وصیت حضرت شیخ نصف عوارف المعارف بخدمت حضرت شاہ مدار خواندہ تمام نمود، در ایں ضمن فیضہا ربود، بعدہ بخدمت حضرت شیخ مظفر عم خود تربیت یافتہ سیر سلوک تمام نمودہ ہمراہ شیخ بشرف زیارت حرمین شریفین فائض گردید"

ترجمہ: منقول ہے کہ شیخ حسین بلخی نے نصف کتاب عوارف المعارف حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے پیش رو پڑھی، کہ آں حضرت منیری علیہ الرحمہ انھیں کمال جوہر شناسی سے نوشتۂ توحید کہتے تھے، جب حضرت منیری کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیخ حسین فکر مند ہوئے، حضرت منیری نے آنکھ کھول کر فرمایا کہ بابا حسین غم مت کرو، میرے بعد حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار اس ولایت میں آئیں گے، تم یہ نصف عوارف المعارف انھیں سے پڑھ لینا، چند سال بعد جب حضرت شاہ مدار جونپور تشریف لائے، تو شیخ حسین بہار سے سفر کرکے ان کی بارگاہ میں پہنچے، حضرت شاہ مدار کی عادت تھی کہ اپنے چہرۂ مبارک پر نقاب ڈالے رہتے تھے، شیخ حسین کے آنے پر آپ نے نقاب اپنے چہرے سے اتار کر فرمایا: آؤ سمندر توحید، خوش آمدید، مدت سے میں تمھارا منتظر تھا، پس شیخ حسین نے حضرت قطب المدار کا چہرۂ منور دیکھ کے اپنا سر زمین پر رکھا اور یہ شعر فی البدیہ پڑھا۔

کہ می گوید کہ حق صورت نہ بندد
من اینک دیدہ ام ذات مصور

(کون کہتا ہے کہ حق تعالیٰ کی صورت نہیں ہے، میں اس وقت صورت حق دیکھ رہا ہوں)

یہ سن کر حضرت شاہ مدار بہت خوش ہوئے، اور انھیں بغل میں لے کر بہت نوازش فرمائی، اس کے بعد آپ نے وصیت کے مطابق نصف کتاب عوارف المعارف حضرت شاہ مدار سے پڑھ کر پوری کی، اس دوران روحانی فیوض بھی حاصل کیے، اس کے بعد اپنے چچا حضرت شیخ مظفر بلخی سے تربیت پاکر سیر و سلوک پورا کیا، اور ان کے ساتھ زیارت حرمین شریفین کے لیے گئے۔ (۱)

حضرت شیخ امیر حسن فنصوری لکھتے ہیں:

"قطب المدار کتاب مذکور را از دست وی گرفتہ آں اوراق بر آوردہ تعلیم فرمود، و بخلافت امتیاز بخشید، احوال و مناقب وی از تصنیفات خلفاے وی ظاہر است" (۲)

ترجمہ: حضرت قطب المدار نے عوارف المعارف کو اپنے ہاتھ میں لے کر بقیہ اوراق کا درس دیا، اور خلافت سے ممتاز فرمایا، حضرت حسین کے احوال و مناقب ان کے خلفا کی تصانیف سے ظاہر ہیں۔

پروفیسر محمد طیب ابدالی اپنے ایک مضمون بنام "حسین نوشتہ توحید بلخی" میں لکھتے ہیں:

"ان تمام حقائق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرت مخدوم جہاں کے

---

(۱) ... مرآۃ الاسرار، ص:۶۳۲، مخطوطہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، سنہ کتابت: ۱۲۲۰ھ/ص:۶۹۲، مخطوطہ نیشنل لائبریری کلکتہ سنہ کتابت ۱۳۰۳ھ

(۲) .. تذکرۃ المتّقین، ج:۱، ص:۴۸، مطبع عزیزی کانپور

مرید و خلیفہ اور اپنے چچا مولانا مظفر بلخی کے خلیفہ و مجاز تھے، حضرت بدیع الدین مدار سے بھی اجازت و خلافت تھی، چنانچہ سمندر توحید آپ نے ہی لقب دیا"(۱)

شیخ عزیز اللہ کنتوری تحفۃ الابرار میں خلفاے قطب المدار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"منھم شیخ حسین معز بلخی کہ برادر زادۂ شیخ مظفر بلخی و صاحب سجادہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بود، تا الیوم اولاد وی بر سجادۂ مذکور متمکّن اند، بیان توصیل وی بخدمت قطب المدار چناں برگزارند، کہ شیخ شرف الدین ورقی چند از عوارف المعارف ہنگام قراءت وی در نور دید، فرمود کہ خواندن ایں اوراق بملازمت بزرگی دیگر در نصیبہ تست، مصداق ایں سخن آنکہ ہموارۂ ایں کتاب با خود دارد و بزرگان را ملازمت نماید پیش ہر کہ نصیبہ او است، خود کتاب از تو گرفتہ ایں اوراق برآوردہ تعلیم خواہد کرد، بعد ازا مدت زمان چوں بجونپور در جماعہ مستمدان حول حجرہ قطب المدار کہ مترصد برکات و کرامات می باشند داخل گردید، از دروں صدا سید جمن رارسید کہ حسین در آمد، ہر کدام مسمی حسین ایں تشریف بخود گمان بردند، باز آواز داد کہ حسین بلخی وی آمدہ، دور نشست، حکم شد پیشتر آئی اند، کی نزدیک شد و باز فرمود کہ قریب تر شوی، بیت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی خواند ؎

اگر یک سر موی برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

(۱)... بصائر کراچی مرتبہ ڈاکٹر معین الحق، جلد:۴/شمارہ نمبر اول، جنوری ۱۹۶۷ء

قطب المدار بر زبان راند کہ تو سمندری نزدیک آی ازاں فرخندہ ساعت لقب سمندری بروے قرار یافت، ویرا بجزایں لقب القاب دیگر است، چنانچہ نوشتۂ توحید از عنایات حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری ست، قطب المدار کتاب مذکور را از دست وی گرفتہ آں اوراق بر آوردہ بود تعلیم فرمود و بخلافت امتیاز بخشید و ہنگام وداع معانقہ نمود و گفت کہ ہر چہ در سینۂ بدیع الدین ست، در سینۂ حسین است"(۱)

ترجمہ: خلفاے قطب المدار میں شیخ حسین بلخی بھی ہیں، جو شیخ مظفر بلخی کے بھتیجے اور شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کی درگاہ کے صاحب سجادہ تھے، آج تک ان کی اولاد سجادۂ مشیخت پر متمکّن ہے، حضرت قطب المدار سے ملاقات کا واقعہ اس طرح ہے کہ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمہ نے انھیں عوارف المعارف کے چند اوراق نہ پڑھائے، اور فرمایا کہ ان اوراق کی تعلیم دوسرے بزرگ سے تمھارے نصیب میں مقدر ہے، اس کتاب کو اپنے ساتھ رکھنا اور بزرگوں کی ملازمت اختیار کرنا، جس بزرگ سے پڑھنا تمھارا نصیب ہوگا وہ خود اس کتاب کو تم سے لے کر بقیہ اوراق کی تعلیم دے گا، ایک مدت کے بعد جب آپ حجرۂ قطب المدار جو کہ برکات و کرامات کا منبع تھا؛ کے باہر فیض حاصل کرنے والی ایک جماعت میں داخل ہوئے، تو اندر سے سید جمن کو آواز آئی کہ حسین آیا ہوا ہے، حاضرین میں جتنے بھی حسین تھے، سب نے اس صدا کو اپنے حق میں گمان کیا، پھر آواز آئی کہ حسین بلخی آیا ہے، آپ دور بیٹھے تھے، حکم ہوا کہ آگے آؤ، جب آپ کچھ قریب ہوئے، تو اور زیادہ قریب آنے کا

---

(۱) ... تحفۃ الابرار، ص:۴۶-۴۷، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، سنہ کتابت: ۱۱۷۴ھ

حکم ہوا، آپ نے شیخ سعدی کا یہ شعر پڑھا ؎

اگر یک سرِ موے برتر پرم
فروغ تجلّی بسوزد پرم

(اگر میں بال برابر بھی آگے جاؤں گا تو تجلیات ربانی سے میرے پر جل جائیں گے)

قطب المدار نے اس وقت فرمایا کہ تم سمندر ہو، اسی وقت سے آپ کا لقب سمندری ہو گیا، اس لقب کے علاوہ اور بھی القاب آپ کے ہیں جیسے نوشتہ توحید حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے عنایات میں سے ہے، حضرت قطب المدار نے کتاب مذکور کو اپنے ہاتھ میں لے کر بقیہ اوراق کا درس دیا اور خرقۂ خلافت سے ممتاز فرمایا، رخصت کے وقت معانقہ کے بعد فرمایا، جو کچھ بدیع الدین کے سینے میں ہے، سینۂ حسین میں موجود ہے۔

حضرت شاہ مینا لکھنوی اور حضرت قطب المدار:

حضرت شاہ مینا لکھنوی قدس سرہ حضرت شیخ بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ کے معاصر اور فیض یافتہ ہیں، ہر چند کہ آپ کی آنحضرت سے ملاقات صراحتًا ثابت نہیں، جب حضرت مخدوم مینا صغر سنی میں تھے، اور لوگ ان کی قطبیت سے آگاہ نہیں تھے، تو حضرت قطب المدار نے ہی اپنے خلیفہ حضرت قاضی شہاب الدین پرکالہ آتش کو بھیج کر آپ کی قطبیت و ولایت کا اعلان کیا، چنانچہ ملفوظات شاہ مینا لکھنوی میں ہے:

"جس زمانے میں حضرت شاہ مدار لکھنؤ میں تھے، ایک شخص کی بیوی

چار ماہ تک بیمار رہی اور لوگ اس عورت کی زندگی سے مایوس ہوگئے، وہ شخص اپنی بیوی سے بے حد محبت کرتا تھا، بہت مغموم ہوا، کسی نے اسے بتایا کہ حضرت شاہ مدار لکھنؤ میں تشریف رکھتے ہیں، وہ شخص انتہائی غم کی حالت میں آنکھ میں آنسو بھرے حضرت شاہ مدار کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیوی کی شفایابی کی درخواست کی، حضرت شاہ مدار نے فرمایا کہ یہاں کی ولایت شیخ مینا کے سپرد کی گئی ہے، تم ان کے پاس جاؤ، اس زمانے میں قطب عالم کی شہرت عام نہیں ہوئی تھی، اس شخص نے کہا میں تو انھیں جانتا نہیں، وہ کہاں ملیں گے، حضرت شاہ مدار نے فرمایا وہ شیخ قوام الدین کے روضے میں قیام پذیر ہیں، قاضی شہاب الدین کو اس شخص کے ہمراہ کر دیا اور پتہ بھی دیا کہ صحیح جگہ پہنچ جائیں، ایک تھیلی اور ایک مصلیٰ بھی قطب عالم کو بھیجا، اور فرمایا کہ شیخ مینا سے کہنا کہ اس شخص کی بیوی کے لیے دعا فرمائیں کہ وہ صحت یاب ہو، دونوں قطب عالم کے پاس پہنچے، قطب عالم نے کہا کہ میں کون ہوں کہ آپ کے ہوتے ہوئے دعا کروں، آپ دعا کریں میں آمین کہتا ہوں، قاضی شہاب الدین نے کہا آپ دعا فرمائیں، کیوں کہ اس کی صحت کا دارو مدار آپ کی دعا پر ہے، قطب عالم نے وضو کی تجدید کی، اور جانماز کو جو شاہ مدار نے آپ کو بھجوائی تھی، اپنے آگے بچھایا اور تحیت وضو کے نفل کے لیے کھڑے ہوگئے، ادب کے لحاظ سے آپ نے اپنے پیر جانماز پر نہیں رکھے، قاضی شہاب الدین نے کہا کہ خدا کے بندے جائے نماز پر پیر رکھیے، آپ خدا کے منتخب بندے ہیں، اور جس بندے پر اللہ کا لطف و کرم ہو، اس کے لیے شاہ مدار بھی اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں، قاضی کے اصرار پر قطب عالم نے مصلے پر اپنے پاوں رکھ

دیے"(۱)

اس واقعے کو خواجہ کمال متوفیٰ ۱۰۱۵ھ نے اپنی کتاب تحفۃ السعدا میں نقل کیا ہے، اور یہ واضح کیا ہے کہ اس وقت حضرت شاہ مینا لکھنوی کی عمر بارہ سال تھی چناں خواجہ کمال لکھتے ہیں:

"حضرت شاہ مدار ایں حکایت فرمودند و گفتند کہ ایشاں خورد سالہ اند، عمر ایشاں دوازدہ سالہ است و حلیۂ ایشاں بیان کردند فرمودند کہ ایشاں قطب ہستند و معلوم ندارند کہ ایں ولایت حوالہ من شدہ است"(۲)

ترجمہ: حضرت قطب العارفین زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے اس حکایت کو بیان فرمایا اور کہا کہ وہ ابھی صغر سنی میں ہیں، ان کی عمر بارہ سال ہے، اور ان کا حلیہ بیان فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ وہ قطب ہیں اور انھیں معلوم نہیں کہ یہاں کی ولایت ان حوالے ہو چکی ہے۔

اس کے علاوہ یہ واقعہ فوائد سعدیہ، سبع سنابل وغیرہ دیگر کتب میں باصرہ نواز ہوتا ہے۔

حضرت شاہ مینا لکھنوی کو مصلی دینے کی وجہ:

حضور قطب المدار قدس سرہ کا حضرت شاہ مینا لکھنوی کو مصلی عطا کرنا ان کی ثابت قدمی کے لیے تھا کہ وہ اطاعت و عبادت اور درجۂ قطبیت کو سنبھالنے میں ثابت قدم رہیں، چناں چہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی آداب السالکین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

---

(۱) ... ملفوظات شاہ مینا مترجم، ص: ۳۲، ۲۳۰، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

(۲) .. تحفۃ السعدا، ص: ۱۵، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور سنہ کتابت ۱۱۷۵ھ

"درویشاں مصلا و تسبیح و شانہ و عصا و مقراض و سوزن و ابریق و کاسہ و نمکدان و طشت و آفتابہ و کفش و نعلین کہ مریدان و یاران میدہند، ہریکی دلالت معنی بردار و مصلا دلالت بر استقامت طاعت و عبادت میکند، تسبیح دلالت میکند بر جمعیت الخ..."(۱)

ترجمہ: درویش اپنے مریدوں اور خلفا کو کچھ اشیا مرحمت فرمایا کرتے تھے مثلا: جاے نماز، تسبیح، کنگھا، عصا، قینچی، سوئی، لوٹا، کاسہ، نمکدان، طشت، جوتا، کھڑاوں۔ ان تمام چیزوں سے آپ کی ایک خاص مراد ہوا کرتی تھی، چناں چہ جاے نماز سے اطاعت و عبادت میں ثابت قدمی، تسبیح سے دل جمعی الخ...

حضرت شاہ مینا لکھنوی قدس سرہ کو سلسلہ مداریہ حضرت جلال الدین جہانیاں گشت بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جہت سے پہنچا ہے، اس پر مشایخ مارہرہ کا شجرۂ مداریہ قدیمہ دلالت کرتا ہے۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت قطب المدار حلبی قدس سرہما:

تارک السلطنت غوث العالم حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ ان عظیم صوفیاے کرام میں سے ایک ہیں، جو دین اسلام کی آبیاری کے لیے ہندوستان جیسے شرک زدہ ملک میں قدم رنجہ ہوئے، آپ نے مختلف اسفار کیے، ایک سفر میں حضرت قطب المدار حلبی قدس سرہ کے بھی ہم رکاب ہوئے، اور دراز مدت تک رفیق سفر رہے، صاحب منتخب العجائب نے اس مدت کو بارہ سال سے مقید کیا

(۱)... اخبار الاخیار فی اسرار الابرار، ص: ۱۶۲، مطبع محمدی دہلی ۱۲۸۳ھ

ہے، اور آج عوام و خواص کے مابین یہی مدت مشہور ہے۔

حضرت غوث العالم اور حضرت قطب المدار قدس سرہما کے آپسی تعلقات کس قدر مستحکم تھے، اس کا اندازہ نظام الدین یمنی علیہ الرحمہ کے درج ذیل اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے، چناں چہ لکھتے ہیں:

"چنانچہ حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار قدس سرہ العزیز بہ حضرت قدوۃ الکبریٰ ایام کثیرہ و اعوام کبیرہ ہم دیگر طریق سفر می سپر دند، سبیل خضر بہ یکدیگر بسر می بر دند، چوں از در بندر روم حضرت شیخ مدار بسوے خطۂ اودھ صانہا اللہ عن البلیات عود نمودند، بحضرت ایشاں خرقۂ محبت الباس کردند، و در وقت فرقت ہمدیگر رقت بسیار کردند"(۱)

ترجمہ: چناں چہ حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار قدس سرہ العزیز حضرت قدوۃ الکبریٰ کے ساتھ زیادہ دن اور بڑے سالوں تک سفر کرتے رہے، اور خضر و موسیٰ علیہما السلام کی روش پر ایک دوسرے کے ساتھ ہی وقت گزارتے، جب حضرت شیخ مدار روم کی بندر گاہ سے خطۂ اودھ (اللہ تعالیٰ اس کو بلاؤں سے محفوظ رکھے) کی طرف جانے لگے، تو حضرت (قدوۃ الکبریٰ) کو انھوں نے خرقۂ محبت پہنایا اور جدا ہوتے وقت دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر بہت روئے۔

بعد فرقت آپ قدس سرہ اپنی محافل و مجالس کو اپنے رفیق سفر حضرت قطب المدار حلبی قدس سرہ کی تعریف و توصیف سے آراستہ رکھتے تھے، جسے بعد میں آپ کے ملفوظات میں قلمبند بھی کیا گیا، چناں چہ اپنے ایک ملفوظ میں حضرت غوث العالم سمنانی

(۱) ... لطائف اشرفی، ج:۱، ص:۳۳۸، لطیفہ دوازدہم در بیان ارادت، نصرۃ المطابع دہلی

علیہ الرحمہ حضرت حلبی قدس سرہ کے محاسن وکمالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار ایشاں نیز اویسی بودہ اند، وبسے مشرب عالی داشتند، بعضے علوم نوادر از ہیمیا وسیمیا وکیمیا وریمیا از ایشاں معائنہ شد کہ نادر ازیں طائفہ کسے راباشد، دریک سفر مکہ معظمہ زاد اللہ تشریفا وتکریما ہم صحبت بودہ ایم، واستفادہ بہ ہم دیگر واقع شد"(۱)

ترجمہ: حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار بھی اویسی تھے، اور بلند مشرب والے تھے، بعضے نایاب علوم ہیمیا، سیمیا، کیمیا اور ریمیا ان سے دیکھنے میں آئے کہ گروہ اولیا میں نادر ہی کسی کے پاس یہ علوم ہوتے ہیں، مکہ معظمہ زاد اللہ تشریفا وتکریما کے ایک سفر میں ہم ایک دوسرے کے مصاحب ہوئے، اور ایک دوسرے سے استفادہ بھی واقع ہوا۔

مخدوم پاک مدار پاک سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ جب آپ کے سامنے حضرت حلبی کا ذکر کیا جاتا، تو آپ اسے بہت پسند فرماتے، چناں چہ شیخ نظام الدین یمنی علیہ الرحمہ لطائف اشرفی میں مراقبے کے بیان میں لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ نجم الدین صغیر سفرے می فرمودند کہ حضرت شیخ بدیع الدین المعروف بشاہ مدار یاران خود رابایں نسبت شریفہ مخصوص می کردند، و ایں معنیٰ رابحضرت قدوۃ الکبریٰ گزرانید، بسیار پسندیدہ آمد"(۲)

ترجمہ: حضرت شیخ نجم الدین صغیر ایک سفر میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ بدیع الدین المعروف بشاہ مدار اپنے خلفا و مریدین کو اس نسبت شریفہ سے

---

(۱) ... لطائف اشرفی، ج:۱، ص:۳۵۴، لطیفہ چہاردہم در بیان خانوادۂ مشائخ، نصرۃ المطابع دہلی

(۲) .. ایضًا، ج:۱، ص:۳۱۴، لطیفہ دہم در بیان تفکر و مراقبہ، نصرۃ المطابع دہلی

مخصوص فرماتے تھے، اور یہ بات حضرت قدوۃ الکبریٰ کے سامنے بتائی گئی، تو حضرت نے بہت پسند فرمایا۔

مکتوب اشرفی اور حضرت قطب المدار:

حضرت مخدوم پاک قدس سرہ ایک لمبی مدت تک حضرت احمد حلبی قدس سرہ کے ہمراہ رہے تھے، اور آپ اپنی محافل میں ان کا ذکر بھی کیا کرتے تھے، اسی باعث آپ کی بارگاہ میں خط وکتابت کے ذریعہ حضرت حلبی کے متعلق استفسار بھی کیا جاتا تھا، اسی طرح کا ایک مکتوب جس میں آپ نے چہاردہ خانوادہ اور نسبت اویسیہ کو واضح کیا ہے؛ آپ کے مکتوبات میں دریافت ہوتا ہے، یہ مکتوب آپ نے شیخ سعد اللہ کیسہ دار کنتوری علیہ الرحمہ کے جواب میں لکھا تھا، چناں چہ شیخ عبد الرحمٰن چشتی اپنی کتاب مرآۃ الاسرار میں اس مکتوب کے متعلق لکھتے ہیں:

”میر سید اشرف کے مکتوبات میں یہ بھی ہے کہ شیخ سعد اللہ کیسہ دار کنتوری نے ان سے چودہ سلسلوں بالخصوص سلسلۂ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار کے متعلق دریافت کیا، اس کے جواب میں انھوں نے ایک طویل خط لکھا، جس کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں“(۱)

یہ مکتوب مکتوبات اشرفی جلد دوم میں شامل ہے، اور کافی طویل ہے، ہم ذیل میں مکتوب کے خاص حصے پر اکتفا کرتے ہیں، چناں چہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”شیخ الطریقت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ

---

(۱) ... مرآۃ الاسرار مترجم، ص:۱۰۰۷، مکتبہ جام نور دہلی

میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں، کہ جنھیں مشایخ طریقت و کبرائے حقیقت اویسیان کہتے ہیں، ان لوگوں کو ظاہر میں کسی کی تربیت کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ ان لوگوں کی اپنے خاص حجرۂ عنایت میں تربیت فرماتے ہیں، اور اس تربیت کے بعد کسی غیر کی ضرورت نہیں ہے، جس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تربیت بے واسطہ فرمائی، یہ ایک عالی رتبہ ہے، اور بہت ہی عظیم مقام ہے، کبھی کسی کو یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے، ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء: یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا فرمائے، قطعہ

زہے لطف و عنایت ایزد پاک
کہ مرا افتادہ را بر گیرد از پای
بسو ئے خود برآرد بی میانجی
زنام بندہ از پایان تریں جای

ترجمہ: اللہ تعالی کی لطف و عنایت کیا خوب ہے، کہ گرے پڑے ہوئے کو تھام لیتی ہے، بے قاصد اس بندے کے پاس خود آکر اسے بلند فرماتا ہے۔

اسی طرح بعض اولیاے روے زمین جو کہ آنحضرت کے مطیع و فرماں بردار ہیں، بعض طالبان کی بحسب روحانیت تربیت فرماتے ہیں، ظاہر میں ان کا کوئی پیر و مرشد نہیں ہے، اس جماعت کو بھی سلسلۂ اویسیہ میں داخل کرتے ہیں، بہت سے ایسے مشائخ گزرے ہیں کہ ابتداے سلوک میں ان کی توجہ اس جانب مبذول رہی ہے، چنانچہ حضرت ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شیخ ابو الجناب نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ ابو

الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ یہ سب ابتدائے سلوک میں ذکر کے طور پر اویس اویس کہتے رہتے تھے، قطعہ

ہر کہ او بر قرن قربت دست یافت
بر نیارد در یمن جز ویس ویس
بے میانجی ہر کہ آمد درمیان
برنگوید در سخن جز ویس ویس

ترجمہ: جو کوئی قرن کی قربت پائے، تو یمن میں سوائے اویس اویس کچھ نہ کہے گا، بغیر قاصد کے جو ان کے درمیان آئے، تو سوائے اویس اویس کے اس کا سخن کچھ نہ ہو گا۔

جب یہ سب باطن درست کر لیتے ہیں، تو ظاہری نسبت کے لیے پیران عظام کے دست پر دست رکھتے ہیں، جیسا کہ تمام مشایخ کا طریقہ ہے، بعض حضرات اس دشوار منزل میں اول تا آخر اویسی ہی رہے، جیسے متقدمین میں حضرت محمد معشوق ترک قبابستہ اور حضرت خواجہ نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہما خود اس جانب اشارہ فرماتے ہیں، ابیات

چو ازران خود خورد باید کباب
چہ کردم بد رویزہ چوں آفتاب
اگر بہ زخود کلبی دیدمے
کلی زرد یا سرخ از وچیدمے

ترجمہ: جب کوئی اپنی محنت سے کچھ حاصل کرے، میں کسی سوالی کو آفتاب کے مانند کیا کردوں، خود سے بہتر کسی کلب کو دیکھوں، کوئی گل زرد و

سرخ اس سے منتخب کروں۔

سر حلقہ اویسیان روے زمین و مقدم مجذوبان یسار و یمین وہ سب ہیں، متاخرین میں حضرت شیخ بدیع الدین الملقب شاہ مدار اور حضرت خواجہ حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہما کہ جنھوں نے کسی پیر سے اپنی نسبت ظاہر نہیں فرمائی، قطعہ

ہر کرا خورشید چرخ اقتدار
و داد اورنگ قربت خویش جای
نیست حاجت با وزیر و امیر ہم
گر عنایت می برد بر سر ربانی

ترجمہ: جس کا چرخ اقتدار سورج ہو، وہ قربت کے تخت شاہی پر اپنی جگہ بنالیتا ہے، کسی وزیر و امیر کی حاجت نہیں ہے، اسے عنایت ربانی پستی سے بلندی پر پہنچادیتی ہے۔

اس فقیر نے بھی ان (قطب المدار) کی صحبت سے بعض ایسے نوادر علوم و غرائب آثار کا معائنہ کیا ہے، جو اکثر اولیاے روزگار پر غیر مکشوف ہیں، یہ انکشاف تحدیث نعمت کے طور پر ہے۔ قطعہ

در تہ دوران گیتی از ہوای
رفت از پرکار ہمت بر مدار
گفتگوے سر وہمی بر تر است
بر مدار از ہر چہ گوید بر مدار

ترجمہ: زمانے کی دوران کی تہ میں بذریعہ ہوا پرکار سے مدار پاک کے پاس گیا، مدار پاک کے متعلق سر وہمی کی گفتگو اس سے بھی بلند تر جو کچھ مدار پر

کہا گیا...“(۱)

درج ذیل دو ایسے واقعات ذکر کیے جاتے ہیں، جن سے حضرت مخدوم پاک اور حضرت قطب المدار قدس سرہما کے تعلقات مزید اجاگر ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی علیہ الرحمہ جونپور کے بڑے عالم دین تھے، آپ کے علم کی شہرت جونپور و اطراف جونپور سب میں پھیلی ہوئی تھی، سلطان ابراہیم شرقی بھی آپ کی بہت تعظیم بجا لاتا تھا، جب آپ نے حضرت قطب المدار پر خط و کتابت کے ذریعے چند اعتراضات کیے، اور حضرت قطب المدار نے ان سوالات کے تشفی بخش جوابات ارسال فرمائے، تو آپ کو اپنے اعتراضات پر پشیمانی ہوئی، اور اس عذر خواہی کے لیے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ سے درخواست کی کہ وہ حضرت قطب المدار قدس سرہ سے معافی کی سفارش کر دیں، چناں چہ شیخ عبد الرحمٰن چشتی اس واقعے کو لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”چوں قاضی شہاب الدین دید کہ ایں مقدمہ ہم راست نیامد، مضطرب کشتہ بخدمت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رفت و حقیقت ایں صحبت معروض داشت، آنحضرت کمال صوری و معنوی حضرت شاہ مدار را مفصل از قرار واقعی خاطر نشان قاضی نمودہ اکاہ ساخت و از راہ مہربانی فرمود کہ صلاح کار شما دریں است کہ بلا توقف بطریق نیاز مندی و اخلاص بخدمت حضرت شاہ مدار رفتہ عذر تقصیرات درخواست بکنید و ہر کاہ آں یکانہ آفاق را معلوم خواہد شد کہ شما از پیش ایں درویش اشرف سمنانی آمدہ آید، نہایت مہربانی و توجہ در حق شما خواہند

(۱)... مکتوبات اشرفی مترجم، ج:۲، ص:۱۱۴، ۱۱۵، ناشر دار العلوم اشرفیہ کراچی

فرمود، پس قاضی شہاب الدین ظاہر و باطن خود را از صابون اشرفی شستہ بکمال نیاز مندی و اعتقاد آمدہ سعادت ملازمت حضرت شاہ مدار دریافت و تقصیرات گزشتہ را عذر خواست و آنحضرت کہ غیر از شیوۂ شفقت و مہربانی طرز دیگر نداشت، نہایت دلداری و توجہ فرمودہ قاضی را خوشوقت ساخت، ازاں روز قاضی شہاب الدین نیز در زمرۂ معتقدان و مخلصان داخل کشتہ سعادتمندی دارین حاصل نمود"(۱)

ترجمہ: جب قاضی شہاب الدین نے دیکھا کہ یہ مقدمہ بھی کامیاب نہیں ہوا، تو بے قرار ہو کر میر سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خدمت میں گئے اور اس بحث و مباحثے کی حقیقت بیان کی، آنحضرت نے حضرت شاہ مدار کی ظاہری و باطنی خوبیوں سے تفصیل و تحقیق اور اطمینان کے ساتھ قاضی صاحب کو آگاہ فرمایا، اور از راہ مہربانی فرمایا کہ تمھارے لیے بھلائی اسی میں ہے کہ بغیر تاخیر کے عقیدت و نیاز مندی کے ساتھ حضرت شاہ مدار کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کوتاہیوں کی معذرت پیش کرو اور جب یگانۂ آفاق قطب المدار کو معلوم ہوگا کہ تم اس درویش اشرف سمنانی کی بارگاہ سے ہو کر آئے ہو، تو بہت مہربانی و توجہ فرمائیں گے، پس قاضی شہاب الدین اپنے ظاہر و باطن کو صابون اشرفی سے دھو کر بے انتہا عقیدت و محبت کے ساتھ حضرت شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور پہلی کوتاہیوں کے لیے معذرت کی، حضور مدار پاک جو شفقت و مہربانی کے علاوہ کوئی دوسری عادت نہیں رکھتے تھے، بے حساب دلداری و توجہ فرما کر قاضی صاحب کو مسرور اور

---

(۱) ... مرآۃ مداری، ص:۹۷، مخطوطہ خدا بخش لائبریری

شاداں کردیا، اسی روز سے قاضی شہاب الدین نے بھی معتقدین ومخلصین کی جماعت میں داخل ہوکر سعادت دارین حاصل کی۔

(۲) جب حضرت صدر جہاں سید اجمل بہرائچی قدس سرہ نے مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی سے بیعت کا ارادہ کیا تو حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ نے حضرت صدر جہاں سے فرمایا کہ تمھارے نصیبہ میں حضرت قطب المدار کی خلافت ہے، اور مجھے اس پر مامور کیا گیا ہے کہ انھیں عرب سے ہند لے کر آؤں، چناں چہ مولانا امیر حسن فنصوری قدس سرہ اپنی کتاب "تذکرۃ المتّقین" میں لکھتے ہیں:

"در اول حال اعتقاد ارادت و نیت ببیعت بمیر سید اشرف جہانگیر داشت، فرمود نصیب تو پیش یکے از نوادر ایں طائفہ است، و من مامورم کہ او را از عربستان بہندوستان کشم، ہمدران ایام سید رو بسفر حجاز نہاد و میر سید صدر جہاں سالہا در انتظار مقدم قطب المدار بود، بعد از آنکہ از حج معاودت فرمود، بمیر سید صدر جہاں مژدہ قدوم شاہ مدار داد..."[1]

ترجمہ: حضرت صدر جہاں کو ابتدائی مرحلے میں حضرت میر سید اشرف جہانگیر سے بیعت و ارادت کی خواہش تھی، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے ان سے فرمایا کہ تمھارا نصیب گروہ اولیا میں سے ایک نادر الوجود شخصیت کے زیر داماں ہے، اور میں اس بات پر مامور ہوں کہ انھیں عرب سے ہندوستان لاؤں، انھی ایام میں سید مخدوم اشرف علیہ الرحمہ حجاز کے سفر کے لیے نکلے اور میر سید صدر جہاں سالوں تک حضرت قطب المدار

(۱)... تذکرۃ المتّقین، ج:۲، ص:۱۴۷، فصل دوازدہم در متفرقات، مطبع عزیزی کانپور

کی آمد کے منتظر رہے، حضرت مخدوم اشرف علیہ الرحمہ نے حج سے واپسی کے بعد میر سید صدر جہاں کو حضرت شاہ مدار کی آمد کا مژدہ دیا...

حضرت قطب المدار اور حضرت مخدوم پاک علیہما الرحمہ کے تعلقات پر درج ذیل وجوہ سے بھی روشنی ڈالی جاسکتی ہے:

۱. سلطان ابراہیم شرقی کو جہاں حضرت قطب المدار علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل تھا، وہیں حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

۲. اصلاح معاشرہ اور اشاعت اسلام کے لیے دونوں بزرگوں نے سرزمین ہند کو دائرۂ تبلیغ بنایا۔

۳. حضرت قطب المدار قدس سرہ کے فیض یافتگان قاضی شہاب الدین دولت آبادی، سید اجمل بہرائچی وغیرہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے بھی فیض یافتہ ہیں۔

۴. حضرت قطب المدار اور حضرت غوث العالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نسبی برادر زادے ہیں کہ دونوں کا شجرۂ نسب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر اسماعیل اعرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متّصل ہوتا ہے۔

حضرت غوث العالم اور خرقۂ محبت:

جب ایک طویل مدت کے بعد حضرت قطب المدار اور حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہما الرحمہ کے مابین لمحۂ فرقت آیا تو حضرت شیخ سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ نے حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کو خرقۂ خلافت بشکل خرقہ محبت عطا فرمایا، چناں چہ شیخ نظام الدین یمنی لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں:

”چنانچہ حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار قدس سرہ العزیز بہ حضرت قدوۃ الکبریٰ ایام کثیرہ و اعوام کبیرہ ہم دیگر طریق سفر می سپر دند، سبیل خضر بہ یکدیگر بسر می بردند، چوں از در بندر روم حضرت شیخ مدار بسوے خطۂ اودھ صانہا اللہ عن البلیات عود نمودند، بحضرت ایشاں خرقۂ محبت الباس کردند، و در وقت فرقت ہمدیگر رقت بسیار کردند“(۱)

ترجمہ: حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار قدس سرہ العزیز حضرت قدوۃ الکبریٰ کے ساتھ زیادہ دن اور بڑے سالوں تک سفر کرتے رہے، خضر و موسی علیہما السلام کی روش پر ایک دوسرے کے ساتھ ہی بسر اوقات کرتے، جب حضرت شیخ مدار روم کی بندر گاہ سے خطۂ اودھ (اللہ تعالیٰ اس کو بلاؤں سے محفوظ رکھے) کی طرف جانے لگے، تو حضرت (قدوۃ الکبریٰ) کو انھوں نے خرقۂ محبت پہنایا اور جدا ہوتے وقت دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر بہت روئے۔

حضرت شیخ امام الدین گلشن آبادی علیہ الرحمہ تذکرۃ الانساب میں لکھتے ہیں:

”(حضرت مخدوم اشرف قدس سرہ نے) اکثر بزرگان وقت حضرت شاہ بدیع الدین مدار، شیخ عبد الرزاق کاشی اور خواجہ بہاء الدین نقش بند وغیرہ سے ملاقات کی اور ان سے فیض باطنیہ حاصل کیا“(۲)

اعلیٰ حضرت علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے صحائف اشرفی میں آپ کا شجرۂ مداریہ اشرفیہ بایں طور نقل کیا ہے:

---

(۱) ... لطائف اشرفی، ج:۱، ص:۳۳۸، لطیفہ دوازدہم در بیان ارادت، نصرۃ المطابع دہلی

(۲) .. تذکرۃ الانساب، ۱۸۴، مطبوعہ رفاعی مشن ناسک

”حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت بدیع الدین مدار قدس سرہ سے، ان کو حضرت شیخ عبداللہ شامی قدس سرہ سے خلافت اور اجازت حاصل ہوئی، ان کو حضرت شیخ عبد الاول قدس سرہ سے، ان کو حضرت شیخ امین الدین قدس سرہ سے، ان کو حضرت سیدنا امام علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کو حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے“[1]

عبارت ”بہم دیگرے استفادہ کرد“ کا واضح مفہوم:

بعضے حضرات نے اس عبارت سے یہ افادہ کیا کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مخدوم سمنانی کے بھی خلیفہ تھے، لیکن یہ حقائق سے دور سخت غلط ہے، اولا اس پر چند جہات سے گفتگو پیش کی جاتی ہے:

۱. حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہ کے پیر و مرشد حضرت شیخ جلال الدین جہانیاں گشت بخاری خود حضرت قطب المدار سے خلافت یافتہ تھے، حضرت قطب المدار کا خلیفہ کے مرید و مجاز سے اجازت حاصل کرنا قابل تسلیم نہیں۔

۲. حضرت مخدوم سمناں کا زمانۂ حیات فقط آٹھویں صدی سے نویں صدی تک محدود ہے، جب کہ حضرت قطب المدار کا عہد تبلیغ تقریبا چھ صدیوں کو محیط ہے، یعنی آپ طویل العمر اور کثیر المناصب ہوئے، اس لمبے دور میں آپ کی ملاقاتیں حضرت غوث اعظم دستگیر اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ہوئیں، علاوہ ازیں ایسی شخصیات آپ کے دامن بیعت و خلافت سے وابستہ ہوئیں، جن کا ذکر لطائف اشرفی میں مخدوم سمناں کے

(۱) ... صحائف اشرفی، ج:۲، ص:۴۷، ناشر ادارہ فیضان اشرف بمبئی

بالواسطہ یا بلا واسطہ مرشدین و منتسبین میں شامل ہے، مثلا: حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت قاضی محمود کنتوری، حضرت قاضی حمید الدین ناگوری وغیرہ، اگر حضرت قطب المدار کو اخذ فیض کرنا ہوتا تو ان شخصیات سے کر لیتے، مگر آپ کو حضور ﷺ کی نسبت اویسیہ اور بایزید بسطامی کی نسبت طیفوریہ سب سے ممتاز کر دیتی ہے، اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے مخدوم اشرف خود اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

"در متاخرین حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار و حضرت خواجہ کہ نسبت بہ پیر ظاہر نکردہ اند"(۱)

ترجمہ: متاخرین میں حضرت شیخ بدیع الدین ملقب بہ شاہ مدار اور حضرت خواجہ بھی نسبت اویسیہ سے سرفراز ہوئے، جنھوں نے پیر سے نسبت ظاہر نہیں فرمائی۔

۳. اکثر تذکرہ نگاروں نے بھی اسی بات پر زور دیا ہے کہ حضرت مخدوم اشرف قدس سرہ نے حضرت قطب المدار سے فیض اجازت حاصل کیا، نہ کہ حضرت قطب المدار نے، مثلا:

حضرت شیخ امام الدین گلشن آبادی علیہ الرحمہ تذکرۃ الانساب میں لکھتے ہیں:

"اکثر بزرگان وقت حضرت شاہ بدیع الدین مدار، شیخ عبد الرزاق کاشی اور خواجہ بہاء الدین نقش بند وغیرہ سے ملاقات کی اور ان سے فیض باطنیہ حاصل کیا"(۲)

---

(۱) ... مکتوبات اشرفی، (قلمی)، مکتوب پنجاہ و پنج، ضالا ئبریری رام پور

(۲) .. تذکرۃ الانساب، ۱۸۴، مطبوعہ رفاعی مشن ناسک

شہزادۂ محدث کچھوچھوی حضرت سید ہاشمی میاں اشرفی جیلانی اپنی کتاب سعیِ آخر میں لکھتے ہیں:

"اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت قطب المدار نے اپنی طویل ترین مدت عمر میں بے شمار اولیاء اللہ اور محبوبان بارگاہ الہ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا جیسا کہ غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی نے پہلے تو خرقۂ خلافت کی پانچ قسمیں لطائف اشرفی میں بیان کیں، جس میں ایک خرقۂ محبت بھی ہے اور اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب میری ملاقات حضرت بدیع الدین مدار سے ہوئی تو بوقت واپسی میں نے انھیں شایان شان رخصت کیا اور حضرت مدار پاک نے مجھے خرقۂ محبت عطا فرمایا"(۱)

علاوہ ازیں لطائف اشرفی سے واضح ہوتا ہے: "بہم دیگرے استفادہ کرد" یعنی ایک دوسرے سے استفادہ کیا، لیکن اس استفادہ کو حضرت قطب المدار کی خلافت و اجازت سے مستعار ماننا درست نہیں، چوں کہ اعلیٰ کا ادنیٰ سے استفادہ بر طریق کمال ہوتا ہے، نہ کہ بر طریق استرشاد، بہت سے مقامات پر سلطان وزیروں سے استفادہ کرتا ہے، استاذ شاگرد سے استفادہ کرتا ہے اور والدین اولاد سے استفادہ کرتے ہیں، ہاں ادنیٰ کا اعلیٰ اور فاضل کا افضل سے استفادہ بر سبیل استرشاد و ارادت ہوتا ہے، اسی لیے مخدوم اشرف کا استفادہ حضرت قطب المدار سے بر سبیل ارادت ہوا یہ کہنا بجا ہوگا، چناں چہ شیخ ملک احمد بن پیر محمد فاروقی گجراتی زاد الاحباب میں لکھتے ہیں:

"و قد يستفيض الولي الأعلى مقاما من الولي الأدنىٰ مقاما

(۱) ... سعیِ آخر، ص:۲۸۱، ناشر انجمن تحفظ ناموس اہل بیت رامپور ۱۹۹۲ء

کما یستفیض النبي و الولي و المؤمن و المرشد و الاستاذ من الأمة و الولي و المؤمن و المسترشد کما یستفیض الأدنی من الأعلی و الفرق بینهما أن إستفاضة الأعلی من الأدنی للإستکمال و الإکمال کما إستفاض موسیٰ علیه الصلاة و السلام من الخضر علیه الصلاة و السلام و استفاضة الأدنی من الأعلی للإستهداء و الإسترشاد و الإهداء و الإرشاد"[1]

ترجمہ: اور کبھی بلند مرتبت ولی کم درجہ والے ولی سے استفاضہ کرتا ہے، جیساکہ نبی امت سے، ولی دوسرے ولی سے، مومن مومن سے، مرشد مرید سے اور استاذ شاگرد سے۔ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اعلیٰ کا ادنیٰ سے استفاضہ ادنی کو کمال تک پہچانے کے لیے ہوتا ہے، جب کہ ادنی کا اعلی سے استفاضہ خود کی رشد و ہدایت (ارادت) اور دوسروں کو ہدایت یافتہ بنانے کے لیے ہوتا ہے۔

صاحب صحائف اشرفی نے بھی حضرت مخدوم پاک کو مداری الطریقہ لکھا ہے، اور حضرت مخدوم پاک کی دو اسناد مداریہ بھی ذکر کی ہیں، البتہ ان کی کتاب میں کسی نے الحاق کیا اور اس کا اضافہ ہوا کہ مدار صاحب کو مخدوم پاک نے خلافت قادریہ و چشتیہ عطا کی، یہ عبارت الحاقی ہے، چوں کہ حضرت قطب المدار کی اصحاب سلاسل سے ملاقات ثابت ہے، اگر خلافت و اجازت مطلوب ہوتی تو انھی سے حاصل کرتے، دوم آج تک کسی کتاب میں حضرت قطب المدار کی سند قادریہ و چشتیہ مذکور نہیں، اگر واقعی

---

(۱). زاد الاحباب فی مناقب الاصحاب، ص:۵۲۱، التکملة فی انواع الاولیا، به تحقیق و تخریج:محمود علی مشاهدی مصباحی، ناصر حسین مصباحی، دار الکتب العلمیه بیروت

مخدوم پاک سے اجازت قادریہ وچشتیہ کا ثبوت مبنی بر حقیقت ہوتا تو کتابوں یا خاندانی نوشتوں میں حضرت قطب المدار کی اسناد قادریہ و چشتیہ ضرور مرقوم ہوتیں، بلکہ اشرفی میاں خود ان کو نقل کرنے کا اہتمام کرتے، سوم یہ مفہوم لطائف اشرفی سے مستفاد نہیں ہوتا بلکہ اس میں تو خود یہ وضاحت ہے:

"بحضرت ایشاں خرقۂ محبت الباس کردند، و در وقت فرقت ہمدیگر رقت بسیار کردند"(۱)

ترجمہ: حضرت قطب المدار نے حضرت (قدوۃ الکبریٰ) کو خرقۂ محبت پہنایا اور جدا ہوتے وقت دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر بہت روئے۔

چہارم اعلی حضرت علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عبارت سے قبل تین بار حضرت قطب المدار کو "حضرت سید بدیع الدین مدار قدس سرہ" کہ کر بڑے ادب کے ساتھ یاد کیا، پھر اچانک اس طرح لکھنا کہ "حضرت محبوب یزدانی نے سلاسل چشتیہ و قادریہ وغیرہ کی اجازت مدار صاحب کو عطا کی" ان کی تحریر معلوم نہیں پڑتی بلکہ کسی دوسرے کا تصرف لگتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

متذکرہ بالا صوفیاے کرام کے علاوہ شیخ اخی جمشید، شیخ عیسی تاج الدین جون پوری وغیرہ بھی آپ کی معاصرت و ملاقات سے مشرف ہیں، جن کا ذکر جلد دوم میں کیا جائے گا ان شاء اللہ عزوجل۔

---

(۱) ... لطائف اشرفی، ج:۱، ص:۳۳۸، لطیفہ دوازدہم در بیان ارادت، نصرۃ المطابع دہلی

باب ششم

متفرقات

حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار ارباب علم ودانش کی نظر میں:

فاتح بلگرام حضرت شیخ سید محمد صغریٰ بلگرامی متوفی [ولادت ۵۶۴ھ/م ۶۴۵ھ]
شیخ بدر الدین غزنوی سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قطب الاولیا خواجہ سید عماد الدین بلگرامی نے خلوت میں دیکھا تمام انبیا اور اولیا کی روحیں عرش پر ذکر الٰہی میں مشغول ہیں شاہ بدیع الدین مدار بھی حاضر ہیں جب صبح ہوئی، شاہ بدیع الدین مدار کو بلا کر فرمایا، تمھارا مرتبہ بلند ہوگا اور تمھارا مدعا حاصل ہوگا، میں آج تمھارے اخلاص سے متاثر ہوں، اس جگہ رہو تاکہ سلوک کی سیر کریں کہ ایک دوسرے کی صحبت غنیمت ہے، چند روز ایک دوسرے کے ساتھ رہے، اس کے بعد لوگ شاہ بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ہجوم در ہجوم آنے لگے“(۱)

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

”حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار ایشاں را نیز اویسی بودہ اند، و

(۱)... رسالۂ عمادیہ فارسی مخطوطہ، مملوکہ مولانا نور الحسن اویسی مصباحی

بسے مشرب عالی داشتند، وبعضے علوم نوادر از ہیمیا وسیمیا وکیمیا وریمیا از ایشاں معائنہ شد کہ نادر ازیں طائفہ کسے را باشد"(۱)

ترجمہ: حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بشاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اویسی تھے، اور بہت بلند مشرب کے مالک تھے، ان سے بعضے نادر علوم جیسے ہیمیا، سیمیا، کیمیا اور ریمیا کا معائنہ ہوا کہ گروہ اولیا میں شاذ و نادر ہی کسی کو یہ علوم میسر ہوتے ہیں۔

ملا لعل بدخشی متولد ۹۶۴ھ ثمرات القدس میں لکھتے ہیں:

"سید بدیع الدین قطب الادوار لقب بشاہ مدار قدس سرہ وی عیسیٰ المشہر و از کبرائے مشائخ ہند و عظمائے عرفائے آں دیار است، بسیار عالی قدر و صاحب کرامات ظاہرہ و عادات فاخرہ بود، و مقامات علیہ وکمالات جلیہ و مواہب جزیلہ واحوالات سنیہ داشت وہفتاد مرتبہ شب قدر را دریافتہ بود، واکثر برقع بر روے مبارک خود فرو ہشتی، وخرقۂ سفید کہ در بر داشتے، دایم پاکیزہ می بود واصلا نجسے وچرکے بروے ننشستے"(۲)

ترجمہ: سید بدیع الدین قطب الادوار لقب بشاہ مدار قدس سرہ عیسیٰ زماں سے مشہور ہیں، ہندوستان کے کبار مشائخ اور عظیم عرفا میں سے ہیں، بہت عالی مرتبت، صاحب کرامات ظاہرہ اور خصائل حمیدہ کے پیکر تھے، بلند مقامات، روشن کمالات، اور عظیم فضائل اور بلند احوال والے تھے، ستر سے زائد مرتبہ شب قدر کو پایا، اکثر احوال اپنے چہرۂ مبارک پر نقاب ڈالے رہتے

---

(۱) ... لطائف اشرفی، ج:۱، ص:۳۵۴، لطیفہ چہاردہم، مطبوعہ نصرۃ المطابع دہلی

(۲) .. ثمرات القدس من شجرات الانس، ص:۱۱، قلمی مخطوطہ رضا لائبریری رامپور

اور سفید کپڑا جو ایک مرتبہ پہنا، ہمیشہ پاک رہتا، کبھی اس پر نجاست یا کوئی غلاظت نہ بیٹھتی۔

پھر بدخشی علیہ الرحمہ نے حضرت قطب المدار بدیع الدین احمد حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ۲۵/ صفحات پر مشتمل ایک تفصیلی تذکرہ کیا ہے، اس کا ایک قلمی نسخہ راقم الحروف کو رضا لائبریری رام پور سے حاصل ہوا، اور اب یہ کتاب ایران سے شائع ہو چکی ہے۔

ابوالفضل علامی اپنی کتاب آئین اکبری میں لکھتا ہے:

”شاہ مدار لقب بدیع الدین کہ و مہ ہندی بوم بدو گردد، و والا پایگیٔ او برگزارد، گویند مرید شیخ محمد طیفودی بسطامی است، ہرگز جامۂ او شوختن نشدے، و باخلق نیامیختے... وسلسلۂ مداریہ را او سر آغاز، خوابگاہ مکن پور، و ہر سال روز فروشدن او گروھا گروہ مردم از دور دشتہا بدانجا رسید، و ہر یکے رنگارنگ علم با خود بردہ نیابستہا بجا آوردہ، شہاب الدین در زمان سلطان ابراہیم شرقی بدو آویختے، وشر مساری اندوختے“(۱)

ترجمہ: شاہ مدار آپ کا لقب بدیع الدین ہے، ہندوستان کا ہر خورد و بزرگ آپ کا معتقد ہے، اور آپ کے مراتب بیان کرتا ہے، کہتے ہیں کہ آپ مرید و خلیفہ شیخ محمد طیفوری بسطامی کے ہیں، آپ کا لباس کبھی میلا نہیں ہوتا تھا، اور مخلوق سے ارتباط نہیں رکھتے تھے، مداریہ سلسلے کی ابتدا آپ کی ذات سے ہے، مزار آپ کا مکن پور شریف میں ہے، ہر سال آپ کی وفات کے دن گروہ در گروہ مخلوق دور دراز مقام سے یہاں آتی ہے، اور رنگ برنگ کے علم اپنے

(۱)... آئین اکبری، ص:۲۱۹، مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال

ہمراہ لاتی ہے، اور مراسم تعلیم بجالاتی ہے، قاضی شہاب الدین نے سلطان ابراہیم شرقی کے زمانے میں آپ کے ساتھ مخالفت کی، لیکن آخر میں نادم ہوئے۔

حضرت شیخ وجیہ الدین اشرف لکھتے ہیں:

"موج احوال آں مجدد قول قم باذن اللہ، آں بہ نظر حق بینان عین جمال اللہ آں مترنم ترانۂ شوق، آں متصرف مقامات مافوق، آں مظہر شان تفرید، آں آفتاب آسمان تجرید، آں بے نظیر از اولیاے کبار، قطب المدار حضرت سلطان بدیع الدین شاہ مدار از عارفان اسرار احدیت و متصرفان مقام صمدیت بہ غایت عالی شان اندر تصوف رتبۂ بلند و درجۂ ارجمند داشت"(۱)

ترجمہ: یہ موج اس ذات کے بارے میں ہے، جو قول قم باذن اللہ کی تجدید کرنے والے، حق دیکھنے والوں کی نظر میں عین جمال اللہ، شوق و جذب کے نغمہ سرا، مقامات رفیعہ پر فائز، شان تفرید کے مظہر، آسمان تجرید کے سورج، اولیاے کبار میں بے نظیر و بے مثال یعنی حضرت قطب المدار سلطان بدیع الدین شاہ مدار، آپ اسرار احدیت کے شناساوں میں سے ہیں، مقام صمدیت پر بدرجۂ اتم فائز المرام ہیں، تصوف میں نہایت بلند رتبہ اور مقبول درجہ رکھتے ہیں۔

اس کے بعد شیخ وجیہ الدین علیہ الرحمہ نے تقریباً تیس صفحات پر مشتمل آپ کا اور آپ کے خلفا کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

---

(۱)... بحر زخار، ج:۲، ص:۶۹۶، شعبۂ چہارم، مرکز تحقیقات فارسی علی گڑھ

”شاہ بدیع الدین مدار غرائب احوال و عجائب اطوار از وے نقل می کنند، گویند کہ وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود، تا دوازدہ سال طعام نخوردہ، و لباسے کہ یک بار پوشیدہ، باد دیگر احتیاج بتجدید غسل او نشدہ، اکثر احوال برقع بر رو کشیدہ بودے، گویند ہر کرا نظر بر جمال او افتادے، بے اختیار سجود کردے، سلسلۂ او بسبب کبر سن یا جہت دیگر بہ پنج و شش واسطہ بحضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می پیوند“(۱)

ترجمہ: شاہ بدیع الدین مدار کے لوگ عجیب و غریب احوال و اطوار نقل کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ آنحضرت مقام صمدیت پر فائز تھے جو سالکوں کا ایک مقام ہے، بارہ سال تک کھانا نہ کھایا، وہ لباس جو ایک بار پہنا، دوسری مرتبہ اس کو دھونے کی حاجت نہ ہوئی، اکثر احوال اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رہتے، کہتے ہیں جس کسی کی نظر آپ کے جمال پر پڑتی، بے اختیار سجدے کرتا، آنحضرت کا سلسلہ درازیِ عمر یا کسی اور وجہ سے پانچ اور چھ واسطوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

شیخ صادق دہلوی کشمیری (شاگرد خاص محدث عبد الحق دہلوی) اپنی کتاب طبقات شاہجہانی میں لکھتے ہیں:

”بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ در سال ہشتصد در اواخر سلطنت صاحب قران گیتی ستاں پیش از وفات امیر تیمور گورکان بہفت سال از عالم انتقال نمود، احوال و مقامات وے عجیب و غریب است، عمر طویل یافتہ، سلسلۂ خلافتش بہ چہار واسطہ بصدیق اکبر می رسد، ایں سلسلہ بجہت قلت وسائط

(۱) ... اخبار الاخیار، ص:۳۲۸، مطبوعہ تہران

اقرب سلاسل است برسول اللہ ﷺ...احیاے اموات و عدم اکل و شرب و سپیدی جامہ ہاے بے شست و شوے گاذر اجلہ کرامات اوست، و اورا خلفاے نامدار واصحاب کامگار بسیار بودند"(۱)

ترجمہ: بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ نے شاہ گیتی ستاں، صاحب قران امیر تیمور گور گاں کے آخری دور حکومت میں ان کی وفات سے سات سال قبل اس دنیا سے پردہ فرمایا، آنحضرت کے احوال و مقامات عجیب و غریب ہیں، لمبی عمر پائی، ان کا سلسلۂ خلافت چار واسطوں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے... یہ سلسلہ دوسرے سلاسل کی بنسبت بہت کم واسطوں سے رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہے... مردوں کو زندہ کر دینا، کھانے اور پینے کی حاجت نہ ہونا، بغیر دھلے کپڑوں کا سفید رہنا آنحضرت کی عظیم کرامات میں سے ہیں، اور ان کے خلفاے نامدار اور اصحاب باوقار بہت ہوئے۔

شیخ صادق کشمیری علیہ الرحمہ نے اپنی دوسری کتاب کلمات الصادقین میں بھی آں حضرت حلبی قدس سرہ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

حضرت شیخ غلام علی دہلوی علیہ الرحمہ اقطاب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حق سبحانہ اجراے کارخانۂ ہستی و توابع ہستی قطب مدار را عطا می فرماید، و ہدایت و ارشاد و رہنمائی گمراہان بدست قطب ارشاد می سپارد، بعد ازاں فرمودند کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند، و شانے عظیم دارند، وایشاں دعا کردہ بودند کہ الٰہی مرا گرسنگی نشود، ولباس من کہنہ نگردد، ہمچناں شد کہ بعد ازاں دعا در تمام عمر بقیہ طعامے نخوردند و لباس ایشاں

(۱)... ایضًا، ص:۶۸، باب اول در بیان سادات واولیا، طبقۂ اولیٰ، عکسی مخطوطہ خانقاہ مکن پور شریف حویلی سجادگی

کہنہ نگشت، ہموں یک لباس تابہ ممات کفایت کرد"(۱)

ترجمہ: حق سبحانہ نظام دنیا اور اس کے متابعات کو چلانے کی ذمہ داری قطب المدار کو عطا فرماتا ہے، اور گمراہوں کی رہ نمائی اور ہدایت قطب الارشاد ہی کے سپرد ہوتی ہے، اس کے بعد فرمایا کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ قطب المدار تھے، عظیم شان کے مالک تھے، انھوں نے دعا فرمائی تھی کہ الٰہی مجھے بھوک نہ لگے اور میرا لباس میلا نہ ہو، ایسا ہی ہوا کہ اس دعا کے بعد بقیہ تمام عمر انھوں نے کھانا نہیں کھایا اور آپ کا لباس میلا نہ ہوا، وہی ایک لباس وصال کے وقت تک کافی ہوا۔

شیخ محمد غوثی مندوی اپنی کتاب گلزار ابرار میں لکھتے ہیں:

"گویند کہ در کشف اسرار و اشراف بر دلہا و در ادراک معانی مرتبہ عالی داشت، و در جمال او الٰہی بود کہ ناظرے خواست در سجدہ در آمدے، ازیں رو پیوستہ، برقع بر صورت فرو ھشتے، مگر روز بار عام بآہنگ افادہ خلائق نقاب از رخ بر انداختے و از اہل روزگار ہر کرا در ہر علم دشواری و فروبستگی پیش آمدے، آں روز بخدمتش رسیدے، در سخنان پیش از پرستش از ہر در بر گزاردی، دراں ضمن انجمن نشینان پاسخ مراد یافتہ و حل مشکل خود کردہ، باز گشتے"(۲)

ترجمہ: کہتے ہیں کہ کشف اسرار، دلوں کے حالات پر وقوف، اور ادراک معانی میں آپ کو مرتبۂ عالی حاصل تھا، اور آپ کے جمال میں نور الٰہی کی جھلک نظر آتی تھی، جس کی وجہ سے دیکھنے والا بے ارادہ سجدے میں گر پڑتا تھا، اس

---

(۱) ... در المعارف، ص: ۱۴۷، ۱۴۸، محبوب المطابع دہلی

(۲) .. ایضاً، ص: ۶۴، چمن اول، خدا بخش لائبریری لائبریری پٹنہ

وجہ سے آپ چہرے پر ہمیشہ نقاب رکھا کرتے تھے، مگر دربار عام کے روز خلائق کی فائدہ رسانی کی غرض سے چہرے سے نقاب اٹھا دیتے تھے، اور ارباب زمانہ میں سے جس کسی کو کسی علم میں دشواری اور الجھن پیش آتی تھی، وہ اسی دربار عام کے روز آپ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا، اس وقت آپ بغیر دریافت کرنے کے ہر ایک قسم کی باتیں فرمایا کرتے تھے، اسی ضمن میں حاضرین دربار اپنی مراد کے موافق جواب پاکر اور اپنی مشکل حل کر کے واپس چلے جایا کرتے تھے۔

وصال شریف:

جب حضرت سیدنا بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ کا وقت وصال قریب ہوا، تو آپ نے اپنے خلفا کو جابجا تبلیغ اسلام کے لیے مقرر فرمایا اور چند نصیحتیں فرمائیں، بعد ازاں آپ قدس سرہ سترہ جمادی الاولیٰ ۸۳۸ھ کو دار فانی سے کوچ کر گئے، آپ کی تاریخ وصال "ساکن بہشت" سے ماخوذ ہے، چناں چہ شیخ حبیب اللہ قنوجی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مناقب اولیا میں لکھتے ہیں:

"نقل است حضرت شاہ کونین بعد از سفر بسیار در موضع مکن پور سی و نہ سال استقامت فرمود، و خلفا را جابجا تعین نمود، بعد ازاں حضرت شاہ کونین ہفدہم جمادی الاولی سنہ ہشتصد و سی و ہشت ہجری ساکن بہشت گشت، و تاریخ وصال ساکن بہشت پذیرفت"(۱)

ترجمہ: منقول ہے کہ حضرت شاہ کونین سید بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ بسیار سفر کے بعد موضع مکن پور میں انتالیس سال رہائش پذیر رہے،

(۱) ... مناقب اولیا، ص:۱۰۳، مخطوطہ رضا لائبریری رامپور

اور خلفا کو جگہ جگہ متعیّن فرمایا، بعد ازاں حضرت شاہ کونین سترہ جمادی الاولیٰ ۸۳۸ھ میں دار فانی سے دار ابد کی طرف کوچ فرما گئے، آپ کی تاریخ وصال "ساکن بہشت" ہے۔

روایات مداریہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خلفا بالخصوص جانشین برادرزادوں کو چند وصیتیں کرنے کے بعد ۱۷ر جمادی الاول بروز جمعرات بوقت شام اپنے حجرۂ انور جس میں آپ مدفون ہیں؛ کے اندر تشریف لے گئے اور دروازہ اندر سے بند کر لیا، مردان غیب نے آپ کی تجہیز و تکفین کی، بعد ازاں ۱۸ر جمادی الاول بشب جمعہ آپ کی تدفین کی گئی، یہی وجہ ہے کہ بعض نے آپ کی تاریخ وصال اٹھارہ لکھی اور بعض نے سترہ، اسی طرح بعض نے آپ کا وقت وصال بروز جمعرات وقت شام لکھا تو بعض نے جمعہ کی شب کو وقت وصال مانا۔

شیخ غوثی مندوی آپ کے وصال کے بابت لکھتے ہیں:

"روزی خضر علیہ السلام در بزم اسرار پردازی با او گفت: "شنیدہ ام کہ از حاکم حی و محی مختار شدہ تا خود نخواہی، ممیت را بر تو حکمی نباشد، و ایں خلعت خاص منست، سزاوار آنکہ عام نسازی، و خویشتن را بمن انباز نگردانی، چوں طبع خواہش پذیر داشت، التماس او در پذیرفتہ و ہماں سال کہ ہشت صد ہجری بود، عالم صورت مسافر شد"[1]

ترجمہ: ایک روز خضر علیہ السلام نے بزم اسرار میں حضرت بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ سے کہا، میں نے سنا ہے کہ آپ کو حاکم حی و محی نے مختار کر دیا ہے، جب تک آپ خود نہ چاہیں گے، ممیت کا آپ کے لیے موت کا حکم

(۱) ... گلزار ابرار، ص: ۶۴، چمن دوم/یاد شاہ مدار، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ۱۹۹۴ء

نہ ہو گا، حالاں کہ یہ خلعت خاص میرا ہے، بہتر ہے کہ اس کو آپ عام نہ کریں اور خود کو میرے ساتھ شریک نہ بنائیں، چوں کہ آپ طبیعت خواہش پذیر واقع ہوئی تھی، پس اس التماس کو قبول کیا اور اسی سال عالم ظاہر سے سفر کر گئے، آٹھویں صدی ہجری تھی۔

بارگاہ قطب المدار میں سلاطین کی حاضریاں:

ہندوستان کے سلاطین و امرا سنی، حنفی اور خانقاہی مشرب پر تھے، انھیں جب کوئی مہم پیش آتی تو وہ اولیا و اصفیا کے درباروں پر دستک دیتے، اور فتح و کامرانی کے لیے دعا کرتے، اسی طرح جب کوئی معرکہ سر کر لیتے تو ان کے درباروں میں آکر آداب نیاز بجا لاتے، اور خدام کو نذور و فتوح سے نوازتے، یوں تو بارگاہ قطب المدار میں سبھی سلاطین اپنی جبین نیاز جھکانے آتے تھے، البتہ درج ذیل چند مشہور شخصیات کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

سلطان ابراہیم شرقی اور دربار قطب المدار:

آپ کو بارگاہ قطب المدار سے شرف ارادت بھی حاصل ہے، جونپور میں جب حضرت قطب المدار کی آمد ہوئی تو آپ حضرت کے آداب زیارت خوب بجا لاتے چناں چہ میاں محمد سعید پروفیسر جارج میسن یونی ورسٹی امریکہ لکھتے ہیں:

> ”سلطان حسین شاہ حضرت شاہ مدار کا بھی بڑا گرویدہ تھا، ان سے اظہار عقیدت کے لیے اس نے ان کی درگاہ واقع مکن پور کا ایک دروازہ بھی تعمیر کروایا تھا، جو چور دروازہ کے نام سے مشہور ہوا، ان کے نام کا کتبہ (۱۴۶۸ء) اب تک وہاں موجود ہے“[1]

(۱) ... تاریخ مشایخ شیراز ہند جونپور، ص:۱۵۹، اسلامک بک پبلشرز لاہور ۱۳۹۶ھ

مؤرخ جون پور اقبال احمد جون پوری لکھتے ہیں:

"حضرت زندہ شاہ قطب المدار ہندوستان کے بہت ہی مشہور و معروف اور باکمال اور نادر الوجود فقرا میں ہیں، آپ حلب شام کے رہنے والے اور حضرت طیفور شامی سے بیعت تھے... سلطان ابراہیم شاہ شرقی آپ سے بڑی عقیدت و محبت رکھتا اور بہت ہی عزت و تعظیم سے پیش آتا تھا، آپ کے وصال کے بعد مکن پور میں ابراہیم شرقی نے بہت عالیشان مقبرہ تعمیر کرایا، جو فن تعمیر کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، یہ مقبرہ ۳۱/ فٹ ۱۶/ انچ میں ہے، اور گنبد سے ڈھکا ہوا ہے"(۱)

شیخ امیر حسن فنصوری روضۂ قطب المدار کے بابت لکھتے ہیں:

"ایں قبۂ پر نور تعمیر کنانیدہ سلطان ابراہیم شرقی جونپوری ست، سلطان ابراہیم شرقی جونپوری موصوف کہ یکی از مریدان آنحضرت بود بر مرقد منور حاضر گردیدہ بنا بر بنای گنبد و خانقاہ عالی اجازتے داد، تعمیر گنبد آغاز شد، وقتیکہ بتقریب عرس آنحضرت حاضر شد، بر ملازمان خویش غضبناک گردید و گفت کہ حکم ما بنا بر گنبد عالی و عمارت بلند بود، اینچہ کردہ اید، باز از سر نو عمارت نفیس تیار کردہ اید، مہتمم عمارت دست بستہ عرض کرد کہ عجیب معاملہ ایست کہ دریں حضرت اجازت عمارت عالی نیست، از روی بشارت اینقدر تیار نمودہ شد، چنانچہ سلطان راہم بشارت شد، پس آنہمہ از معرض عتاب شاہی خلاصی یافتند"(۲)

ترجمہ: یہ قبۂ پر نور سلطان ابراہیم شرقی جونپوری کا تعمیر کردہ ہے، سلطان

---

(۱)... تاریخ سلاطین شرقی و صوفیاے جون پور، ج:۱، ص:۳۸۰، ناشر اقبال احمد جون پوری پبلشنگ ہاوس جون پور

(۲) .. تذکرۃ المتّقین، ج:۲، ص:۱۵۳۔۱۵۴، فصل سیزدہم در ذکر شاہان اِلخ...، مطبع عزیزی کان پور ۱۳۲۳ھ

ابراہیم شرقی جونپوری جو حضرت قطب المدار قدس سرہ کے مریدین میں سے تھے، حضرت کی مرقد انور پر حاضر ہوکر ایک گنبد اور عالی شان خانقاہ بنانے کی اجازت دی، گنبد کی تعمیر کا کام شروع ہوا، جس وقت سلطان ابراہیم شرقی عرس کی تقریب میں حاضر ہوئے، تو اپنے ملازموں پر غضب ناک ہوئے، اور کہا کہ ہم نے ایک عالی شان گنبد اور بلند عمارت کی تعمیر کا حکم دیا تھا، یہ تم نے کیا کر دیا، پھر از سر نو ایک عمدہ عمارت تیار کرو، مہتمم عمارت نے دست بستہ عرض کیا کہ عجیب معاملہ ہے کہ عالی شان عمارت بنانے میں حضرت کی اجازت نہیں ہے، آں حضرت کی بشارت کے موجب اس قدر تیار ہوا ہے، اسی طرح پھر سلطان کو بھی بشارت ہوئی، اور وہ سب عتاب شاہی سے محفوظ ہو گئے۔

ہیلمٹ رفلڈ اپنی کتاب "Lived Islam in South Asia" میں لکھتے ہیں:

"After Shah Madar died, Ibrahim Sharqi built a tomb over his grave" (1)

ترجمہ: حضرت شاہ مدار کے وصال فرمانے کے بعد ابراہیم شرقی نے ان کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کرایا تھا۔

مظفر عالم اپنی کتاب "دی مغلس اینڈ دی سوفیز" میں لکھتے ہیں:

"Sultan Ibrahim Sharqi built a tomb on his grave"(2)

---

(1). Lived Islam in South Asia,p:259,published by Social Science press Delhi

)2(. The Mughals and the Sufies,published by State University of New York

ترجمہ: سلطان ابراہیم شرقی نے آں حضرت قطب المدار کی قبر پر گنبد تعمیر کیا تھا۔

ولیم کروک اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"His tomb was built by Sultan Ibrahim Sharqi of Jaunpur under the superintendence of the nephew of Sayyad sadar Jahan, The other buildings date Frome the times of Akber, Shahjahan and Aurangzaib"(1)

ترجمہ: یہ گنبد جون پور کے بادشاہ ابراہیم شرقی کے حکم پر حضرت صدر جہاں اور آپ کے بھتیجوں کی زیر نگرانی بنایا گیا تھا، بقیہ عمارات اکبر، شاہ جہان اور اورنگ زیب کے وقت میں تعمیر میں آئیں۔

علاوہ ازیں سلطان ابراہیم شرقی نے سرزمین جونپور پر ایک حجرۂ قطب المدار کی داغ بیل بھی ڈالی، جس کا ذکر محمد فصیح الدین کی کتاب "The Sharqi Monuments of Jaunpur" میں ملتا ہے۔

سلطان ہمایوں اور دربار قطب المدار:

اگرچہ بارگاہ قطب المدار میں سلطان ہمایوں کی حاضری کا ثبوت تحریرات میں فراہم نہیں ہوتا، البتہ سلطان ہمایوں کے ساتھ جو واقعۂ شکست پیش آیا، وہ خود اس کی زبانی تحریر ہے، چناں چہ ملا لعل بدخشی لکھتے ہیں:

"در واقعات ھمایونی کہ از مصنفات جنت آشیانی است، بہ دستخط ایشاں

)1(. An Ethnographical hand book for the N-W provices and oudh,p:85,Allahbad press 1890

نوشتہ دیدم کہ آں شکستی کہ ما را در مرتبۂ اخیر در قنوج در محرم الحرام سنہ سبع و اربعین و تسعمائۃ دست داد و شیر خان و افغان بر ما غلبہ نمود، ھمہ بہ واسطہ امداد و عنایت حضرت شاہ مدار است، نہ اعداو بے عنایتی وی نسبت بہ جناب ما، چہ اہل عسکر ما در آں دیار در مکھن پور بے اعتدالی از حد گذرانیدہ، اسباب و اشیای مردم آنجای را تمام بہ غارت بردند و لھذا در روز حرب دیدہ می شد کہ صد ہزار در ہزار قلندران سیاہ پوش با چوبھای بزرگ در دست، جملہ بر لشکر ما حملہ می آورند، چوں ایں پریان دیدہ شد، عھد نمودم کہ اگر فتح ھند بار دیگر میسر ما گردد، بر سر فایض الانوار شاہ قریات متعدّدی وقف کردہ شود، چوں بار دیگر ھند در حیطۂ ضبط جنت آشیانی آمد بہ موجب وعدۂ خود ہفتاد ھزار بیگہ زمین وقف مزار فایض الانوار وی بکرد"(۱)

ترجمہ: واقعات ہمایونی میں جو کہ جنت آشیانی کی تصنیفات سے ہے، میں نے خود ہمایوں کے دستخط کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا کہ ہمیں محرم الحرام سنہ ۹۴۷ھ میں قنوج میں جو شکست حاصل ہوئی، اور شیر خان افغان ہم پر غالب ہوا، یہ سب حضرت شاہ مدار کی عنایت و امداد کی وجہ سے تھا، نہ کہ دشمنوں کی ذاتی طاقت کی بنیاد پر، اور حضرت قطب المدار کی توجہ ہم پر اس وجہ سے نہیں ہوئی، ہمارے لشکر والوں نے اس دیار میں مکن پور کے اندر حد سے زیادہ ناانصافی کی اور وہاں کے لوگوں کے سامان و اشیا کو لوٹ لیا تھا، اسی وجہ سے روز جنگ دیکھا گیا تقریبا ایک لاکھ سیاہ پوش قلندر اپنے ہاتھوں میں بڑی بڑی لاٹھیاں لیے ہوئے ہمارے لشکر پر حملہ کر رہے ہیں، جب یہ منظر دیکھا گیا تو میں نے

(۱) ... ثمرات القدس، ص:۲۵، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، سنہ کتابت ۱۱۰۶ھ

عہد کر لیا کہ اگر فتح ہند دوسری بار ہم کو میسر ہوئی، تو مزار فائض الانوار شاہ مدار کے نام متعدّد بستیاں وقف کی جائیں گی، جب دوسری بار ہند جنت آشیانی کی مملکت میں آیا تو ہمایوں نے وعدہ کے مطابق ستر ہزار بیگہ زمین مزار فائض الانوار کے نام وقف کی۔

بادشاہ جلال الدین اکبر اور دربار قطب المدار:

جب جلال الدین اکبر تخت سلطنت پر فائز ہوا تو بارگاہ قطب المدار میں حاضر ہو کر آداب نیاز بجا لایا اور صاجزادگان مکن پور کے لیے کافی مراعات بھی جاری کیں، چناں چہ سید امیر حسن فنصوری لکھتے ہیں:

”جلال الدین محمد اکبر شاہ غازی وقتے کہ حکمران شد، حاضر آستانہ حضرت قطب المدار شد، فرمان ہذا کہ نبشتہ می آید ارقام فرمود، وقتے اکبر خواست کہ برائے مصارف صاجزادگان علاقہ وقف کردہ شود، چوں طبائع ایشاں راغب بایں سو نبود، لہذا در گرفتن علاقہ انکار فرمودند، ناچار ماندہ دوام از کمال عقیدت بجناب حضرت شاہ مدار قدس سرہ غلاف مزار شریف و شامیانہا و در پردہا نذر می کردو نیز تحف و تحائف برائے صاجزادگان ارسال میداشت“[1]

ترجمہ: جلال الدین محمد اکبر شاہ غازی جس وقت حکمران بنا تو حضرت قطب المدار کے آستانے پر حاضر ہوا، اور ایک فرمان تحریر فرمایا، ایک وقت اکبر نے یہ خواہش ظاہر کی کہ صاجزادگان کے مصارف کے لیے علاقہ وقف کر دیا جائے، لیکن ان کی طبیعتیں اس طرف مائل نہیں ہوئیں اور علاقہ لینے سے انکار

(۱)... تذکرۃ المتّقین، ج:۲، ص:۱۷۶، فصل چہاردہم در بیان معافی واراضی مکن پور، مطبع عزیزی کان پور

کر دیا، اکبر بادشاہ ہمیشہ کمال عقیدت سے بارگاہ حضرت شاہ مدار قدس سرہ میں غلاف مزار، شامیانے اور چادریں نذر کرتا تھا، نیز صاحبزادگان کو تحائف بھی پیش کرتا تھا۔

بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر اور دربار قطب المدار:

بادشاہ وقت حضرت اورنگ زیب عالم گیر کو اولیا و اصفیا سے بغایت درجہ عقیدت تھی، آپ کو بارگاہ قطب المدار سے بھی قلبی رشتہ تھا، سن رسیدہ ثقہ حضرات بتاتے ہیں کہ جب بادشاہ اورنگ زیب علیہ الرحمہ مکن پور شریف سے قریب ایسن ندی کے کنارے پہنچے تو اپنے گھٹنوں کو زمین پہ رکھ کر پیادہ پا راہ مکن پور شریف اختیار کی، منتخب اللباب اور عالمگیر نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکن پور میں آپ کی آمد سترہ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ میں ہوئی، چناں چہ بختاور خان مرآۃ العالم میں لکھتے ہیں:

”چہاردہم کہ عبور موکب منصور از نواحیٔ مکن پور میشد بروضۂ قدسیۂ قدوۂ اصفیای عظام حضرت سید بدیع الدین قدس سرہ کہ بزبان عوام اھل ھند بحضرت شاہ مدار اشتھار دارد رفتہ رسم زیارت بجا آوردند و دو ہزار روپیہ بسکنہ آں مقام عنایت شد“[1]

ترجمہ: چودھویں ربیع الثانی کو دارہ شکوہ سے مظفر و منصور ہو کر نواحیِ مکن پور سے گزر ہوا، تو اورنگ زیب عالم گیر قدوۂ صوفیاے عظام حضرت سید بدیع الدین قدس سرہ کے روضۂ قدسیہ پر حاضر ہو کر رسم زیارت بجا لائے، اور دو ہزار روپے وہاں کے خدام کو دیے۔

(۱) ... مرآۃ العالم عرف تاریخ اورنگ زیب، ج:۲، ص:۹۸، مطبوعہ ادارہ تحقیقات پاکستان پنجاب لاہور

مؤرخ خافی خان نظام الملک [ولادت: ۱۶۶۴ء/وفات: ۱۷۳۲ء] منتخب اللباب میں جلوس عالمگیری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"بعد زیارت مزار قدوۂ اصفیا حضرت سید بدیع الدین عرف شاہ مدار دہ ہزار روپیہ بخدمۂ آں درگاہ عنایت فرمودہ کوچ نمودند"

ترجمہ: حضرت اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ نے قدوۂ اصفیا حضرت سید بدیع الدین عرف شاہ مدار قدس سرہ کے مزار کی زیارت کے بعد درگاہ کے خدام کو دس ہزار روپے چاندی کے عنایت فرما کر وہاں سے آگے کی طرف کوچ فرمایا۔ (۱)

مکن پور شریف میں آپ کی آمد کا ذکر مآثر عالم گیری، وقائع عالمگیری، وغیرہ سب میں موجود ہے۔

حضرت اورنگ زیب نے بارگاہ قطب المدار میں حاضر ہو کر ایک قطعہ بھی کہا جس کے بابت سید امیر حسن فضوری لکھتے ہیں:

"وقتیکہ عالم گیر پادشاہ برای زیارتش حاضر گردید، ایں قطعہ طبعزاد فی البدیہ خواند ؎

بیا کہ اوج کمالات را ظہور ایں جا ست
بیا کہ مرجع ہر قیصر و قصور ایں جاست
جناب اقدس شاہنشہ مدار جہاں
بپای دیدہ بیا و ببیں کہ نور ایں جاست" (۲)

---

(۱) منتخب اللباب، ج:۲، ص:۴۸، جلوس عالم گیری بتاریخ سترہ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ، مطبع مظہر العجایب کلکتہ ۱۸۷۴ء

(۲) .. تذکرۃ المتقین، ج:۲، ص:۱۵۴، فصل سیزدہم در ذکر شاہان و امرا، مطبع عزیزی کان پور ۱۳۲۵ھ

ترجمہ:جس وقت عالم گیر بادشاہ بارگاہ قطب المدار قدس سرہ میں زیارت کے واسطے حاضر ہوئے، توفی البدیہ برجستہ ایک قطعہ پڑھا، جس کا ترجمہ یہ ہے:

آکر دیکھ بلند کمالات کا اس جگہ ظہور ہے، ہر سلطان و وزیر کی اس جگہ آمد و رفت ہے، شہنشاہ مدار جہاں کی بارگاہ اقدس میں نگاہوں کے بل آکر دیکھ کہ نورانیت اس جگہ برس رہی ہے۔

بعد ازاں حضرت اورنگ زیب عالم گیر علیہ الرحمہ نے وہاں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کرائی، جو آج تک مسجد عالم گیری کے نام سے موسوم ہے، اور سجادگان کی اجازت سے بارگاہ قطب المدار کے چاروں جانب جالیاں نصب کرائیں، ان سب کی تفصیل تذکرۃ المتقین جلد دوم میں مذکور ہے۔

شاہ جہان بادشاہ اور دربار قطب المدار:

شاہ جہان بھی ان بادشاہوں میں شامل ہیں، جنھیں حضرت قطب المدار علیہ رحمۃ اللہ الجبار کے در پر حاضری کا شرف حاصل ہوا، آپ نے ہی بارگاہ قطب المدار میں حاضر ہوکر تہ خانہ کا دالان تعمیر کرایا، صاحبزادگان کو علاقہ جات کی معافی دینے کی خواہش ظاہر کی، لیکن صاحبزادگان نے اس سے صریح انکار دیا، چناں چہ امیر حسن فنصوری دالان تہ خانہ کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”ایں عمارت سنگی مع تہ خانہ بعہد شاہ جہاں بادشاہ تعمیر گشت، ایشاں ہم بہ تمنای زیارت آستانہ فیض کاشانہ حضرت سیدنا سید بدیع الحق والدین حاضر شدند و مشرف بزیارت گشتند و خواستند کہ خانقاہ بعمارت شاہی تیار کردہ اید، مگر

اجازتے بدست نیامد، ناچار مجبور شد ونیز بادشاہ موصوف ہر چند خواست کہ معافی علاقہ برای مصارف صاحبزادگان مہیا دارد و بوقف خانقاہ کند مگر کسے منظور نکرد"(۱)

ترجمہ: یہ پتھر کی عمارت تہ خانہ کے ساتھ عہد شاہ جہان میں تعمیر ہوئی، یہ (شاہجہاں) حضرت سیدنا سید بدیع الحق والدین کے آستانۂ فیض کاشانہ کی زیارت کے قصد سے حاضر ہوئے، اور زیارت کے شرف سے مشرف ہوئے، اور چاہا کہ خانقاہ کو شاہی عمارت میں تیار کردیں مگر کوئی اجازت نہ ملی، ناچار ایسا کرنے سے قاصر رہے، علاوہ ازیں بادشاہ موصوف نے ہر چند کوشش کی کہ علاقہ جات کی معافی صاحب زادوں کے مصارف کے لیے مہیا کی جائے، اور خانقاہ کے لیے وقف کردی جائے، مگر کسی نے منظور نہ کیا۔

جواں بخت بہادر [۱۷۴۹۔۱۷۸۸] اور دربار قطب المدار:

جواں بخت بہادر جب اپنے ایک معرکہ میں کام یاب ہوا تو بارگاہ قطب المدار میں حاضر ہوکر آداب نیاز بجا لایا، چناں چہ ہادی کامور خان تذکرۃ السلاطین چغتا میں لکھتے ہیں:

"شاہِ جوان بخت بعد آں فتح سترگ بعزم زیارت مزار شریف سر آمد عاشقان الٰہی حضرت شاہ بدیع الدین قدس سرہ کہ بزبان عامہ بہ شاہ مدار معروف اند وکشف وکرامات آنجناب در اکثر کتب مرقوم است، متوجہ مکن پور گشت، بعد دریافت آں سعادت عظمی بصوب مستقر الخلافہ اکبر آباد روگزاشت"(۲)

(۱) ... تذکرۃ المتّقین، ج:۲، ص:۱۶۰، فصل سیزدہم، مطبع عزیزی کان پور

(۲) .. تذکرۃ السلاطین چغتا، ص:۱۶۵-۱۶۶، مطبوعہ ایشیا پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ بمبئی

ترجمہ: شاہ جواں بخت سترگ کی فتح کے بعد مرجع عاشقان الٰہی حضرت شاہ بدیع الدین قدس سرہ جو عوام کی زبان پر شاہ مدار سے مشہور ہیں، اور جن کے کشف و کرامات اکثر کتب میں تحریر ہیں، کے مزار کی طرف بعزم زیارت متوجہ ہوا، اس سعادت عظمی کو حاصل کرنے کے بعد دار الخلافت اکبر آباد کی جانب کوچ کر گیا"

نواب بہادر خان اور دربار قطب المدار:

بانیِ شاہجہاں پور نواب بہادر خان چغتا کو حضرت قطب المدار سے بہت عقیدت تھی، آپ کے دربار میں کئی مرتبہ حاضریاں بھی دیں، ایک مرتبہ حاضر ہوکر پتھر کا ایک دالان تعمیر کرایا، چناں چہ مبارک شمیم سخنوران شاہجہاں پور میں لکھتے ہیں:

"مکن پور میں حضرت شاہ بدیع الدین صاحب معروف شاہ مدار نور اللہ مرقدہ کے احاطۂ درگاہ کے اندر زائرین کے قیام و آسائش کے لیے آپ نے پتھر کا ایک عالیشان دالان تعمیر کرایا تھا، جو آج بھی موجود ہے، اس پر فارسی کا یہ قطعہ کندہ ہے:

قطعہ

بر آستانہ مہر سپہر عین یقیں
مدار عالم و علم و عمل بدیع الدین
بعہد شاہجہاں بادشاہ دیں پرور
کہ شد ز لطف عمیمش جہاں پرائیں
باعتقاد دل نیت بہادر خاں

کشید سر بفلک ایں عمارت سنگیں
بچشم اہل یقین ایں مقام محمود است
کہ گفت حضرت عیسیٰ بچرخ جبل متیں (۱)

شہزادہ فرخ سیر [۱۶۸۵-۱۷۱۹] اور دربار قطب المدار:

شہزادہ فرخ سیر شہید مظلوم ۱۲ر ذوالحجہ کو بارگاہ قطب المدار میں حاضر ہوا اور زیارت سے مشرف ہوا چناں چہ ولیم "لیٹر مغلس" میں لکھتے ہیں:

"and the town of Makanpur on the 12th.on the next day visits were paid to the shrine of Shah Madar and gifts were distributed there and the tombs of other holy men"(2)

ترجمہ: اور بارہ ذی الحجہ کو مکن پور کے علاقہ میں پہنچے، دوسرے دن مزار شاہ مدار کی زیارت کی، اور وہاں انعامات تقسیم کیے گئے، علاوہ ازیں دیگر کریم حضرات کے گنبدوں پر حاضری دی۔

سری دھارا اپنی کتاب جنگ نامہ میں لکھتا ہے:

"फरूखसियर ने दूसरे दिन दरबार किया । मुज्जफर खां को खांजहां बहादूर और रहमत खां को मुतहोवरखां की उपधि प्रदान की गईअन्य सब सरदारों को इनाम आदि दिया गया ।, चार दिन तक वहीं रह कर तदनंतर फर्रुख सियर ने शाह मदार के शहर में पहुंच कर जियारत की और दस दिन तक वहीं

---

(۱)... سخنوران شاہجہاں پور، ص:۴۳، مطبوعہ تخلیق کار پبلشرز دہلی

)2(. Later Mughals,v:1,p:22,Atlantic publishers New Delhi

पड़ाव रहा[1] "

محمد شاہ بادشاہ غازی اور دربار قطب المدار:

بادشاہ شاہ عالم اول اور خواجہ میرزا خان غازی دونوں بارگاہ قطب المدار میں حاضر ہوئے اور خدام کے لیے ایک فرمان جاری کیا، جو درج ذیل ہے:

"ھو اللہ سبحانہ

حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ

نیاز مند درکاہ بتاریخ بست و ششم ربیع الثانی ۱۱۴۴ھ بہ نیت زیارت درکاہ شاہنشاہ عازم شدہ در تالح مذکور وکالت درکاہ جناب عالی بعزیز القدر میاں محمد ماہ و میاں محمد امین عرف مداری و سید ہادی و شیخ چاند مقرر نمودہ شد کہ دراں جناب خمستہ الاوقات بدعای خیر و فاتحہ فائحہ بتوجہ احوال ایں نیاز مند باشند و آنچہ از نیاز درکاہ شریف. بنبشتہ بنام بردہ ہا میرسیدہ باشد، و از برادران و فرزندان ہر کس ہر چہ از نیاز بگذارند بمشار الیہم برساند، بتالح صدر مرقوم گفتہ۔ اللھم انفعنا و اعف عنا.[2]

ترجمہ: ھو اللہ سبحانہ (اللہ ہی کے لیے پاکی ہے)، نیاز مند حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کی درگاہ پر زیارت کی نیت سے ۲۶/ ربیع الثانی ۱۱۴۴ھ کو عازم ہوا، تاریخ مذکور میں حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کی درگاہ کی وکالت عزیز القدر میاں محمد ماہ، میاں محمد امین عرف مداری، سید ہادی اور شیخ چاند کو سپرد کی گئی کہ اس بارگاہ میں پانچوں اوقات میں اس

(1). जंगनामा,पृष्ठ:8, नगरी पिराकरणी सभा 1989

(۲) .. قلمی شاہی فرمان مع مہر، مملوکہ قاضی سید محمد توثیق مکن پوری

نیاز مند کے احوال کو ملحوظ رکھ کر دعاے خیر اور فاتحہ شریف کریں گے، اور جو کچھ درگاہ کی نیاز سے چادروں کے نام سے پہنچا ہو، اسے درج رجسٹر کیا جاے، اسی طرح جو کچھ برادروں اور فرزندوں سے نیاز پیش ہو، ان میں سے مشار الیہم چاروں کی خدمت میں نذر پیش کی جائے، تاریخ شروع میں لکھ دی گئی ہے، اے باری تعالیٰ! ہم کو نفع دے اور معاف فرما۔

علاوہ ازیں بارگاہ قطب المدار میں حاضر ہونے والے بادشاہوں کی ایک طویل فہرست ہے، مثلا عالمگیر ثانی،، شاہ عالم ثانی، الماس علی خان وغیرہ۔ اور بارگاہ میں حاضر ہو کر ان کے تحریر کردہ خطوط آج بھی رضا لائبریری رام پور میں موجود ہیں، بہت سے خطوط بوسیدہ حالت میں قاضی سید توثیق منصف جعفری مکن پوری زید فضلہ کے پاس محفوظ ہیں۔

گروہ دیوانگان "ملنگ" اور ان کی حقیقت:

سلسلۂ مداریہ سے کئی شاخیں منشعب ہیں، انھیں ہفت گروہ مداریان بھی کہا جاتا ہے، مثلا دیوانگان، عاشقان، طالبان، خادمان، اجملیان، حسامیان، مخدومیان وغیرہ، یہ شاخیں خلفاے قطب المدار سے جاری ہوئیں، ان شاخوں میں ایک اہم نوع دیوانگان ہے، یہ شاخ خلیفۂ قطب المدار حضرت سید جمال الدین جمن جتی بغدادی ثم بہاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منشعب ہوئی، جو ساری اقسام میں کثیر الانواع ہے اور بر صغیر میں معروف و مشہور ہے، اولا گروہ دیوانگان سے صوفیاے اہل تجرید و تفرید کی ایک جماعت ملنگ کے نام سے شہرت پذیر ہوئی، بعد میں دوسرے گروہوں سے بھی ملنگ حضرات کا ظہور ہوا، ملنگ صرف سلسلۂ مداریہ کی اصطلاح میں

اہل تجرید و تفرید صوفیا کو کہا جاتا ہے، محقق عصر شیخ شریف احمد نوشاہی ان شاخوں کا تعارف کراتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"حضرت شاہ مدار کے پانچ خلفاے اکبر تھے، اول سید جمال الدین جانمن جنتی المعروف میراں جمن جتی متوفی ۹۵۱ھ ان کے پیرو دیوانگان کہلاتے ہیں، اور یہ باون گروہ ہیں، مثل دیوانگان سلطانی اور دیوانگان رشیدی وغیرہ کے، دوم سید اجمل، ان کے پیرو اجملی کہلاتے ہیں، سوم خلیفہ کے پیرو طالبان کہلاتے ہیں، یہ دو گروہ ہیں، چہارم خلیفہ کے پیرو خادمان کہلاتے ہیں، یہ چار گروہ ہیں، پنجم قاضی مطہر قلہ شیر متوفی ۸۱۴ھ، ان کے پیرو عاشقان کہلاتے ہیں، اور یہ آٹھ گروہ حسب ذیل ہیں، عاشقان نوروزی شاہ امام نوروز سے، عاشقان سوختہ شاہی سید خاکسار سے، عاشقان کمر بستہ شاہ درگاہی کمر بست سے، عاشقان امان شاہی شاہ امان اللہ درویش دہلوی سے، عاشقان گوپالی باباگوپال درویش سے، عاشقان مکھا شاہی میراں مکھا سے، عاشقان کمال قادری مولانا شیخ کمال الدین قریشی سے، عاشقان کریم شاہی شیخ کریم الدین سے،"[1]

محقق امیر حسن فضوری لکھتے ہیں:

"گروہ دیوانگان از حضرت سید جمال الدین جانمن جتنی خلیفۂ حضرت سید بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار قدس سرہ انسلاک دارد"[2]

ترجمہ: گروہ دیوانگان خلیفۂ حضرت سید بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار قدس سرہ حضرت سید جمال الدین جانمن جنتی سے تعلق رکھتا ہے۔

---

(۱) ... شریف التواریخ، ج:۱، ص:۱۶۷، ادارہ معارف نوشاہی ساہن پال شریف گجرات ۱۳۵۵ھ

(۲) .. تذکرۃ المتقین، ج:۲، ص:۳۳، فصل سوم در تشریح لفظی گروہ الخ...، مطبع عزیزی کان پور

دستور الفقرا میں ہے:

"تیسرے خلیفہ سید جمال الدین جان من جنتی سنہ ۹۵۱ھ میں فوت ہوئے، مزار بمقام ہیلسہ علاقہ کونچ بہار میں ہے، ان کے فقیر دیوانگان کہلاتے ہیں، ان کی باون شاخیں ہیں"(۱)

تجرید و تفرید، احرامی شکل کا سیاہ لباس اور لمبے بال اس گروہ کی خاص شناخت ہے، ان کو تاریخ میں عظیم مقام حاصل ہے، جب جنت آشیانی بادشاہ ہمایوں کے لشکر نے دسویں صدی ہجری میں مکن پور شریف کے اندر غارت گری کی، تو یہی سیاہ پوش فقرا ان کی شکست کا سبب بنے، اور ان کے خلاف مضبوط قلعہ بن کر ابھرے، جیسا کہ سابق میں بادشاہ ہمایوں کے بیان میں گزرا۔

سرندیپ ایسا مقام ہے جہاں حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام سب سے پہلے قدم رنجہ ہوئے، وہاں راہون نامی ایک پہاڑ پر آپ کے قدموں کے نشان ہنوز مرجع خلائق ہیں، جن سے زائرین تبرک و نیاز حاصل کرتے ہیں، میر غلام علی آزاد بلگرامی اپنی کتاب "سبحۃ المرجان" میں قدم آدم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قد لقيني في أيام تأليف هذه الرسالة سياح ثقة بدار الفتوحات أركات و هي بلدة معروفة من أعاظم بلاد كرناتك، قريبة من دار الخلافة سرنديب، مضت لخروجه منها ثلاثة أشهر، حكى عندي:إنى زرت قدم آدم عليه السلام، و درت حول ذلك المحل و قد سكن هنا من مدة جماعة من الدراويش المدارية، يخدمون القدم الأقدس، و

(۱)... دستور الفقرا المسمی بہ آئین فریدی، مصنفہ عالم فریدی، مطبع چیون پرکاش دہلی

یاخذون ما یصل عنده من الفتوحات، و فیهم مقتدی و هم منسو بون إلی الشیخ بدیع الدین قطب المدار نور الله ضریحه من مشاهیر أولیاء الهند و کبرائهم، توفی فی الثامن عشر من جمادی الأولی سنة ثمان و ثلاثین و ثمان مأة علی روایة و مرقده بموضع مکنبور علی مرحلة من بلدة قنوج المذکور فی القاموس"[1]

ترجمہ: ایام تصنیف میں دار الفتوحات ارکات کے ایک مستند سیاح سے میری ملاقات ہوئی، ارکات کرناٹک کے عظیم شہروں میں سے ایک مشہور شہر ہے، جو دار الخلافت سرندیپ سے قریب ہے، اس سیاح کو باہر نکلے ہوئے تقریباتین ماہ ہو چکے تھے، انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے قدم آدم علیہ السلام کی زیارت کی، اور میں اس جگہ کے ارد گرد گھوما، وہاں ایک مدت سے مداری درویشوں کی جماعت سکونت پذیر ہے، جو قدم اقدس حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت و حفاظت کرتے ہیں، اور اس سے ملنے والے فتوح و نذور پاتے ہیں، اور ان میں ان کا ایک مقتدا بھی ہے، اور یہ لوگ حضرت شیخ بدیع الدین قطب المدار نور اللہ مرقدہ کی طرف منسوب ہیں، حضرت قطب المدار ہندوستان کے مشہور اور کبار اولیا میں سے ہیں، ایک روایت کے مطابق ۱۸ر جمادی الاول سنہ ۸۳۸ھ میں آپ کا وصال ہوا، آپ کا مرقد شہر قنوج سے کچھ دور موضع مکن پور میں ہے، قنوج کا ذکر قاموس میں کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں جب سرزمین ہند پر انگریزوں کا تسلط ہوا اور ساری قومیں فرنگیوں کی

---

(۱) ... سبحۃ المرجان فی آثار ھندوستان، ص:۴۵، مطبوعہ بیروت ۲۰۱۵

غلام بننے پر مجبور ہوگئیں، تو اسی جماعت کے ایک فرد "مجنوں شاہ ملنگ مداری" نے سنہ ۱۷۵۷ء میں سب سے پہلے ایک بڑی جماعت کے ساتھ انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کیا، اور طویل عرصے کے بعد جنگ کے دوران سنہ ۱۷۸۷ء کو جام شہادت نوش کیا، مزار مکن پور شریف میں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے انظر عقیل ہاشمی ریسرچ اسکالر جامعہ ملیہ اسلامیہ کی کتاب "جنگ آزادی کا ایک گمنام قائد بابا مجنوں شاہ ملنگ مداری" ملاحظہ کریں، جو عن قریب نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا سے تیئیس زبانوں میں شائع ہوگی۔

ملنگ اور تجرید و تفرید:

ملنگ قلندریہ و ملامتیہ کے مانند اپنا ظاہر قابل ملامت رکھتے ہیں، جب کہ ان کا باطن نہایت صاف ستھرا اور پاکیزہ ہوتا ہے، یہ تجرید و تفرید پر خوب زور دیتے ہیں، دنیوی مطاعن کی فکر نہیں کرتے، صاحب برہان قاطع ملنگ کا معنی لکھتے ہیں:

"ملنگ بروزن پلنگ مردم مجرد و سروپا برہنہ، بیہوش و مست الٰہی را گویند"

ترجمہ: ملنگ پلنگ کے وزن پر مجرد، ننگے سر پاوں والے، بے ہوش اور مست الٰہی شخص کو کہتے ہیں۔ (۱)

فیروز اللغات اردو میں ملنگ کے درج ذیل معانی مذکور ہیں:

"بے خود، آپے سے باہر، بے ہوش، مجرد آدمی، شاہ مدار کے مرید" (۲)

قلندر حقیقتا ملنگ کا مترادف ہے، اسی لیے درج ذیل قلندر کے بابت ایک واقعہ نقل ہے، چناں چہ سید امیر حسن فضوری قدس سرہ لطائف قدوسی کے حوالے سے

---

(۱) ... برہان قاطع، ج:۴، ص:۲۰۳۳، مطبوعہ آفس رشیدیہ تہران

(۲) .. ص:۱۲۸۵، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

لکھتے ہیں:

”حضرت عبد القدوس گنگوہی فرماتے ہیں کہ ہم نے شیخ محمد فخر الدین جونپوری سے دریافت کیا کہ شیخ حسین نماز نہیں پڑھتے، تو حضرت نے فرمایا: کون کہتا ہے کہ شیخ حسین قلندر نماز نہیں پڑھتے، شیخ حسین کا تعلق قلندریہ سے ہے، اور اے عزیز: قلندریہ سے ترک فرائض بحسب ظاہر ہے، کہ حق سبحانہ وتعالی نے انھیں مرتبۂ روحی عطا کیا ہے، اور اس پر قدرت دی ہے کہ وہ ایک وقت میں بغیر جسم وروح کے خود کو چند جگہوں پر ظاہر کریں، پس اگر کسی وقت ان سے ترک فرائض ظہور میں آتا ہے، تو ممکن ہے کہ وہ اسی وقت دوسرے مقام پر فرائض بجالا رہے ہوں، اور یا عقل جس پر احکام شرعیہ کا دار و مدار ہے، اس میں کوئی خلل آ گیا ہو کہ معتوہ العقل ہو گئے، اگرچہ بعض امور میں ان سے بظاہر ہوشیاری نمودار ہو۔“(۱)

قلندریوں کے مانند ملنگوں کی جماعت پر بھی علماے شریعت کم اعتماد رکھتے ہیں، مگر حقیقت یہی ہے کہ اگرچہ ان کا ظاہر قابل تقلید نہ ہو، البتہ ان کا باطن خشیت الٰہی و تقوی شعاری کا منبع ہوتا ہے، اسی جانب توجہ دلاتے ہوئے قطب عالم حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ فرماتے ہیں:

”جماعۃ از فقرا مداری رقص و شغب داشتند، در دل یکی از اھل تماشا گذشت کہ دریں بدعتیان کسی از ارباب کمال خواہد بود، یکی از آنہا نزدیک آمدہ، گفت بیت: خاکساران جھاں را بحقارت منگر. توچہ دانی کہ دریں گرد سواری باشد میفر مود انکار ھیچ کسی نباید نمود کہ دریں صور معانی حقیقت جلوہ گر است“(۲)

---

(۱) ... تذکرۃ المتّقین، ج:۲، ص:۲۱-۲۲، فصل دوم در بیان معنی اِلخ...، مطبع عزیزی کان پور

(۲) .. مقامات مظہری، ص:۵۰، فصل چہارد ہم در بیان بعضے از منامات اِلخ...، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ

ترجمہ: سلسلۂ مداریہ کے فقرا کی ایک جماعت رقص و سرود کر رہی تھی کہ اہل تماشا میں سے ایک کو خیال آیا، ان بدعتیوں میں بھی کوئی صاحب کمال ہوتا ہوگا، تو ان فقرا میں سے ایک نزدیک آیا اور کہا ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سواری باشد

خاکساروں کو حقارت سے مت دیکھ، تو کیا جانے کہ اس گرد میں کوئی شہ سوار ہو۔

فرماتے ہیں کہ کسی کا انکار نہیں کرنا چاہیے، کیوں کہ ان صورتوں میں معانیِ حقیقت جلوہ گر ہیں۔

چلے (ریاضت و مجاہدات) اور حضرت قطب المدار:

بارگاہ رب ذوالجلال کی طرف متوجہ ہو کر کسی خاص مقام پر عزلت نشینی کرنے کا نام چلہ ہے، جس کو ریاضت و مجاہدہ اور اربعین بھی کہا جاتا ہے، چلہ قرب الٰہی اور بلند مدارج پر پہنچانے کا ایک اہم زینہ ہے، اگر مقام ابراہیم علیہ السلام، واقعۂ زکریا و مریم علیہما السلام، کوہ طور اور غار حرا و ثور کے پس منظر میں دیکھیں تو چلہ کشی اور عزلت نشینی سابق انبیاے کرام بالخصوص حضور تاجدار انبیا نبیِ رحمت ﷺ کی عظیم سنت ہے، یہ تو اس متبرک مقام کی شان ہے، جہاں اللہ کے نیک بندے کئی روز عبادت الٰہی میں مشغول رہیں، اور اگر یہ حضرات قدسیہ کسی جگہ سے فقط گزر جائیں تو اس کی کیا شان ہوگی، اس بابت تاج الاصفیا شیخ عبدالوہاب شعرانی لطائف المنن میں لکھتے ہیں:

”إن روحانية الولي إذا دخل مكانا أو مشى فى أرض،

تبقى تلك الروحانية فى ذلك المكان ستة أشهر كما يشهده أرباب القلوب، فكيف بالمكان الذى كان مسكن الولي ليلا و نهارا"[1]

ترجمہ: یقیناولی کی روحانیت کا یہ حال ہے، جب وہ کسی جگہ داخل ہوتا ہے یا کسی زمین پر چلتا ہے، تواس کی روحانیت اس مقام پر جہاں سے وہ گزرا، اہل دل کے مشاہدے کے مطابق چھ ماہ باقی رہتی ہے، تواس جگہ کی کیا شان ہوگی جہاں ولی اللہ شب وروز بسر کرتا ہو۔

حضرت علی خواص فرماتے ہیں:

"كل فقير لايدرك سعادة البقاع و لا شقاوتها فهو و البهايم سواء"[2]

ترجمہ: جو فقیر زمینوں کی جلالی و جمالی کیفیات کا درک نہ رکھے تووہ فقیر اور چوپاے (جانور) برابر ہیں۔

شیخ عبداللہ بن حجازی شرقاوی حضرت بایزید بسطامی کے گھر کے متعلق لکھتے ہیں:

"و ذكر الشيخ الأكبر عن بيت أبى يز يد أن كل من دخله و أراد أن يعصي فيه خرجت عليه نار فأحرقت أثوابه، و ذلك ناشئ عن الروحانية التى علقت بالمكان، و حكى أنه يوجد ببيت الجنيد البغدادي أنس عظيم، يشاهده أرباب القلوب"[3]

---

(۱). لطائف المنن، ص:۵۲۲، دار الکتب العلمیہ بیروت

(۲). شذرات الذہب فی أخبار من ذہب، ج:۱۰، ص:۳۲۸، دار ابن کثیر دمشق ۱۹۹۳م

(۳). الفیض العرشی علی الفتح القدسی، ص:۲۸۹، دار الکتب العلمیہ بیروت

ترجمہ: اور شیخ اکبر نے حضرت ابو یزید بسطامی کے گھر کے متعلق ذکر کیا کہ جو شخص اس مبارک گھر میں معصیت کے ارادے سے داخل ہوتا ہے، تو ایک آگ کا شعلہ نکل کر اس کے کپڑوں کو جلا دیتا ہے، اور یہ اس روحانیت پر دلالت کرتا ہے جو اس مقام شریف میں موجود ہے، اور مروی ہے کہ حضرت جنید بغدادی کے گھر میں ایک عظیم انسیت محسوس ہوتی ہے، اہل دل جس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

تاجدار پھلواری شریف حضرت سلیمان قادری پھلواروی قدس سرہ چلوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اے عزیز! بزرگوں کے جابجا چلے بنے ہوئے ہیں، اور ان کے عبادت خانوں کو لوگوں نے گھیر دیا ہے، بے شک ان مقاموں سے ان بزرگوں کی پاک روحانیت کا فیض آتا ہے، پس اے عزیز! ان بزرگوں کے مکانات چلہ کو عوام کا ڈھکوسلہ نہ سمجھو، در ہر عامے خاصے ہست، یا یوں سمجھو کہ ما من عام الا خص (ہر عام قاعدے میں استثنا بھی ہوتا ہے)، میں ایک دفعہ راجگیر چلۂ حضرت مخدوم شرف جہاں پر ہفتہ عشرہ مقیم رہا، وہاں سے مجھے اتنا فائدہ پہنچا کہ میں اس مقام کو ہندوستان کا کوہ طور کہا کرتا ہوں، اے عزیز! تذکروں میں لکھا ہے کہ جنید بغدادی جس دکان پر شیشے کی تجارت کرتے تھے، حضرت جنید کے بعد بھی حضرت شبلی جب ادھر سے گزرتے تو رعب و جلال سے اس مقام پر ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے، اتفاقی طور سے ایک دن بے وضو وہاں چلے گئے تو ہمیشہ اس بات پر نادم رہے کہ یہ خلاف ادب امر کیوں مجھ سے سرزد ہوا"

پھر تاجدار پھلواری علیہ الرحمہ اپنے مزید تجربات بیان کرتے ہوئے چلۂ حضرت قطب المدار قدس سرہ کے بابت تحریر کرتے ہیں:

"عجیب و غریب بات ہے کہ جب حضرت بدیع الدین مدار قدس سرہ کے چلے پر پہنچا، جہاں اس جناب نے سالہا سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی تو پس اس مقام پر کھڑا ہونا تھا کہ ایک استغراقی تجلی نے اپنے آپ میں گم کر دیا اور کئی دن تک اس کا اثر محسوس ہوتا رہا"(۱)

حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات وہ عظیم انسائکلوپیڈیا ہے، جس پر لکھنے کے لیے شدید محنت اور مدت مدید درکار ہے، فقط آپ کے چلے اس قدر ہیں کہ ان کو تلاش کر کے کتابی شکل میں ترتیب دیا جائے، تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے، ضلع مرادآباد سے منقسم سنبھل میں بھی آپ کا ایک چلہ تھا، جس کے بابت احسن التواریخ کے مصنف غلام احمد شوق فریدی لکھتے ہے:

"ٹیلہ شاہ مدار عرف بدیع الدین کہ عابد و زاہد اور درویش باکمال تھے، سنبھل میں ایک ٹیلہ پر چند روز عبادت الٰہی میں مشغول رہے، چنانچہ ان کے چلہ کی جگہ پختہ احاطہ میں زیارت گاہ خلائق ہے، اور وہ ٹیلہ آباد ہو کر محلہ ٹیلہ مشہور ہے، شاہ مدار مکن پور چلے گئے، وہیں وفات پائی"(۲)

اسی ٹیلے اور چلہ گاہ کے اسرار بیان کرتے ہوئے سید محمد کمال سنبھلی واسطی اسراریہ کشف صوفیہ میں لکھتے ہیں:

"من در ایام جوانی شبے بخواب دیدم کہ تخت آں حضرت صلی اللہ علیہ

---

(۱)... شمس المعارف (مکاتیب سلیمانی)، ص:۴۲۹-۴۲۸، ناشر مرکز علوم اسلامیہ کراچی، سنہ طباعت: ۱۹۶۹ء

(۲).. احسن التواریخ سنبھل، ج:۱،، ص:۸۳، ناشر فریدیہ ایجنسی محلہ چوکی حسن خان مرادآباد ۱۹۳۹ء

وسلم بر آں تل فرد و آمدہ است و ہم درآں مدت در شب عرس شاہ مدار بر ہماں تل مرا وصال معشوق دست دادہ کہ شکر آں نمی توانم گفت، و حکایت آں شب دراز دریں جا گنجائش ندارد و شعرہا گفتہ ام۔ ازاں جملہ است ایں قطعہ ؎

بر تکیۂ شاہ مدار و بعرس وے
ناگاہ رخ نمود مرا آنکہ ماہ بود
بل وے بہ تکیہ گاہ خودم داد و وصل یار
گویا مدار کار من آں تکیہ گاہ بود"(۱)

ترجمہ: میں نے جوانی کے دنوں میں خواب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کا تخت اس ٹیلے پر اترا ہے، اسی زمانے میں مجھے شاہ مدار کے عرس کی رات کو اسی تکیے پر وصل معشوق حقیقی نصیب ہوا کہ اس نعمت کا شکر بیان سے ورا ہے، اس رات کی حکایت دراز ہے، یہاں اس کے بیان کی گنجائش نہیں، میں نے اس موقع کے متعلق بہت سے اشعار کہے ہیں۔ یہ قطعہ ان میں سے ایک ہے ؎

بر تکیۂ شاہ مدار و بعرس وے
ناگاہ رخ نمود مرا آنکہ ماہ بود
بل وے بہ تکیہ گاہ خودم داد و وصل یار
گویا مدار کار من آں تکیہ گاہ بود"

(شاہ مدار کے تکیے پر ان کے عرس کی رات میں میرے چاند نے اچانک مجھے جلوہ دکھایا، بلکہ یوں کہیے کہ شاہ مدار کی روحانی توجہ نے مجھے وصل

---

(۱)... اسرار یہ کشف صوفیہ، ص:۶۸۵، تحقیق و تحشیہ: پروفیسر مصباح صدیقی امروہوی، ناشر رضا لائبریری رام پور ۱۴۳۴ھ

یار سے مالامال کردیا، گویا کہ میرے کام کا مدار ان کی تکیہ گاہ تھی)۔

حضرت مفتی محمد رضا مصباحی نقش بندی آپ کے چلوں کے بابت لکھتے ہیں:

”نیپال کو اپنی ریاضت و مجاہدہ کا مرکز بنانے والی ان روحانی شخصیات میں ایک عظیم شخصیت حضرت سید احمد بدیع الدین حلبی شامی قطب المدار رضی اللہ عنہ کی ہے، آپ نے نیپال کی جس پہاڑی پر چلہ فرمایا، اسے مداریہ پہاڑ کہتے ہیں، یہ پہاڑ بڑی بلندی پر واقع ہے، اس میں ایک غار ہے، اسی غار میں آپ ایک زمانہ تک مجاہدات کبریٰ اور یاد حق میں مشغول رہے، بٹول گورکھپور سے قریب نیپال کا سرحدی شہر ہے، وہاں سے مال بھاری جاتے ہیں اور پھر وہاں سے مداریہ پہاڑ پر چڑھتے ہیں، مداریہ پہاڑ پر حضرت قطب المدار کی تین چلہ گاہیں ہیں، ایک ذرا نیچے کی طرف مال بھاری کے مقام پر ہے، اور دوسرا چلہ سات ماتھا پہاڑ کہلاتا ہے، وہاں سے گزر کر چین کی طرف جانے والے راستہ سے اتر کر ایک جھیل کے کنارے بہت ہی پر پر فضا مقام ہے، اس کے ایک طرف تیوری مندر ہے اور دوسری طرف مدار پاک کا چلہ الخ...“[1]

مولانا غیاث الدین احمد عارف مصباحی ان چلوں کی تاریخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”قدیم تواریخ کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ یہاں (نیپال) میں پانچویں یا چھٹی صدی ہجری سے ہی اہل اسلام کی آمد شروع ہو چکی تھی، اس کا سب سے بڑا ثبوت نیپال کے نول پر اسی ضلع میں موجود مداریا پہاڑ ہے، جہاں حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھٹی صدی

(۱)... نیپال میں اسلام کی تاریخ، باب سوم، ص:۱۴۶، ۱۴۷، ناشر مکہ پبلشر مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۲۰۱۷ء

ہجری میں اتر پردیش کے سرحدی راستے سے ہوکر سات ماتھا پہاڑی علاقوں کا دورہ فرمایا، یہاں چلے کیے، یہاں آج بھی ان کی چلہ گاہ موجود ہے"[1]

علاوہ ازیں حضرت قطب وحدت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چلے ایشیا کے علاوہ یورپ، امریکہ وغیرہ میں بھی موجود ہیں، بہت سے چلے حوادث زمانہ کے شکار ہوگئے اور صفحۂ ہستی سے مٹادیے گئے، آپ کے اکثر چلے اونچے پہاڑوں پر ہیں، بلکہ بعض پہاڑ آپ کی ذات سے ہی منسوب ہوگئے، جیساکہ افغانستان میں کوہ مداری، جس کا ذکر سلطان نور الدین جہانگیر نے تزک جہانگیر میں بھی کیا ہے، اجمیر شریف میں مدار ٹیکری اور نیپال میں مداریہ پہاڑ وغیرہ، سب چلوں کے انحصار کی یہاں گنجائش نہیں، مزید تفصیل کے لیے ایک غیر مسلم سیاح گوتم کی کتاب "قطب المدار کے نقوش قدم" کی طرف رجوع کریں۔

---

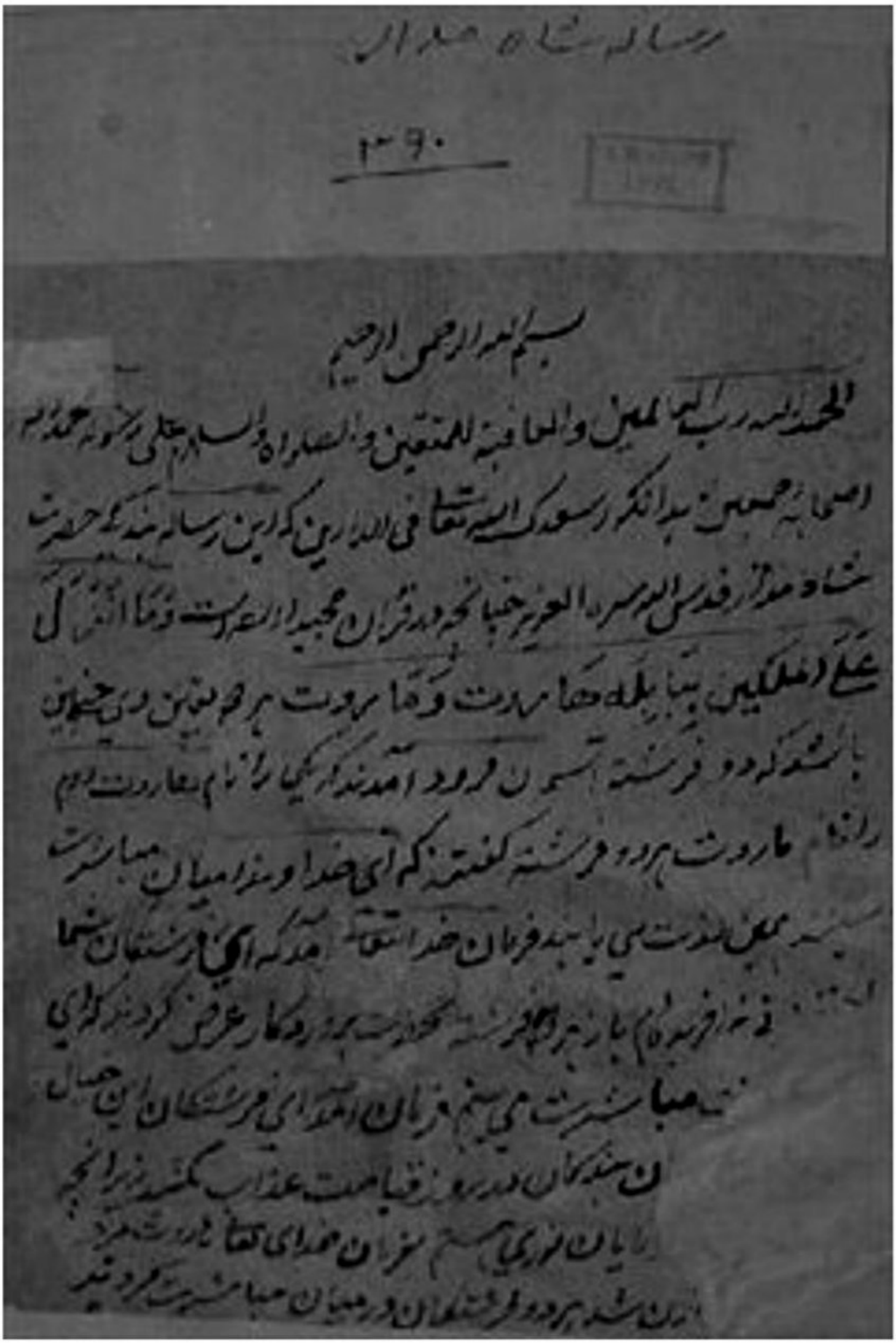
(۱) ... شیر نیپال حیات وخدمات، ص:۱۵، ۱۴، ناشر البرکات نیشنل اسلامک اکیڈمی سدھارتھ نگر نیپال

تمت بالخير

چند عکسی مخطوطات مع تصاویر

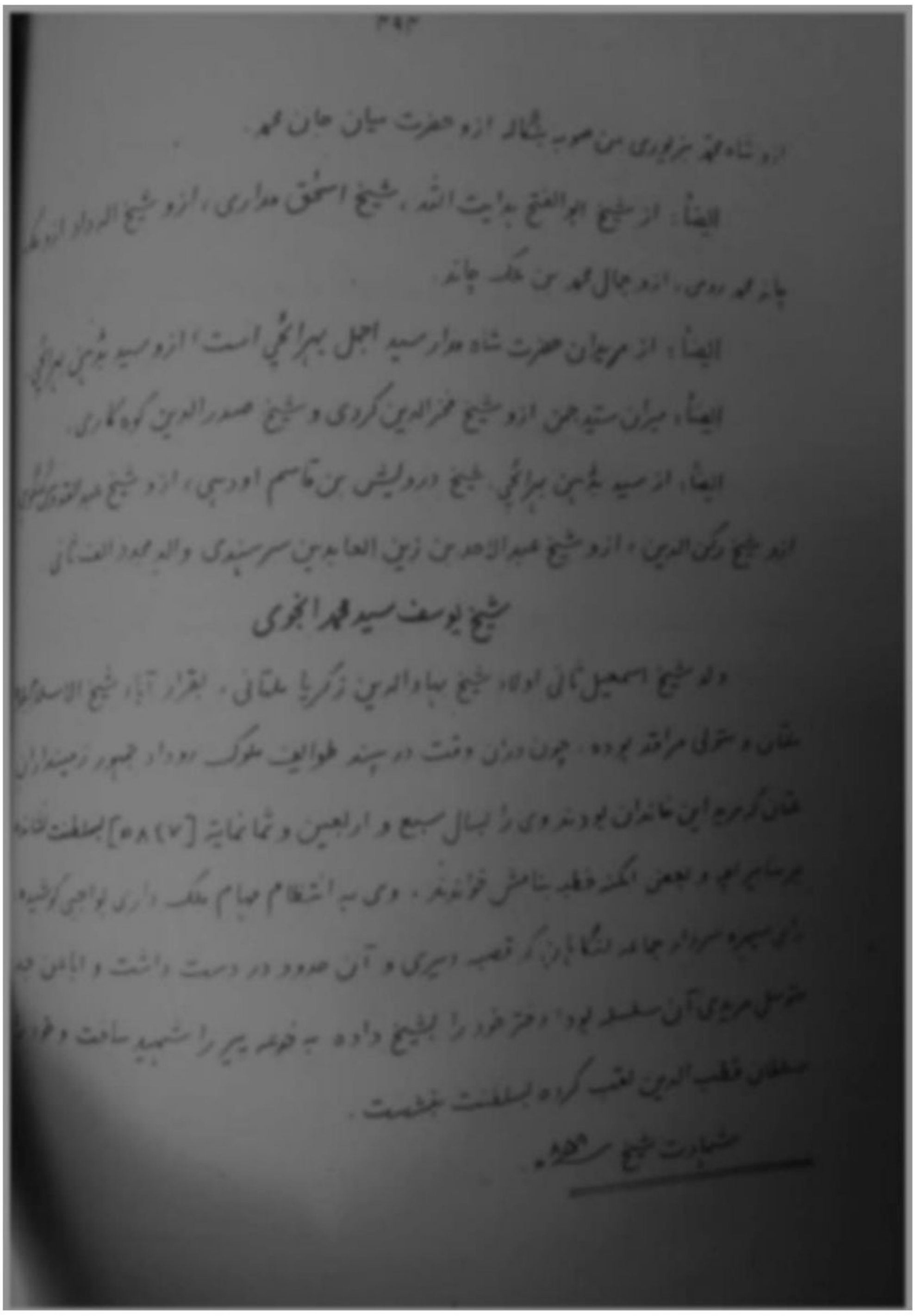


طبقات الاولیا فی مدینۃ الاولیا
خطی نسخہ توفیق احمد چشتی لائبریری، امروہہ



رسالۂ شاہ مدار

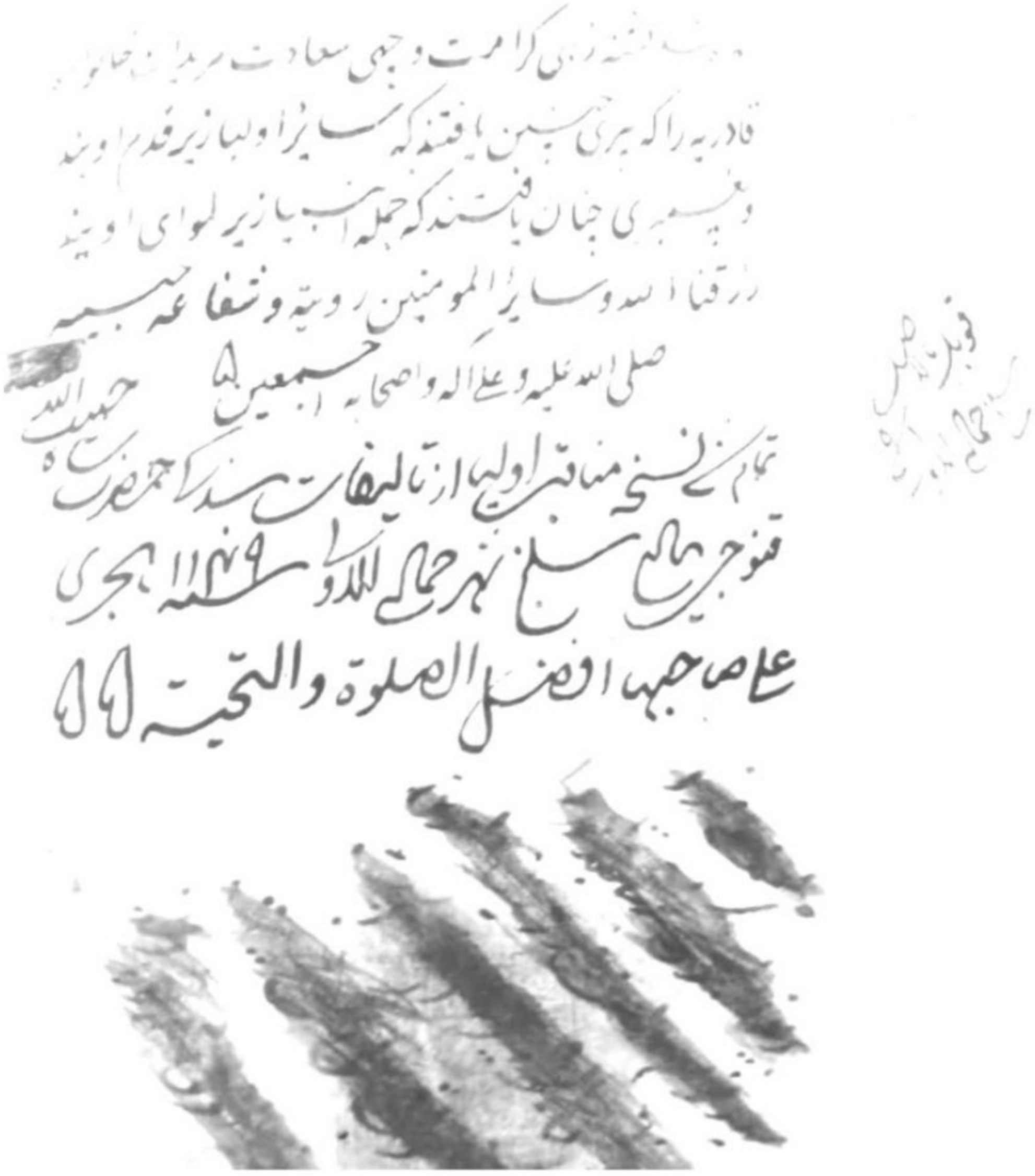
عکس مخطوطہ اردو ادبیات اکیڈمی حیدرآباد



شیخ یوسف سید محمد انجوی

معیار سالکان طریقت

خطی نسخہ ذخیرۂ ادارہ معارف نوشاہیہ


تمام شد نسخہ مناقب اولیا از تالیفات سید کرامت حضرت شاہ
قدوجی مالک سلف نہر حماک اللہ سنہ ۱۱۴۰ ہجری
علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ ۱۱

مناقب اولیا

خطی نسخہ، رضا لائبریری، رام پور



بسم اللہ الرحمن الرحیم نعم با الخیر ذکرہ فقہاء

منت مر کبری را انعام لطفش عام است و اکرام کرمش علی الدوام ازمنت

از تناول و یعطی بکل خلایق بہت معبود و مستغنی ست از اکل و شرب

یقین است موجب طاعتش قرب و شکر مر فادری را کہ قدرت کمالش

علی کل حارک و قایم و خلقت نورا و طینا از ہمہ بیش عالم است و

حمد وافر مر ستاری را کہ ستار العیوب است معبان را و خدای عزوجل

و خدای، چنانست کہ مِن قَطرَۃِ ماءٍ خلقت کل اشیا

و ہم از کل اشیا فرقہ خاص و فرقہ عام علیحدہ فرمودہ قولہ تعالیٰ

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقَۃٍ پس انسان را باید کہ ہمیشہ خلق

یعنی پیدا کرد حق تعالیٰ شاکر و صابر باشد تا بہبود خود بہ بیند

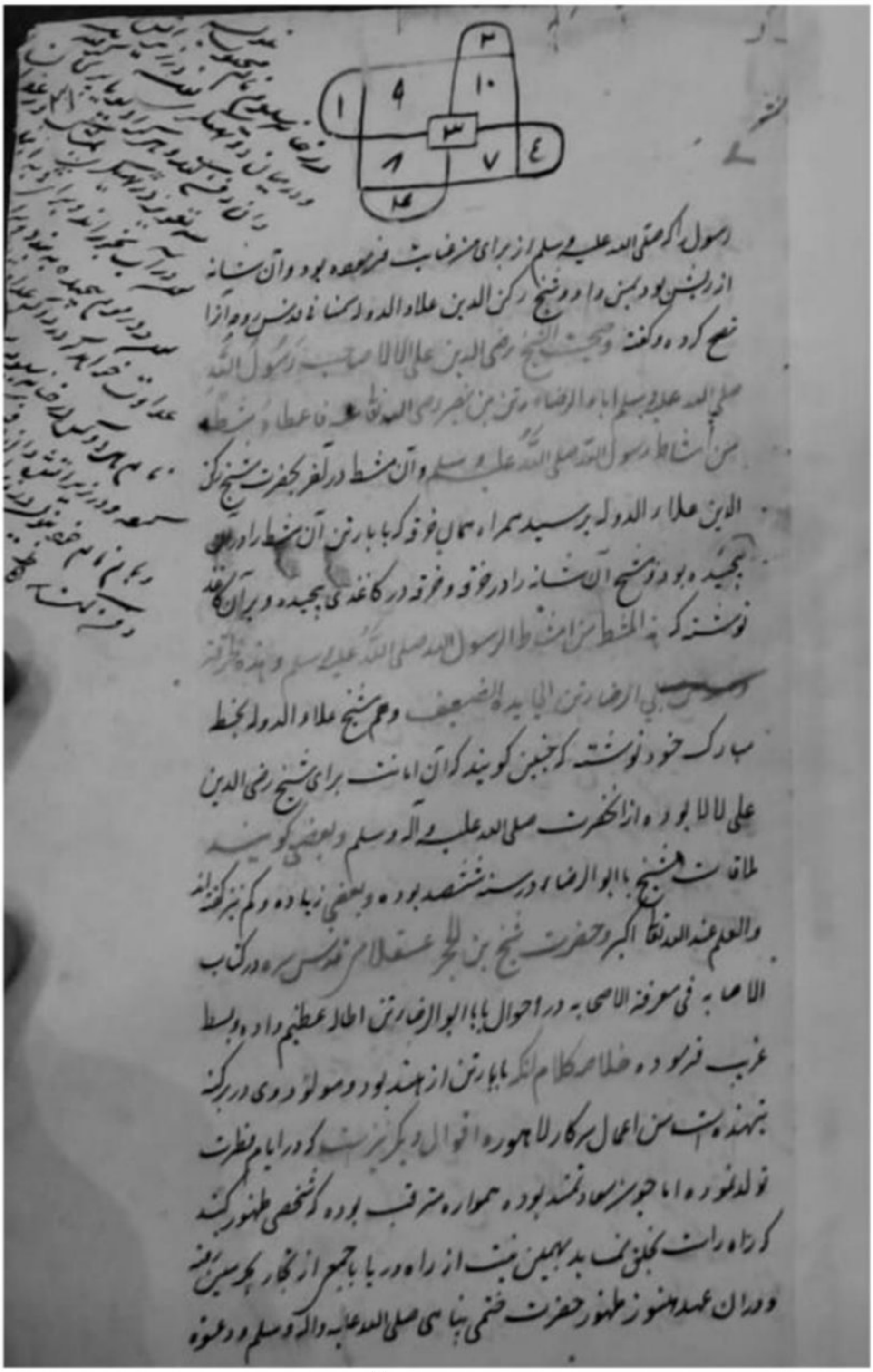
چنانچہ حق تعالیٰ در کلام خویش خبر میدہد اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰ

ابیات توی رزاق صادق جنیان را، توی ہستی عصا کل خیبان را

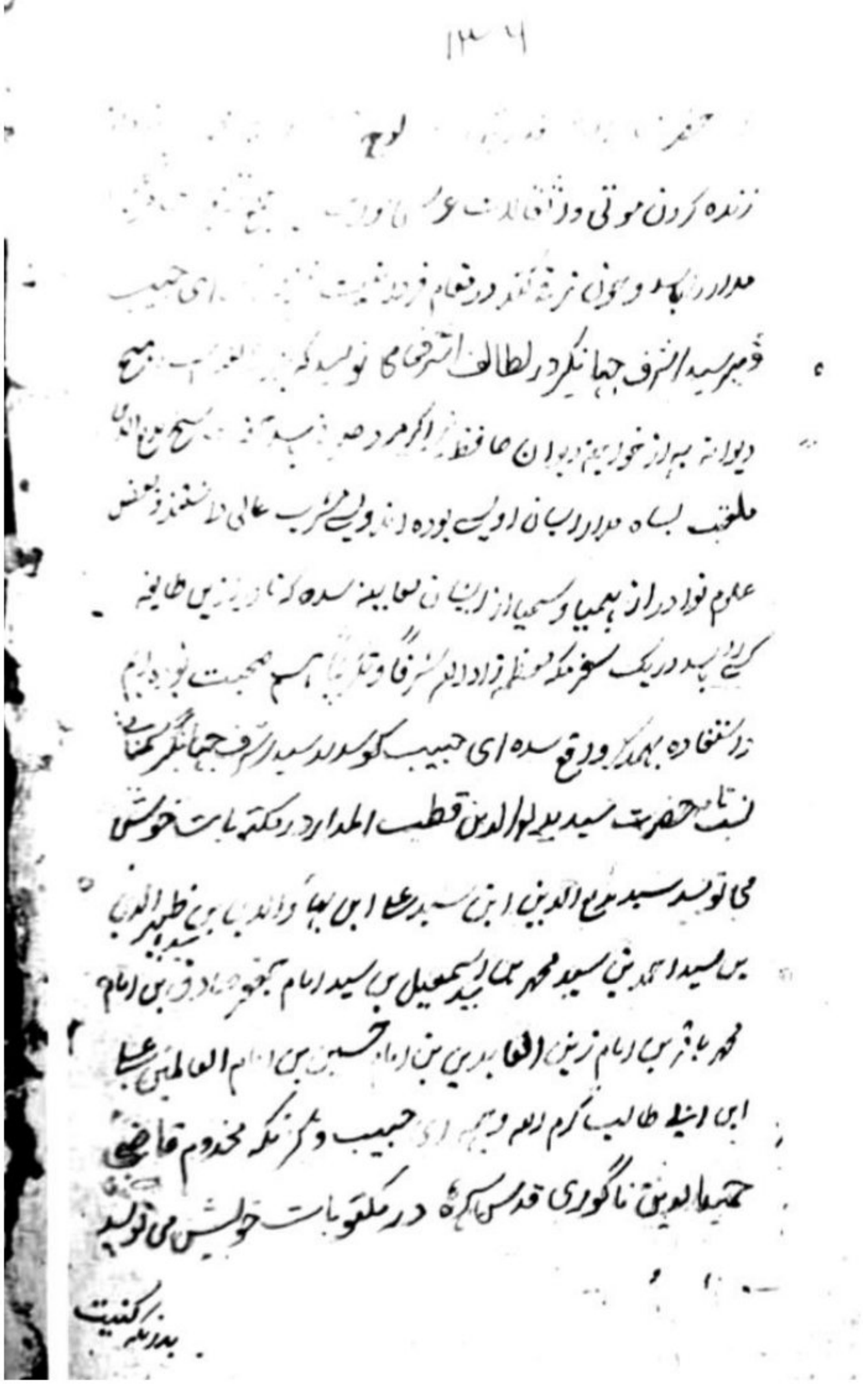
توی غفار یارب ایں عصیان را، توی ستار یا حق جملہ عریان را

تحفۃ القاری

خطی نسخہ، پیر محمد شاہ لائبریری، احمد آباد



ثمرات القدس من شجرات الانس
خطی نسخہ، رضا لائبریری، رام پور



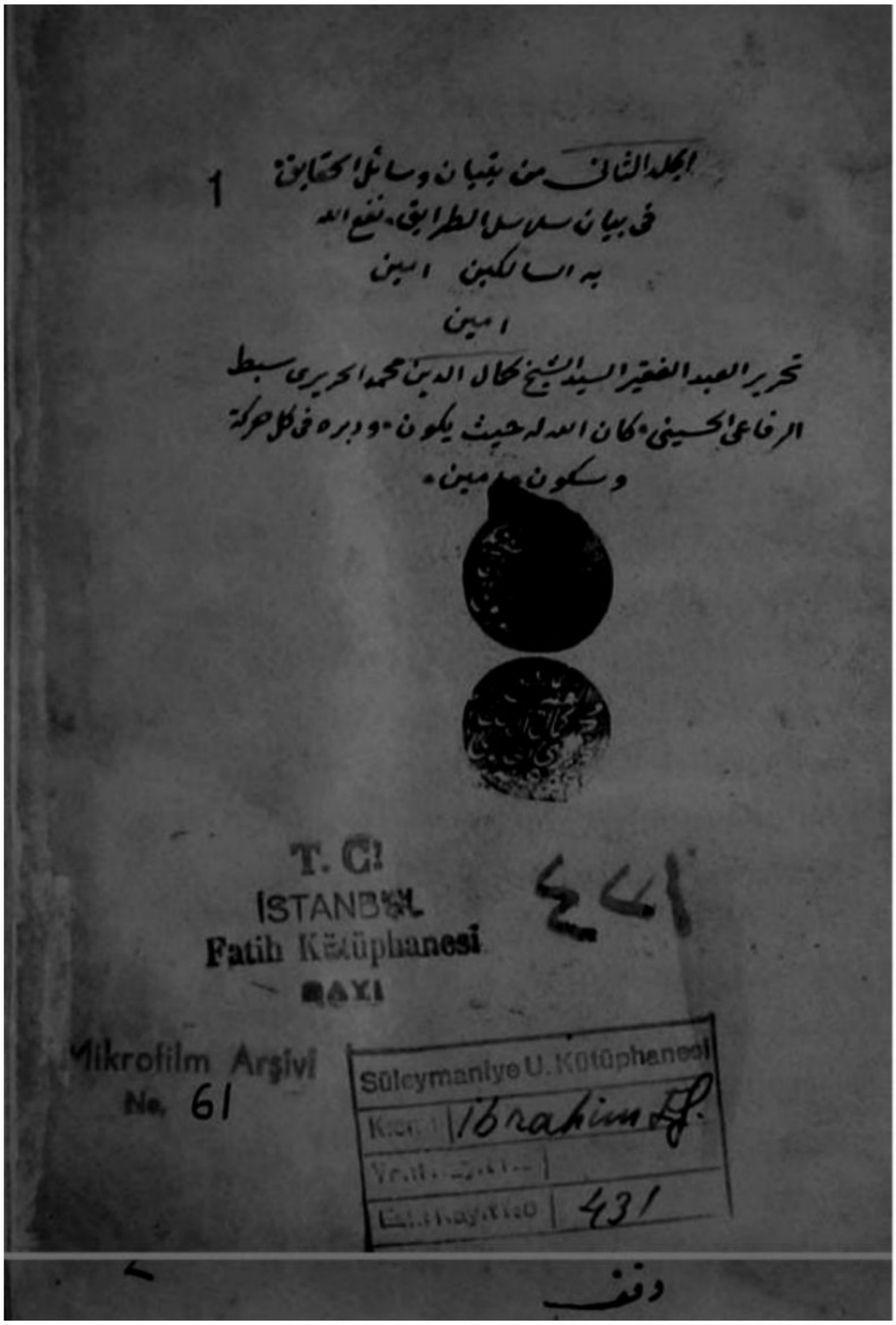
مشکاۃ قطب المدار قلمی
ذخیرہ خانقاہ مداریہ، مکن پور شریف

وھو ذا مقام شریف لا یصل الیہ السالک الا بعد حجاب وزنہ مایتی
الف حجاب وسبعۃ واربعین الف حجابا وتسعمایۃ وتسعۃ وتسعین
حجابا فلبس ھو لکل ولی وقد تقدم فی الاویسیۃ ۔

المداریۃ منسوبۃ الی القطب السید بدیع الدین المتقدم
ذکرہ المتوفی بعکۃ بالتنا الی ابی المواھب عن السید صبغۃ اللہ بروجی
عن شیخ وجیہ الدین العلوی عن الشیخ محمد الغوث عن الحاج
حضور عن ھدیۃ اللہ سرمست عن محمد بن علی بن قاضن عن
شیخ حسام الدین المداری عن صاحب الطریقۃ واخذ ابو
المواھب ایضا عن الشیخ محمود المداری عن ابن عمہ الشیخ صفیو
المداری عن والدہ الشیخ عبد الرحمن المداری عن عمہ محمد بن
علی بن قاضن بسندہ واخذ صاحب الطریقۃ ھذہ عن الشیخ
صفیو الشامی عن سیدی عبد اللہ المکی المعروف بعلمدار عن ابی
بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ۔

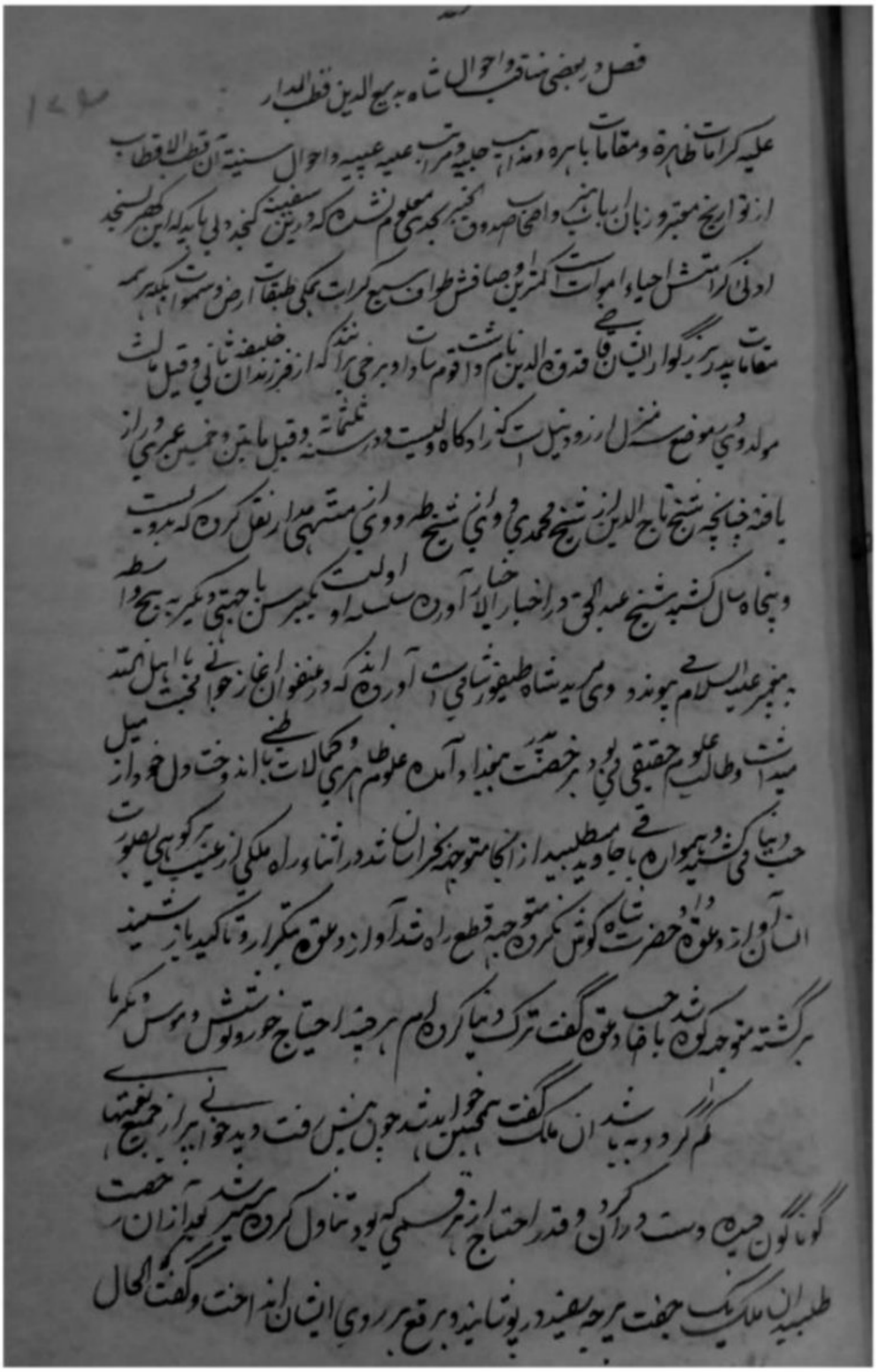
المدینیۃ منسوبۃ الی القطب ابی مدین شعیب بن الحسین
الانصاری الاندلسی المتوفی سنۃ ۵۹۳ توفی عن خمس وثمانین سنۃ وکان
اخذ الامر اللہ حی وخرج من دایرتہ ثلاثمایۃ قطب دون القطب الحسین
بالتنا الی سیدی عبد الرحیم القنائی عن سیدی عبد الرزاق ۔

اتحاف الاصفیاء برفع سلاسل الاولیاء
مخطوطہ اسام استانبول ۱۲۰۵ھ



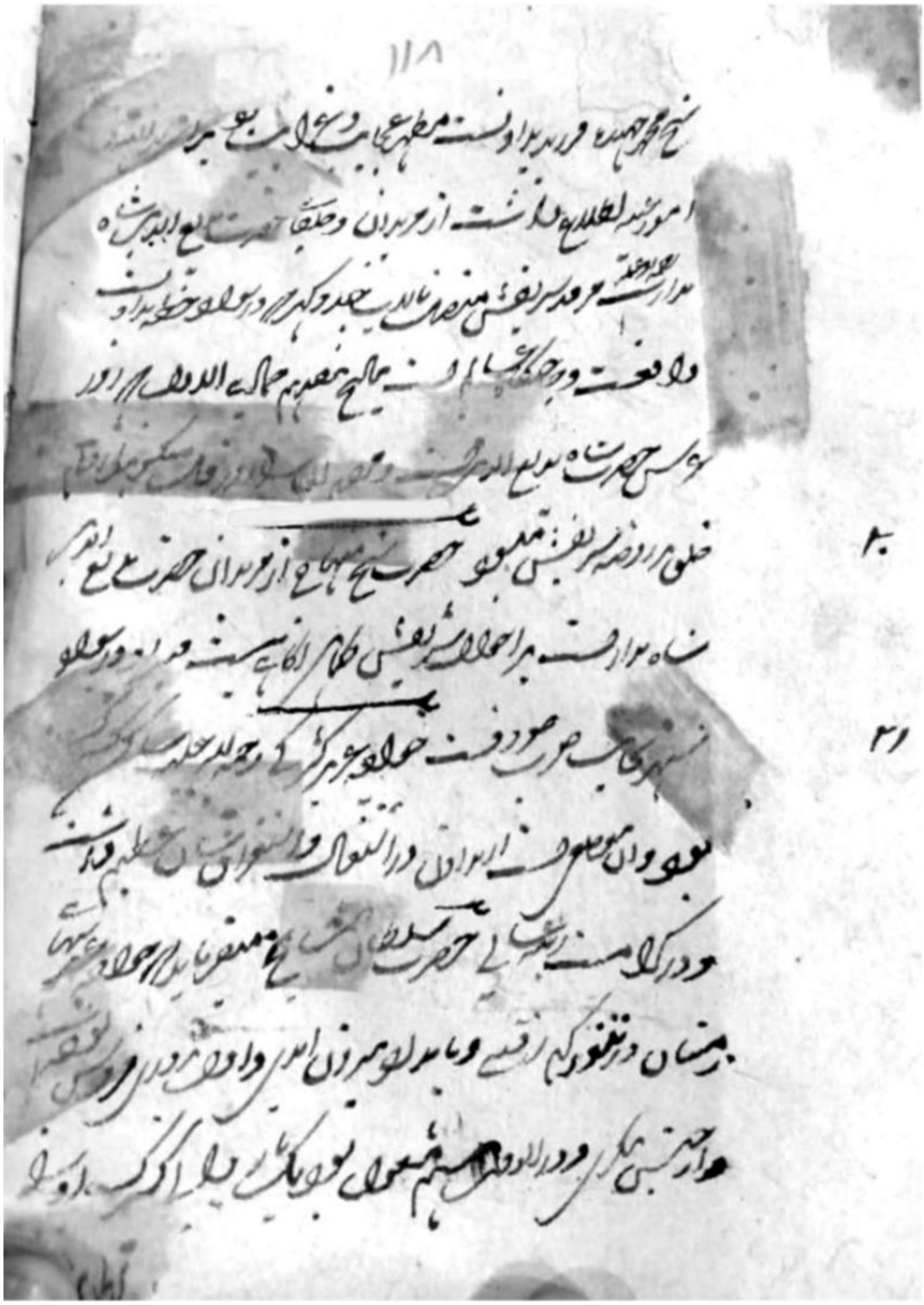
تبیان وسائل الحقائق فی بیان سلاسل الطرائق

مخطوطہ فاتح لائبریری، استانبول

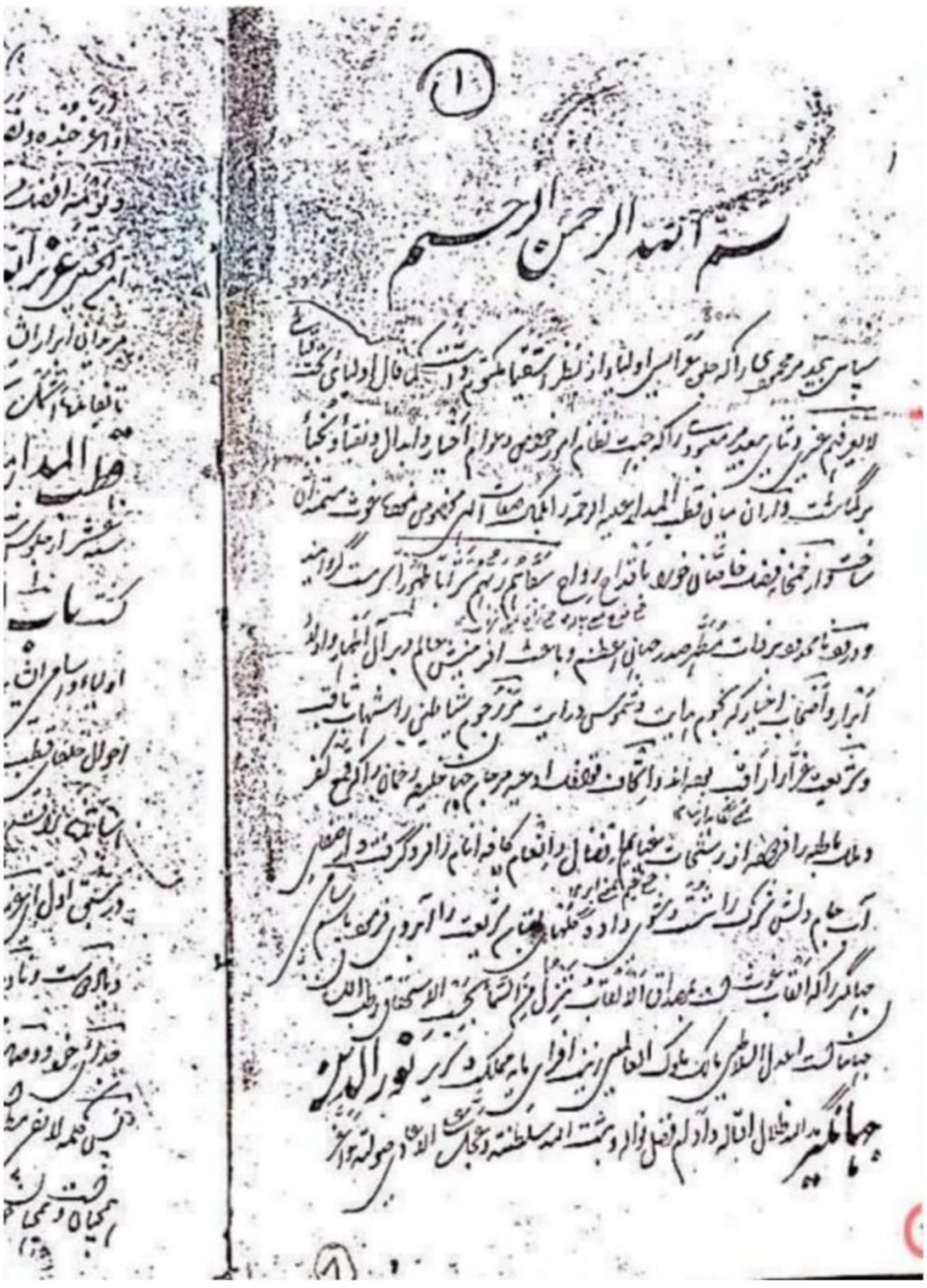


رسالہ نادرہ

قلمی نسخہ، رضا لائبریری، رام پور



روضۃ الصفا (تذکرۂ مشایخ بدایوں)
قلمی نسخہ، مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ



تحفۃ الابرار فی مناقب قطب المدار

قلمی نسخہ، مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ

فہرست مصادر و مراجع

عربی مصادر

- ۱.رحلةابن جبير الأندلسي، ابن جبیر اندلسی[م ۶۱۵،] مطبوعه دار صادر بیروت
- ۲.تار یخ حلب، محمد بن علی تنوخی ، مطبوعه دمشق ۱۹۸۴
- ۳.سنن الترمذی، محمد بن عیسی ترمذی، مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت
- ۴.فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، محقق عبد العلی لکھنوی، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.
- ۵.کتاب المعمر ین، ابو حاتم بصری سجستانی، مطبع سعادت مصر
- ۶.رحلة ابن بطوطة، ابو عبد الله محمد ابن بطوطه، دار إحیاء العلوم بیروت
- ۷.الحقیقة و المجاز فی الرحلة الی بلاد الشام و مصر و الحجاز، عبد الغنی نابلسی، الهیئة المصریة العامة للکتاب ۱۹۸۶ء
- ۸.تار یخ مدینة دمشق، ابن عساکر، دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
- ۹.نزهة الخواطر و بهجة المسامع و النواظر ، عبد الحیٔ لکھنوی، مطبوعه دار ابن حزم بیروت ۱۹۹۹ء
- ۱۰.عقد الجوهر الثمین فی الذکر و طرق الإلباس و التلقین، مرتضی ز بیدی بلگرامی، مخطوطه مکتبه تیمور یه دمشق، سنه کتابت: ۱۲۰۴ھ

- ۱۱.اتحاف الاصفیا برفع سلاسل الاولیاء، مخطوطه اسام استانبول(۲۹۷/۷)، سنه کتابت:۱۲۰۵ه
- ۱۲.الدین الخالص، صدیق حسن قنوجی، دار الکتب العلمیه بیروت
- ۱۳.قطب الارشاد، فقیر الله بن عبد الرحمن شکار پوری، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت
- ۱۴.سر الأنساب العلو یة، ابو نصر سهل بن عبد الله بخاری، المکتبة الحیدر یة ۱۹۶۳م
- ۱۵.أبناء الإمام فی مصر و الشام، ابن طباطبا حسنی[م۴۷۸مکتبة جد المعرفة ر یاض
- ۱۶.عمدة الطالب فی انساب آل أبی طالب، جمال الدین ابن عنبه، مطبوعه مرکز تحقیقات علوم اسلامی ایران
- ۱۷.الفخری فی انساب الطالبیین، اسماعیل بن حسین مروزی، مکتبه آیت الله العظمی قم ایران ۱۴۰۹ه
- ۱۸.الأصیلي فی أنساب الطالبین، ابن طقطقی حسنی، مکتبه آیت الله العظمی ۱۳۱۸ه
- ۱۹.الشجرة المبارکة فی انساب الطالبیة، فخر الدین رازی، مکتبه آیت الله العظمی قم ایران
- ۲۰.الدر الثمین فی انساب الطالبین، احمد بن محمد بن حسن اعرجی، مخطوطه کتابخانه مجلس شورای ملی ایران
- ۲۱.تحفة الازهار و زلال الانوار فی نسب ابناء الأئمة الغفار، سید ضامن بن شدقم حسینی، کتابخانه تخصصی تار یخ اسلام و ایران

(تهران)۱۳۷۸ه

- ۲۲.اتعاظ الحنفا باخبار الائمه الفاطمیین الخلفا، تقی الدین مقر یزی، دار الکتب العلمیه بیروت
- ۲۳.المجدی فی انساب الطالبین، نسابه علی بن محمد عمری، مخطوطه ایران
- ۲۴.مقدمات فی علم الانساب، خلیل بن ابراهیم ز بیدی، مطبوعه بغداد
- ۲۵.صوت الهزار و ز یق العذار، ابو الهدی آفندی رفاعی، دار الکتب العلمیه بیروت
- ۲۶.الفرقان الدامغ بالحق أباطیل أهل البهتان، ابو الهدی صیادی ، مطبع هلال بالفجاله مصر ۱۹۰۶ء
- ۲۷.صحاح الاخبار فی نسب السادة الفاطمیة الاخیار، سراج الدین مخزومی، مطبوعه دار الکتب و الوثائق بغداد ۲۰۱۲ء
- ۲۸.مفاکهة الخلان فی حوادث الزمان، ابن طولون دمشقی، دار الکتب العلمیة بیروت
- ۲۹.جمهرة انساب العرب، ابن حزم الاندلسی، دار المعارف مصر
- ۹۳.مجلة دروب الصحراء، مؤرخ هلالی عامری، ۲۲/مایو ۲۰۱۲م
- ۳۰.تار یخ الاسلام و وفیات المشاهیر و الاعلام، علامه ذهبی، دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۹ه
- ۳۱.النجوم الزاهرة فی ملوك مصر و القاهرة، جمال الدین یوسف اتابکی، دار الکتب العلمیه بیروت

- ۳۲.مجمع الزوائد، ، نور الدین هیثمی، دار الکتب العلمیه بیروت
- ۳۳.صحیح مسلم، مسلم بن حجاج نیشاپوری، دار الکتب العلمیه بیروت
- ۳۴.الفتاوی الحدیثیة، ابن حجر هیثمی، دار الکتب العلمیه بیروت
- ۳۵.الکواکب الدراریة فی تنویر المناقب المداریه، شیخ جانی بن محمد قانی، الحکایة الرابعة، مطبوعه مجیدیه مدراس
- ۳۶.الجواهر الخمس، شیخ غوث گوالیاری، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت
- ۳۷.النور والبهاء فی اسانید الحدیث و سلاسل الاولیاء، ابو الحسین نوری مارهروی، مطبع وکٹوریه بدایوں
- ۳۸.السمط المجید فی سلاسل أهل التوحید، صفی الدین قشاشی، مطبوعه حیدرآباد دکن و دار الکتب العلمیه بیروت
- ۳۹.تبیان وسائل الحقائق فی بیان سلاسل الطرائق، کمال الدین حلبی حریری، مخطوطه استانبول ۱۷۹۱ء
- ۴۰، .مخزن السلاسل، ابو الحسن قادری بیجاپوری، مطبوعه انجمن دائرة المعارف و یلور
- ۴۱.السبع الاسرار فی مدارج الاخیار، معصوم نقش بندی مجددی، مطبعة سی استانبول)
- ۴۲.زاد الاحباب فی مناقب الاصحاب، ملك احمد فاروقی گجراتی، به تحقیق و تخریج:محمود علی مشاهدی مصباحی، ناصر حسین مصباحی، دار الکتب العلمیه بیروت

- ۴۳.سبحة المرجان فی آثار هندوستان، غلام علی آزاد بلگرامی، مطبوعه بیروت ۲۰۱۵
- ۴۴.مبادئ العمارة الاسلامیة و تحولاته المعاصرة، شیخ هانی قحطانی، مرکز دراسات الوحدة الحربیة بیروت
- ۴۵.فتح أبواب الدین فی شرح آداب المریدین، ملا علی قاری هروی، مخطوطه دار الکتب المصریه دمشق، اندراج نمبر :۱۵۱۵/ تصوف:۲۷۵
- ۴۶.الرساله فی سلاسل الصوفیه، (عربی)مخطوطه مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، سنه تالیف:۱۱۳۰ھ
- ۴۷.السلسبیل المعین فی الطرایق الأربعین، شیخ علی سنوسی، معرفة وزارة الاعلام و الثقافة لیبیا ۱۳۸۸ھ
- ۴۸.الرحلة العیاشیة، ابو سالم عیاشی، دار الکتب العلمیة بیروت
- ۴۹.خلاصة الاثر فی اعیان القرن الثانی عشر، امین بن فضل الله محبی، دار الکتب العلمیه بیروت
- ۵۰.المنح البادیة فی الأسانید العالیة، محمد بن عبد الرحمٰن فاسی، مخطوطه جامعة الملك سعود ۱۹۵۷م
- ۵۱.سلك الدرر فی اعیان القرن الهادی عشر، خلیل بن علی مرادی، دار الکتب العلمیه بیروت
- ۵۲.إنباء الأنباه بتحقیق إعراب کلمة لا إله إلا الله، ابراهیم بن حسن کورانی، مخطوطه دار الکتب القطریه /اندراج نمبر:۹۳۸
- ۵۳.ادل الخیرات فی الصلاة والسلام علیٰ سید السادات ، اسماعیل

مدنی، دار الکتب العلمیہ بیروت

- ۵۴. کشف النقاب عن أنساب الأربعة الأقطاب، عبد القادر طبری مکی، مطبعة خیریہ ۱۳۰۹ھ

﴿ فارسی مصادر ﴾

- ۵۵۔اصول المقصود، تراب علی قلندر کاکوروی، مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ، سنہ اشاعت:۱۳۱۲
- ۵۶۔ ثمرات القدس من شجرات الانس، لعل بدخشی، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، سنہ کتابت:۱۱۰۶ھ بموقع جلوس عالمگیری
- ۵۷۔ طبقات شاہجہانی، صادق کشمیری دہلوی، تصحیح شدہ مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ
- ۵۸۔ مدار الاسرار فی خوارق شاہ بدیع الدین مدار، عبد الباسط قنوجی، مخطوطہ اسلامیہ کالج یونی ورسٹی پشاور
- ۵۹۔اخبار الاخیار فی اسرار الابرار، محدث عبد الحق دہلوی، مطبوعہ کتابخانہ ملی ایران
- ۶۰۔ مخزن الاعراس، نجیب الدین ناگوری، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، سنہ کتابت: ۱۲۵۲ھ
- ۶۱۔ فصول مسعودیہ، مسعود انور قلندر کاکوروی، مطبوعہ اصح المطابع آسی لکھنؤ، سنہ اشاعت:۱۳۳۱ھ
- ۶۲۔ مرآۃ مداری، عبد الرحمن چشتی، مخطوطہ خدا بخش لائبریری پٹنہ، سنہ کتابت:۱۳۱۵ھ
- ۶۳۔ سیر الاقطاب، شیخ اللہ دیہ چشتی، بہ تصحیح و مقدمہ:ڈاکٹر محمد سرور مولائی، مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی تہران ۱۳۸۶ھ
- ۶۴۔ آئین اکبری، ابو الفضل علامی، مطبوعہ ایشاٹک سوسائٹی بنگال
- ۶۵۔ سفینۃ الاولیا، دارہ شکوہ قادری، مطبع مدرسہ آگرہ ۱۸۵۳ء
- ۶۶۔ مناقب اولیا، حبیب اللہ قنوجی، مخطوطہ رضا لائبریری رامپور، سنہ کتابت:۱۱۴۹ھ

- ۶۷۔ تحفۃ الابرار فی مناقب قطب المدار، عزیز اللہ کنتوری، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ سنہ کتابت: ۱۰۲۵ھ
- ۶۸۔ لطائف اشرفی، نظام الدین یمنی، مطبوعہ نصرۃ المطابع دہلی
- ۶۹۔ مخبر الواصلین، محمد فاضل بن سید احمد بن سید حسن حسینی ترمذی اکبر آبادی المعروف مظہر الحق، مطبع مصطفائی لاہور
- ۷۰۔ طبقات اولیا مع شرح باقیات صالحات (قلمی)، عبد الوالی بدایونی، ، مملوکہ انوار صمدانی امروہوی، سنہ کتابت: ۱۳۳۰ھ
- ۷۲۔ رسالہ مشمولہ تذکرۃ المتّقین، عبد الباسط قنوجی، مطبع عزیزی کانپور ۱۳۱۵ھ
- ۷۳۔ منتخب العجائب فی اظہار اسرار الغرائب، سید عبد اللہ ارغونی، مخطوطہ خانقاہ مکن پور شریف
- ۷۴۔ مشکات قطب المدار، (قلمی)، سید محمد رضا ارغونی، مملوکہ حضرت علامہ سید منور جعفری زید فضلہ، سنہ تالیف: ۱۱۴۸ھ
- ۷۵۔ حفظ الکلام (فارسی مخطوطہ) مملوکہ سید محمد توثیق جعفری مکن پوری
- ۷۶۔ رسالہ تحقیق الحق، نقی علی بانگر مئوی، مطبع عزیزی کانپور ۱۳۱۵ھ
- ۷۷۔ تذکرۂ علمائے ہند، مولوی رحمن علی، مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ، ۱۹۱۴ء
- ۷۸۔ منتخب اللباب، خافی خان ہاشم،، مطبع مظہر العجایب کلکتہ ۱۸۷۴ء
- ۷۹۔ عالم گیر نامہ، کاظم بن محمد امین، مطبوعہ کالج پریس کلکتہ ۱۸۶۸ء
- ۸۰۔ سر اکبر، دارہ شکوہ قادری، مطبوعہ کتاب خانہ تہوری تہران ۱۹۷۸ء
- ۸۱۔ گل رحمت المعروف تاریخ روہیل کھنڈ، نواب سعادت یار خان، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور ۱۹۲۵ء
- ۸۲۔ تذکرۃ المتّقین، امیر حسن فنصوری، مطبع عزیزی کانپور ۱۳۱۵ھ
- ۸۳۔ بحر زخار، وجیہ الدین اشرف، مرکز تحقیقات فارسی دانش گاہ اسلامی علیگر

- ۸۴۔ تحفۃ السعدا، خواجہ کمال، مخطوطہ اورینٹل پبلک لائبریری، سنہ کتابت: ۱۳۰۳ھ
- ۸۵۔ معارج الولایت (قلمی)، عبداللہ خویشگی قصوری، بہ تقدیم و تحقیق: پروفیسر اقبال مجددی
- ۸۶۔ رسالۂ نادرہ، مہربان بنارسی، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور سنہ کتابت: ۱۲۹۰ھ
- ۸۷۔ ہمعات، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مطبوعہ بیت الحکمت لاہور
- ۸۸۔ اسرار یہ کشف صوفیہ، کمال سنبھلی، ناشر رضا لائبریری رام پور
- ۸۹، گلزار ابرار، غوثی مندوی، مطبوعہ خدا بخش لائبریری پٹنہ
- ۹۰۔ انوار العارفین، صوفی حسین مرادآبادی، مطبع منشی نول کشور
- ۹۱۔ در المعارف، شاہ رؤوف احمد مجددی، مطبوعہ محبوب المطابع دہلی
- ۹۲۔ مرآۃ الاسرار، عبدالرحمن چشتی، مخطوطہ اورینٹل پبلک لائبریری، سال کتابت: ۱۲۲۰ھ
- ۹۳۔ تفسیر عزیزی، عبدالعزیز محدث دہلوی، مطبوعہ افغانی دار الکتب لال کنواں دہلی
- ۹۴۔ رسالۂ عمادیہ، (قلمی) مملوکہ مولانا نور الحسن اویسی مصباحی سیف آبادی
- ۹۵۔ معیار سالکان طریقت، میر علی قانع تتوی، ادارہ معارف نوشاہیہ ساہن پال گجرات
- ۹۶۔ گنج ارشدی، غلام رشید ارشد، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور
- ۹۷۔ اصح التواریخ، محمد میاں مارہروی، سنہ اشاعت ۱۳۴۷ھ
- ۹۸۔ مآثر الکرام فی تاریخ بلگرام، غلام علی آزاد بلگرامی، مکتبۃ احیاء العلوم الشرقیہ لاہور
- ۹۹۔ اذکار قلندری، پیر فرح بخش فرحت، ناشر نامی متولی ۱۳۷۷ھ
- ۱۰۰۔ منتخب العجائب، (مترجم) عبداللہ ارغونی، مطبع احمدی ریاست رام پور
- ۱۰۱۔ اخبار الاصفیا، عبدالصمد بن افضل احمد، مطبوعہ علی گڑھ
- ۱۰۲۔ تجلیِ نور، نور الدین زیدی جونپوری، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور
- ۱۰۳۔ مکتوبات مداریہ، بدیع الدین قطب المدار، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور

- ۱۰۴۔ نجات الرشید، عبدالقادر بدایونی، بہ ترتیب و حواشی: سید معین الحق، مطبوعہ ادارۂ تحقیقات پاکستان پنجاب لاہور
- ۱۰۵۔ حاشیۂ مآثرالکرام، محدث عبدہ لائلپوری، مکتبہ احیاءالعلوم الشرقیہ لاہور
- ۱۰۶۔ سلاسل الانوار فی سیر الاخیار، میر یوسف واسطی بلگرامی، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری، سنہ کتابت: ۱۱۷۴ھ
- ۱۰۷۔ مجموعۂ فوائد عثمانی، (فارسی)، مطبوعہ استقلال پریس لاہور، سنہ تالیف: ۱۳۱۶ھ
- ۱۰۸۔ گوہرستان، حسام الدین بنارسی، مخطوطہ خدابخش لائبریری، سنہ کتابت: ۱۱۱۶ھ
- ۱۰۹۔ تذکرۃ السلاطین چغتا، کامور خان، مطبوعہ ایشیا پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ بمبئی
- ۱۱۰۔ برہان قاطع، مولوی حسین برہان، مطبوعہ آفس رشیدیہ تہران
- ۱۱۱۔ مقامات مظہری، شاہ غلام علی دہلوی، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ
- ۱۱۲۔ تحفۃ القاری، منصور بن چاند محمد، مخطوطہ پیر محمد شاہ لائبریری احمد آباد، سنہ کتابت: ۱۳۰۲ھ
- ۱۱۳۔ القول الجلی فی ذکر آثار الولی، شیخ عاشق پھلتی، ناشر مسلم کتابوی لاہور ۱۹۹۹ء

اردو مصادر

- ۱۱۳۔ تذکرۂ گنج ہائے گراں مایہ، انجینئر سمیع الدین علیگ، مطبوعہ مرکز حبیب علی گڑھ
- ۱۱۴۔ طویل العمر لوگ، علامہ فیض احمد اویسی، ناشر ادارہ تالیفات اویسیہ بھاولپور
- ۱۱۵۔ تاریخ مشائخ قادریہ، غلام یحییٰ انجم مصباحی، کتب خانہ امجدیہ مٹیا محل دہلی
- ۱۱۶۔ مرآۃ الکونین، غلام نبی فردوسی، مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ ۱۹۱۰ء
- ۱۱۷۔ نادر مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، تحقیق و ترجمہ: مفتی نسیم احمد فریدی امروہوی، مطبع بھارت آفسیٹ دہلی ۱۹۹۸ء
- ۱۱۸۔ شان خواجہ، سید منظور فریدی، ناشر سید انوار سادات فریدی راجستھان

- ۱۱۹۔ تحفۂ شکوہیہ، سید ولی شکوہ ارغونی، مطبوعہ جبل پور ایم۔پی
- ۱۲۰۔ مونس الارواح، سید جرأت علی بیریا مداری علیہ الرحمہ، مخطوطہ مکن پور شریف
- ۱۲۱۔ شجرۃ العارفین، سید ولی حسن حلبی شامی، مخطوطہ مکن پور شریف
- ۱۲۲۔ مرقع درگاہ، سید علی شکوہ ارغونی، مطبوعہ مکن پور شریف
- ۱۲۳۔ آئینۂ نسب نامہ، صوفی مہدی حسن مداری، مطبع ابراہیم امین آباد لکھنؤ
- ۱۲۴۔ محفوظات سید ظہیر المنعم عرف ببن میاں رحمۃ اللہ علیہ، (قلمی)، مملوکہ سید نور الاخیار جعفری
- ۱۲۵۔ مآثر الکرام، ترجمہ از رمضان واحدی گونڈوی، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی
- ۱۲۶۔ جواہر فریدی، (مترجم)، علی اصغر چشتی، مطبوعہ منشی نول کشور لاہور، سنہ تالیف: ۱۰۳۳ھ
- ۱۲۷۔ شریف التواریخ، شریف احمد شرافت نوشاہی، مطبوعہ ادارہ معارف نوشاہیہ ساہن پال شریف گجرات
- ۱۲۸۔ سلاسل اربعین، صوفی حسین مرادآبادی، مطبع بیت الشریف دہلی
- ۱۲۹۔ ریاض الانوار، حافظ محمد عمر، مطبع نصرت المطابع دہلی ۱۳۰۰ھ
- ۱۳۰۔ حیات شاہ عالم، نذیر اکرم نعیمی، ناشر خانقاہ شاہ عالم احمد آباد گجرات
- ۱۳۰۔ ضمیمۂ اذکار قلندری، نامی متولی، مطبوعہ اصح المطابع آسی پریس لاہور ۱۹۵۷ء
- ۱۳۲۔ صحائف اشرفی، علی حسین اشرفی، ناشر ادارہ فیضان اشرف بمبئی
- ۱۳۳۔ تاریخ جدولیہ، سید خادم علی، نقشہ اولیاے نامی، مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ، سنہ تالیف: ۱۲۶۴ھ
- ۱۳۴۔ تذکرۃ الفقرا و اسرار الواصلین، احمد اختر گورگانی، مطبع فخر المطابع لکھنؤ ۱۳۲۴ھ
- ۱۳۵۔ ماہ نامہ آستانہ دہلی مرتبہ صاحبزادہ مستحسن فاروقی، اگست ۱۹۵۵ء
- ۱۳۶۔ تحقیق الانساب، محمود احمد عباسی امروہوی، مطبوعہ جید برقی پریس دہلی

- ۱۳۷۔ مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالب، قمر عباس ہمدانی، مطبوعہ راولپنڈی پاکستان
- ۱۳۸۔ تحقیقات چشتی، نور احمد چشتی، مطبوعہ الفیصل غزنی اسٹریٹ لاہور
- ۱۳۹۔ منبع الانساب، معین الحق جھونسوی، ترجمہ و تحشیہ: ڈاکٹر ساحل سہسرامی، ناشر مدرسہ فیضان مصطفیٰ زہرہ باغ علی گڑھ
- ۱۴۰۔ احوال وآثار عبد اللہ خویشگی قصوری، پروفیسر اقبال مجددی، مطبع اشرف پریس لاہور ۱۳۹۱ھ
- ۱۴۱۔ مرآۃ الانساب، ضیاء الدین نقش بندی امروہوی، مطبع رحیمی کراچی ۱۳۲۵ھ
- ۱۴۲۔ فتاویٰ رضویہ، مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی، رضا فاؤنڈیشن لاہور
- ۱۴۳۔ الکواکب الدراریہ، ترجمہ از باقر علی جائسی، ناشر ادارہ الجامعۃ العربیہ مدار العلوم مکن پور شریف
- ۱۴۴۔ قاموس المشاہیر، نظامی بدایونی، مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۹۲۶ء
- ۱۴۵۔ مقالات طریقت المعروف فضائل عزیزیہ، عبد الرحیم ضیا، مطبع متین حیدرآباد ۱۲۹۲ھ
- ۱۴۶۔ تذکرۃ الکرام المعروف تاریخ خلفاے عرب و اسلام، شاہ کبیر دانا پوری، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی
- ۱۴۷۔ تذکرۂ مشائخ عظام، عاصم اعظمی، مطبوعہ کمال بکڈپو گھوسی
- ۱۴۸۔ الشجرات الرفاعیہ، غلام ہمدم مصباحی، مطبوعہ گجرات
- ۱۴۹۔ تاریخ پاکپٹن، میاں محمد طارق، مطبوعہ الفرید اکیڈمی ۱۹۹۴ء
- ۱۵۰۔ سیرت اشرفی، طیب صدیقی، مطبوعہ رضا آفسیٹ بمبئی
- ۱۵۱۔ سید الہند اور آپ کا اسلامی مشن مسمی بہ تذکرۃ الولی، سید محمد فضل الحق قادری، مکتبہ سیدنا رضاے دار الفیض

- ۱۵۲۔اوراد غوثیہ مترجم، غوث گوالیاری، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
- ۱۵۳۔سیر الاخیار مسمی بہ محفل اولیا، مراد سہروردی، کتب خانہ امجدیہ دہلی
- ۱۵۴۔تذکرۂ مشائخ رشیدیہ المعروف سمات الاخیار، عبدالمجید کاتب رشیدی، مطبوعہ شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن، دہلی
- ۱۵۵۔تذکرۂ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ، عبدالمجتبیٰ رضوی، مطبوعہ اکبر بک سیلرز لاہور
- ۱۵۶۔برکات مارہرہ، طفیل احمد صدیقی بدایونی، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ
- ۱۵۷۔اکمل التاریخ، یعقوب قادری بدایونی، تاج الفحول اکیڈمی
- ۱۵۸۔افضال رحمانی، مفتی افضال رحمٰن، مطبوعہ گنج مرادآباد
- ۱۵۹۔سیرت پیر مجیب، ہلال احمد قادری پھلواروی، دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ پٹنہ
- ۱۶۰۔شرفا کی نگری، قیام الدین نظامی فردوسی، نظامی اکیڈمی کراچی
- ۱۶۱۔شجرات جنت، پروفیسر قائم رضوی قتیل داناپوری، مخطوطہ خانقاہ چشتیہ نظامیہ داناپور
- ۱۶۲۔ناصر السالکین علی طریق العارفین، ظفر قادری، مطبوعہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ
- ۱۶۳۔غزانامہ مسعود،، مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۷ھ
- ۱۶۴۔ذوالفقار بدیع، سید کلب علی جعفری، مطبع قیومی کان پور، سنہ اشاعت ۱۳۴۲ھ
- ۱۶۵۔کرامات مسعودیہ، ملیح اودھی، مطبوعہ ممبئی
- ۱۶۶۔عظمت سرکار مسعود غازی، محمود مسعودی، ناشر جامعہ فیضان مسعود غازی دار التصوف بہرائچ
- ۱۶۷۔کنز السلاسل فی مجمع الافاضل، علاء الدین مسعودی، مطبوعہ ممبئی
- ۱۶۸۔نیپال میں اسلام کی تاریخ، مولانا محمد رضا قادری مصباحی، مطبوعہ مکہ پبلشر مٹیا محل جامع مسجد دہلی

- ۱۶۹۔ مدار اعظم، فرید احمد عباسی نقش بندی، مطبوعہ پرینٹڈ وارکس دہلی، سنہ اشاعت: ۱۳۳۳ھ
- ۱۷۰۔ دیار پورب میں علم اور علما، قاضی اطہر مبارک پوری, مطبوعہ جمال پرنٹنگ پریس دہلی ۱۹۷۹ء
- ۱۷۱۔ روحانیت کے تاجدار، مستحسن فاروقی، ناشر آستانہ بکڈپو جامع مسجد دہلی
- ۱۷۲۔ تذکرۂ اولیاے پاک و ہند کلاں، مرزا احمد اختر دہلوی، مطبوعہ جہانگیر آفسیٹ پریس دہلی، سنہ اشاعت: ۱۹۹۱ء
- ۱۷۳۔ انوار اولیا، رئیس احمد جعفری، مطبوعہ غلام علی پرنٹرز لاہور، اشاعت ہفتم ۱۹۸۵ء
- ۱۷۴۔ بصائر کراچی مرتبہ ڈاکٹر معین الحق، جلد: ۴/شمارہ نمبر اول، جنوری ۱۹۶۷ء
- ۱۷۵۔ ملفوظات شاہ مینا، محی الدین امیٹھوی، ترجمہ از لطیف اللہ، ناشر ڈاکٹر رشید احمد جالندھری ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۴ء
- ۱۷۶۔ مکتوبات اشرفی مرتب عبد الرزاق نور العین، ترجمہ از ممتاز اشرفی، ناشر دار العلوم اشرفیہ کراچی
- ۱۷۷۔ تذکرۃ الانساب، امام الدین گلشن آبادی، مطبوعہ رفاعی مشن ناسک
- ۱۷۸۔ سعیِ آخر، سید ہاشمی میاں، ناشر انجمن تحفظ ناموس اہل بیت رامپور ۱۹۹۲ء
- ۱۷۹۔ تاریخ مشایخ شیراز ہند جونپور، میاں محمد سعید، اسلامک بک پبلشرز لاہور ۱۳۹۶ھ
- ۱۸۰۔ سخنوران شاہجہاں پور، شمیم احمد، مطبوعہ تخلیق کار پبلشرز دہلی
- ۱۸۱۔ دستور الفقرا المسمی بہ آئین فریدی، عالم فریدی، مطبع چیون پرکاش دہلی
- ۱۸۲۔ فیروز اللغات، مولوی فیروز الدین، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور
- ۱۸۳۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشایخ، عبد الحق انصاری, مطبوعہ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور ۱۴۰۷ھ

- ۱۸۴۔ہدایت المریدین، حنیف قادری تیغی، ناشر خانقاہ آبادانیہ
- ۱۸۵۔ سوانح حیات سید آدم بنوری، اظہار سعد بنوری، المنور پرنٹرز لاہور ۲۰۰۳ء
- ۱۸۶۔ گلستان مسعودیہ، عبدالرحمن چشتی، ناشر سلیم غازی اعظم گڑھ
- ۱۸۷۔تذکرۂ جیبی، علی حیدر قلندر، ناشر ایوررروس اکیڈمی علی گڑھ، سنہ اشاعت ۱۹۳۵ء
- ۱۸۸۔تذکرۃ العابدین، نذیر احمد دیوبندی، دلی پرنٹنگ ورکس دہلی، سنہ اشاعت ۱۳۳۳ھ
- ۱۸۹۔تذکرۂ شاہ رکن عالم، نور عالم فریدی، قیصر الادب ملتان ۱۳۸۱ھ
- ۱۹۰۔ آثارات پھلواری شریف، حکیم سید شاہ محمد شعیب نیر، ناشر دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف ۱۹۴۷ء

﴿ انگریزی مصادر ﴾

- 191-Lived Islam in South Asia,published by Social Science pres Delhi
- 192-The Mughals and the Sufies,published by State University of New York
- 193-An Ethnographical hand book for the N-W provices and oudh,Allahbad press 1890
- 194-Later Mughals,Atlantic publishers New Delhi
- 195- सोमनाथ, आचार्य चतुर्सैन,राजपाल एंड संज़ दिल्ली

فہرست کتابیات

- ۱.طائفة الاسماعیلیة، کامل حسین، مکتبة النهضة المصریه ۲۰۰۷ء
- ۲.تاریخ الاسماعیلیة، عارف تامر، ریاض الرئیس للکتب و النشریات
- ۳.البرهان الجلی فی تحقیق انتساب الصوفیة الی علی، محدث احمد صدیق غماری، مطبوعه ۱۳۸۹ھ، مطبعة السعادة قاهره ۱۳۸۹ھ
- ۴.نیل السائرین فی طبقات المفسرین، طاهر بنجبیری، دار الکتب العلمیه بیروت
- ۵.سراج الابصار، عبد الملك سجاوندی، مطبوعه صحیفه مشین پریس حیدر آباد ۱۳۷۴ھ
- ۶.الایناس فی علم النسب، ابو القاسم وزیر مغربی، به اهتمام:دار الیمامه للبحث و الترجمه و النشر ریاض
- ۷.اخبار الاولیا، صفی الدین ظافر، مکتبه مدرسة الفقاهة
- ۸.الرسالة الحالیه فی المناقب المداریه، قاضی محمود کنتوری، مطبع عزیزی کان پور
- ۹.أنساب الطالبین، ابو عبد الله حسین سمرقندی، مکتبة الثقافة الدینیة قاهره
- ۱۰.الامامة فی الاسلام، عارف تامر، دار الاضواء بیروت
- ۱۱.الارشاد، مفید بغدادی، مکتبة حیدریه نجف ۱۹۶۲ء

- ۱۲.تهذیب الانساب، نسابه ابو جعفر عبیدلی، مکتبه آیت الله العظمی قم ایران
- ۱۳.مناهل الضرب فی انساب العرب، جعفر اعرجی، مکتبه آیت الله العظمی قم
- ۱۴.منتقلة الطالبیة، ابن طباطبا، مطبعة حیدر یة نجف ۱۳۸۸ھ
- ۱۵.کتاب المعقبین، جعفر حجه عبیدلی، مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی ایران
- ۱۶.التذکرة فی الانساب المطهرة، جمال الدین عبیدلی، مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی ایران
- ۱۷.تحفة الطالب بمعرفة من ینتسب الی عبد الله و ابی طالب، حسین بن عبد الله سمرقندی، مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی ایران
- ۱۸.تاریخ محمدی، محمد ابن معتمد خان، رضا لائبریری رام پور
- ۱۹۔جامع الانساب (فارسی)، محمد علی روضاتی، کتابخانہ جاوید ۱۳۳۵ھ
- ۲۰۔گنج فیاضی، غلام شرف الدین رشیدی، مخطوطہ ایشاٹک سوسائٹی کلکتہ
- ۲۱۔آداب الذکر، جعفر ابوسعید قلندری، مخطوطہ ایشاٹک سوسائٹی کلکتہ، سنہ کتابت:۱۰۹۷ھ
- ۲۲۔ریاض الانساب ومجمع الاعقاب، مرزا محمد شیرازی، مطبوعہ ممبئ ہند ۱۳۳۵ھ
- ۲۳۔تذکرۂ حسینی، میر حسین دوست سنبھلی، مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ
- ۲۴۔ہیروارث شاہ، ترجمہ از اکرم شاہ، مطبوعہ بک ہوم لاہور
- ۲۵۔ذکر جمیع اولیاے دہلی، حبیب اللہ، مطبوعہ عربک اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک
- ۲۶۔امام غزالی، احمد حلمی، کتابخانہ سہان ترکی ۱۹۰۴ء
- ۲۷۔خزینۃ الاصفیا، غلام سرور لاہوری، مکتبہ نبویہ لاہور

- ۲۸۔ گنجینۂ سروری، غلام سرور لاہوری، مطبوعہ منشی نول کشور لاہور
- ۲۹۔ تذکرۂ قطبیہ، جمال الدین ابوبکر، مخطوطہ نیشنل آرکائیو پاکستان آف اسلام آباد
- ۳۰۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، شاہ ولی اللہ دہلوی، مطبع احمدی دہلی
- ۲۵۔ طریق الارشاد لتکمیل المومنین و الاولاد، فقیر اللہ بن عبد الرحمٰن نقش بندی، ناشر نیلاب رحیمی ۱۳۵۹ھ
- ۳۱۔ اسناد الاشجار، غلام جیلانی رہتکی، مخطوطہ نیشنل آرکائیو آف اسلام آباد
- ۳۲۔ جواہر علویہ، رؤوف احمد مجددی، مطبع نولکشور لاہور
- ۳۳۔ رسالہ وجودیہ پنج گفتار، بدیع الدین قطب المدار، مخطوطہ پیر ڈمیریہ شاہ لائبریری
- ۳۴۔ رسالہ بدیع الدین شاہ مدار، بدیع الدین قطب المدار، مخطوطہ کتاب خانہ راجہ محمود آباد لکھنؤ
- ۳۵۔ انتخاب از رسالہ حضرت شاہ مدار، بدیع الدین قطب المدار، مخطوطہ راجشاہی یونی ورسٹی بنگلہ دیش
- ۳۶۔ سکینۃ الاولیا، دارہ شکوہ قادری، ناز پبلشنگ ہاؤس دہلی
- ۳۷۔ حسنات العارفین، دارہ شکوہ قادری، مؤسسہ تحقیقات و انتشارات تہران ۱۳۵۲ھ
- ۳۸۔ جونپور نامہ، غلام حسین، مخطوطہ برٹش میوزیم لندن
- ۳۹۔ طبقات اکبری، نظام الدین احمد بخشی، ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ
- ۴۰۔ مقاصد العارفین، عضد الدین امروہوی، ابوالکلام آزاد انسٹی ٹیوٹ ٹونک راجستھان
- ۴۱۔ فرحت الناظرین، اسلم بن حفیظ انصاری، اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ کراچی
- ۴۲۔ امۃ الانساب، رضوان الدین انصاری، ناشر انصاری پبلیکیشن بھوپال
- ۴۳۔ مرآۃ العالم تاریخ اورنگ زیب، بختاور خان، ادارۂ تحقیقات پاکستان پنجاب لاہور
- ۴۴۔ وہب زبیر، قطب الدین اشرف، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور سنہ کتابت: ۱۲۲۶ھ
- ۴۵۔ الکلمات الموتلفہ فی المقاصد المختلفہ، خوب اللہ الہ آبادی، مخطوطہ رضا لائبریری رام

پور سنہ کتابت:۱۱۴۹ھ

- ۴۶۔قصر عارفاں،احمد علی چشتی،مکتبہ مظہر فیض رضا۱۹۸۸ء
- ۴۷۔مرآۃ الاولیا،رشید الدین مودود لالا چشتی،مخطوطہ کتابخانہ خانقاہ عالیہ چشتیہ حیدر آباد
- ۴۸۔فوائد سعدیہ،ارتضی علی خان،مطبوعہ منشی نولکشور ۱۳۰۲ھ
- ۴۹۔دیوان مداری، عبد الجلیل مداری، مخطوطہ آیت اللہ العظمیٰ لائبریری ایران، سنہ کتابت:۱۲۴۶ھ
- ۵۰۔انیس العاشقین، مجتبی قلندر، مخطوطہ مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک
- ۵۱۔ معمولات مظہریہ، نعیم بہرائچی، مطبع نظامی کانپور ۱۲۷۱ھ
- ۵۲۔مجمع الکرامات، امام الدین رام پوری، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور ، سنہ کتابت: ۱۲۵۵ھ
- ۵۳۔بحر الانساب، مرتضی علم الہدیٰ، مخطوطہ کتابخانہ مجلس شورای ملی
- ۵۴۔مرآۃ مداری، عبد الرحمن چشتی، مخطوطہ آصفیہ لائبریری حیدر آباد ، سنہ کتابت:۱۰۵۰ھ
- ۵۵۔مرآۃ مداری، عبد الرحمن چشتی، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، سنہ کتابت:۱۲۰۶ھ بخط روشن علی
- ۵۶۔مرآۃ مداری، عبد الرحمن چشتی، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، سنہ کتابت:۱۲۲۴ھ بخط غلام حسین
- ۵۷۔مرآۃ مداری، عبد الرحمن چشتی، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور، سنہ کتابت:۱۹۲۹ء
- ۵۸۔مرآۃ مداری، عبد الرحمن چشتی، مخطوطہ دار المصنفین اعظم گڑھ، سنہ کتابت:۱۲۱۳ھ بخط معز الدین خان قادری

- ۵۹۔ حدیقۃ الاقالیم، مرتضی حسین بلگرامی، مطبع منشی نولکشور لاہور
- ۶۰۔ رسالۂ شاہ مدار، سید علی خادم، مخطوطہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد، سنہ کتابت:۱۲۵۱ھ
- ۶۱۔ لطائف قدوسی، رکن الدین گنگوہی، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ
- ۶۲۔ آیات قیومیہ (قلمی) مولانا علی احمد دھرم کوٹی، مخزونہ کتب خانہ بھلیر شریف شیخوپورہ پنجاب ۱۲۹۷ھ
- ۶۳۔ شجرہائے صحابۂ کرام، غلام دستگیر نامی، مطبوعہ شعیب الاولیا اکیڈمی براوں شریف
- ۶۴۔ ہندوستان کی تحریک آزادی اور اردو شاعری، گوپی چند نارنگ، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
- ۶۵۔ مقامات وارث شاہ، پروفیسر علی عباس، مطبوعہ روہتاک بکس لاہور
- ۶۶۔ تاریخ صوفیائے گجرات، ظہور الحسن شارب، جمیل اکیڈمی حیدرآباد
- ۶۷۔ مقالات مولوی محمد شفیع، احمد ربانی، مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور
- ۶۸۔ مقالات سید حسن عسکری، سید محمد حسنین، بہار اردو اکادمی پٹنہ
- ۶۹۔ تذکرۂ گلستان سخن، قادر بخش دہلوی، مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور
- ۷۰۔ فقہائے ہند، محمد اسحاق بھٹی، ادارہ ثقافت اسلامیہ
- ۷۱۔ مقامات خیر، ابوالحسن زید فاروقی، ناشر شاہ ابوالخیر اکیڈمی دہلی ۱۹۸۹ء
- ۷۲۔ تذکرۂ مشاہیر اکبرآباد، سعید احمد مارہروی، ابوالعلائی اسٹیم پریس آگرہ
- ۷۲۔ تذکرۂ اولیائے راجستھان، شاہد احمد جمالی، ناشر فائز احمد جے پور
- ۷۳۔ صحیفۂ ابرار، تنویر احمد علوی، ناشر ادارۂ مطبوعات جھنجھانہ مظفر نگر
- ۷۴۔ محبوب التواریخ، عبدالجبار صاحب، اسٹوڈینٹ بک ہاؤس حیدرآباد
- ۷۵۔ تفسیر صدیقی، عبدالقدیر صدیقی حسرت، ناشر حسرت اکیڈمی حیدرآباد

- ۷۶۔ صوفیاے بہار کے ملفوظات و مکتوبات، یحی ابدالی، ناشر اکرم رضا پٹنہ ۱۴۲۶ھ
- ۷۷۔ طریقت المدار، الٰہی بخش آکولوی، ہلالی پریس دہلی
- ۷۸۔ مشکات النبوۃ، غلام علی قادری، ترجمہ: ابو الفضل سید محمد قادری، اعجاز پرنٹنگ پریس ۱۹۸۲ء
- ۷۹۔ خزینۂ برکات ولی المعروف رسومات عرس فریدی، بشیر احمد چشتی، اکبر بک سیلرز لاہور
- ۸۰، اولیاے کشمیر، پیرزادہ حسین نقش بندی، نذیر پبلشرز لاہور
- ۸۱۔ تذکرۂ صوفیاے بنگال، اعجاز الحق قدوسی، مرکزی اردو بورڈ لاہور ۱۹۶۵ء
- ۸۲۔ تاریخ خورشید جاہی، آصف جاہ بہادر، مطبع بیاض ہند علی گڑھ
- ۸۳۔ شجرات شاہ وجیہ الدین علوی، مخطوطہ پیر محمد شاہ لائبریری احمد آباد
- ۸۴۔ سلسلۂ قلندریہ، عبید اللہ ٹونکی، فرید بک لمیٹیڈ دہلی ۲۰۰۵ء
- ۸۵۔ ذکر مبارک یعنی تالیف منیف در حالات مشایخ سادات مکن شریف، قائم الدین، اسلامی کتب خانہ مکن شریف
- ۸۶۔ ملفوظاتی ادب کی تاریخی اہمیت، پروفیسر اسلم، ادارہ تحقیقات پاکستان پنجاب
- ۸۷۔ تصوف رسم اور حقیقت، خواجہ حسن نظامی، مطبوعہ خواجہ ہال بستی درگاہ نظام الدین اولیا دہلی
- ۸۸۔ مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین، عبد الستار بیگ سہسرامی، سلیمانی پریس بنارس
- ۹۰۔ حقیقت گلزار صابری، حسن صابری رام پوری، مطبع حسنی پریس رام پور ۱۳۱۷ء
- ۹۱۔ سیرت فخر العارفین، حکیم سکندر شاہ، تصوف فاونڈیشن لائبریری لاہور
- ۹۲۔ تذکرۂ جیبی، حبیب حیدر قلندر، ناشر ایوررروس اکبر نامی علی گڑھ ۱۹۳۵ء
- ۹۳۔ تذکرۂ مشایخ نقش بندیہ، نور بخش توکلی، مشتاق بک کارنر لاہور
- ۹۴۔ گلزار صوفیا، عالم فقری، حامد اینڈ کمپنی پریس لاہور

- ۹۵۔ مردان خدا، ضیاعلی خان بدایونی، شوقین بکڈپو گھنٹہ گھر بدایوں
- ۹۶۔ تذکرۂ آبادانیہ، انور علی فریدی، ناشر صاحبزادہ صہیب فریدی بدایوں
- ۹۷۔ آئینۂ کالپی، عنایت اللہ، مخطوطہ خدابخش لائبریری ۱۹۴۶ء
- ۹۸۔ اسلام اور عصر جدید، پرفیسر جمال الدین، ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی
- ۹۹۔ تذکرۂ کاملاں رامپور، احمد علی شوق، مطبوعہ خدابخش لائبریری پٹنہ
- ۱۰۰۔ اماطۃ الاذی عن نسب غوث الوری، فیض احمد اویسی، مطبوعہ راولپلندی
- ۱۰۰۔ تذکرۃ الواصلین، رضی الدین بسمل بدایونی، ناشر تاج الفحول اکیڈمی بدایوں
- ۱۰۱۔ شمس العارفین، شاہ محمد سراج الیقین، مکتبۃ العزیزیۃ
- ۱۰۲۔ تذکرۂ اولیاے جھنگ، بلال زبیری، جھنگ ادبی اکاڈمی
- ۱۰۳۔ برصغیر کے اولیا اور ان کے مزار، اینا سفوروا، بہ ترجمہ: اسامہ فاروقی، ارشد رازی
- ۱۰۴۔ تذکرۂ اولیاے جھونسی، فاروق اترالوی، مکتبہ فاروقیہ اتراوں ضلع الہ آباد
- 105.Artefacts of Devotion,by Michel Boivin, Oxford University press
- 106-The Sharqi munuments of Jaunpur, Fasih ud Deen,empire press Jaunpur
- 107-The Nawabs of Savanur, K.N Chitnis, Atlantic publishers and Distributors

ضمیمه

ضمیمہ

از قلم: مولانا تسلیم مصباحی، ایم اے علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی

جب ہندوستان میں پارٹیشن ہوا تو خانقاہ مداریہ کے کئی حضرات پاکستان کی طرف ہجرت کر گئے، اور وہاں جاکر دائمی قیام گاہ بنالی، ان میں ہر سہ خواجگان کی اولاد بھی شامل تھی، یعنی ارغونی، فنصوری اور طیفوری بہت سے سادات و مشایخ نے بھی ہجرت کرنا محبوب جانا، انھی مہاجرین میں ایک ارغونی شہزادہ جھولن شاہ ارغونی قدس سرہ کی اولاد شامل ہے۔ درج ذیل آپ کے مختصر حیات تحریر کی جاتی ہے، جو آپ کی اولاد نے محفوظ رکھی۔

نام ونسب اور القاب:

آپ کا نام گرامی عبد الخالق، لقب جھولن شاہ ہے، آپ حسینی سادات شریف النسب سید ہیں، والدہ کی طرف سے حسنی ہیں۔ آپ کا نسب حضرت قطب المدار کے برادر سید محمود حلبی سے ہوتا ہوا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے، نسب نامہ درج ذیل ہے:

نسب نامہ پدری: خواجہ عبد الخالق مداری بن خواجہ سید جعفر مداری بن سید صادق مداری بن سجادہ نشین سید کامل درباری مداری بن سید غلام علی مداری بن سید مراد علی مداری بن سید عبد الحاکم مداری بن سید عبد الغفور مداری بن سید محب اللہ مداری بن سید عبد الرحیم مداری بن سید بابا لاڈ درباری مداری

بن فضل اللہ مداری بن سید ابوالفائض مداری بن سید ابو محمد محمد ارغون مداری بن سید عبداللہ بن سید کبیر الدین بن سید وحید الدین بن سید یسین الدین بن سید محمد بن سید محمد داود بن سید محمد بن سید ابراہیم بن سید محمد بن سید اسماعیل بن سید محمد بن سید اسحاق بن سید عبد الرزاق بن سید نظام الدین بن سید ابو سعید بن سید محمد بن سید جعفر بن سید محمود الدین برادر سید بدیع الدین احمد قطب المدار بن قدوۃ الدین سید علی الاصم بن بہاء الدین سید حسین نتیف بن ظہیر الدین سید احمد بن سید اسماعیل ثانی بن سید محمد بن سید اسماعیل اول بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن علی زین العابدین بن امام حسین بن علی المرتضیٰ و فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

لقب جھولن شاہ کی وجہ تسمیہ:

آپ مرشد کی نصائح کے مطابق ریاضت و مجاہدہ میں بہت محنت کی، اور چلہ کشی وغیرہ میں مصروف رہا کرتے، بسا اوقات آپ ذکر الٰہی کرتے وقت قلندر کے مانند بہت جھولتے، اور جذب کی کیفیات طاری ہو جاتیں، اسی جھولنے کو سالکین نے جھولن شاہ سے تعبیر کیا اور آپ کا لقب جھولن شاہ پڑ گیا۔

ولادت:

آپ انبالہ کے ایک معزز خاندان سادات کے فرزند خواجہ سید جعفر ارغونی قدس سرہ کے گھر ۲۱/ رمضان ۱۲۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم والد گرامی خواجہ سید محمد جعفر ارغونی سے حاصل کی، بعد

ازاں دیگر مکاتب سے بھی علم حاصل کرتے رہے، خانقاہی بزرگ تھے، اس لیے دل ظاہری تعلیم سے فراغت پاکر تصوف و سلوک کی طرف راغب ہوا اور منازل عرفان طے کرنے کا عزم کیا، ابھی آپ نوخیز جوانی میں قدم رکھ رہے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے دل کو عبادت وریاضت، مراقبہ ومجاہدہ اور اذکار واوراد کی طرف مائل کردیا اور آپ نے جوانی کو چاہ بربادی سے محفوظ رکھتے ہوئے کسر نفسی اور قرب الٰہی میں محصور رکھا، آپ نے سلوک کی منازل والدگرامی کے زیر نگرانی طے فرمائیں۔

اخلاق واطوار:

آپ شریعت پر بہت سختی سے عمل پیرا رہتے تھے، آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کائنات کی سب خیر اور بھلائی اللہ عزوجل نے صرف ہمارے آقا و مولیٰ وجہ تخلیق کائنات سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شریعت مطہرہ اور اس کی اتباع میں رکھی ہے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ عارف اور معروف کے درمیان صرف شریعت محمدیہ ﷺ ہی واحد راستہ ہے اور اس کے بغیر عارف کو کبھی معرفت عطا نہیں ہوتی۔

آپ اپنا اکثر وقت گھر کے قریب واقع مسجد نور میں گزارتے، ایک عرصہ تک امامت کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے، مسجد سے آپ کو خاص لگاو تھا، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو عبد اپنے خالق کے لیے وقت نکالتا ہے، اللہ باری تعالیٰ اتنی بلند شان اور رفیع الشان ہے، کہ اپنے اس غلام کو بے سروسامانی نہیں چھوڑتا اور اس کے ہر جائز کام کی ذمہ داری اٹھالیتا ہے، آپ تبلیغ اسلام، تزکیۂ نفوس اور تدبر قدرت پر بہت زور دیا کرتے تھے۔

بارگاہ الٰہی سے آپ مستجاب الدعوات تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاوں میں برکت رکھی تھی، بہت سے لوگوں کی حاجات آپ کی دعا سے برآتیں، اور مسائل حل ہو

جاتے،اور بے اولاد صاحب اولاد ہو جاتے،آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دعاوں کی قبولیت اللہ عزوجل نے جد امجد مدار العاملین سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار کے وسیلہ عطا فرمائی ہے اور فقیر ان کے ٹکڑوں پر ہی پل رہا ہے۔

خوارق وکرامات:

آپ بارگاہ ایزدی سے انعام یافتہ لوگوں میں شامل تھے،آپ کو بوسیلۂ منبع الکرامات حضرت قطب المدار اور سائیں توکل شاہ خارق عادت نعمتوں سے نوازا گیا،بہت سے غیر مسلموں نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا اور مشرف باسلام ہوئے،آپ کی چند کرامات نذر قارئین ہیں:

(۱)حاملہ بھینس اور جھولن شاہ:

ایک دفعہ آپ جمعہ کی نماز پڑھا کر آستانۂ شریف جارہے تھے،سر راہ چند شریر سکھ صاحبان ایک حاملہ بھینس کو تنگ کر رہے تھے،آپ نے انھیں بہت محبت سے سمجھایا اور فرمایا کہ یہ جانور اللہ رب العالمین کی بے زبان مخلوق ہے،بے زبان مخلوق کو تنگ کرنے پر باری تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے،لیکن وہ لوگ نہ مانے اور آپ سے کہا:بابا جی!آپ تو رب کے محبوب بندے ہیں،آپ کچھ کریں کہ یہ بھینس بچہ نہ جنے،آپ فرمانے لگے کہ میں تو اپنے رب کا عاصی اور عاجز غلام ہوں،اور ان لوگوں سے محبت اور انکساری کے ساتھ عرض گزار ہوئے،آپ اس بے زبان اور معصوم جانور کو تنگ نہ کریں،لیکن وہ لوگ اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور تمسخر کرنے لگے کہ آپ کا رب اتنا طاقت ور اور سچا ہے،جتنا آپ لوگوں کو بتاتے ہیں،تو پھر بے زبان کو ہم سے کیوں نہیں بچاتا؟اس بات پر آپ پر جلال طاری ہو گیا اور اللہ عزوجل سے دعا گو ہوئے اور بھینس جو شدید تکلیف میں تھی،اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور بھینس سے کہا کہ یہ تو

ایک بچے کی بات کر رہے تھے، لیکن تو آئندہ کبھی بھی بحکم الٰہی بچہ نہ جننا، یہ فرماتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، آپ نے عرض کیا: اے میرے رب! اگر یہ تیرے جاہ و جلال اور عظمت و تقدس کا مذاق نہ اڑاتے، تو تیرا یہ عاجز غلام کبھی دست بدعا نہ ہوتا، لیکن تیرے ہر کام میں حکمت پوشیدہ ہے، لوگوں نے دیکھا کہ بھینس نے پھر کبھی بھی بچہ نہ جنا اور نہ ہی حمل کے آثار اس پر ظاہر ہوئے، اس واقعے کے ظہور پذیر ہونے کے بعد سکھ صاحبان نے آستانہ شریف پر حاضری دی اور معافی کے خواستگار ہوئے، اور آپ کے دست بافیض پر اسلام قبول کیا۔

(۲) جن کا قبول اسلام اور جھولن شاہ:

آپ نے اپنے مرشد کریم سائیں توکل شاہ سے بھی بہت فیض حاصل کیا، بہت سے جنات نے آپ کے ہاتھوں پر توبہ کی اور مشرف باسلام ہوئے، جنات کی آپ کے پاس حاضری کے انگنت واقعات موجود ہیں، ایک دفعہ آپ کے پاس خوب رو نوجوان آیا اور اس نے کہا کہ میں توبہ کا طالب ہوں، میں گناہوں کی بہت لمبی زندگی بسر کر کے بیزار ہو چکا ہوں، آپ نے فرمایا کہ بیٹا! میرا اور تمھارا خالق ایک ہی ہے، جو وحدہ لا شریک ہے، اور بہت رحمن و رحیم ہے، جب اس نے مجھ جیسے گناہ گار کے ساتھ کرم کا معاملہ کیا، تم بھی اس کی طرف لوٹ آؤ، وہ نوجوان یہ بات سن کر رونے لگا اور آپ سے گزارش کی کہ آپ اس کو رب کے راستے کی طرف رہ نمائی فرمائیں، آپ نے اس نو جوان کو دائرۂ اسلام میں داخل فرمایا، نام عبد اللہ رکھا اور اپنے سینے سے لگایا، اس کے بعد وہ نوجوان آپ سے اجازت طلب کر کے رخصت ہوا، تو کچھ مریدین اس کے پیچھے جانے لگے، تاکہ اس نو جوان کو قبول اسلام کا تحفہ دعوت طعام کی شکل میں پیش کریں، اور اس کی ضیافت کر سکیں، لیکن مریدوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی، جب وہ

آستانے سے نکلا تو نظروں سے اوجھل ہو گیا، مریدین نے آپ سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا وہ رب کریم کی ناری مخلوق ہے۔

(۳) بے قابو بیل اور جھولن شاہ:

ایک دفعہ آپ خاص چلہ کشی کے لیے خانقاہ سے متّصل ایک لق دق صحرا میں تشریف لے جارہے تھے، وہاں علاقائی لوگ اپنے چوپایوں کو چارہ خوری کے لیے لے جاتے تھے، جب آپ جارہے تھے تو ایک بیل جو ایک بہت طاقت ور تھا، غصے سے بے قابو ہو کر دوڑ رہا تھا، اور وہ آپ کی پشت کی طرف سے آرہا تھا، لوگ اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے آپ کو با خبر کرنے کے لیے آوازیں بلند کر رہے تھے کہ بابا جی! راستے سے ہٹ جائیں، وگرنہ یہ بیل آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے، آپ ذکر و فکر میں ڈوبے ہوئے چلے جارہے تھے، اور ان کی آوازوں کا آپ پر کچھ اثر نہ ہوا، علاقائی لوگوں نے جو دیکھا، اس سے ان کی حیرت میں مزید اضافہ ہوا، کیوں کہ جب یہ بے قابو بیل آپ کے پاس پہنچا تو آپ کی نگاہ کیمیا کے اثر سے اس بیل کی حرکت میں اضمحلال پیدا ہو گیا، اور آپ کے قدموں میں سر خم کر کے بیٹھ گیا، اس کے بعد وہ بیل چالیس ایام تک چلہ کشی کے دوران آپ کے ارد گرد گھومتا رہا، جب آپ نے چلہ ختم کر لیا تو اسے اپنے مالک کے پاس جانے کا حکم دیا اور کہا کہ دوبارہ کسی کو تنگ نہ کرنا، اس بیل نے دوسری مرتبہ کسی کو نقصان نہ پہنچایا۔

اولاد و امجاد:

آپ کے والد محترم خواجہ محمد جعفر شاہ ارغونی نے آپ کی شادی ایک عزت دار خاندان سادات کی ایک نیک اور خوب سیرت خاتون سیدہ رحیمن بی بی سے فرمائی، اللہ عزوجل نے آپ کو رحیمن بی بی سے خوب صورت اور نیک سیرت بلند نصیب والے

تین صاحبزادے عطا فرمائے، بڑے صاحبزادے کو سید عبد اللہ ارغونی، دوسرے صاحبزادے کو سید عبد الرحمن شاہ ارغونی اور تیسرے کو سید عبید اللہ شاہ ارغونی نام دیا، بزرگ فرماتے ہیں کہ آپ کا فرمان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنے بھی بیٹے عطا فرمائے، میں سب کا نام نامی اللہ عزوجل کے اسم گرامی پر ہی رکھوں گا۔

وصال مبارک:

آپ درمیانی عمر مبارک میں ہی اپنے خالق حقیقی سے ۱۰/ربیع الاول ۱۳۵۳ھ میں جا ملے، آپ انبالہ میں ہی مدفون ہیں، جو بوقت ہجرت آپ کے نومسلم سکھ مرید کے حوالے کر دیا گیا تھا۔

شجرات طریقت:

آپ کو اپنے آبائی سلسلۂ مداریہ کے علاوہ سلسلۂ نقش بندیہ بھی حاصل تھا، دونوں کے شجرات درج ذیل مرقوم ہیں:

- **سلسلۂ عالیہ طیفوریہ مداریہ:**

سید الکائنات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مرجع ولایت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

امام العارفین خواجہ سیدی حسن بصری رضی اللہ عنہ

شیخ العارفین خواجہ سیدی حبیب عجمی رضی اللہ عنہ

سلطان الاولیا خواجہ سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ

شہنشاہِ ولایت قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار حلبی مکن پوری رضی اللہ عنہ

خواجہ سید ابو محمد ارغون سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید ابوالفائض سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید فضل اللہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید بابالاڈ درباری سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید عبدالرحیم سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ محب اللہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ عبدالغفور سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ عبدالحکیم سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ مراد علی سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ سید شاہ غلام علی سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ کامل درباری سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ حافظ محمد مراد میاں سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ محمد جعفر رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ عب دالخالق عرف جھولن شاہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ (انبالہ شریف)

- **سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ:**

آقائے دوجہان خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بعد الانبیا افضل البشر حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت بایزید طیفور بن عیسیٰ عرف بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوعلی فیض بن محمد الطوی عرف ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابویعقوب خواجہ یوسف الہمدانی النعمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی المالکی نسباً والحنفی مذہباً رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمود انجیر فغوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ علی النساج رامیتی عرف حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد باباسماسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بہاء الدین محمد بن محمد البخاری عرف شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ علاو الدین محمد بن محمد البخاری عرف خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ ناصر الدین عبیداللہ بن محمود السمرالقندی عرف خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد زاہد بدخشی حصاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد مقتدی الامکنگی البخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ مؤید الدین بیرنگ محمد باقی باللہ الکابلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حاجی سیف الدین الفاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حافظ محمد محسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ نور محمد البدایونی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ (دریا گنج دہلی انڈیا)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (دریا گنج دہلی انڈیا)

حضرت خواجہ حافظ ابو سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ مولانا محمد شریف قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حاجی سید محمد محمود شاہ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ عبدالخالق عرف جھولن شاہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ (انبالہ شریف)

اولاد و احفاد کا مختصر تذکرہ:

صاحبزادہ سید عبداللہ شاہ ارغونی:

آپ خواجہ عبدالخالق شاہ ارغونی المعروف جھولن شاہ سرکار قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے تھے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم سے ہی حاصل کی، اور خاندانی سلسلہ مداریہ میں سلوک کی منازل طے کر کے اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کو اللہ عزوجل نے کثیر الاولاد بنایا تھا اور چھ صاحبزادے عطا فرمائے، آپ کے بڑے صاحبزادے سید محمد عمر شاہ ارغونی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے پیر

سید محمد حنیف شاہ ارغونی اور ان کے بھتیجے پیر سید محمد یونس شاہ ارغونی دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ دونوں پیر صاحبان سرگودھا (پاکستان) میں خدمت خلق سرانجام دے رہے ہیں۔ صاحبزادہ عبداللہ شاہ ارغونی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بڑے صاحبزادے سید محمد عمر شاہ ارغونی رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا میں مدفون ہیں۔

صاحبزادہ حکیم حافظ مولوی سید عبدالرحمنؒ شاہ ارغونی:

آپ خواجہ سید عبدالخالق شاہ ارغونی المعروف جھولن شاہ سرکار علیہ الرحمہ کے چھوٹے صاحبزادے اور ان کا عکس جمیل تھے، آپ کا سنہ ولادت ۲۷/ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ ہے، بچپن سے ہی آپ کو اللہ کے نیک بندوں سے خاص لگاؤ تھا، اللہ والوں کی محافل اور صحبتوں میں رہنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا، آپ کی استعداد، روحانی لگاؤ اور محنت کے پیشِ نظر والد گرامی خواجہ عبدالخالق شاہ ارغونی المعروف جھولن شاہ سرکار علیہ الرحمہ نے آپ کو خاندانی نعمت سلسلۂ عالیہ مداریہ میں خلافت عطا فرما کر بار طریقت کا متحمل بنا دیا۔ ۲۵/ جمادی الاول ۱۳۹۹ھ کو دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کر گئے، آپ کی آخری آرام گاہ اور مزار مبارک فیصل آباد میں ہے۔

آپ کی روحانی شجرات مندرجہ ذیل ہیں:

- **سلسلۂ عالیہ طیفوریہ مداریہ:**

سید الکائنات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
مرجع ولایت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم
امام العارفین خواجہ سیدی حسن بصری رضی اللہ عنہ
شیخ العارفین خواجہ سیدی حبیب عجمی رضی اللہ عنہ

سلطان الاولیا خواجہ سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ

شہنشاہِ ولایت قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار حلبی مکن پوری رضی اللہ عنہ

خواجہ سید ابو محمد ارغون سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید ابوالفائض سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید فضل اللہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید بابا لاڈ درباری سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید عبدالرحیم سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ محب اللہ سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ عبدالغفور سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ عبدالحکیم سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ مراد علی سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ سید شاہ غلام علی سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ کامل درباری سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ حافظ محمد مراد میاں سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ محمد جعفر رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ عبدالخالق عرف جھولن شاہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ (انبالہ شریف)

خواجہ حکیم سید عبدالرحمن ارغونی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ اویسیہ:

آقاے دوجہان خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بعد الانبیا افضل البشر حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت بایزید طیفور بن عیسیٰ عرف بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوعلی فیض بن محمد الطوی عرف ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابویعقوب خواجہ یوسف الہمدانی النعمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی المالکی نسباً والحنفی مذہباً رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمود انجیر فغوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ علی النساج رامیتی عرف حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد باباسماسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بہاء الدین محمد بن محمد البخاری عرف شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ علاو الدین محمد بن محمد البخاری عرف خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ ناصر الدین عبیداللہ بن محمود السمرالقندی عرف خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد زاہد بدخشی حصاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد مقتدا الامکنگی البخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ مؤید الدین بیرنگ محمد باقی باللہ الکابلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حاجی سیف الدین الفاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حافظ محمد محسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ نور محمد البدایونی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ (دریا گنج دہلی انڈیا)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (دریا گنج دہلی انڈیا)

حضرت خواجہ حافظ ابو سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ مولانا محمد شریف قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حاجی سید محمد محمود شاہ جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ سید شاہ عبد الخالق عرف جھولن شاہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ (انبالہ شریف)

خواجہ سید حکیم عبد الرحمٰن شاہ ارغونی گیلانی علیہ الرحمہ

حضرت سید عبد الرحمن ارغونی علیہ الرحمہ کے تین فرزند ہوئے، جن میں ایک صاحب زادہ حضرت سید منظور احمد ارغونی گیلانی دامت برکاتہم القدسیہ ہیں، جو اس وقت درگاہ شریف فیصل آباد کے متولی اور صدر سجادہ نشین ہیں، ان کی نسل چھ

فرزندوں سے جاری ہوئی، آج بحمدہ تعالیٰ ان کے فرزند ارجمند صاحب زادہ ڈاکٹر سید زمان الرحمن ارغونی زیدہ عمرہ اس خاندان کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، اور درگاہ شریف کے ولی عہد ہیں، آپ کو شیخ المشائخ صاحب سجادہ دار النور مکن پور شریف حضرت سید مجیب الباقی جعفری مداری دامت معالیہم سے بھی خلافت حاصل ہے، اور ان کے زیر سایہ ملک و بیرون ملک عالمی پیمانے پر تعلیمات سلسلۂ مداریہ کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔ حفظہ اللہ تعالیٰ من الشرائر والبلایا۔

ظلمتوں میں ایمان کی شمع روشن کرنے والی عرفانی ذات حلقہ عارفین داعی اسلام
حضرت سید بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ، مگہر شیخ کامل مکمل تذکرہ

بنام

تذکرہ مشائخ مداریہ

بتاریخ الیعنی

مصحف الانوار المدائح الاخیار

۱۴۴۳ھ

جلد اول

مصنف

مفتی محمد ہاشم علی مصباحی

فاروقیہ بکڈپو ٹیامحل جامع مسجد دہلی

اقوال زریں

حضرت سید بدیع الدین احمد قطب مدار قدس سرہ

- سچے مومن شیطان کی اطاعت نہیں کرتے۔
- توبہ کیجیے اور توبہ پر قائم رہیے، کیوں کہ شان توبہ کرنے میں نہیں بلکہ توبہ پہ قائم رہنے میں ہے۔
- اگر قلب مہذب بن جائے تو اعضا بھی مہذب بن جائیں گے۔ [illegible] کو ترک کردے اور سوائے [illegible] کچھ نہ لے۔
- سالک وہ ہے جو چاہتا ہے کہ آسمان پر چلا جائے یعنی ہر وقت خداوندی کے تجسس میں رہتا ہے۔
- طالب حق کو لازم ہے کہ ادائیگی فریضہ خداوندی کے بعد نوافل کثرت کرے اور شب و روز ذکر الٰہی میں مشغول رہے، حرص سے اپنے نفس کو محفوظ رکھے، مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

made with Placeit

سلسلہ عالیہ مداریہ کی تفصیلات جاننے کے لیے ان ویب سائٹس پر وزٹ کریں

- Youtube Channel, Mahfile Auliya Makanpur
- Fb Officele Page
  Dargah Zinda Shah Madar Makanpur]
  Mobile for Contracting.
  Khanqahe Madariya Makanpur, 9838360930
  Website:www.qutbulmadar.org